الاصابہ فی تمییز الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین (اردو)

(صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انسائیکلوپیڈیا)

جلد ۵

تالیف

حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مولانا محمد عامر شہزاد علوی

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار لاہور

مکتبہ رحمانیہ
MAKTABA-E-REHMANIA

الاصابہ فی تمییز الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین (اردو)

(صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انسائیکلوپیڈیا)

جلد ۵

تالیف
حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
مولانا محمد عامر شہزاد علوی

مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
MAKTABA-E-REHMANIA

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ

اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

نام کتاب .... الاصابہ فی تمییز الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین (اردو) جلد ۵

تالیف .... حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم .... مولانا محمد عامر شہزاد علوی

ناشر .... مکتبہ رحمانیہ
اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

مطبع .... خضر جاوید پرنٹرز

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرما دیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

فہرست مضامین

قسم الرابع

باب غین کے بعد راء

باب غین کے بعد زاء

باب غین کے بعد شین

باب غین کے بعد ضاد

باب غین کے بعد طاء

قسم الثانی از حرفِ غین

باب غین کے بعد نون

باب غین جس کے بعد نون

باب غین کے بعد میم

باب غین کے بعد یاء

حرف الفاء

قسم اوّل از حرف الفاء

باب فاء کے بعد الف

باب فاء کے بعد تاء

باب فاء کے بعد جیم

باب فاء کے بعد دال

باب فاء کے بعد راء

باب قاف کے بعد سین

باب قاف کے بعد شین

باب قاف کے بعد صاد

باب قاف کے بعد طاء

باب قاف کے بعد عین

باب قاف کے بعد فاء

باب قاف کے بعد لام

باب قاف کے بعد میم

باب قاف کے بعد نون

باب قاف اس کے بعد ہاء

باب قاف کے بعد واؤ

باب قاف کے بعد یاء

قیس نامی لوگوں کا ذکر

باب قاف کے بعد الف

باب قاف کے بعد باء

باب قاف کے بعد تاء

باب قاف کے بعد دال

باب قاف کے بعد راء

باب قاف کے بعد سین

باب قاف کے بعد طاء

باب قاف کے بعد عین

باب قاف کے بعد نون

باب قاف کے بعد یاء

حرف کاف

قسم اوّل از حرفِ کاف

باب کاف کے بعد باء

باب کاف کے بعد ثاء

باب کاف اس کے بعد دال

باب کاف کے بعد راء

باب کاف کے بعد سین

باب کاف کے بعد عین

باب کاف کے بعد لام

باب کاف اس کے بعد نون

باب کاف کے بعد ھاء

باب کاف اس کے بعد واؤ

باب کاف اس کے بعد یاء

قسم الثانی از حرفِ کاف

باب کاف کے بعد ثاء

باب کاف کے بعد نون

القسم الثالث از حرفِ کاف

باب کاف کے بعد ثاء

باب کاف کے بعد راء

باب کاف کے بعد عین

باب کاف کے بعد لام

باب کاف کے بعد میم

باب کاف کے بعد نون

باب کاف کے بعد ھاء

باب کاف کے بعد واؤ

باب کاف کے بعد یاء

القسم الرابع از حرفِ کاف .... //

باب کاف کے بعد ثاء

باب کاف کے بعد راء

باب کاف کے بعد عین

باب کاف کے بعد لام

باب کاف اس کے بعد نون

حرف لام

قسم اوّل از حرفِ لام

باب لام کے بعد الف

باب لام کے بعد باء

باب لام کے بعد جیم

باب لام کے بعد حاء

باب لام کے بعد صاد

باب لام اس کے بعد قاف

باب لام کے بعد میم

باب میم کے بعد میم

باب میم کے بعد نون

باب میم کے بعد باء

باب میم کے بعد تاء

باب میم کے بعد ثاء

باب میم کے بعد جیم

باب میم کے بعد حاء

محمد نامی صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر

حرف میم کے باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر

باب میم کے بعد خاء

باب دال کے بعد میم

باب میم کے بعد ذال

باب میم کے بعد راء

باب میم کے بعد زاء

باب میم کے بعد سین

مَسْلَمَہ نامی لوگوں کا تذکرہ

باب میم کے بعد شین

مقدمہ جلد پنجم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم.

قارئین کرام! آپ کے ہاتھوں میں یہ الاصابہ فی تمیز الصحابہ کی جلد سوم کا ترجمہ ہے۔ حسب سابق اس جلد میں وہی روش اختیار کی گئی ہے جو اس سے قبل دو جلدوں میں اپنائی گئی۔ اس جلد میں جن علماء نے علمی معاونت فرمائی ان کا نام شامل نہ کرنا جہاں بے مروتی ہے وہاں ناانصافی بھی ہے، کہ ان حضرات نے وقت نکال کر رہنمائی فرمائی یقیناً وہ حضرات شکریے کے مستحق ہیں۔ مولانا علی احمد صاحب متخصص فی الحدیث از جامعہ فاروقیہ کراچی حال مدرس دارالعلوم سرگودھا، مولانا طاہر فاروق صاحب مدرس مفتاح العلوم سرگودھا مولانا اسامہ مسعود حال مدرس معہد الفقیر جھنگ، باقی جن حضرات نے جیسا بھی تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں صحت و تندرستی کے ساتھ اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔

فقط **عامر شہزاد علوی**

حرفِ غین (نقطہ دار)

قسم اوّل **از حرفِ غین**

باب الغین

۶۹۰۲ غاضرہ بن سمرہ [1]

بن عمرو بن قرط بن جندب بن العنبر بن عمرو بن تمیم التمیمی العنبری۔ ان کے باپ کا تذکرہ پیچھے باب السین کی قسم اوّل میں گزر چکا ہے۔ ان کے متعلق ابن کلبی کہتے ہیں کہ انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے اور آنحضرت ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو صدقات کی وصولی کے لیے بھیجا تھا۔ اس بات کو رشاطی نے بیان کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ اس کو ابو عمر اور ابن فتحون نے ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: ابن کلبی کا بقیہ کلام یہ ہے کہ سمرہ بن عمرو کو خالد بن ولید نے یمامہ میں اپنا نائب بنایا جب وہ وہاں سے واپس آئے۔ اور تاریخ البخاری [2] میں ہے کہ غاضرہ العنبری نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے اور روایت کی ہے جن سے ابن عوف نے وہ یہی ہیں۔ اس بات کو ابو حاتم نے ذکر کیا ہے۔

ابن حبان نے انہیں ثقہ تابعین میں شمار کیا ہے اور غاضرہ کا ایک بیٹا بھی ہے جس کا نام عبید اور کنیت ابو النجاب ہے اور وہ شاعر ہے، ابن جریر نے اپنے شعر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۹۰۳ غالب بن ابجر المزنی [3]

ابو حاتم رازی نے کہا کہ انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے اور یہ کوفی ہیں۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ ابنِ ذیخ ہیں۔ [4] ان کی حدیث سنن ابی داؤد [5] میں باب فی لحوم الحمر الاہلیہ میں موجود ہے، اس کی اسناد میں بہت اختلاف ہے، ابن سکن نے کہا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کا مدار "عبید بن الحسن عن عبدالرحمٰن بن مغفل عن ناس من مزینة عنه" پر ہے اور اس میں شعر ہے اور اس کے غیر نے اس کو مرفوع قرار دیا ہے اور شعبہ نے اس میں شک کا اظہار کیا ہے پس کہا ہے: عن ابجر او ابن ابجر۔ اور شریک بن عبداللہ القاضی نے کہا ہے: غالب بن دیخ۔ حکایت کیا ہے اسے بغوی نے پھر غالب بن دیخ نے ایک ہی حدیث بیان کی ہے اور ان کی حدیث کو لائے ہیں شریک بن عبداللہ کے طریق سے اور ایسے ہی بخاری نے بھی انہیں مفرد کہا ہے لیکن غالب بن دیخ

---

[1] اسد الغابہ (ت ٤١٦٢) تجرید (١/٢) [2] تاریخ کبیر (١٠٩/٤) [3] ابوداؤد (حدیث: ٣٨٠٩)
[4] المعجم الکبیر (٢٦٥/١٨) [5] ابوداؤد (حدیث: ٣٨٩٠)

کے حالات میں حدیث کو ذکر نہیں کیا۔

اور کہا ہے ابوعمر [1] نے: دیخ شاید ان کا دادا ہے اور ان کی حدیث دوسری ہے تاریخ بخاری میں۔

اور کہا قتیبہ نے بیان کیا ہمیں عبدالمؤمن ابوالحسن نے ان کو عبداللہ بن خالد العبسی نے ان سے عبدالرحمٰن بن مقرن نے ان سے غالب بن ابجر نے انہوں نے کہا کہ قیس کا ذکر کیا گیا نبی علیہ السلام کے سامنے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک قیس اللہ کا شیر ہے''۔ اس کو روایت کیا ہے حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں قتیبہ سے اور ان کے طریق سے ابونعیم نے روایت کیا ہے اسے ابن قانع نے موسیٰ بن ہارون سے انہوں نے قتیبہ سے اور ابن مندہ نے موسیٰ کے طریق سے اور ابن قانع نے ان دونوں میں فرق کیا ہے۔

۶۹۰۴ غالب بن دیخ [2]

ان کا تذکرہ ماقبل گزر چکا ہے۔

۶۹۰۵ غالب بن عبداللہ الکنانی اللیثی [3]

بقول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے لیے صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے اور ان کا نسب ابن کلبی نے بیان کیا ہے۔ پھر کہا: وہ ابن عبداللہ بن مسعر بن جعفر بن کلب بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ کلبی پھر لیثی۔ اور صحیح قرار دیا ابوعمر نے بعد اس کے کہ اس نے کہا: غالب بن عبداللہ اور یہی اکثر کا مذہب ہے۔ اور کہا جاتا ہے: ابن عبداللہ اللیثی اور کہا جاتا ہے الکلبی اور اشارہ کیا اس بات کی طرف کہ حدیث مسند احمد میں سند حسن کے ساتھ ہے۔

کہا احمد نے: بیان کیا ہم کو یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، کہا اس نے کہ میرے باپ نے کہا: بیان کیا مجھ کو محمد بن اسحاق نے، بیان کیا مجھ کو یعقوب بن عتبہ نے مسلم بن عبداللہ جہنی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبداللہ کلبی کو بھیجا جو لیث کا کلب ہے اور اس کو حکم دیا یہ کہ ان پر غارت گری کرے، پس وہ نکلا اور میں اس کے سریہ (لشکر) میں تھا۔ ہم چلے یہاں تک کہ جب قدید مقام پر تھے تو ہم حارث بن مالک بن برباز لیثی کو ملے۔ تو ہم نے اس کو پکڑ لیا، تو اس نے کہا: میں تو مسلمان ہو کر آیا ہوں، پھر حدیث کو ذکر کیا۔ [4] اسی طرح تخریج کی ہے اس کی ابونعیم نے، احمد بن محمد بن ایوب کے طریق سے انہوں نے روایت کیا ابراہیم بن سعد سے اور تخریج کی اس کی ابوداؤد [5] نے عبدالوارث کے طریق سے، اس نے محمد بن اسحٰق [6] سے لیکن اس نے اپنی روایت میں کہا: عبداللہ بن غالب اور پہلا قول زیادہ درست ہے، کہا ابوعمر [7] نے اور یہ اہل سیر کے ہاں پانچویں ہجری کا واقعہ ہے۔ اور غالب کی ایک روایت ہے جس کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں تخریج کی ہے۔ [8] اور بغوی نے عمار بن سعد کے طریق سے، اس نے قطن بن عبداللہ اللیثی سے، اس نے غالب بن عبداللہ اللیثی سے کہا: مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے سال اپنے سامنے بھیجا تاکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے راستہ ہموار کروں، اور تاکہ میں ان کے لیے جاسوسی کروں، پس مجھ کو راستہ میں بنی کنانہ کی اونٹنیاں مل گئیں جو تقریباً چھ

---

[1] استیعاب (۳۱۸/۳) [2] تجرید (۱/۲) [3] اسد الغابہ (٤١٦٥) استیعاب (۲۰۸۰) تجرید (۱/۲)

[4] ذکرہ ابن عبدالبر الاستیعاب (۳۱۸/۳) [5] اخرجہ ابوداؤد فی کتاب الجهاد (حدیث: ۲۶۷۸)

[6] سیرۃ ابن ہشام (۱۹۵/٤) [7] استیعاب (۳۱۸/۳) [8] تاریخ کبیر (۹۸/۷)

ہزار (۶۰۰۰) تھیں اور بے شک نبی کریم ﷺ اترے، پھر میں نے آپ علیہ السلام کے لیے دودھ دھویا، پھر آپ علیہ السلام لوگوں کو پینے کی دعوت دے رہے تھے، سو جس نے کہا: میں روزے دار ہوں، تو فرمایا: یہ نافرمانی کرنے والے ہیں۔

اور ذکر کیا ابن اسحٰق [1] نے مغازی میں کہا: بیان کیا مجھ کو اس شیخ نے جو اسلام لایا اپنی قوم کے مردوں میں سے، کہا: بھیجا رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبداللہ کلبی کو بنی مرہ کی زمین کی طرف۔ پھر نیچے ان کے مرداس بن نہیک جوان کا حلیف تھا شمشیر برّاؤں میں سے، قتل کیا اس کو اُسامہ بن زید نے۔ اور ذکر کیا ہشام بن کلبی نے: بے شک نبی کریم ﷺ نے اس کو فدک کی طرف بھیجا، پھر وہ فدک کے علاوہ شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: فدک کی طرف اس کے علاوہ کو بھیجا، اور اس کا نام بھی غالب تھا، لیکن کہا ابن فضالہ نے جیسا کہ عنقریب یہ بات اس کے ترجمہ میں آ رہی ہے، بہر حال غالب بن عبداللہ یہ اس کے لیے فتح قادسیہ میں ذکر ہے۔ اور یہ وہ ہے جس نے قتل کیا ہُرمز ملک الباب کو۔

اور ذکر کیا اس کو احمد بن یسار نے تاریخ مرو میں، پھر کہا کہ بے شک وہ اس کے پاس آیا۔ اور وہ حضرت امیر معاویہ کے دور میں خراسان کا والی تھا۔ اس کو زیاد نے والی بنایا، کہا: غالب وہ جو ذکر کیا گیا نبی کریم علیہ السلام کے پاس آنے میں فتح مکہ کا دن تھا۔ گویا کہ اشارہ کیا ہے اس سے قطن بن عبداللہ اللیثی کی طرف، ان ہی سے ہے۔ اور ایسے ہی ابن حبان نے ذکر کیا کہ بے شک زیاد والی بنایا اس نے خراسان کے ایک آدمی کو حضرت معاویہ کے زمانہ میں۔ اور کہا حکم نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں۔ اور صحابہ میں سے غالب بن عبداللہ بن فضالہ بن عبداللہ بنی لیث بن بکر کا ایک آدمی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ مرو آئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خراسان کا والی تھا، اس کو زیاد نے والی بنایا۔ اور کہا ابو جعفر طبری [2] نے اپنی تاریخ میں، زیاد بن ابی سفیان نے عامل بنایا اڑتالیس سال غالب ابن فضالہ کو اور ان کے لیے شرف صحابیت ثابت ہے۔ [3]

میں کہتا ہوں: اور ابن کلبی کے نزدیک ان کے نسب کا سیاق زیادہ صحیح ہے۔ اس لئے کہ وہ اس کو زیادہ پہچانتے تھے اس کے علاوہ سے۔ جیسا کہ اس کے غیر اس کو زیادہ پہچانتے تھے اخبار کی بناء پر۔ ان کے نسب میں فضالہ کے ذکر سے التباس پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ اس میں نہیں ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی خوب جانتے ہیں۔

۶۹۰۷ (ز) غالب بن فضالہ الکنانی [4]

اس کو ابو موسیٰ نے لیا ہے۔ پھر کہا: روایت کیا گیا ابن عباس سے، اللہ تعالیٰ کے فرمان میں: ﴿ مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ أَهْلِ الْقُرٰى ﴾ [5] قریظہ اور نضیر اور فدک اور خیبر اور عرینہ کی بستیاں، کہا: بہر حال قریظہ اور نضیر وہ تو مدینہ میں ہیں اور فدک وہ ان سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ پھر ان کی طرف نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، ان پر ایک آدمی امیر تھا جس کو کہا جاتا ہے: غالب ابن فضالہ، بنی کنانہ۔ انہوں نے اسے زبردستی فتح کر لیا۔ اور احتمال رکھتا ہے اگر ثابت ہو جائے یہ کہ ہو وہ جو اس سے پہلے تھا۔

---

[1] سیرۃ ابن ھشام (۱۹۵/٤) [2] تاریخہ (۲۳۱/٥) [3] ذکرہ ابن حبان فی الصحابہ (۳۲۷/۳)

[4] اسد الغابہ (ت ٤١٦٦) تجرید (۱/۲) [5] سورۃ حشر (۷)

باب غین کے بعد راء

۶۹۰۸ غرفه بن حارث الکندی ✿

ابوالحارث یمانی۔ کہا ابوحاتم نے: اُس کے لیے صحبت ثابت ہے۔ اور کہا جاتا ہے: بے شک اس نے قتال کیا عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ یمن کے مرتدوں سے، اور کہا ابن سکن نے، اس کے لیے صحبت نبی ثابت ہے اور وہ کندی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ مصر کا رہنے والا تھا۔ اور اس نے حد بندی مقرر کی ہوئی تھی۔ اور کہا ابونعیم نے: عرفہ الکندی اور کہا جاتا ہے الازدی، اور گویا کہ اس نے گمان کیا بے شک وہ وہ ہے کہ اس کے بعد ایک آئے گا اور حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

وہ حجۃ الوداع میں حاضر ہوا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹوں کے نحر کے بارے میں روایت کی اور اس کی حدیث ابودرداء کے پاس ہے۔✿ روایت کیا ان سے عبداللہ بن حارث الازدی نے اور عبدالرحمٰن بن شماسہ المہری نے اور کعب بن علقمہ التنوخی نے۔

کہا ابن یونس نے کہ وہ فتح مصر میں حاضر ہوا اور وہ مصر کے معزز ترین لوگوں میں سے تھا۔ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاں کتابت کیا کرتا تھا۔ اور ذکر کیا اس کو ابن قانع نے عین مہملہ میں اور وہ وہم ہے۔ اور ایسے اس کو ابن حبان نے ذکر کیا، پھر اس کا اعادہ کیا معجمہ میں اور یہی درست ہے۔ پھر کہا کہ دعا دی اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور یہ وہ ہے جس نے عکرمہ بن ابی جہل کو یمن میں قتل کیا، پھر مصر میں سکونت اختیار کی۔

﴿قُلْتُ﴾ میں نے کہا: اور تحقیق وتخریج کی ابن سکن نے اس کی حدیث کی اس کے عکرمہ کے ساتھ مقاتلہ کو حرملہ بن عمران کے طریق سے جو کعب بن علقمہ سے روایت کرتے ہیں۔ بے شک غرفہ بن حارث الکندی اس کے پاس سے ایک نصرانی گزرا، اس نے اس کو اسلام کی دعوت دی، پھر قصہ ذکر کیا، اور اس میں ہے، پھر غرفہ نے کہا: اللہ کی پناہ یہ کہ ہم ان کو اجازت دیں کہ وہ ہم کو ہمارے نبی کے بارے میں تکلیف پہنچائیں۔ اور اس کے آخر میں ہے: اور غرفہ کے لیے صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے۔ اور اس نے عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ قتال کیا ارتداد کے بارے میں۔✿

اور ذکر کیا ابن فتحون نے: بے شک ابوعمر نے اس کو ضبط کیا راء کے سکون کے ساتھ۔ پھر کہا: اور ضبط کیا دارقطنی نے اور اس کے علاوہ نے حرکت کے ساتھ۔

۶۹۰۹ غرفة الازدی ✿

ذکر کیا اس کو ابن سکن نے صحابہ میں، اور کہا: کہا جاتا ہے اس کے لیے صحبت ثابت ہے۔ اور ان کا شمار کوفیوں میں کیا جاتا

✿ اسد الغابۃ (ت: ۴۱۶۸) الاستیعاب (ت: ۲۰۸۶) تجرید اسماء الصحابۃ (۲/۲)

✿ اخرجہ ابوداؤد فی کتاب المناسک باب الهدی حدیث (۱۷۶۶)

✿ اسد الغابہ (ت ۴۱۷۰) استیعاب (ت ۲۰۸۱) تجرید (۲/۲)

✿ معجم الکبیر (۶۵۶/۱۸) مجمع الزوائد (حدیث: ۲۵۰/۵) جامع المسانید والسنن (۲۳۵/۱۰)

ہے۔ پھر روایت کیا حارث بن حصیرہ کے طریق سے، جو ابی صادق سے، جو غرفۃ الازدی سے اور وہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے تھا، اور اصحاب صفہ میں سے تھا، اور وہ وہ ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے دعا دی اور فرمایا: اے اللہ! تو برکت دے اس کے لیے۔ پھر ذکر کیا اثر موقوف کو جو متعلق ہے حسین کے قتل کے ساتھ۔ [1]

میں کہتا ہوں: اور اس کی اسناد کوفیوں سے ہے، ان میں سے غالب شیعہ ہیں۔

باب غین کے بعد زاء

۶۹۱۰ غزیّہ

غین کے فتح کے ساتھ اور زاء کے کسرہ کے ساتھ۔ اس کے بعد یا مُشدّد۔ ابن الحارث: [2] کہا بخاری اور ابو حاتم رازی نے اور ابن حبان نے، اس کے لیے شرفِ صحابیت ہے، اور اس کے نسب میں اختلاف کیا گیا ہے۔ پس کہا گیا ہے: انصاری مازنی ہے، کہا اس کو بخاری، ابن حبان، ابن سکن اور ان کے علاوہ نے، اور کہا گیا کہ اسلمی ہے، اور کہا گیا کہ خزاعی ہے اور شاید کہ وہ خزاعہ سے ہے۔ انصار کے حلیف ہیں اور اسلام لائے وہ اور ان کے بھائی خزاعہ میں سے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شمار کیا جاتا ہے اہل حجاز میں۔ اور بغوی نے کہا: شام کا رہنے والا تھا، اور ابن یونس نے کہا: ہم اس کا ذکر نہیں جانتے مگر اس حدیث میں، یعنی آنے والی میں۔ اور میں اس کو ان صحابہ میں سے دیکھتا ہوں جو مغرب کے رہنے والے تھے۔ اور ابن سکن نے کہا: اس کو اصل حجاز میں شمار کیا گیا ہے۔ اس سے ایک ہی حدیث مروی ہے۔ اور ابن مندہ نے کہا: ان کا شمار اہل مدینہ میں ہے۔ اور روایت کیا بخاری، بغوی، ابن سکن اور ابن مندہ نے لیث کے طریق سے، جو خالد بن یزید سے جو سعید بن ابی ہلال سے، جو یزید بن خصیفہ سے، جو عبداللہ بن رافع سے جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں، جو غزیہ بن حارث سے، بے شک اس نے خبر دی کہ چند نوجوان قریش سے فتح مکہ سے پہلے یا بعد، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا پھر ان کو ان کے آباء نے روک دیا، پھر انہوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں، اور سوائے اس کے نہیں وہ جہاد اور نیت ہے"۔ [3] اس کو بخاری نے مختصر ذکر کیا۔ ابن مندہ نے کہا: پیروی کی ان کی عمرو بن حارث نے، جو سعید بن ابی ہلال سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اور عمرو بن حارث کی حدیث جو ابن سکن اور ابن یونس کے پاس ہے، ابن وہب کے طریق سے ہے۔ لیکن ابن یونس کے پاس عبدالرحمٰن بن رافع کے طریق سے ہے اور ابن سکن کے پاس عبداللہ بن رافع کے طریق سے ہے، یہی صحیح ہے جیسا کہ روایت بغوی میں اور اس کے علاوہ میں۔

اور ابو عمر نے یقین کر لیا [4] اس بات کا کہ بے شک وہ عبداللہ بن رافع ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ اور اس اعتبار

---

[1] دلائل النبوۃ (۳۷۱/٤) مختصر تاریخ دمشق (۳۲۹/۷)

[2] اسد الغابہ (ت: ٤١٧٠) استیعاب (ت: ۲۰۸۱) تجرید (۲/۲)

[3] معجم الکبیر (۶۵۶/۱۸) مجمع الزوائد (حدیث: ۲۵۰/۵) جامع المسانید والسنن (۲۳۵/۱۰)

[4] استیعاب (۳۱۸/۳)

سے وہ ابن یونس پر حملہ کرتا ہے اس کا ذکر مصریوں میں کرنے سے۔

اور ابن سکن نے تخریج کی اور ابن مندہ نے بھی سعید بن سلمہ بن ابی الحسام کے طریق سے، جو یزید بن عبداللہ سے، جو عبداللہ بن رافع سے، جو غزیہ بن حارث سے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنتے ہیں: ''ہجرت فتح مکہ کے بعد نہیں ہے، سوائے اس کے نہیں یہ تین ہیں: جہاد، سنت اور جنت''۔ [۱]

۶۹۱۱ غزیہ بن عمرو [۲]

ابن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار الانصاری الخزرجی۔ ذکر کیا اس کا موسیٰ بن عقبہ نے ان میں جو عقبہ میں حاضر ہوئے، اور لائے اس کو بغوی صحابہ میں اس کے طریق سے، اور کہا ابو عمر [۳] نے کہ وہ اُحد میں حاضر ہوئے۔ اور روایت کیا ابن سعد نے ام عمارہ کے طریق سے، انہوں نے کہا کہ مرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب بیعت عقبہ کی رات کو صفیں بنا رہے تھے، اور عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ میرے خاوند غزیہ بن عمرو پکار رہے تھے اے اللہ کے رسول! یہ دو عورتیں حاضر ہوئی ہیں جو آپ کی بیعت کرنا چاہتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ [۴]

باب غین کے بعد سین

۶۹۱۲ غسان العبدی [۵]

بخاری نے کہا: اس کے لیے شرف صحابیت ہے۔ اور کہا ابن حبان نے: ابو یحییٰ جو عبدالقیس سے روایت کرتے ہیں، اس کے لیے قاصد بن کر آنا ثابت ہے۔ اور بغوی نے کہا: اس کی کنیت ابو یحییٰ بیان کی جاتی ہے۔ بصرہ کا رہائشی ہے، اور ابن سکن نے کہا: یحییٰ تمیمی اپنی حدیث کی روایت میں متفرد ہے۔ اور روایت کیا بخاری نے، ابن ابی خیثمہ نے اور ابن سکن نے کہا: اور یحییٰ تمیمی اپنی حدیث کی روایت میں متفرد ہے۔ اور روایت کیا بخاری، ابن ابی خیثمہ اور ابن سکن نے یحییٰ بن عبداللہ الجابر کے طریق سے، جو یحییٰ بن غسان کے طریق سے روایت کرتے ہیں، کہا میرا باپ ان لوگوں کے وفد میں تھا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، عبدالقیس سے، پھر حدیث کو ذکر کیا اشربہ میں۔ [۱]

کہا ابو عمر نے: [۲] اس کی حدیث کی اسناد اوعیہ میں مضطرب ہے۔ اور ابن مندہ نے کہا: روایت کیا اس کو جماعت نے عبدالعزیز سے، یعنی ابن مسلم، جو یحییٰ بن غسان سے جو ابن رستم سے، جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔

---

[۱] معجم الکبیر (حدیث: ۲۶۲/۱۸) [۲] أسد الغابہ (ت: ٤١٧١) استیعاب (ت: ۲۰۸۲) تجرید (۲/۲)

[۳] استیعاب (۳۲۱/۳) [۴] اخرجہ عبدالرزاق فی مصنّفہ (حدیث: ۹۸۳۱)

[۵] اسد الغابہ (ت: ٤١٧٣) استیعاب (ت: ۲۰۸۷) تجرید (۲/۲)

[۱] جامع المسانید والسنن (۲۳٦/۱۰) ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابہ (٤٤٥/۳)

[۲] استیعاب (۳۲۱/۳)

میں کہتا ہوں: ممکن ہے کہ یحییٰ بن غسان نے اس کو دوطریقوں سے بیان کیا ہو۔ اگر اس کی سند صحیح ہو، اور تحقیق عبدالرحمن ابن سلیمان کی حدیث صرف راء میں مسند احمد کی طرف منسوب ہو کر گزر چکی ہے۔ اور ابن ابی حاتم کے کلام میں ایک چیز ہے جو مخالف ہے دونوں روایتوں کے، پس بے شک وہ کہتے ہیں کہ غسان ابن رستم سے روایت کرتا ہے، اور وہ وفد میں تھا۔

روایت کیا یحییٰ بن جابر نے، جو یحییٰ بن حسان سے روایت کرتے ہیں، جو اپنے باپ سے، سو اس کا ظاہر یہ ہے کہ ابن رستم وہ صحابی ہے اور بے شک اس سے روایت کرنے والا غسان ہے، اس کی اولاد نہیں ہے۔ [1] اور نہیں ہے اسی طرح بوجہ اس کے کہ جو گزر چکا ہے، بخاری وغیرہ کے سیاق میں۔

باب غین کے بعد ضاد

(۶۹۱۳) غضیف (تصغیر کے ساتھ) ابن الحارث [2]

اور کہا جاتا ہے غُطَیف طاءِ مہملہ کے ساتھ۔ ضاد معجمہ کے بدل میں، اور پہلا قول زیادہ درست ہے۔ ابن الزنیم السکونی، اور کہا جاتا ہے: الکندی، اور کہا جاتا ہے الثّمالی، ثاء اور لام کے ساتھ۔ اور کہا جاتا ہے: الیمانی، یاء کے ساتھ، پھر نون، حکایت کیا اس کو بخاری نے ابو اسماء کے بقیہ سے۔

اس کی حدیث صحابہ سے سنن میں ہے، ذکر کیا اس کو جماعت نے تابعین میں، اور ذکر کیا سکونی نے بخاری والے صحابہ میں، اور ابن ابی حاتم اور ترمذی اور خلیفہ اور ابن ابی خیثمہ اور طبرانی اور دوسروں نے۔

ابن ابی حاتم نے کہا: ابو اسماء سکونی الکندی اس کے لیے صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے، اور اختلاف کیا گیا اس کے نام میں، پس کہا گیا، حارث بن غُضیف، اور کہا ابوزرعہ نے: پہلا صحیح ہے۔ اور وہ چیز جو میرے لیے ظاہر ہوئی بے شک سکونی اس کندی کے علاوہ ہے، جس کے لیے وہ نکلے، پس بے شک بخاری نے کہا ہے سکونی کے ترجمہ میں: کہا مَعْن یعنی ابن عیسیٰ، جو معاویہ سے روایت کرتے ہیں وہ ابن صالح ہے۔ جو یونس بن سیف سے روایت کرتے ہیں، جو غضیف بن حارث سکونی سے یا حارث بن غضیف سے روایت کرتے ہیں۔ کہا: میں اشیاء میں سے نہیں بھولا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا نماز میں۔ [3]

اور بغوی نے زید بن حباب کے طریق سے تخریج کی، اسی طرح، لیکن کہا: وہ کندی۔ اور بخاری نے کہا تاریخ اوسط میں: بیان کیا ہمیں عبداللہ نے جو صالح کا بیٹا ہے: اور کہا کبیر میں، مجھے ابوصالح نے کہا، ہم کو معاویہ نے بیان کیا، جو ازھر بن سعید سے روایت کرتے ہیں، کہا سوال کیا عبدالملک بن مروان نے غضیف بن حارث الثمالی سے، اور وہ ابو اسماء السکونی الشامی ہے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کی، کہا: اور ثوری نے اپنی حدیث میں کہا: غطیف ہے، اور یہ وہم ہے، یہ اس کا لفظ ہے اوسط میں۔

اور ذکر کیا اس کے لیے حضرت عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت کو اور ابی عبیدہ سے، اور کہا ابن ابی حاتم نے: جو اپنے باپ سے

---

[1] امام احمد فی مسنده حدیث (۴۸۱/۳) تاریخ کبیر (۱۰۶/٤)

[2] اسد الغابہ (ت: ٤١٧٥) استیعاب (ت: ۲۰۸٤) تجرید (۲/۲)

[3] اخرجه الامام فی مسنده حدیث (۱۰۵/٤)

روایت کرتے ہیں، اور ابی زرعہ سے: غضیف بن حارث ابو اسماء الشمانی ہے۔ اس کے لیے صحبت رسول ﷺ ثابت ہے۔ اور ابن حبان نے اسی طرح کہا، اور نہیں کہا: اس کے لیے صحبت ہے۔ لیکن کہا وہ اہل یمن سے ہے، اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ وہ اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے تھے، اور شام کا رہائشی ہے۔ اور اس کی حدیث اس کے اہل میں ہے اور جس نے کہا: بے شک وہ حارث بن غضیف ہے تو تحقیق وہم ہے۔

اور کہا ابن ابی خیثمہ نے: غضیف بن حارث ہے، اور کہا گیا ہے: حارث بن غضیف ہے، اور صحیح پہلا قول ہے۔ اس کے لیے صحبت رسول ﷺ ثابت ہے۔ وہ شام میں اترا، اور یہ ضاد معجمہ کے ساتھ ہے، بہر حال غطیف الکندی، طاء مہملہ کے ساتھ، پس اس کے علاوہ ہے۔ روایت کیا اس سے اس کے بیٹے عیاض بن غطیف نے۔

اور ابن سکن نے کہا: غطیف بن حارث الکندی ہے، اس کے لیے صحبت رسول ﷺ ثابت ہے۔ اس کی حدیث اہل شام سے ہے۔ اور ابو احمد حاکم نے کنیت میں کہا: ابو اسماء غطیف بن حارث السکونی، اور کہا جاتا ہے: الشمانی، اور کہا جاتا ہے: الازدی، شامی، اور ذکر کیا اس کے لیے دائیں ہاتھ کو نماز میں رکھنے کی حدیث۔ اور اُس کے لیے حدیث ہے جس کی تخریج ابن مندہ نے کی، علاء بن زید الشمانی کے طریق سے، کہا بیان کیا مجھ کو عیسیٰ بن ابی زرین الشمانی، میں نے غضیف بن حارث کو کہتے ہوئے سنا کہ میں بچہ تھا میں انصار کی کھجوروں کو پتھر مارتا تھا، مجھ کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ''گری ہوئی کھجوروں کو کھالے اور پتھر نہ مارا کر''۔ [1]

اور اس کے لیے بلال سے، ابو عبیدہ اور عمر، ابوذر اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہم وغیرہم سے روایت ہے۔ اور ان سے روایت کیا عبادہ ابن نسبی، شرحبیل بن مسلم، سُلیم بن عامر، حبیب بن عبید، ابو راشد جبرانی اور ابو اسماء نے بھی۔ ذکر کیا اس کو تابعین میں ابن سعد نے، عجلی، دار قطنی اور ان کے علاوہ نے۔

اور کہا احمد نے اپنی مسند میں: ہم کو بیان کیا ابو مغیرہ نے، ہم کو بیان کیا صفوان بن عمرو نے جو مشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک وہ غضیف بن حارث کے پاس حاضر ہوئے جس وقت ان کی پنڈلی سخت ہوگئی ''یعنی موت قریب آ گئی''۔ تو کہا: کیا تم میں سے کوئی ایک ''یٰسٓ'' پڑھتا ہے۔ کہا، پھر اس کو صالح بن شریح السکونی نے پڑھا، پھر جب وہ اس کی چالیس آیات پڑھ چکے تو وہ وفات پا گیا، کہا گویا کہ مشائخ کہتے ہیں: جب اس کو میت پر پڑھا جاتا ہے تو اس سے اس کی وجہ سے عذاب کو ہلکا کر دیا جاتا ہے۔ [2]

اور یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن ہے۔

باب غین کے بعد طاء

۶۹۱۴ غطیف بن حارث الکندی

عیاض کے والد۔ ابو نعیم نے کہا: اس کے لیے صحبت رسول ﷺ کا شرف ہے جس کے بارہ میں ابن ابی خثیمہ کا کلام اس

[1] ابن ماجہ کتاب التجارت، حدیث (۲۲۹۹) اخرج احمد فی مسندہ حدیث (۳۱/۵) جامع المسانید والسنن (۲۳۹/۱۰)

[2] معجم کبیر حدیث (۶۶۲/۱۸) مجمع الزوائد حدیث (۲۷۸/۶) جامع المسانید والسنن (۲۴۲/۱۰)

ترجمہ میں جو اس سے پہلے تھا گزر چکا ہے۔ اور تخریج کی اس کے لیے ابن سکن نے اور طبرانی نے اسماعیل بن عیاش کے طریق سے، جو سعید بن سالم الکندی سے روایت کرتے ہیں، جو معاویہ بن عیاض بن غطیف سے جو اپنے باپ سے، جو اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''جب وہ شراب پیئے تو اس کو کوڑے لگاؤ پھر اگر پیئے تو کوڑے لگاؤ پھر اگر پیئے تو اس کو قتل کرو''۔ ❶

اور تخریج کی اس کی ابن شاہین اور ابن ابی خیثمہ نے اسماعیل بن عباس کے طریق سے، کہا: بیان کیا مجھ کو سعید بن سلم نے، اور لائے اس کو ابن شاہین اور ابن سکن اس ترجمہ میں جو اس سے پہلے تھا۔ اور درست وہ ہے جو ابن ابی خیثمہ نے کہا: اور ایسے ہی طبرانی نے کہا اور عبدالصمد بن سعید الحمصی اہل حمص کے صحابہ میں سے اور اللہ ہی خوب جانتے ہیں۔

کہا ابو عمر رضی اللہ عنہ نے ❷ اور اس معنی میں جو اس سے پہلے ہے اشکال ہے اور اس میں بہت زیادہ اضطراب ہے۔ اور استیعاب کے حاشیہ میں ہے کہ وہ ایک آدمی ہے نہ کہ تین اور زیادہ صحیح اس میں ضاد معجمہ کے ساتھ۔

۶۹۱۵ غطیف ❸

یا ابو غطیف۔ اور کہا جاتا ہے ضاد معجمہ کے ساتھ۔ ذکر کیا اس کو بغوی نے اور اس کے علاوہ نے صحابہ میں۔ اور بغوی اور ابن مندہ نے مالک بن اسمٰعیل کے طریق سے اور ابو نعیم نے سعید بن عمرو الاشعثی کے طریق سے، وہ دونوں عبدالسلام بن حرب سے روایت کرتے ہیں، وہ اسحاق سے وہ عبداللہ بن ابی فدوہ سے، وہ مکحول سے، وہ خولانی سے، وہ غطیف سے، وہ ابو غطیف سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، اسی طرح بغوی کی روایت میں ہے اور دوسروں کی روایت میں ہے۔ اور اس کے لیے صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کو مرفوعاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا، کہا: جس نے کہا اسلام میں ہجو (عیب) ہے تو اس کی زبان کاٹ دو، ❹ مالک کے الفاظ ہیں۔ اور سعید کی روایت میں ہے، وہ غطیف بن حارث سے، وہ ابو غطیف سے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک آدمی ہے۔ اور طبرانی نے اس کی تخریج کی ہے۔ عَبَدان کے طریق سے، پھر یہ بھی کہا: غضیف یا ابو غضیف ضاد معجمہ کے ساتھ اور اسحٰق متروک ہے۔ اور اللہ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

باب غین کے بعد نون

۶۹۱۶ غنّام بن اوس ❺

ابن غنام بن عمرو بن مالک بن عامر بن بیاضہ الانصاری الخزرجی البیاضی۔ واقدی ❻ اور ابن کلبی نے کہا کہ وہ بدر میں حاضر

---

❶ معجم کبیر حدیث (۶۶۲/۱۸) مجمع الزوائد حدیث (۲۷۸/۶) جامع المسانید (۲۴۲/۱۰)

❷ الاستیعاب (۳۲۰/۳) ❸ اسد الغابہ (ت: ٤١٧٨) تجرید (۳/۲)

❹ معجم کبیر (۶۶۱/۸) مجمع الزوائد حدیث (۱۲۷/۸)

❺ اسد الغابہ (ت: ٤١٨٠) تجرید (۳/۲) ❻ المغازی (۲۷۲)

ہوا، اور ذکر کیا اس کو ابن حبان نے صحابہ میں، اور کہا وہ عبداللہ بن غنام کا والد ہے۔

۶۹۱۷ (ز) غنّام صحابی

فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے ہیں، میں نے مؤتلف میں خطیب کے خط کو پڑھا، اور ابو عاصم کے طریق سے، جو عبداللہ بن عبدالرحمٰن الطائفی سے روایت کرتے ہیں، بیان کیا مجھ کو عبداللہ بن غنام نے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہا: اور حنین کے دن اس طائف کے قتل کیے دوگنا اس کے جو بدر کے دن قریش کے قتل کیے گئے۔ کہا: اور کنکریوں کی ایک مٹھی لی، پھر اس کو ہمارے چہروں پر پھینکا، تو ہم کو شکست ہوئی۔

میں کہتا ہوں: پس وہ عبداللہ بن غنام انصاری کے والد ہیں۔

۶۹۱۸ غنّام (عبدالرحمٰن کے والد) ✿

ذکر کیا ابن ابی حاتم نے ان کا، جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، صحابہ میں، اور کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی حدیث روایت کی گئی ''جس نے شوال کے چھ دن کے روزے رکھے....''۔ ✿ روایت کیا اس کو حاتم بن اسماعیل نے، وہ اسماعیل مؤذن سے روایت کرتے ہیں، وہ عبدالرحمٰن بن غنام کے آزاد کردہ غلام سے، وہ عبدالرحمٰن بن غنام سے، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے کہا: اور اس کو ابن مندہ نے حاتم کی روایت سے پایا، اور اس کے لفظ ''جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے پیچھے شوال کے چھ تو گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھے''۔ اور تخریج کی اس کی ابونعیم نے اسی طرح، اور بغوی کے ہاں غنام الانصاری ہے جو مدینہ کا رہائشی تھا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کو روایت کیا، اور اس پر زیادہ نہیں کیا، اور نہ ہی حدیث کو ذکر کیا اور تحقیق گزر چکا ہے کہ بے شک ان میں سے کسی سے لفظی غلطی ہوئی۔ پس کہا: عنان، عین کے کسرہ کے ساتھ اور نون کی تخفیف کے ساتھ، اور الف کے بعد دوسرا نون ہے۔

۶۹۱۹ (ز) غنام ✿

ابو عمر نے ان کے حالات کے بعد یوں نقل کیا ہے: ✿ اہل بدر کے صحابہ میں ذکر کیا گیا ہے، اسی طرح حکایت کیا اس کو ابن الاثیر نے، اور اس کو منفرد نہیں لائے ترجمہ کے ساتھ، اور میں اس کو وہ گمان کرتا ہوں جس نے اپنی حدیث روایت کی۔

۶۹۲۰ (ز) غنیم بن زھیر

وہ عیاض کا بھائی جس کا ذکر گزر چکا ہے۔ ذکر کیا اس کا اموی نے اپنے ''مغازی'' میں وہ عبداللہ بن زیاد سے وہ ابن اسحٰق سے روایت کرتے ہیں، ان میں جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، وہ اس کا بھائی عیاض ہے۔ اور ابن فتحون نے اس کو مستدرک

✿ اسد الغابہ (ت: ٤١٨١) تجرید (٨/٣/٢) جامع المسانید والسنن (٢٤٣/١٠)

✿ اسد الغابہ (٤٤٧/٣) ✿ الاستیعاب (ت: ٢٠٨٩) ✿ استیعاب (٣٢١/٣)

قرار دیا، اور تحقیق اس کے بیٹے عیاض کا ذکر پہلی قسم میں گزر چکا ہے۔

۶۹۲۱ غنیم بن سعد ✿

عبدالرحمٰن بن غنم الاشعری کے والد، کہا ابن سعد نے، اس کے لیے صحبت ہے اور وہ ان میں سے ہیں جو ابوموسیٰ اشعری کے ساتھ آئے۔

۶۹۲۲ غنیم بن عثمان ✿

ذکر کیا اس کو عبدالصمد بن سعید نے ان میں جو حمص مقام میں اترے صحابہ میں سے، اور اس کے لیے روایت ہے کہ ان سے عبدالرحمٰن بن ابی عوف نے بیان کیا۔

۶۹۲۳ غنم بن قطیب ✿

ذکر کیا اس کو ابن مندہ نے، اور کہا، وہ فتح مصر میں حاضر ہوا، اور روایت میں ذکر کیا گیا اور ان کے لیے کوئی روایت معلوم نہیں۔ اس کو ابوسعید بن یونس نے کہا۔

باب غین کے بعد واؤ

۶۹۲۴ غورث بن الحارث ✿

جس نے کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ۔ اس نے تلوار اپنے ہاتھ سے رکھ دی اور اسلام لے آئے، کہا اس کو بخاری نے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے، اسی طرح اس کو متدرک قرار دیا ذہبی نے، ✿ تجرید میں اس پر جو اس سے پہلے گزر چکا ہے۔ اور نقل کیا اس کو اس کے خط سے، اور نہیں ہے بخاری میں اس کے اسلام سے تعرض۔

بخاری نے کہا: تخریج کی اس کی تین طرق سے، ان میں سے ایک موصولہ ہے اور دوسرا مُعلّقہ ہے، اور تیسرا بہت زیادہ مختصر ہے، بہر حال موصولہ تو زہری کے طریق سے ہے، جو سنان بن ابی سنان سے روایت کرتے ہیں، وہ جابر سے روایت کرتے ہیں، کہ بے شک اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد سے پہلے جہاد کیا، پھر حدیث کو ذکر کیا اور اس میں ہے پھر جب رسول اللہ ﷺ ہم کو بلاتے تو ہم ان کے پاس آتے، سو اچانک ان کے پاس اعرابی بیٹھا ہوا تھا، پھر فرمایا: اس نے میری تلوار کو سونت لیا، اور میں سویا ہوا تھا۔ پھر میں بیدار ہوا اس حال میں کہ اس کے ہاتھ میں تلوار سونتی ہوئی تھی۔ تو مجھ سے کہا، آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ۔ پھر اچانک وہ بیٹھنے والا ہے۔ پھر نہیں سزا دی اس کو رسول اللہ ﷺ نے، اور نہیں نام لیا گیا اس روایت میں۔

اور بہر حال مُعلّقہ، تو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، ✿ اس کے پیچھے ہے۔ ابان نے کہا، بیان کیا مجھ کو یحییٰ بن ابی سلمہ نے، جو جابر

✿ تجرید (۳/۲) ✿ تجرید (۳/۲) ✿ اسد الغابہ (ت: ۴۱۸۲) تجرید (۳/۲)

✿ تجرید (۷/۲) ✿ تجرید (۱۱۹) ✿ التاریخ الکبیر (۱۶۱/۴)

سے روایت کرتے ہیں۔ کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ذات الرقاع میں تھے۔ پھر حدیث کو ذکر کیا اس کے معنی کے ساتھ۔ اور اس میں یہ ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے اس کو دھمکایا، اور اس میں اس کا نام بھی نہیں ہے۔

بہر حال مختصرۃ، تو کہا: کہا مسدّد نے، جو ابی عوانہ سے روایت کرتے ہیں، وہ ابی بشر سے روایت کرتے ہیں، مسدد کا نام غورث بن حارث ہے اور نہیں بیان کیا بخاری نے ابو بشر کی سند میں اور تحقیق ہم نے اس کو روایت کیا مسند کبیر میں تمامہ کی مُسدّد کے لیے، اور اس میں وہ بات ہے جس میں غورث کے اسلام نہ لانے کی وضاحت کی گئی ہے اور یہ اس لئے کہ روایت کیا اس نے اس کو ابی عوانہ سے، وہ ابی بشر سے روایت کرتے ہیں، وہ سلیمان بن قیس سے، وہ جابر سے اس طوالت کے ساتھ، اور زیادہ کیا اس میں: بے شک نبی کریم ﷺ نے اعرابی سے کہا بعد اس کے کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی ''تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟'' [1] کہا بہترین پکڑنے والا ہو جا، کہا: ''نہیں یا فرمانبرداری اختیار کر''۔ کہا: نہیں، کہا: نہیں یا فرمانبرداری اختیار کر، کہا: نہیں، اور لیکن میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ میں آپ سے قتال نہیں کروں گا، اور نہ میں ایسی قوم کے ساتھ ہوں گا جو آپ کے ساتھ قتال کریں گے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا، پھر کہا کہ میں تمہارے پاس لوگوں میں سے بہتر کے پاس سے ہو کر آیا ہوں۔

اور اسی طرح تخریج کی احمد نے اپنی مسند میں ابو عوانہ کے طریق سے، ذکر کیا اس کو ثعلبی نے، جو کلبی سے روایت کرتے ہیں، وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، پھر ذکر کیا عسکری کی روایت کی طرح، جو جابر سے ہے اس میں جو متعلق ہے اس کے اسلام کی پیش قدمی کے بارے میں اور لیکن قصہ میں بہت سی متضاد اشیاء چل پڑیں بوجہ اس کے جو طریق صحیحہ میں گزر چکا ہے۔ سو یہ طرق نہیں ہے ان میں یہ کہ وہ اسلام لایا۔ اور ذہبی نے جب دیکھا دعثور بن حارث کے ترجمہ میں جو دال کے حرف میں گزر چکا ہے، بے شک واقدی نے اس قصہ کے مشابہ اس کے لیے قصہ ذکر کیا، اور بے شک ذکر کیا کہ وہ اسلام لایا، پھر دونوں روایتوں کو جمع کیا، پھر غورث کے اسلام کو ثابت کیا، پھر اگر وہ اسی طرح تھا تو اس میں جو اس نے کہا اشکال ہے اس حیثیت سے کہ اس کو منسوب کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے، اور نہیں ہے اس میں یہ کہ وہ اسلام لایا، اور اس حیثیت سے کہ اس سے دونوں قصوں کا ایک ہونا لازم آتا ہے، ساتھ ان کے دو واقعہ کے احتمال کے ساتھ اگر واقدی زیادہ متقی تھا تو نہ نقل کرتا۔

اور فی الجملہ وہ احتمال پر ہے۔ اور کبھی کبھی استدلال پکڑتا ہے وہ جو اس کے اسلام کو ثابت کرتا ہے اس کے قول سے: میں تمہارے پاس لوگوں میں سے بہتر کے پاس سے ہو کر آیا ہوں۔

---

[1] اخرجه الامام فی مسنده (حدیث: ۳/۳٦٤) مستدرك حاكم (۳/۳۹)
دلائل النبوة (۳/۱٦۸) الطبقات الكبرىٰ (۲/۲٤)

باب غین کے بعد یاء

۶۹۲۵ غیلان بن سلمہ [1]

ابن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف الثقفی، اور بیان کیا ابو عمر [2] نے اس کے دادا کا نام شرحبیل۔ بغوی نے کہا: طائف کا رہنے والا ہے؛ اور اس کے علاوہ نے کہا اسلام لایا طائف کے بعد، اور وہ ثقیف کے سرداروں میں سے ایک تھا۔ اور خود اسلام لایا، اس کی اولاد: عامر، عمار، نافع، بادیہ، اور کہا گیا ہے: یہ ان میں سے ایک ہے جن کے بارے یہ آیت نازل ہوئی: ﴿عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ﴾ [3]

اور تحقیق روایت کیا ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کچھ اس کے شعر، کہا ابو عمر نے [4] وہ ان میں سے ہے جو کسریٰ پر وفد کی شکل میں آئے، اور اس کے لیے ان کے ساتھ عمدہ خبر ہے۔

کہا ابو الفرج اصبہانی نے، خبر دی مجھ کو میرے چچا نے، بیان کیا مجھ کو محمد بن سعید الکرانی نے، بیان کیا مجھ کو عمری نے، عبسی سے جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، کہ غیلان بن سلمہ کسری پر وفد کی شکل میں آیا، پھر اس کو ایک دن کہا، تجھے اپنی اولاد میں سے کون سی زیادہ پسند ہے؟ کہا چھوٹی یہاں تک کہ بڑی ہو جائے اور بیمار یہاں تک کہ تندرست ہو جائے اور غائب یہاں تک کہ آ جائے، اس نے اس کو اس کے قول میں اچھا سمجھا، پھر اس کو کہا: تیری تیرے شہر میں غذا کیا ہے؟ کہا: گندم کی روٹی۔ [5]

کہا: میں نے تعجب کیا آپ کے لیے اس عقل پر۔ الکرانی نے کہا: عمری سے، اور تحقیق روایت کیا ہیثم بن عدی نے اس قصہ کو اس سے زیادہ واضح، اور اس کو اس کی طوالت کے ساتھ لائے، اور اس میں ہے ابوسفیان قریش کی جماعت میں تھا، اور ثقیف سے وہ عراق کی طرف تجارت کے ساتھ متوجہ ہوئے، پھر کہا ان کو ابوسفیان نے: بے شک ہم سرکش بادشاہ پر آتے ہیں، ہمارے لئے اس کے شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی، تو اس کے لیے جواباً تیار ہو جاؤ۔ تو غیلان نے کہا، میں تم کو کافی ہوں اس شرط پر یہ کہ نصف نفع میرے لیے ہو، انہوں نے کہا: جی ہاں۔ پھر وہ کسریٰ کی طرف آیا، اور وہ خوبصورت تھا، پھر کہا اس کو ترجمان نے: تجھ سے بادشاہ کہتا ہے: تم میرے شہر میں میری اجازت کے بغیر کیسے آئے؟ اس نے کہا: ہم آپ کے دشمنوں میں سے نہیں، اور ہم آپ کے خلاف جاسوس نہیں ہیں۔ سوائے اس کے نہیں ہم تو تجارت کے لئے آئے۔ پھر اگر وہ آپ کے مناسب ہو تو اس کو لے لو، وگرنہ ہم کو بیع و شراء کی اجازت دے دو اور اگر تو چاہے تو ہم اس کے ساتھ لوٹ جائیں۔ کہا: اور میں نے بادشاہ کی آواز کو سن لیا، تو میں نے سجدہ کیا، پھر اس کو کہا گیا تو نے سجدہ کیوں کیا؟ کہا: میں نے بادشاہ کی آواز کو سنا، اس حیثیت سے کہ آوازوں کو بلند کرنا مناسب نہیں ہے۔ پھر کسریٰ نے تعجب کیا، اور اس نے حکم دیا کہ اس کے نیچے تکیہ رکھا جائے، پھر اس نے اس پر کسری کی شکل دیکھی اور اس کو اپنے سر پر رکھا، پھر اس کو کہا گیا: تو نے یہ کیوں کیا؟ کہا: میں نے اس پر بادشاہ کی صورت دیکھی تو مجھ کو برا معلوم ہوا کہ میں اس پر بیٹھوں۔ تو اس نے یہ بھی

---

[1] اسد الغابہ (ت: ٤١٨٤) استیعاب (ت: ٢٠٨٠) تجرید (٣/٢) [2] استیعاب (٣٢١/٣)

[3] الزخرف (٣١) [4] استیعاب (٣٢١/٣) [5] جامع المسانید والسنن (٢٤٧/١٠)

اچھا سمجھا، پھر اس کو کہا: کیا تیری اولاد ہے؟ کہا: جی ہاں۔ کہا: ان میں سے تجھے کون زیادہ پسند ہے؟ کہا: چھوٹا، یہاں تک کہ بڑا ہو جائے، اور بیمار یہاں تک کہ تندرست ہو جائے، اور غائب یہاں تک کہ آ جائے۔ تو اپنی قوم کا حکیم ہے ان میں کوئی حکمت نہیں، اور اچھا کہا اس کی طرف۔ اور ذکر کیا اس کو ابو ہلال عسکری نے کتاب الاوائل میں، بغیر سند کے جو زیادہ لمبی ہو اس سے جو یہاں ہے۔ پھر کہا: ابوسفیان بن حرب قریش کی جماعت میں اور ثقیف کی جماعت میں وہ کسریٰ کے شہروں کا ارادہ رکھتے تھے، اپنی تجارت کے لئے، پھر جب وہ تینوں چلے، ان کو ابوسفیان نے جمع کیا، پھر کہا: بے شک ہم اس سفر میں بہت بڑے خطرہ پر ہیں، ہمارا آنا کسی بادشاہ پر ایسے نہیں جس نے ہم کو اجازت نہ دی ہو، اس پر آنے کے ساتھ؟ اور اس کا شہر ہمارے لیے تجارت گاہ نہیں۔ تم میں سے کون قافلوں کو لے جائے گا ہم بری ہیں اس کے خون سے اگر تکلیف پہنچایا جائے، اور اگر غنیمت حاصل ہو تو اس کے لئے نصف نفع ہے، پھر غیلان بن سلمہ نے کہا: میں قافلہ کو لے کر چلتا ہوں [1] اور اس نے شعر کہا:

''پھر اگر مجھ کو ابوغیلان نے دیکھ لیا اچانک معاملات مجھ سے افسوس کرنے لگے۔ ایسے معاملہ کے ساتھ جس کے لیے بند نہیں۔ البتہ کہا ترغیب و ترہیب ہے تو ان کے درمیان ہے، زندگی کی محبت اور نفس کی ہولنا کی اور شفقت ہے۔ یا بزرگی اور شرافت پر اطمینان پانے والا ہے۔ یا نمونہ ہے تیرے لیے ان میں جن کو مالداری ہلاک کرتی ہے''۔

پھر وہ قافلہ کے ساتھ نکلا، اور وہ سفید دراز تھا، بخیل تھا، خلقۃً خوشبودار تھا، اور اس نے دو زرد کپڑے پہنے ہوئے تھے، اور نفس کی تشہیر کر رہا تھا، اور کسریٰ کے دروازے کے پاس بیٹھ گیا، یہاں تک کہ اجازت دی گئی۔ پھر وہ داخل ہوا اس پر، اور پہرے دار اس کے اور اس کے اردگرد تھے۔ پھر کہا اس کو ترجمان نے: وہ آپ سے کہہ رہا تھا: کس چیز نے آپ کو میرے شہر میں بغیر اجازت کے داخل کر دیا؟ تو کہا: میں تیرے دشمنوں میں سے نہیں ہوں اور نہ میں جاسوس ہوں، سوائے اس کے نہیں میں تو تجارت کے لیے آیا ہوں، اگر میرا یہ ارادہ ہو تو تیرے لئے، اور اگر تو ناپسند سمجھے تو لوٹا دے، اس نے کہا: پس بے شک وہ گفتگو کر رہا تھا اچانک اس نے کسریٰ کی آواز سنی، پھر وہ سجدہ میں گر گیا، پھر اس کو ترجمان نے کہا: کس وجہ سے تو نے سجدہ کیا؟ کہا: میں نے بلند آواز سنی کہ جس سے آوازیں بلند نہیں ہوتیں، تو میں نے بادشاہ کی آواز سنی اور سجدہ کیا۔ کہا: اس بادشاہ نے اس کا شکریہ ادا کیا، اور اس کو تکیہ دینے کا حکم دیا، وہ اس کے نیچے رکھا گیا، اس نے اس میں بادشاہ کی صورتیں دیکھیں، تو اس کو اپنے سر پر رکھا۔ پھر اس کو دربان نے کہا: سوائے اس کے نہیں ہم نے اس کو آپ کی طرف بھیجا ہے تیرے اس پر بیٹھنے کے لیے، اس نے کہا: میں نے اس کو اپنے معزز عضو پر رکھا، پھر کہا: تیرا اپنے شہر میں کیا کھانا ہے؟ کہا: روٹی، کہا: یہ روٹی کی عقل ہے، پھر اس سے تاجروں نے خریدا دو گنے ثمن کے ساتھ، اور بھیجا اس کے ساتھ ان کو جو اس کے لیے طائف میں قلعہ بنائے۔ تو یہ پہلا قلعہ تھا جو طائف میں بنایا گیا۔

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: بیان کیا مجھ کو اسماعیل بن ابراہیم نے، اور کہا اسحٰق بن راہویہ نے اپنی مسند میں، ہم کو عیسیٰ بن یونس اور اسماعیل نے خبر دی، ان دونوں نے کہا کہ ہم کو معمر نے بیان کیا، زہری سے، جو سالم سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ بے شک غیلان بن سلمہ الثقفی اسلام لایا، اور اس کی دس بیویاں تھیں۔ پھر اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو ان میں سے چار کو

[1] جامع المسانيد والسنن (۲۴۸/۱۰)

اختیار کرلے''۔ [1]

اور روایت کیا اس کو ترمذی نے ہناد سے، جو عبیدہ بن سعید بن عروبہ سے روایت کرتے ہیں، وہ معمر سے روایت کرتے ہیں، پھر کہا اسی طرح روایت کیا اس کو معمر نے اور میں نے محمد کو کہتے ہوئے سنا: یہ محفوظ نہیں ہے اور صحیح وہ ہے جس کو شعیب نے زہری سے روایت کیا، کہا: بیان کیا گیا محمد بن سوید الثقفی سے، بے شک غیلان.... میں نے کہا: اس کو روایت کیا اہل بصرہ کی جماعت نے، معمر سے، اور تخریج کی احمد نے محمد بن جعفر سے، یعنی غندر سے اور عبدالاعلی سے اور اسماعیل بن علیہ سے، ان سے ہے۔ اور روایت کیا اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابویعلی سے، ابی خیثمہ سے، ابن علیّہ سے، اور روایت کیا اس کو حاکم نے مستدرک میں بہت سے طرق سے معمر سے، اور کہا جاتا ہے کہ معمر نے بصرہ میں بہت ساری احادیث بیان کیں، جن میں وہم ہوا، لیکن ان کی پیروی کی عبدالرزاق نے۔

اور ہم نے اس کو روایت کیا ہے معرفت میں ابن مندہ کے لیے عالیاً۔ کہا: ہم کو خبر دی محمد بن حسین نے کہ ہم کو خبر دی احمد بن یوسف نے، بیان کیا ہم کو عبدالرزاق نے اس سے، لیکن ابونعیم نے اس کو مستنکر سمجھا اور کہا: بے شک زیادہ مضبوط وہ ہے جس کو عبدالرزاق سے مرسلاً روایت کیا ہے، پھر اس کی تخریج کی اسحٰق بن راہویہ کے طریق سے، جو عبدالرزاق سے، وہ معمر سے، وہ زہری سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک غیلان بن سلمہ، پھر اس کو ذکر کیا۔ اور روایت کیا یحییٰ بن ابی کثیر سے اور وہ معمر کے شیوخ میں سے ہے، جو معمر سے روایت کرتا ہے۔ تخریج کی ابونعیم نے اس کے طریق سے۔

اور روایت کیا اس کو یحییٰ بن سلام افریقی نے، جو مالک سے اور یحییٰ بن ابی کثیر نے زُہری سے بھی روایت کیا۔ اور افریقی ضعیف ہے۔ اور روایت کیا اس کو یحییٰ بن ابی کثیر سقاء نے، جو زہری سے موصولاً بھی روایت ہے، تخریج کی اس کی ابونعیم نے اس کے طریق سے، اور یحییٰ ضعیف ہے۔ اور امام مسلم نے اس کی علت کے بارے میں کتاب التمیز میں وضاحت کی ہے، اور اس کا بیان شافی دیا، پھر کہا: بے شک زہری کے پاس غیلان کے قصہ کے متعلق دو حدیثیں ہیں، ان میں سے ایک مرفوع ہے، اور دوسری موقوف ہے، کہا: پھر لائے معمر مرفوع کو موقوف کی اسناد پر، بہر حال مرفوع اس کو روایت کیا عقیل نے زہری سے، کہا پہنچی ہم کو عثمان بن محمد بن ابی سوید سے: بے شک غیلان اسلام لایا اور اس کی دس بیویاں تھیں..... (الحدیث) [2] بہر حال موقوف اس کو روایت کیا زہری نے، سالم سے، جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک غیلان نے اپنی عورتوں کو طلاق دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اور اپنی میراث کو اپنے بیٹوں کے درمیان تقسیم کیا..... (الحدیث)

میں نے کہا: تحقیق میں لایا ہوں ان دو حدیثوں کے طرق اپنی اس کتاب میں جو مدرج کی معرفت میں ہے۔ اور اللہ کے لیے حمد ہے۔

اور تحقیق لائے اس کو ابن اسحٰق اپنی مسند میں، جو عیسیٰ بن یونس اور ابن علیہ سے ہے، جیسا کہ ہم اس کو لائے۔ اور اپنے قول کے بعد چار مرتبہ متصلاً کہا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا، اس نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی، اور اپنا مال اپنے بیٹوں

[1] جامع المسانید والسنن (۲٤٦/۱۰) ابن ماجہ حدیث (۱۹۵۳) مستدرك حاکم حدیث (۱۹۲/۲)
معجم الکبیر حدیث (٦٥٨/۱۸) اسد الغابہ (٤٤٧/۳)

[2] ترمذی، حدیث (۱۱۳۸)

تیری موت کو سنتا ہے، اس نے اس پہ تہمت لگائی تیرے نفس میں، اور میں نہیں دیکھتا تجھ کو ٹھہرنے والا مگر
ضرور بالضرور تو رجوع کرے گا اپنے مالک سے اور چاہیے کہ ضرور بالضرور رجوع کریں تمہاری عورتیں
بنادوں گا اور البتہ میں ضرور بالضرور حکم دوں گا تیری قبر کے بارے میں کہ رجم کیا جائے جیسا کہ ابی رغال کی

اور اس مدرج کے لیے دوسرا طریقہ ہے سیف کی روایت سے جو عبداللہ جرمی کا بیٹا ہے۔ جو سرار بن مجشّر سے
سے روایت ہے، جو سالم سے اور نافع سے، جو ابن عمر سے، کہا: غیلان بن سلمہ اسلام لایا۔ اور اس کے پاس دس
نے ان کو چار عورتیں رکھنے کا حکم دیا، پھر جب عمر کا زمانہ تھا اس نے ان کو طلاق دے دی، حدیث اپنی تمام
میں مقال ہے۔ اور اس کے لیے دو اور حدیثیں ہیں، اس کے علاوہ بشر بن عاصم کی روایت سے، پھر تخریج کی
علی بن منصور کے طریق سے کہ خبر دی مجھ کو شعیب بن شیبہ نے، بیان کیا مجھ کو بشر بن عاصم نے، جو غیلان بن
تے ہیں، کہا: ہم نکلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں اس اُمت میں سے
سجدے کا حکم کرتا، تو میں عورت (بیوی) کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ ✿
کے ساتھ کہا کہ ہم نکلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں پھر ہم گزرے دو درختوں سے تو نبی کریم ﷺ نے
درختوں کو لائیے، پھر ان میں سے ایک کو حکم دے کہ وہ دوسرے کے ساتھ مل جائے، یہاں تک کہ میں پردہ
ان میں سے ایک اکھڑ گیا اس حال میں کہ زمین کو چیر رہا تھا، یہاں تک کہ دوسرے کے ساتھ مل گیا۔ ✿ اور
اد کردہ غلام نافع کے ترجمہ میں۔
جاہلیت کی خبروں میں سے ہے جس کو ابو سعید سکری نے اپنے شعروں کے دیوان میں حکایت کیا کہ بے شک
کی ہے بنی ثقیف پر طائف کے مقام میں، پھر ثقیف والوں نے نجات پائی بنی نصر بن معاویہ کے ساتھ اور وہ
ں نے ان کی مدد نہ کی۔ پھر ثقیف بن عامر کے خلاف نکلے، اور ان کے خلاف اس دن غیلان بن سلمہ تھا۔ تو
کیا یہاں تک کہ بنی عامر کو شکست دی، اور اس کے بارے میں غیلان کہتے ہیں، پھر اس نے شعر ذکر کیا جس

عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں فوت ہوئے، کہا مرزبانی نے معجم الشعراء میں: غیلان شریف شاعر تھا،
م میں سے ایک تھا، اور اس نے اس کے لیے شعر کہے:

مجھے احمد بن حسین زینبی نے خبر دی، خبر دی ہم کو محمد بن احمد بن خالد نے، خبر دی ہم کو محمد بن ابراہیم المقدسی نے، خبر دی ہم کو عبدالسلام زہری نے، خبر دی ہم کو ابوالقاسم عکبری نے، خبر دی ہم کو ابوالقاسم بن یسری نے، خبر دی ہم کو طاہر مخلّص نے، بیان کیا ہمیں احمد بن نصر بن بُجیر نے، بیان کیا ہم کو علی بن عثمان نفیلی نے۔

بیان کیا ہم کو معافی نے، بیان کیا ہم کو قاسم بن معن نے، جو اجلح سے، وہ عکرمہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہا: ابن عباس سے پوچھا گیا اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بارے میں: ﴿ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ﴾۔ [1] کہا: نافرمانی پر نہ پہن اور نہ دھوکے پر، پھر کہا ابن عباس نے: میں نے غیلان بن سلمہ کو کہتے ہوئے سنا: بے شک میں نے اللہ کی تعریف سے فاجر کا کپڑا نہیں پہنا اور نہ دھوکہ سے قناعت میں رہا۔

۶۹۲۶ غیلان بن عمرو [2]

ان کے لیے حدیث میں ذکر ہے۔ ذکر کیا ان کو عمر بن شبہ نے صحابہ میں اور روایت کیا ابن مندہ نے علی بن عراب کے طریق سے وہ عبیداللہ بن ابی حمید کے طریق سے وہ ابی ملیح سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، کہا: یہ رسول اللہ ﷺ نے نجران کے وفد کو لکھا، پھر خط کا ذکر کیا۔ [3] کہا: اور حاضر ہوئے ابوسفیان بن حرب اور غیلان بن منصور۔

اور ذکر کیا اس کو اموی نے مغازی میں بھی یونس بن بکیر کے لیے جو سلمہ بن عبد یسوع سے، وہ اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ پھر اسقف نجران کا قصہ ذکر کیا اور نبی کریم ﷺ کی طرف ان کے بھیجنے کو اور ان کی آپ ﷺ سے صلح کو اور آپ ﷺ کا ان کو اسی بارے میں خط لکھنے کو اور اس کے آخر میں ذکر کیا، حاضر ہوئے ابوسفیان بن حرب اور غیلان بن عمرو اور مالک ابن عوف بنی نصر سے اور اقرع بن حابس اور مغیرہ اور لیث۔

۶۹۲۷ غیلان الثقفی [4]

میں نہیں جانتا وہ ابن سلمہ ہے یا اس کے علاوہ؟ ذکر کیا عبدالحق نے احکام میں اسرائیل سے، جو عمر بن عبداللہ بن یعلی سے، وہ حکیمہ سے، وہ اپنے باپ سے، وہ غیلان ثقفی سے روایت کرتے ہیں۔ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے گری پڑی چیز اٹھائی یعنی درہم یا رسّی باندھنے کی چیز چاہیے کہ وہ تین سال تک اس کا اعلان کرے''۔ [5]

۶۹۲۸ غیلان (رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام) [6]

ذکر کیا اس کو ابن سکن نے، اور کہا: روایت کی گئی ان سے ایک حدیث، اس کا مخرج اہل الرقہ کے نزدیک، پھر عیاض بن محمد کے طریق سے روایت کی گئی ہے۔ بیان کیا ہم کو جعفر بن برقان نے داؤد بن عراد سے جو بنی عبادہ میں سے ہے۔ جو غیلان سے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال نکلے گا، پھر وہ لوگوں کو بلائے گا عدل اور حق کی

---

[1] سورة مدثر (٧٤) [2] اسد الغابه (٤١٨٥) تجريد (٤/٢) [3] اسد الغابه (٤٤٨/٣)

[4] تجريد (٣/٢) [5] اخرج احمد فى مسنده حديث (١٧٣/٤) مجمع الزوائد حديث (١٦٩/٤)

[6] اسد الغابه (ت: ٤١٨٦) تجريد (٤/٢)

باب غین کے بعد راء

۶۹۳۳ (ز) غرقدہ

اس کا نسب بیان نہیں کیا گیا، اس کے لیے ملاقات ثابت ہے۔ طبری نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا: بے شک مسلمانوں نے جب دجلہ کو عبور کیا تو وہ اپنے پچھلوں سے محفوظ رہے سوائے ایک آدمی کے جو بارق سے تھا اس کو غرقدہ کہا جاتا ہے وہ اپنے گھوڑے شقراء کی پشت سے پھسلا تو قعقاع بن عمرو نے اس کی طرف اپنے گھوڑے کی لگام کو پھینکا۔ اس نے اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا یہاں تک کہ اس کو عبور کیا۔

۶۹۳۴ غزال الھمدانی

اس کے لیے سیف نے مرتد ہونے کی حالت میں شعر کہا جس کے ذریعے اسود عنسی کذاب کی ہجو کی۔ اور اس کے ذریعے اس کو قتل کرنے والوں کی مدح کی:

''کاش مجھے معلوم ہو جاتا، اور حسرت سے افسوس ہو رہا ہے کہ میں اسے اپنے آدمیوں کے نزدیک نہ آنے دیتا''۔

۶۹۳۵ الغرور بن النعمان [1]

ابن منذر اللخمی، اس کا باپ ملک الحیرۃ تھا۔ اور وہ مشہور ہے اور غرور اسلام لایا پھر مرتد ہو گیا پھر اسلام کی طرف لوٹ آیا۔ وثیمہ نے کتاب الردۃ میں کہا، اس کا نام منذر تھا اور اس کا لقب غرور تھا اور کہا جاتا ہے یہ اس کا نام ہے۔ اور وہ اسلام لانے کے بعد کہا کرتے تھے کہ میں غرور نہیں ہوں بلکہ مغرور (دھوکہ دیا گیا) ہوں۔

اور سیف نے فتوح میں کہا، حطیم بنی قیس بن ثعلبہ میں نکلے۔ پھر مرتدین کو جمع کیا اور غرور بن سوید بن منذر نعمان کے بھتیجے کی طرف پیغام بھیجا اور اس کو کہا، اگر تو غالب آ گیا تو میں تجھ کو بحرین کا مالک بنا دوں گا۔ یہاں تک کہ تو نعمان کی طرح ہو گا حیرہ میں۔

باب غین کے بعد سین

۶۹۳۶ غسان بن جیش [2]

یا جیش اسدی۔ اسی طرح لائے ہیں اس کو ابن اثیر [3] اور اس کو ابن دباغ منسوب کیا اور تحقیق ذکر کیا اس کا وثیمہ نے کتاب الردۃ میں ان لوگوں میں جو طلیحہ سے الگ ہوئے تھے۔ وہ اور اس کا بھائی عبدالرحمٰن اور ان کے والد حبیش اور تحقیق حبیش کی خبر اس کے قصہ میں گزر چکی ہے۔ اور اس کو ابن فتحون نے مستدرک قرار دیا۔

---

[1] تجرید (۲/۲) [2] اسد الغابہ (ت: ۴۱۷۲) تجرید (۲/۲) [3] اسد الغابہ (۴۴۵/۳)

باب غین کے بعد طاء

۶۹۳۷ غطیف بن حارثہ

ابن حسل بن مالک بن عبد سعد بن جشم بن ذبیان بن عامر بن کنانہ بن حسل الیشکری، ابوکاہل۔ سوید بن ابی کاہل کے والد، ذکر کیا اس کو مرزبانی نے معجم میں اور کہا مخضرم ہے اور اس کے لیے شعر کہا۔

القسم الرابع از حرف غین

باب غین کے بعد راء

۶۹۳۸ غرفة بن مالك الازدی

عبدالرحمٰن کے بھائی، غلطی کی پڑھنے میں، بعض ان لوگوں نے جنہوں نے صحابہ کے متعلق لکھا متاخرین میں سے۔ سو اس کو ذکر کیا غین معجمہ کے ساتھ، اور سوائے اس کے نہیں وہ عین مہملہ کے ساتھ اور راء کے ساتھ پھر واؤ کے ساتھ اور تحقیق عروہ بن مالک میں درستگی کے ساتھ تذکرہ گزر چکا ہے۔

۶۹۳۹ غرقدہ[1] (شبیب کے والد)

صحابہ میں ذکر کیا گیا ہے، اور صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح کہا ابن مندہ نے۔ اور ابوموسیٰ نے ذیل میں کہا کہ ابوعبداللہ اس کی حدیث نہیں لائے۔ اور اس کو ابوبکر بن علی زکریا بن عدی کے طریق سے لائے جو سلام سے، وہ شبیب بن غرقدہ سے، وہ اپنے باپ سے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

> ''کوئی جنایت کرنے والا جنایت نہیں کرتا مگر اپنے خلاف، اور والد اپنی اولاد پر جنایت نہیں کرتا اور نہ بیٹا اپنے والد پر''۔[2]

میں نے کہا: اور یہ غلطی ہے جو پیدا ہوئی اسقاط سے، اور یہ اس لئے کہ شبیب بن غرقدہ یا روایت کیا اس کو سلیمان بن عمرو ابن احوص سے، جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ پھر سلیمان ساقط ہو گئے اس روایت سے۔ پھر ضمیر اس کے قول (عن ابیہ) میں شبیب کی طرف، اور حالانکہ اس طرح نہیں۔ اور تحقیق روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے زیادہ بن علاقہ کے طریق سے، جو شبیب سے درستگی کے طریق پر، اور ذکر کیا متن کو ان الفاظ کے ساتھ۔ اور ایسے ہی روایت کیا اس کو ترمذی نے طویل حدیث میں، اور لائے ابوداؤد اور نسائی ایک حدیث کو اس حال میں کہ جدا ہونے والے ہیں ابواحوص کے طریق سے جو زیاد سے ہے اور ابواحوص جو مذکور ہے، وہ سلام ابن سلیم جو مذکور ہے زکریا بن عدی کی روایت میں۔ اور ذکر کیا اس کا ابن قانع نے بھی صحابہ میں حرف غین معجمہ کے شروع میں، اور

[1] اسد الغابہ (ت: ٤١٦٩) تجرید (٢/٢)

[2] ابن ماجہ کتاب المناسک حدیث (٣٠٥٥) جامع المسانید والسنن (٢٣٣/١٠) اسد الغابہ (٤٤٤/٣)

لائے دوسری غلطی کے ساتھ جو پہلی سے زیادہ فحش ہے۔ کہا بیان کیا مجھ کو علی بن محمد نے، بیان کیا مجھ کو مسدد نے، بیان کیا مجھ کو ابن عیینہ نے، جو شبیب بن غرقدہ سے روایت کرتے ہیں۔ بے شک نبی کریم ﷺ نے اس کو ایک دینار دیا تا کہ وہ اس کے ذریعے ایک قربانی کا جانور خریدے۔ یا کہا ایک بکری تو اس نے دو بکریاں خریدیں..... (الحدیث) [1]

ابن قانع نے ایسے ہی کہا، اور یہ پڑھنے میں غلطی کرنا ہے اور سوائے اس کے نہیں عروہ سے ہے نہ کہ غرقدہ سے، میں نے کہا: اور یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے، سفیان بن عیینہ کی حدیث سے، لیکن عروہ بن جعد سے اور حدیث مشہور ہے اس کی حدیث ہے۔ اور تحقیق میں نے واضح کر دیا بخاری کی شرح میں امام بخاری کی اس کے لیے تخریج کی سب کو، باوجودیکہ وہ حی سے ہے، اور ان کے احوال کو نہیں پہچانا جاتا۔ واللہ اعلم

باب غین کے بعد زاء

۶۹۴۰ غزیّہ بن الحارث [2]

ذکر کیا اس کو ابو صالح مؤذن نے صحابہ میں، اور کہا اس کے لیے صحبت ہے، جو مصر کا رہنے والا تھا۔ روایت کیا ان سے کعب ابن علقمہ نے ایک لمبی حدیث اسی طرح ذکر کیا اس کو اس شخص کی کتاب میں جس سے صرف ایک روایت مروی ہے۔ اور خطاء کی اس میں دو طریقوں سے۔ ان میں سے ایک اس نے اس کا نام بدل دیا، اور سوائے اس کے نہیں وہ عرفہ ہے۔ راء اور فاء مفتوحین کے ساتھ نہ کہ غزیہ زاء کے کسرہ کے ساتھ اور یاء کی تشدید کے ساتھ۔ اور ان میں سے دوسری کہ اس کا دعویٰ کرنا کہ کعب بن علقمہ اس سے روایت کرنے میں تنہا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ تحقیق اس سے عبداللہ بن حارث الازدی نے بھی روایت کیا، اس کی حدیث اس سے سنن بن ابی داوٗد میں ہے۔ [3] بہر حال کعب بن علقمہ کی حدیث اس سے۔ تحقیق اس کو بخاری نے اپنی تاریخ میں روایت کیا۔ [4] نعیم بن حماد سے جو عبداللہ بن مبارک سے، وہ حرملہ بن عمران سے روایت کرتے ہیں۔ بیان کیا مجھ کو کعب بن مالک نے، بے شک غرقہ بن حارث کندی۔ اور اس کے لیے صحبت ہے، گزرا اس سے نصرانی، پھر اس کو اسلام کی طرف دعوت دی، تو نصرانی نے نبی کریم ﷺ کا تذکرہ کیا (برائی سے) پھر حارث نے اس کو پکڑا، عرفہ نے اس کو مارا اور اس کی ناک کو توڑ دیا۔ یہ معاملہ عمرو بن عاص کی طرف اٹھایا گیا اس نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔ بے شک ہم نے ان کو عہد (پناہ) دے رکھی ہے، کہا اللہ کی پناہ ہم ان کو امان دیں اس بات پر یہ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالی دیں۔ عمرو نے کہا: تو نے سچ کہا۔ اور اس کی سند صحیح ہے اور معروف ہے۔ اور روایت کیا اس کو عبداللہ بن صالح نے، حرملہ ابن عمران سے بھی طبرانی نے [5] مطلب سے اس کی تخریج کی۔

۶۹۴۱ (ز) غزیہ بن سواد

استیعاب کے حاشیہ میں تذکرہ ہے، غزیہ کے باب میں کہا۔ یہ وہ ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے اپنے سے آگے بڑھایا، کتاب اللیث

---

[1] بخاری، کتاب المناقب (حدیث: ۳۶۴۲) [2] اسد الغابہ (ت: ۴۱۷۰) الاستیعاب (ت: ۲۰۸۱) تجرید (۲/۲)
[3] ابوداؤد کتاب المناسک (حدیث: ۲۰۱۸) [4] تاریخ کبیر (۱۰۹/۴) [5] معجم کبیر (حدیث: ۲۶۲/۱۸)

میں ابن الہاد سے، ذکر کیا اس کو عبدالغنی بن سعید نے مؤتلف میں باب سواد میں اور باب غزیہ میں۔ میں نے کہا: وہ مقلوب ہے۔ اور سوائے اس کے نہیں وہ سواد بن غزیہ ہے، اور تحقیق حدیث گزر چکی ہے اس کے ترجمہ میں حرف سین مہملہ میں، تخریج کی گئی ہے سیرۃ ابن اسحٰق سے، اور صاحب حاشیہ نے اس کا قصہ قبالہ استیعاب کے ترجمہ سے لکھا ہے منسوب کرتے ہوئے ابن اسحٰق کی تخریج کی طرف درستگی پر۔

باب غین کے بعد شین

۶۹۴۲ غشمیر بن خرشہ القاریٔ

ابن دُرید نے کتاب الاشتقاق میں ذکر کیا کہ اس کے لیے صحبت ہے۔ کہا اور یہ عصماء بنت مروان یہودیہ کا قاتل ہے جو نبی کریم ﷺ کی شان میں ہجو کرتی تھی، اور ابن الامین نے اس کو مستدرک قرار دیا۔ ابن درید نے کہا: وغشمیر فعلیل غشمرۃ سے، اور وہ شئے کو غلبہ سے لینا۔

میں کہتا ہوں: ابوبکر نے اس کو غلط پڑھا پھر اس کی تفسیر میں تکلف کیا، اور سوائے اس کے نہیں وہ عمیر ہے، کوئی شک نہیں اس میں، اور نہیں ہے شک وہ عمیر بن خرشہ بن عدی القاریٔ میں۔ ہمزہ کے ساتھ جیسا کہ اس کے ترجمہ میں درستگی کے ساتھ گزر چکا ہے۔

باب غین کے بعد ضاد

۶۹۴۳ غضیف بن حارث الکندی

معروف تابعی ہیں، صحابہ میں سے بیان کیا سنن میں اور تحقیق اس پر تنبیہ قسم اوّل میں گزر چکی ہے۔ اور ابن عبدالبر نے غضیف بن حارث کندی کے درمیان فرق کیا ہے۔ یہ غضیف بن حارث اوّل۔ پھر نقل کر دیا، لیکن اختلاف بیان نہیں کیا اس کے صحابی ہونے یا نہ ہونے میں۔ سو اس میں کچھ بھی عمل نہیں کیا۔

باب غین کے بعد طاء

۶۹۴۴ غطیف بن ابی سفیان

ذکر کیا اس کو بغوی نے صحابہ میں، اور کہا ابن مندہ نے صحابی ہیں۔ ذکر کیا صحابہ میں، اور صحیح نہیں اس کا شمار تابعین میں، پھر روایت کیا انہوں نے اور بغوی نے بقیہ کے طریق سے بیان کیا ہم سے معاویہ بن یحییٰ نے، سعید بن سائب نے اور بغوی کی روایت میں ہے سلیمان بن سعید بن السائب میں نے غطیف بن ابی سفیان کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اتباع کرے گا، اور وہ اس کو نہیں پہچانیں گے، دریں اثناء مؤمن اس سے غم میں ہوں گے اچانک اس کی آنکھ پھوٹ جائے گی اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر ظاہر ہوگا، جس کو ہر مؤمن پڑھ لے گا۔ اس وقت مؤمن اس سے جدا ہو جائیں گے اور کافر اس کی اتباع میں رہے گا۔ [1]

---

[1] بخاری کتاب الفتن حدیث (۷۱۳۱) مسلم کتاب الفتن حدیث (۷۲۹۰) ابوداؤد کتاب الفتن حدیث (۴۳۱۶) ترمذی کتاب الفتن حدیث (۲۲۴۵) ابن ماجہ کتاب الفتن حدیث (۴۰۷۷) مسند احمد حدیث (۲۰۴۳۳)

القسم الثانی **ازحرف غین**

باب غین کے بعد نون

۶۹۲۹ (ز) غنیم بن قیس المازنی [1]

ابن ماکول نے کہا: [2] عبدالغنی بن سعید کی پیروی کرتے ہوئے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کے زمانے کو پایا اور آپ ﷺ کو دیکھا۔ اور سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے اور اس کے علاوہ سے اور ایسے ہی ذکر کیا اس کو ابن فتحون نے، اور ابن مندہ نے کہا: روایت کیا اس سے جناح نے اور نہیں ہے اس کے لیے صحبت اور نہ رؤیت۔

میں نے کہا: اس کی حدیث صحابہ سے مسلم اور اس کے علاوہ میں ہے۔

اور اس کو کعبی بھی کہا جاتا ہے اور اس کی کنیت ابوالعنبر ہے، اور اس کے لیے روایت بھی ہے، اپنے باپ سے اور اس کے لیے صحبت ہے اور ابوموسیٰ اشعری اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

روایت کیا اس سے سلیمان التیمی نے اور عاصم احول نے اور خالد حذاء نے اور ابوالسلیل نے اور دوسروں نے اور ثقہ قرار دیا اس کو ابن سعد، نسائی اور ابن حبان [3] نے اور کہا کہ وہ نوے ہجری میں فوت ہوا۔ اور جعدیات میں شعبہ سے ہے جو سعید جریری سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے غنیم بن قیس کو کہتے ہوئے سنا۔ ہم وعظ ونصیحت کرتے تھے لوگوں کو ابتداء اسلام میں۔ اپنی مصروفیت سے پہلے اپنی فراغت میں عمل کر۔ اور اپنے بڑھاپے سے پہلے اپنی جوانی میں عمل کر، اور اپنی بیماری سے پہلے اپنی صحت میں عمل کر اور اپنی آخرت کے لیے اپنی دنیا میں عمل کر، اور ابن سعد نے محمد بن وضاح کے طریق سے تخریج کی ہے جو عاصم احول سے روایت کرتے ہیں، کہا: غنیم بن قیس نے کہا۔ ہمارے پاس ایک سوار آیا، اس نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر دی تو ہم اُٹھے اچانک، ہم نے کہا: میرے ماں باپ قربان ہوں اللہ کے رسول ﷺ، اور میں نے کہا:

> ''سنو! میرے لیے ہلاکت ہے محمد ﷺ کی مخالفت میں۔ تحقیق میں ان کی زندگی میں روک دیا گیا تھا۔ [4] اور حد سے تجاوز کرنے والے دشمن سے امان میں تھا۔ عنقریب میرے بعد آئمہ ہوں گے جو تم سے ناحق سوال کریں گے، تم ان کو دینا وہ جو وہ تم سے سوال کرتے ہیں۔ اور اللہ کے ہاں وعدے کا وقت ہے''۔ [5]

اور ذکر کیا اس کو ابن جوزی نے ضعفاء میں، ان لوگوں میں جن کی صحبت میں اختلاف کیا گیا ہے۔ اور ابن ابی حاتم نے مراسیل میں کہا، میں نے اپنے باپ سے سوال کیا اور ابوزرعہ سے اس کے بارے تو دونوں نے کہا: وہ تابعی ہے۔

میں نے کہا: ذکر کیا ابن حبان نے تابعین میں کہ بے شک وہ ۱۴۸ ہجری میں فوت ہوئے، تو اس وجہ سے اس کے لیے صحبت صحیح نہیں ہے۔ اور نہ ادراک ہے اور اس کے لئے دوسری حدیث مرسل ہے۔ روایت کیا اس کو ابن سفیان نے اپنی مسند میں، فضل بن موسیٰ سے، جو ابن المبارک سے، وہ حکم بن ہشام سے، وہ ان سے روایت کرتے رہیں۔ کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کنواری لڑکی

---

[1] اسد الغابۃ (ت: ۲۱۸۳) تجرید (۳/۲) [2] الاکمال (۱۲۷/۲) [3] الثقات (۲۹۳۱۵)
[4] البیت فی اسد الغابہ (۴۴۷۱۳) [5] تاریخ کبیر (۱۰۶/۷) اسد الغابہ (۴۴۶/۳)

حیض آنے سے پہلے مرجائے وہ جنتی ہے"۔ [1]

اسی طرح ابونعیم اس کو اس کے ترجمہ میں لائے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں اور ابن ابی حاتم نے غطیف بن ابی سفیان کے درمیان جو شیخ ہیں سعید بن السائب کے اور اس حدیث کے راوی کے درمیان فرق کیا ہے۔ پھر کہا: غطیف بن سفیان روایت کیا ان سے حکم بن ہشام نے، اس سے زیادہ کچھ نہ کہا۔

باب غین جس کے بعد نون

۶۹۴۵ (ز) غنیم بن کلیب جُمَحیّ

ذکر کیا اس کو خلف بن قاسم شیخ ابن عبدالبر نے۔ اور اس کو مستدرک قرار دیا علی ابی علی بن سکن نے۔ اور اپنے خط کے ساتھ اپنی کتاب پر حاشیہ لکھا۔ کہا: ہم کو ابوالطاہر محمد بن احمد نے مکہ میں خبر دی۔ ہم کو میرے باپ نے بیان کیا، ہم کو مفضل بن محمد الجندی نے۔ بیان کیا ہم سے ثابت بن معاذ نے، بیان کیا ہم کو عبدالمجید نے۔ کہا: ذکر کیا ابن جریج نے، ابی دعثم سے، اور اس کا نام غنیم ابن کلیب الجمحی، کہا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کے حج میں آیا۔ اور عرفہ سے جمع کی طرف دور کیا، اور آگ مزدلفہ میں جلائی گئی اور اس کو تیر مارتا ہے یہاں تک کہ اس کے قریب اترا۔

میں کہتا ہوں: وہ غلط ہے کئی وجہ سے۔ پہلی کہ وہ عثیم ہے عین مہملہ کے ساتھ اور ثاء کے ساتھ نہ کہ غین اور نون کے ساتھ۔ اسی طرح ضبط کیا اس کو بخاری اور دارقطنی نے اور عبدالغنی اور ان کے علاوہ نے۔ دوسری وجہ وہ جہنی ہے نہ کہ جمحی ہے۔ تیسری وجہ وہ غنیم بن کثیر بن کلیب، اس روایات میں اپنے دادا کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ چوتھی وجہ وہ تابعین کے پیروکاروں میں سے ہے نہ کہ صحابہ میں سے اور نہ تابعین میں سے، اور سوائے اس کے نہیں روایت کیا گیا اس کے باپ سے، جو اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ اس حدیث کو اور اس کے علاوہ کو، پانچویں وجہ، بے شک ابن جریج وہ ہے جس نے سنا اس کو غنیم سے، اور سوائے اس کے نہیں روایت کیا اس سے واسطہ کے ساتھ، پھر سنن ابی داؤد میں ابن جریج کے طریق سے ہے، مجھ کو غنیم بن کثیر بن کلیب کے متعلق خبر دی گئی، پھر حدیث کو ذکر کیا، اور پہنچی ہم کو یہ حدیث ابراہیم بن ابی یحییٰ کے طریق سے، جو غنیم سے روایت کرتے ہیں، گویا کہ وہ شیخ ابن جریج ہمیں اس میں، اور ممکن ہے کہ ابن جریج غنیم سے ملے ہوں۔ اور کسی سے نقل کی ہو جس نے ان سے روایت کی ہے۔

باب غین کے بعد میم

۶۹۴۶ عمر الجمحیّ

ذکر کیا اس کو ابن شاہین نے حرف غین کے آخر میں کتاب الصحابہ سے اور میں نے اس کو لکھا ہوا دیکھا اس آدمی کے خط کے ساتھ جس سے لکھا گیا غین کے فتحہ کے ساتھ اور میم کے سکون کے ساتھ۔ اور تخریج کی بقیہ کے طریق سے جو بحیر بن سعد سے، وہ خالد

---

[1] جامع المسانید (۲۴۱/۱۰) اسد الغابہ (۴۴۶/۳)

ابن سعدان سے، وہ جبیر بن نفیر سے، وہ عمرو جمحی سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک اس نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''جب اللہ کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کو عمل میں لگا دیتے ہیں''۔ (حدیث) [1]

ابن شاہین اور دوسروں نے کہا: عمر عین کے ضمہ کے ساتھ، اور میم کے فتحہ کے ساتھ۔

میں نے کہا: اور وہ غلطی پر غلطی ہے۔ اور درست عمرو بن حمق ہے، جیسا کہ ماقبل میں میں نے اس کو بیان کر دیا۔

۶۹۴۷ (ز) غنمه بن عدی

ابن عبد مناف بن کنانہ بن جہمہ بن عدی بن ربعہ، ابن دباغ نے ابن عبدالبر کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ خطاء ہے، جو غلط پڑھنے سے پیدا ہوئی۔ اور سوائے اس کے نہیں وہ غنمہ ہے۔ اسی طرح اس کو دارقطنی نے مؤتلف اور مختلف میں قلمبند کیا ہے۔

اور ذکر کیا بے شک اس کے لیے مسح علی الخفین کے متعلق حدیث ہے۔ تنبیہ کی ہے اس پر ابن فتحون نے، اور ذکر کیا رُشاطی نے انساب میں کہ بے شک ابن فتحون نے ذکر کیا ہے اس کو غین کے ساتھ، اور اس کو دارقطنی کے کلام کے پیچھے لائے۔ اور یہ تحریر کا محتاج ہے اور درست عین کے ساتھ ہے۔ واللہ اعلم

باب غین کے بعد یاء

۶۹۴۸ (ز) غیلان بن جامع

ذکر کیا ابوحاتم نے غیلان بن جامع بن راشد محاربی کوفی قاضی کے ترجمہ میں۔ مشہور یہ ہے کہ بے شک ان میں سے بعض نے اس کے طریقہ سے حدیث مرسل کو روایت کیا اور ان کے درمیان فرق کیا، گویا کہ اس نے اس کو دوسرا صحابی گمان کیا، بوجہ اسماعیل ابن ابی خالد کی روایت کے، اور وہ تابعی ہے اور وہ محاربی سے بڑا ہے۔ کہا ابوحاتم نے [2] میرے نزدیک وہ ایک ہیں۔

میں کہتا ہوں: اور غیلان کی روایت متوسط تابعین سے ہیں جیسے ابی اسحق السبیعی انہوں نے کسی صحابی کو نہیں پایا، اور اس کا بڑا شیخ ابووائل بن سلمہ مخضرمین میں سے ایک ہے۔ پھر میں نے تاریخ بخاری کی طرف رجوع کیا، تو میں نے پہچانا کہ مراد ابی حاتم کے قول سے ''ان کا بعض ہے'' لیکن بخاری [3] نے غیلان بن جامع نہیں کہا۔ اور سوائے اس کے نہیں کہا ہے: غیلان، روایت کیا اس سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ذکر کیا اس کو غیلان بن جامع کے ترجمہ کے بغیر اور اس کے علاوہ ان میں سے جن کا نام غیلان ہے۔ پس وہ ان کے ہاں دوسرا ہے جو معروف نہیں۔

---

[1] ترمذی کتاب القدر حدیث (۲۱٤۲) مستدرک حدیث (۳٤۰/۱) معجم اوسط حدیث (۱۹۶۲) ذکر ابن حبان فی صحیحہ، حدیث (۳٤۱) مسند احمد حدیث (۱۰۷/۳)

[2] الجرح والتعدیل (۵۳/۷)

[3] التاریخ الکبیر (۱۰٤/٤)

حرف الفاء

قسم اوّل از حرف الفاء

باب فاء کے بعد الف

۶۹۴۹ فاتك بن عمرو خطمیؓ [1]

ذکر کیا اس کو ابونعیم نے، اور روایت کیا عمرو بن مالک راسبی کے طریق سے۔ بیان کیا ہم کو فضیل بن سلیمان نے، بیان کیا ہم کو عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز نے، حُلیس بن عمرو سے، جو بنت فارعہ سے، وہ اپنے دادا فاتک بن عمرو خطمی سے، کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ پر آنکھ کا تعویذ پیش کیا، آپ نے مجھ کو اس میں اجازت دی، اور میرے لیے برکت کی دعا کی، اور وہ ہر چیز سے ہے:

((بِسْمِ اللّٰهِ، وَ بِاللّٰهِ، اُعِيْذُكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا ذَرَا، وَبَرَءَ، وَ مِنْ شَرِّ مَا اعْتَرَيْتَ وَاعْتَرَاكَ، وَاللّٰهُ رَبِّىْ شَفَاكَ، وَ اَعِيْذُكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ مُلْقِحٍ وَ مُخْيَلٍ)). [2]

یعنی وہ جو پیدا ہو چکا ہے وہ جو پیدا نہیں ہوا، اور کہا ابوموسیٰ نے: روایت کیا ابراہیم بن محمد نے، عبدالعزیز سے وہ حُلیس سے جو اپنی ماں سے وہ اپنے دادا حبیب بن فدیک بن عمرو سلامانی سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک اس نے رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا، پھر ذکر کیا۔ میں نے کہا: فُضیل اقوی ہے ابراہیم سے، اور تعدد کا احتمال رکھتا ہے۔

۶۹۵۰ فاتك [3]

نسب نہیں بیان کیا گیا، روایت کیا طبرانی اور باوردی نے اور ابن عدی اور ان کے علاوہ نے، زید بن حریش کے طریق سے، جو عبیداللہ بن عمر سے، جو ایوب سے، جو نافع سے، جو ابن عمر سے، کہا: نبی کریم ﷺ کے پاس چور کو لایا گیا، پھر اس کا ہاتھ کاٹا، اور وہ سخت سردیوں میں مسافر تھا، ایک آدمی نے جس کو فاتک کہا جاتا تھا اس پر خیمہ ڈال دیا، اور اس کے لیے آگ جلائی، نبی کریم ﷺ نکلے، تو آپ کو اس کے بارے میں خبر دی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! فاتک کو بخش دے جیسا کہ اس نے تیرے اس مصیبت زدہ بندے کو ٹھکانہ دیا''۔ [4]

۶۹۵۱ الفاكه بن بشر [5]

بن الفاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زُریق انصاری، زرقی، ذکر کیا اس کو ابن اسحٰق [6] نے ان لوگوں میں جو بدر میں حاضر ہوئے۔

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۴۱۸۷) تجرید (۴/۲) [2] جامع المسانید (۲۵۱/۱۰) اسد الغابہ (۴۴۹/۳)

[3] اسد الغابة (ت: ۴۱۹۰) تجرید (۴/۲) [4] اسد الغابة (۴۴۹/۳)

[5] اسد الغابة (ت: ۴۱۹۱) استیعاب (ت: ۲۰۹۱) تجرید (۴/۲) [6] السیرة النبویة (۴۴۹/۳)

۶۹۵۲ الفاکہ بن سعد [1]

بن حمر بن عنان بن عامر بن خطمہ الانصاری الاوسی الخطمی۔ ابن مندہ نے کہا: ابوعقبہ کنیت ہے، آس کے لیے شرف صحابیت ہے۔ روایت کیا اس سے اس کے بیٹے عقبہ نے، ذکر کیا اس کو ابن کلبی نے ان میں جو صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے اور وہیں قتل ہوئے۔ اور اس کے لیے ابن ماجہ میں حدیث ہے سند ضعیف کے ساتھ عید الفطر کے دن غسل کرنے کے متعلق۔ روایت کیا ان سے اس کے پوتے عبدالرحمٰن بن عقبہ بن فاکہ، اور فاکہ کاف کے کسرہ کے ساتھ، اس کے بعد ھاء اصلیہ ہے۔

ابن سعد نے کہا: انصاری ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی، اور بغو اور باوردی نے ابی جعفر خطمی کے طریق سے تخریج کی ہے۔
عبدالرحمٰن بن عقبہ بن فاکہ انصاری سے جو اپنے دادا فاکہ بن سعد سے، اور آس کے لیے صحبت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن غسل فرماتے تھے۔ [2]

اور استیعاب میں ہے: [3] ابوجعفر خطمی نے روایت کیا عبدالرحمٰن بن سعد بن فاکہ بن سعد سے، جو اپنے باپ سے، جو اپنے دادا سے.... پھر حدیث ذکر کی اور اس کی اتباع کی ابن ابی حاتم نے۔

اور یہ وہم ہے دو جگہوں میں، والد عبدالرحمٰن کا نام سعد رکھنے میں، اور سوائے اس کے نہیں وہ عقبہ ہے۔ اور اس کے قول "عن ابیہ" کی زیادتی سند میں، اسی طرح تخریج کی اس کی باوردی نے، دوسری وجہ سے، جو ابی جعفر سے ہے، لیکن کہا: عبداللہ بن عقبہ سے ہے جو اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، عبدالرحمٰن کی جگہ، پھر کہا: عبداللہ۔

اور حبر، حاء کے فتح کے ساتھ، اور باء کے سکون کے ساتھ اس کے بعد تاء پھر راء ہے۔ اور استیعاب میں ہے۔ [4] جبر جیم اور باء ساکنہ کے فتح کے ساتھ، پھر راء اور یہ غلط پڑھنے کا نتیجہ ہے۔

۶۹۵۳ الفاکہ بن السکن [5]

ابن خنساء بن کعب بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمی، ابن کلبی نے کہا: وہ بدر کے بعد کے معرکوں میں حاضر ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھڑ سوار تھے۔ [6] اور کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام مؤمن رکھا اس قصہ میں جو ان کے لیے گزرا۔

۶۹۵۴ الفاکہ بن عمرو الداری [7]

تمیم داری کے قبیلہ سے، جعفر مستغفری نے کہا، اس کے لیے شرف صحابیت ہے۔ ایسے ہی ابن حبان نے کہا اور تمیم داری کے

---

[1] اسد الغابۃ (ت: ٤١٩٢) استیعاب (ت: ٢٠٩٢) تجرید (٤/٢)

[2] ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلٰوۃ (حدیث: ١٣١٦) مسند احمد (حدیث: ٧٨/٤) معجم کبیر (حدیث: ٨٢٨/١٨) جامع المسانید والسنن (٢٥٤/١٠) [3] الاستیعاب (٣٢٣/٣) [4] استیعاب (٣٢٣/٣)

[5] اسد الغابہ (ت: ٤١٩٣) تجرید (٤١٢) [6] اسد الغابہ (٤٥٠/٣) [7] اسد الغابہ (ت: ٤١٩٤)

چچا کے بیٹے نے زیادہ کیا کہ وہ فلسطین کے بیت جبرین کا رہنے والا تھا، اور وہیں فوت ہوا۔

۶۹۵۵ الفاکه بن النعمان الداری ✿[1]

یہ بھی تمیم داری کے قبیلہ سے تھا۔ ذکر کیا اس کو مستغفری نے، اور روایت کیا ابن اسحٰق کے طریق سے ✿ بے شک وہ تمام بدریوں میں سے وہ ہیں جن کے لیے رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی۔ اور ذکر کیا ہے اس کو واقدی ✿ اور طبری نے بھی اور کہا، وہ فاکہ بن نعمان بن جبلہ بن صُفارہ بن ربیعہ بن دارع بن عدی بن دار، اور تحقیق طیب کے ترجمہ میں گزر چکا ہے کہ اس کا نام رفاعہ ہے۔ واللہ اعلم

۶۹۵۶ (ز) فائد بن عماره بن ولید بن مغیره مخزومی

خالد بن ولید کے بھتیجے، عنقریب ان کے بھائی ولید بن عمارہ کے تذکرہ میں یہ بات آئے گی کہ ان کے لئے شرفِ صحابیت ہے۔

۶۹۵۷ (ز) فائد (عبداللہ بن سلام کے آزاد کردہ غلام)

تخریج کی ان کے لیے مفید بن نعمان رافضی نے علی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ایک حدیث کی جو ابراہیم بن عمرو کے طریق سے ہے۔ اس سے جس نے ان کو بیان کیا۔ جو فائد سے جو عبداللہ بن سلام کے آزاد کردہ غلام کہا: نبی کریم ﷺ غزوۂ حدیبیہ میں جحفہ مقام پر اترے، پھر وہاں پانی نہ پایا، تو سعد بن مالک کو بھیجا، تو وہ لوٹے خوشگواری کے ساتھ اور معذرت کی، پھر نبی کریم ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا، وہ نہیں لوٹے یہاں تک کہ اس کو بھرا۔

باب فاء کے بعد تاء

۶۹۵۸ (ز) فتح (تمیم داری کے غلام)

میں نے اس کو خطیب کے خط کے ساتھ دیکھا۔ تاء کے سکون کے ساتھ اس کے بعد حاء مہملہ ہے۔ اور تحقیق سراقہ میں تذکرہ گزر چکا ہے۔

باب فاء کے بعد جیم

۶۹۵۹ الفُجَیْع ✿[2]

جیم کے ساتھ تصغیر ہے۔ ابن عبداللہ بن جندع۔ جیم اور دال کے ضمہ کے ساتھ اور ان کے درمیان نون کے سکون کے ساتھ۔ اور اس کے آخر میں عین مہملہ ہے، ابن البکاء۔ اور اس کا نام ربیعہ بن عمرو بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ البکائی ہے۔

✿[1] اسد الغابہ (ت: ۴۱۹۵) تجرید (۴/۲) ✿ السیرة النبویة (۲۷۴/۳) ✿ المغازی (۶۹۵)

✿[2] اسد الغابہ (ت: ۴۱۹۶) استیعاب (ت: ۲۱۱۲)

بخاری نے کہا: اور ابن سکن نے اور ابن حبان نے، اس کے لیے شرف صحابیت ہے۔ اور ابن ابی حاتم نے کہا: نبی کریم ﷺ کے پاس کوئی آیا اور ذکر کیا اس کا ابن سعد نے فتحیین کے طبقہ میں، اور بغوی نے کہا: وہ کوفہ کا رہائشی تھا۔

اور اس کے لیے حدیث ہے سنن ابی داؤد میں ایسی سند کے ساتھ کہ کوئی حرج نہیں اس کے ساتھ اس کے سوال میں، مردار سے کیا حلال ہے۔ [1] اور تخریج کی بخاری نے تاریخ میں اس سے، اور بغوی نے اس کے طریق سے۔ اور اس کے لیے دوسری حدیث ہے۔ جس کو ابن ابی عاصم نے وُحدان میں ابی نعیم کے طریق سے، کہا: بھیجی ہماری طرف عبدالملک بن عطاء بکائی نے ایک کتاب پھر کہا۔ اس کو لکھو، اور اس کو ہمارے خلاف نہ لکھوانا، اور گمان کیا: بے شک بنت فجیع بیان کیا اس کو اس کے بارے میں اچانک اس میں تھا، یہ محمد ﷺ نبی کی طرف سے فجیع اور اس کے پیروکاروں کے لئے خط ہے۔

اور جو اسلام لایا اور نماز قائم کی، اور زکوۃ ادا کی، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، اور مال غنیمت سے اللہ کا خمس دیا۔ اور اللہ کے نبی کی مدد کی اور مشرکین سے جدا ہو گیا تو وہ اللہ کی امان میں مامون ہے اور محمد ﷺ کی اَمان میں۔ [2] اور روایت کیا اس کو ابن شاہین نے عبدالرحیم بن زید بارقی کے طریق سے۔ جو عقبہ بن وہب بکائی سے، وہ فجیع سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

اور ابن کلبی نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک خط لکھا آپ ﷺ نے وہ ان کے پاس تھا۔ اور تحقیق اس کا ذکر بشر بن معاویہ بکائی کے ترجمہ میں قسم اوّل میں گزر چکا ہے۔

باب فاء کے بعد دال

۶۹۶۰ فَدفَد بن خنافه البکری

ذکر کیا اس کا ابوعبیدہ معمر بن مثنیٰ نے اس کی کتاب میں، پھر کہا۔ فَدفَد بن خنافہ بکری ابوسفیان کے پاس مکہ میں آیا۔ اور وہ فَدفَد فاتک بنی بکر تھا۔ ابوسفیان کے ساتھ نبی ﷺ کے قتل پر بیس اونٹنیوں کے بدلے اتفاق کر لیا اور اس کو زہر آلود خنجر دیا۔ فَدفَد نے کہا، مجھے ابی سفیان کے پاس فرحت ہوئی اور میں مست تھا، پھر جب نشہ اترا تو میں نے اس عظیم معاملہ میں غور کیا جس پر میں نے اقدام کیا، تو میں خوش ہوا یہاں تک کہ جب میں رَدْحاء مقام میں تاریک رات میں تھا تو میں نے اونٹنی کے کھر کی جگہ کو کبھی نہ دیکھا، تو ظاہر ہوئی میرے لیے بجلی کی چمک۔ اور اچانک وادی کے دامن سے ایک آواز دینے والا کہہ رہا تھا:

''رسول عرش والے کے پاس سے آیا ہے اس حال میں کہ سچا ہے، لوگوں کے لیے نیکی کے راستوں پر واقفیت رکھنے والا''۔

میں نے اس کو قافلہ کا آدمی شمار کیا، اور میں نے آواز کا پیچھا کیا۔ پس جب میں اس جگہ پر پہنچا جہاں میں نے آواز سنی تو کوئی حس نہیں۔ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، اور میں نے جان لیا کہ کوئی جن ہے، پھر میں نے شعر کہا:

---

[1] ابوداود کتاب الاطعمة حدیث (۳۸۱۷) معجم کبیر حدیث (۸۲۹/۱۸) سنن کبریٰ حدیث (۳۵۷/۹) تاریخ کبیر (۳۷/۷) جامع المسانید والسنن (۲۵۶/۱۰)

[2] معجم کبیر حدیث (۳۲۱/۱۸، ۳۲۲)

''تیرے لیے بھلائی ہو تحقیق تو نے مجھے آواز لگانے والے کی بات سنائی ہے۔ اور تو نے قوم کو متنبہ کیا اس حال میں کہ اس کا دل ڈرنے والا نہیں ہے''۔

پھر اس نے مجھے جواب دیا گویا کہ وہ میری اونٹنی کے نیچے ہے:

''اللہ لعنت کرے ایسی اقوام پر جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کیا برائی کے ساتھ، اور نہیں پلایا ان کو بارش کے برسنے نے جو بتوں پر گرے ہوئے تھے، ان کو چھوڑ نہیں رہے تھے، اور تحقیق اہل بصائر نے اللہ کے دین کا قصد کیا''۔

پس میں اپنی خوشی کے لیے چلا، اور مجھ میں وہ جو میں نے سنا، پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی عبدالاشہل میں باتیں کرتا ہوا پایا، اور تحقیق اس نے ان کو خبر دی ہر اس چیز کے متعلق جو موافق ہے، اور کہا عنقریب تم پر ابھی مطلع ہو جائے گا۔ تم جلد بازی نہ کرو اس میں اور میں اس کو نہیں پہچانتا تھا، پھر میں نے بچے سے کہا: کہاں ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قریشی جو تمہارے پاس آیا ہے؟ پھر میری طرف ناپسندیدگی کی حالت میں دیکھا۔ اور کہا: تیرا ناس ہو، تیری ماں تجھ کو گم پائے، اگر تو مسافر ناواقف نہ ہوتا تو میں تیرے قتل کا حکم کرتا۔ کیا تو کہتا ہے: کہاں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ وہ عوجاء کھجوروں کے پاس اپنے ساتھیوں کے پاس ہے۔ اس کو فوت (گم) پانے والا۔ پس بے شک جب تو ان کو دیکھے گا تو اس کو بڑا سمجھے گا، اور تو اس کی تصدیق کے ساتھ گواہی دے گا، اور تو جان لے گا تو نے اس سے پہلے اس کی مثل نہیں دیکھا۔ کہا: پھر میں اپنی سواری سے اترا، پھر میں اس کے پاس آیا۔ پھر اس نے مجھ کو خبر دی جو موافق ہوئی میرے لیے ابوسفیان کے ساتھ اور آواز دینے والے کے ساتھ، پھر اس نے مجھ کو اسلام کی طرف دعوت دی، تو میں اسلام لایا اس حال میں کہ وہ کہہ رہا تھا:

''سنو صخر بن صرب کو پیغام پہنچا دو، بے شک میں نے حق کو ابن ہاشم کے پاس دیکھا ہے۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا ہے جو نیکی اور تقویٰ کی طرف دعوت دیتا ہے۔ ہدایت کے احکام کو جاننے والا ہے، ظالم نہیں ہے۔ پھر اس نے مجھ کو خبر دی بن دیکھے ان چیزوں کے متعلق جن کو میں نے دیکھا، اور میں نے اس کو قبیلہ سے چھپایا، چھپانے کی جگہوں میں''۔

۶۹۶۱ (ز) فُدیک

سہیلی نے حکایت کیا، بے شک وہ لشکر کا امیر تھا، وہ لشکر جس میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو قتل کر دیا جس نے اسلام کو ظاہر کیا۔ اور کہا اس کے علاوہ نے، اس کا نام قلیب ہے اور عنقریب آئے گا۔

۶۹۶۲ فدیک بن عمرو السلامانی[1]

اس کا ذکر اور اس کی حدیث اس کے باپ حبیب کے ترجمہ میں گزر چکی ہے، اور کہا گیا ہے فریک ہے۔ راء کے ساتھ دال کے بدلے میں۔ اس کا طبری نے ذکر کیا ہے اور کہا گیا ہے۔ فُوَیک، واؤ کے ساتھ، کہا اس کو بغوی، ابوالفتح الازدی، ابن شاہین اور جعفر

[1] اسد الغابہ (ت: ۴۱۹۸) تجرید (۵/۲)

مستغفری نے، اور ابو عمر بن عبدالبر اور ان کے علاوہ نے، کہا ابن فتحون نے، میں نے اس کو ابن ابی حاتم کی کتابوں میں دیکھا اور ابن سکن کی کتابوں میں واؤ کے ساتھ۔

۶۹۶۳ فديك الزبيدى [1]

اور کہا جاتا ہے۔ عُقیلی، اور وہ مشابہ ہے بشیر بن فدیک کے والد کے اور صالح بن بشیر بن فدیک کے دادا کے، اس کا ذکر اور حدیث چوتھی قسم میں گزر چکی ہے۔ اور کہا بخاری نے، فدیک نبی کریم ﷺ کا ساتھی ہے۔ پھر ذکر کیا اوزاعی سے جوزبیری سے، وہ دونوں زہری سے، وہ صالح بن بشیر بن فدیک سے، کہا کہ نکلا فدیک رسول اللہ ﷺ کی طرف، پھر حدیث کو ذکر کیا ہجرت میں۔ [2] اور ذکر کیا ابن ابی حاتم نے اس کی مثل۔ اور بغوی نے کہا کہ مدینہ کا رہنے والا ہے۔ اور ذکر کیا اس کا ابن حبان نے، پھر کہا: اس کی حدیث اس کی اولاد کے پاس ہے اور ابن سکن نے کہا، کہا جاتا ہے بے شک فدیک اور اس کا بیٹا بشیر دونوں رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔

باب فاء کے بعد راء

۶۹۶۴ فرات بن ثعلبه البهرانى قسم ثالث میں ذکر آئے گا۔

۶۹۶۵ فرات بن حيّان [3]

ابن ثعلبہ بن عبدالعزی بن حبیب بن حیہ بن ربیعہ بن صعب بن عجل بن لجیم الربعی الیشکری۔ پھر عجلی، بنی سہم کے حلیف تھے۔ اور واقع ہوا سیاق میں اس کا نسب ابی عمر کے پاس سعد صعب کے بدلے میں اور یہ وہم ہے۔ بخاری نے کہا اور اس کی اتباع کی ابوحاتم نے، اس نے نبی کریم ﷺ کی طرف ہجرت کی تھی، ابوحاتم نے زیادہ کیا کہ وہ کوفی ہے۔ اور بغوی نے کہا وہ کوفہ کا رہنے والا ہے اور وہاں گھر بنایا۔ اور اس کے لیے انجام کار کوفہ ہے۔ اور اس نے اس کو بحرین کی زمین میں قطع کیا۔ اور ابن سکن نے کہا، اس کے لیے صحبت ہے۔ اور ذکر کیا اس کا ابن سعد نے اہل خندق کے طبقہ میں۔ اور کہا وہ کوفہ میں اترے، روایت کیا نبی کریم ﷺ سے کہا بے شک تم میں سے کچھ مرد ایسے ہیں ہم ان کو ان کے ایمان کے سپرد کرتے ہیں۔ ان میں سے فرات بن حیان ہے۔ [4] تخریج کی اس کی ابوداؤد اور بخاری نے تاریخ میں اور اس میں قصہ ہے۔ اور روایت کیا اس سے حارثہ بن مضرب نے اور قیس بن زہیر، حسن بصری، اور وہ ابی سفیان کے لیے اس کی جنگ میں نگران تھا، پھر اسلام لایا۔ پھر ایسا ہوا اس کا اسلام اور مرزبانی نے کہا [5] وہ ان میں سے تھا جس

---

[1] اسد الغابه (٤١٩٧) تجريد (٥/٢)

[2] معجم كبير حديث (٣٦٢/١٨) ذكر ابن حبان حديث (٤٨٦١/١١) تاريخ كبير (١٣٥/٧) جامع المسانيد والسنن (٢٥٩/١٠)

[3] اسد الغابه (ت: ٤١٩٩) تجريد (٥/٢)

[4] ابوداؤد كتاب الجهاد حديث (٢٦٥٢) مسند امام احمد حديث (٣٣٦/٤) السنن الكبرى (١٩٧/٨) جامع المسانيد والسنن (٢٦١/١٠)

[5] المعجم المشتمل (١٨٩)

نے رسول اللہ ﷺ کی ہجو، پھر مدح کی، پس قبول ہوئی اس کی مدح اور ابن حبان نے کہا۔ وہ لوگوں میں راستے کے اعتبار سے زیادہ ہدایت پر تھا۔ اور ابن سکن نے مسند قرار دا۔ صدقہ بن ابی عمران کے طریق سے، جو ابی اسحاق سے، وہ عدی بن حاتم سے، بے شک فرات بن حیان اسلام لایا، اور دین میں فقاہت حاصل کی۔ اور نبی کریم ﷺ نے اس کو یمامہ میں زمین کا ایک حصہ دیا، جو چار ہزار اور دوسو سے زیادہ مہنگی تھی۔ اور سیف نے فتوح میں ذکر کیا احمد بن فرات بن حیان کے طریق سے، کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نکلے، اور فرات بن حیان اور رجال بن عنفوہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے، اور کہا: ''بے شک ان میں سے ایک کی داڑھ جہنم میں زیادہ بڑی ہوگی اُحد سے اور بے شک اس کے ساتھ خیانت کرنے والے کی گدی ہے''۔ کہا ہم کو یہ بات پہنچی، سو ہم ایمان نہ لائے یہاں تک کہ رجال نے کہا وہ جو اس نے کہا، پھر قتل کیا گیا، سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور فروہ بن حیان اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر پڑے۔

میں کہتا ہوں: رجال مرتد ہو گیا اور مسیلمہ کے فتنہ میں پڑ گیا، اور اس کے ساتھ کافر ہو کر قتل ہو گیا۔

اور ابو العباس بن عقدہ حافظ نے کہا، ہم کو محمد بن عبداللہ بن عتبہ نے بیان کیا، ہم کو موسیٰ بن زیاد نے بیان کیا، ہم کو عبدالرحمٰن ابن سلیمان اشہل نے بیان کیا ذکریا بن ابی زائدہ سے، جو ابی اسحٰق سے، وہ حارثہ بن مضرب سے، وہ علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ خندق کے دن فرات بن حیان کے پاس آتے اور وہ مشرکین کا جاسوس تھا، آپ نے اس کے قتل کا حکم فرمایا۔ اس نے کہا: میں مسلمان ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک تم میں سے بعض وہ ہیں کہ میں نے ان کو اسلام پر مانوس کیا اور میں نے اس کو اس کے ایمان کے سپرد کر دیا''۔ ان میں سے فرات بن حیان ہے۔

اور اس کا تذکرہ اویس قرنی کے ترجمہ میں گزر چکا ہے۔ اور اس کا ذکر حنظلہ بن ربیع کے ترجمہ میں بھی ہے۔

۶۹۶۶ فراس بن حابس التمیمی [1]

اقرع کا بھائی ہے۔ اور کہا گیا ہے اقرع کا نام بھی فراس ہے۔ ابن اسحٰق نے کہا: [2] مغازی میں۔ رسول اللہ ﷺ نے عیینہ ابن حصن بن حذیفہ کو بنی عنبر کی طرف سریہ میں بھیجا۔ اور ان میں سے چند مردوں اور عورتوں کو نشانہ بنایا۔ پھر نکلے ان میں کچھ مرد بنی تمیم سے، یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ ان میں سے اقرع ہے اور فراس حابس کے دو بیٹے..... پھر قصہ کو ذکر کیا۔

اور ابن عبدالبر نے کہا: [3] جو انس سے ہے، میں اس کو بنی عنبر سے گمان کرتا ہوں، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا وفد بنی تمیم میں۔ میں نے کہا: اور وہ بنی عنبر میں سے نہیں ہے بلکہ ان کی وجہ سے آیا جیسا کہ ذکر کیا ابن اسحٰق نے۔

۶۹۶۷ فراس

وہ اقرع تمیمی ہے، بنی تمیم سے، اسی پر مرزبانی کا یقین ہے، اور اس سے پہلے ابن درید کا اور یہ الف میں گزر چکا ہے۔

۶۹۶۸ فراس بن عمرو الکنانی [4]

پھر لیثی۔ ابن حبان نے کہا اس کے لیے صحبت ہے۔ اور اس کے علاوہ نے کہا اس کے لیے رؤیت ہے۔ اور اس کے باپ

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۴۲۰۱) استیعاب (ت: ۲۱۱۴) تجرید (۲/۵) [2] السیرۃ النبویۃ (۲۰۳/۴)

[3] استیعاب (۳۳۲/۳) [4] اسد الغابہ (ت: ۴۲۰۳) تجرید (۲/۵)

کے لیے صحبت ہے اور باوردی نے روایت کیا اور ابن مندہ نے ابی یحییٰ التیمی کے طریق سے، اور اسماعیل بن یحییٰ ہے کذابوں میں سے ایک۔ کہا: بیان کیا مجھ کو یوسف بن ہارون نے ابی الطفیل سے، بے شک ایک آدمی بنی لیث کا، کہا جاتا ہے اس کو فراس بن عمرو اس کو سخت دردِ سر لاحق ہوا۔ اس کو اس کا باپ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا، پھر آپ کو اس درد کی شکایت کی جو اس کو تھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فراس کو بلا کر اپنے سامنے بٹھایا، اور اس کی آنکھوں کے درمیان سے کھال کو پکڑا، پھر اس کو کھینچا، پس آپ ﷺ کی انگلیوں کی جگہ میں فراس کی پیشانی پر بال اُگ آتے اور اس سے درد ختم ہوگیا، [1] پھر درد نہیں ہوا۔ باوردی نے اپنی روایت میں زیادہ کیا: کہا ابو طفیل نے، پھر ارادہ کیا یہ کہ وہ خوارج کے ساتھ حروراء کے دِن نکلے، پھر اس کو اس کے باپ نے رسّی کے ساتھ باندھ دیا تو اس کے وہ بال جو دونوں آنکھوں کے درمیان تھے، گر گئے، تو اس وجہ سے غمگین ہوا، اور توبہ کی۔

ابوطفیل نے کہا: جب اس نے توبہ کی تو وہ اُگ آئے، کہا تحقیق میں نے اس کو دیکھا کہ وہ گر چکے تھے۔ پھر میں نے اس کو دیکھا بعد اس کے کہ وہ اُگ چکے تھے۔ اور روایت کیا اس کو محمد بن قدامہ مروزی کی زیادتی کے ساتھ خوارج کی اخبار کی کتاب میں اس کے لیے اس طریق سے۔

۶۹۶۹ فراس بن نضر [2]

ابن حارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی العبدری، ابوالحارث کنیت بیان کی جاتی ہے۔ ابن اسحٰق [3] نے اس کو حبشہ کے مہاجرین میں شمار کیا ہے۔ اور یرموک کے دِن شہید ہوئے۔ اور بہر حال اس کا باپ وہ بدر کے دِن کافر ہو کر قتل ہوا۔

۶۹۷۰ فراس الخزاعی [4]

ذکر کیا اس کو مرزبانی نے شعراء کے معجم میں اور کہا وہ حجازی مخضرمی ہے، یعنی اس نے جاہلیت اور اسلام کو پایا۔ اور اس کے لیے شعر کہا جو دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ بے شک اس کے لیے صحبت ہے اور وہ اس کا قول ہے:

''جب رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان ہوتے ہیں تو تُو ہم کو دیکھے گا بحرِ بے پایاں کی طرح جس میں اس کا تخت تیر رہا ہے، اور اگر کعب کو بدلہ دیا جائے تو بے شک محمد ﷺ اس کے لیے قوی مددگار ہے، اور اس کا مدد کرنے والا معزز ہے''۔

اور واقدی [5] نے حزام بن ہشام خزاعی سے ذکر کیا، جو اس کے باپ سے روایت کرتے ہیں، بے شک خالد بن ولید ان اشعار کے ساتھ فتح مکہ کے دِن مثال دے رہے تھے۔ لیکن واقدی نے اسے منسوب کیا ہے خارجہ بن خویلد کعبی کے لئے۔ اور ابن سعد نے اسی کی اتباع کی۔

۶۹۷۱ (ز) فداس

اس کے لیے صحبت ہے، بخاری نے کہا: پھر روایت کیا ابی صالح سے، کہا بیان کیا مجھ کو ابواللیث نے، بیان کیا مجھ کو جعفر نے

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۴۵۳/۳) [2] اسد الغابہ (ث: ۴۲۰۴) استیعاب (ت: ۲۱۱۵) تجرید (۵/۲)

[3] السیرۃ النبویۃ (۶/۴) [4] تجرید (۵/۲) [5] المغازی (۸۲۶)

بکر بن سوادہ سے، جو مسلم بن مخشی سے روایت کرتے ہیں، بے شک کہا: خبر دی مجھ کو ابن فراس نے، فراسی نے نبی ﷺ سے کہا: کیا میں سوال کر سکتا ہوں اے اللہ کے نبی ﷺ؟ اگر تو ضرور سوال کرنے والا ہے تو نیک لوگوں سے سوال کر۔ [1] اسی طرح میں نے اس کو دیکھا، پرانے نسخہ میں بخاری کی تاریخ سے [2] فاء کے حرف میں۔ اور اسی طرح ابن سکن نے ذکر کیا، بے شک بخاری نے اس کا نام فراس رکھا ہے، اور اس کے علاوہ نے کہا: فراسی بنی فارس بن مالک بن کنانہ سے ہے، اور اس کے نام پر واقفیت نہیں پائی گئی، اور وہ اپنی حدیث کو اہل مصر سے نکالنے والا ہے، یعنی تخریج کرنے والا ہے، اور ذکر کیا اس کا بغوی، ابن حبان نے نسب کے لفظ کے ساتھ جیسا کہ مشہور ہے۔ لیکن اس کا طریق تقاضا کرتا ہے۔ بے شک وہ اسم ہے لفظ نسب کے ساتھ، اور معروف یہ ہے کہ اس نے اس کا نسب بیان کیا ہے اور اس کا نام پہچانا نہیں گیا، اور معروف حدیث میں ابن فراسی سے روایت ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، اور بعض نے کہا صرف ابن فراسی سے ہے۔ اور وہ مرسل ہے اور یہ اسی طرح سنن ابن ماجہ میں ہے اور عنقریب انساب میں اس سے زیادہ کمال کے ساتھ ذکر کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

۶۹۷۲ (ز) فراس [3]

نسب نہیں بیان کیا گیا، ابوموسیٰ نے ذیل میں محمد بن معمر نجرانی کے طریق سے روایت کیا ہے۔ بیان کیا مجھ کو ابوعامر نے، بیان کیا مجھ کو یحییٰ بن ثابت نے، بیان کیا مجھ کو صفیہ بنت بحرہ نے، کہا: میرے چچا فراس نے نبی کریم ﷺ سے ایک پیالہ ہبہ کے طور پر طلب کیا جس میں وہ کھاتے تھے، آپ نے وہ اس کو دے دیا، کہا اور عمر جب ہمارے پاس آتے تھے تو کہا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے پیالہ کو ہمارے پاس لے آؤ۔ پھر ہم اس کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آتے عمر رضی اللہ عنہ اس کو ماء زمزم سے بھرتے پھر اس سے پیتے اور اس کو اپنے چہرے پر چھینٹے مارتے۔ [4]

میں کہتا ہوں: اور تحقیق تخریج کی اس کی ابن مندہ نے ان میں جس کا نام خداش خاء کے ساتھ ہے۔ دال اور شین کے ساتھ اور میں نے ذکر کیا ہے یہاں ابن سکن سے، بے شک ان میں سے ایک نے کہا اس میں فراس اس کی طرح ہے جو یہاں ہے۔

۶۹۷۳ الفُرافصه الحنفی

ذکر کیا اس کو بغوی نے صحابہ میں۔ اور کہا: اس کے لیے صحبت ہے۔ اور عثمان بن عفان کا داماد ہے، بیان کیا ابوکامل الجحدری نے، جویزید بن ابی خالد سے، وہ عثمان بن عبدالملک سے روایت کرتے ہیں کہا۔ میں نے فرافصہ اور سُنین بن واقد پر جو نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں ہیں، دو جوتے دیکھے۔ ان کے تسمے تھے۔

اور میں نے ان کو دیکھا اس حال میں کہ وہ اپنے سر پر مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔ بغوی نے کہا، میں اس سند کو اس کے علاوہ نہیں جانتا۔ اور بغوی، باوردی، ابن قانع نے تخریج کی ہے فرات بن تمام کے طریق سے، جو ہشام بن عروہ سے، وہ اپنے باپ

[1] ابوداؤد فی کتاب الزکوۃ حدیث (۱۶۴۶) نسائی کتاب الزکوٰۃ حدیث (۲۵۸۶) مسند احمد حدیث (۳۳۵/۴)
[2] التاریخ الکبیر (۳۷/۴)
[3] اسد الغابة (ت: ۴۲۰۲) تجرید اسماء الصحابة (۵/۲)
[4] جامع المسانید والسنن (۲۶۳/۱۰)

سے روایت کرتے ہیں، وہ فرافصہ سے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد کی تعمیر کا حکم دیا دُور گھروں میں، اور یہ کہ صاف رکھا جائے اور خوشبو دار کیا جائے۔ [1]

بغوی نے کہا: یہ وہم ہے، اور تحقیق اس کو زائدہ اور اس کے علاوہ نے روایت کیا، ہشام سے، جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، اور کہا دارقطنی نے علل میں، درست ہشام سے ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں مرسل ہے، نہ اس میں عائشہ ہے اور نہ ان کے علاوہ۔

میں کہتا ہوں: اور فرافصہ کے لیے قصہ ہے، عثمان رضی اللہ عنہ کا اپنی بیٹی نائلہ بنت فرافصہ کا نکاح کرانے میں، جو عمیر حنفی یمامی کے بیٹے ہیں، روایت کیا ان سے قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق نے، اور ان کے علاوہ نے، اور توثیق کی اس کی ابن حبان نے، پس میں نہیں جانتا وہ یہ ہے یا اس کے علاوہ ہے؟

۶۹۷۴ فرقد العجلی [2]

اور کہا جاتا ہے تمیمی عنبری: ذکر کیا اس کا ابن ابی حاتم نے۔ [3] کہا: ابن جرو عنبری نے، کہا: مجھ کو میری ماں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ مجھ پر پھیرا اور میرے لیے برکت کی دُعا کی۔ روایت کیا ان سے اس کے بیٹے نے، اور پیروی کی اس کی ابوعمر بن عبدالبر نے۔ [4] اور ابن مندہ نے تخریج کی محمد بن محمد بن مرزوق کے طریق سے، بیان کیا مجھ کو دھمان بنت شہد بنت ملاس بن فرقد نے اپنے باپ سے، جو اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس پر پھیرا، اور عنقریب اس کا ذکر آئے گا ان میں جس کا نام اُمامہ ہے۔ عورتوں سے کہ بے شک اس کی ماں کا نام اُمامہ ہے۔

۶۹۷۵ فرقد [5]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی، ذکر کیا اس کا بخاری اور اس کے علاوہ نے، اور کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا، اور ایسے ہی ابن ابی حاتم نے کہا۔ [6] اور ذکر کیا کہ بے شک اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کھایا۔

بخاری نے کہا: [7] بیان کیا مجھ کو محمد بن سلام نے، کہا: بیان کیا مجھ کو حسین بن مہران کرمانی نے، کہا: میں نے فرقد کو دیکھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے، کہا: میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، اور میں نے ان کے دسترخوان پر کھانا کھایا۔

میں کہتا ہوں: یہ تعاقب مردود ہے، تحقیق اس کی تخریج کی ہے ابن سکن نے دوسری وجہ سے، جو محمد بن سلام سے، وہ حسن سے روایت کرتے ہیں۔ کہا: بیکند ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں۔ کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھایا اور میں نے آپ پر

---

[1] جامع المسانید والسنن (۲۶۳/۱۰)

[2] ابوداؤد کتاب الصلوٰة حدیث (۴۵۵) ترمذی کتاب ابواب الضعفاء حدیث (۵۹۴) ابن ماجہ حدیث (۷۵۸)

[3] اسد الغابہ (ت: ۴۲۰۷) استیعاب (ت: ۲۰۹۵) تجرید (۶/۲)

[4] جرح و تعدیل (۸۱/۷) [5] استیعاب (۳۲۴/۴)

[6] اسد الغابہ (ت: ۴۲۰۸) استیعاب (ت: ۲۰۹۶) تجرید (۶/۲)

[7] تاریخ کبیر (۱۳۰/۴)

سفید ٹوپی دیکھی جو سر کے درمیان میں تھی۔ کہا اور فرقد کو ایک سو پانچ سال گزر چکے تھے۔ ابن سکن نے کہا: نہیں روایت کیا اس کو محمد بن سلام سے۔ اور ایسے ہی تخریج کی اس کی حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، میں وہم ڈالنے والا اس میں ابونعیم ہے۔ اور تخریج کی ابن سکن نے دوسری وجہ سے، جو محمد بن سلام سے ہے۔ جو حسن بن مہران سے ہے کہا: میں نے فرقد کو دیکھا اور اس کے پاس بہت بڑی جماعت تھی۔ اور وہ باتیں کر رہا تھا میں نے اس کے ہاتھ کو دیکھا اور تحقیق اس نے اس کو بلند کیا۔ اچانک اس کے بازو کی کھال نرم ہو چکی تھی۔ بڑھاپے کی وجہ سے یہاں تک کہ گویا کہ وہ پھٹا ہوا رومال ہے، اور ابن حبان نے کہا: کہا جاتا ہے: بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں ایک آدمی تھا جس کو فرقد کہا جاتا تھا، اور اس کے لیے کچھ بھی نہیں۔ اور میں نہیں جانتا کیا اس نے یہ مراد لیا ہے یا وہ جو اس سے پہلے ہے۔

۶۹۷۶ فروہ بن خراش الازدی[1]

ذکر کیا اس کو اسماعیلی نے صحابہ میں، اور تخریج کی علی بن قرین کے طریق سے جو کہ متروک ہے کہا۔ ہم کو بیان کیا عبداللہ بن جبیر جہضمی نے میں نے ابولبید کو سنا وہ فروہ بن فراش ازدی سے باتیں کر رہا تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"یمن والے دل کے نرم ہیں اور وہ دین کے مددگار ہیں، اور وہ وہ ہیں جن سے اللہ محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں"۔[2]

۶۹۷۷ فروہ بن عامر[3]

اور کہا جاتا ہے فروہ بن عمرو اور اس کے باپ کے نام میں اس کے علاوہ کہا جاتا ہے جو قسم ثالث میں آئے گا۔

۶۹۷۸ فروہ بن عمرو[4]

ابن ودقہ بن عبید بن غانم بن بیاضہ انصاری، بیاضی، ابن حبان نے کہا وہ بدر میں شہید ہوئے اور عقبہ میں، ذکر کیا اس کو ابن اسحٰق اور اس کے علاوہ نے ان میں جو بدر میں حاضر ہوئے اور عقبہ میں۔ اور ابوعمر نے کہا:[5] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے درمیان اور عبداللہ بن مخرمہ انصاری کے درمیان مواخات قائم کی۔[6]

اور روایت کی عبدالرزاق نے رکاز میں، اپنے مصنف سے، وہ معمر سے، جو حرام بن عثمان سے، وہ میرے بیٹے جابر سے روایت کرتے ہیں، بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے ایک آدمی کو بنی بیاضہ سے بھیجتے تھے، اس کو فروہ بن عمرو کہا جاتا تھا۔ اور مدینہ کے پھلوں کا اندازہ لگاتا تھا۔

اور سلیمان بن شبل کے طریق سے ہے، جو رافع بن خدیج سے روایت کرتے ہیں، بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فروہ بن عمر کو بھیجتے تھے۔ جو کھجوروں کا اندازہ لگاتے تھے۔ پس جب وہ دیوار میں داخل ہوتا، تو شمار کرتا جو اس میں کھجور کے گچھے ہوتے پھر ان میں سے

---

[1] اسد الغابہ (۴۲۱۱) تجرید (۶/۲) [2] اسد الغابہ (۴۵۴/۳) [3] تجرید (۶۱۲)
[4] اسد الغابہ (ت: ۴۲۱۳) استیعاب (ت: ۲۰۹۸) تجرید (۶/۲) [5] استیعاب (۳۲۵/۳)
[6] معجم کبیر حدیث (۸۴۰/۱۸) جامع المسانید (۲۶۵/۱۰) اسد الغابہ (ت: ۴۵۵/۳)

بعض کو بعض پر مارتا اس بنا پر جو اس نے اس میں دیکھا، پس وہ خطا نہ کرتا۔ [1]

تخریج کی اس کی ابراہیم بن ابی یحییٰ سے جو اسحٰق بن ابی فروہ سے کرتے ہیں۔ اور ذکر کیا وثیمہ نے کتاب الردۃ میں، بے شک فروہ ان میں سے ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو گھوڑوں پر اللہ کے راستے میں سوار ہوئے، اور ایک ہزار وسق کھجوروں کا ہر سال صدقہ کیا کرتے تھے۔ اور وہ جمل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ اور اس کے لیے شعر کہے جس کو اس نے کہا سقیفہ کے دن۔

اور ابو عمر نے یقین کر لیا [2] بے شک وہ بیاضی ہے جس کی حدیث کی امام مالک رحمہ اللہ نے مؤطا میں تخریج کی۔ ابو حازم کے طریق سے، ان سے اس بات کی نہی میں ہے یہ کہ بعض بعض پر قراءۃ میں جہر کریں۔ [3]

کہا: ابن سیرین ابن وضاح کہا کرتے تھے، سوائے اس کے نہیں مالک خاموش ہو گئے اس کے نام سے اس لئے کہ وہ ان میں سے ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف مدد کی۔ ابو عمر نے کہا: [4] یہ ثابت نہیں ہے اور نہیں ہے وجہ اس کی جو ان دونوں نے کہی ہے، اس سے، اور نہ ہی وہ اس کا قائل تھا، جان لیا اس سے جو مددگار تھے دار کے دن۔

اور ودقہ ضبط کیا اس کو دانی نے مؤطا کے اطراف کی کتاب میں اس کے لیے، ودقہ واؤ کے فتح کے ساتھ، اور دال کے سکون کے ساتھ، اس کے بعد قاف ہے، کہا اور یہ روضہ ہے۔

۶۹۷۹ فروہ بن قیس [5]

ابو مخارق، ذکر کیا اس کا ابو موسیٰ نے ذیل میں، اور تخریج کی ابو القاسم بن مندہ کے طریق سے کتاب المعمرین میں اس کے لیے، جعفر بن زبیر کی روایت ہے، جو متروک ہے۔ وہ قاسم سے وہ ابی امامہ سے وہ فروہ بن قیس سے وہ ابی مخارق سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''مومن کا گناہ چالیس سال تک نہیں لکھا جائے گا جب وہ مسلمان ہو''۔ [6] پھر تلاوت کی: یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور چالیس سال کو پہنچ جائے۔ [7]

ابو موسیٰ نے کہا: یہ ثابت نہیں ہے، اور آیت اس میں دلیل نہیں ہے اس پر جس کو اس نے ذکر کیا۔

۶۹۸۰ فروہ بن قیس [8] دوسرا رابع میں آئے گا۔

۶۹۸۱ فروہ بن مالک الاشجعی [9]

روایت کیا اس سے ابو اسحٰق شبیعی نے ایک حدیث مضطرب کو جو ثابت نہیں ہے۔ اور تحقیق اس میں کہا گیا ہے: فروہ بن نوفل۔ اور وہ خوارج سے ہے۔ وہ مغیرہ بن شعبہ پر معاویہ کی صدر خلافت میں نکلے، مستورد کے ساتھ۔ پھر ان کی طرف مغیرہ نے گھوڑا بھیجا،

---

[1] معجم کبیر حدیث (۸۴۲/۱۸) مصنف عبدالرزاق (۷۲۰۹/٤) مجمع الزوائد حدیث (۷۶/۳) جامع المسانید (۲۶۵/۱۰)
[2] استیعاب (۳۲۶/۳) [3] موطا امام مالک حدیث (۳۱۸۱) [4] استیعاب (۳۲۵/۳)
[5] اسد الغابہ (٤۲۱۵) تجرید (۶/۲) [6] الموضوعات (۱۱۶/۳) [7] سورۃ احقاف آیت (۱۵)
[8] اسد الغابہ (ت: ٤۲۱۵) تجرید (۶/۲) [9] استیعاب (ت: ۲۰۹۹) تجرید (۶/۲)

پھر وہ قتل ہو گئے پینتالیس سال کی عمر میں۔ اور فروہ بن معقل اشجعی قتل کیے گئے اور وہ خوارج میں سے بھی ہے، مگر بے شک اس نے نہروان میں ان سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ پھر اگر وہ فروہ بن نوفل ہے تو نہ اس کے لیے صحبت ہے اور نہ ملاقات ہے اور نہ دیدار ہے۔ اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے تھے، جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

روایت کیا ان سے ابواسحٰق نے، ہلال بن یساف نے اور شریک بن طارق نے اسی طرح ابن عبدالبر کے نزدیک [1] اور نقل کیا اس کو ابن الاثیر نے [2] جیسا کہ وہ، اور اپنی سند ابی یعلی تک بیان کی۔ عبدالعزیز بن مسلم کے طریق سے۔ جو ابی اسحٰق سے جو فروہ بن نوفل سے، کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، پھر آپ نے مجھے کہا: کیسے آئے ہو؟ [3] میں نے کہا: میں آیا ہوں تا کہ آپ مجھے چند کلمات سکھائیں جب میں اپنا بستر لوں میں ان کو کہہ لوں۔ کہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے: تو پڑھ ﴿ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ﴾ [4] پس بے شک یہ شرک سے بری ہے۔

اور تحقیق ذکر کیا ابوموسیٰ نے یہ مسند ابی یعلی سے فروہ بن نوفل کے ترجمہ میں۔ اور اس کو ابن مندہ کے خلاف مستدرک قرار دیا، کہا: روایت کیا اس کو ثوری نے، ابن اسحٰق سے، وہ فروہ سے، اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے کہا: اور وہ احمد کے نزدیک بھی ہے۔ اور وہ ابوموسیٰ کے کلام کا باقی حصہ ہے۔ اور کہا گیا ہے: شعبہ سے، جو ابی اسحٰق سے، جو ایک آدمی سے، جو فروہ سے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مشہور اوّل ہے۔

اور اختلاف اس میں ہے کہ بے شک ''غندر'' روایت کیا اس کو شعبہ سے۔ جو فروہ بن نوفل سے یا نوفل سے، اور روایت وہ جس کو ابوموسیٰ نے ذکر کیا، تخریج کی اس کی ترمذی نے ابوداؤد طیالسی کے طریق سے جو شعبہ سے۔ اور تحقیق تخریج کی اس کی ابوداؤد اور نسائی نے، اور احمد نے زہیر بن معاویہ کی روایت سے، اور ترمذی نے اور احمد اور نسائی نے اسرائیل کی روایت سے، وہ دونوں ابواسحٰق سے وہ فروہ سے، جیسا کہ عبدالعزیز نے کہا۔

اور بعض نے کہا: اس سے، جو ابی اسحٰق سے، جیسا کہ ثوری کی روایت ہے، پھر بعض نے اس میں کہا: ابی اسحٰق سے، جو ابی فروہ اشجعی سے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ پلانے والی سے، تخریج کی ان دونوں کی نسائی نے۔ اور مخالفت کی تمام کی شریک بن عبداللہ قاضی نے، پھر کہا: ابواسحٰق سے جو جبلہ بن حارثہ سے، تخریج کی اس کی نسائی نے سعید بن سلیمان کی روایت سے۔

اور روایت کیا اس کو ابوصالح حرانی نے، جو شریک سے، پھر زیادہ کیا اس میں ایک آدمی کو۔ کہا جبلہ کے بعد اس کے بھائی زید بن حارثہ سے، اور فروہ بن مالک کے طریق میں کچھ نہیں دیکھا، اور نہ ابن معقل کے طریق میں۔ اور نہ ابوعمر نے ان میں سے کسی ایک کو منفرد کیا کسی ترجمہ کے ساتھ، اور اللہ خوب جانتا ہے۔

اور تحقیق ابن ابی حاتم نے کہا، فروہ بن نوفل کے بارہ میں، اس کے لیے صحبت نہیں ہے۔ اور ابن حبان نے کہا، کہا گیا ہے اس کے لیے صحبت ہے۔ اور مذکورہ حدیث چلی عبدالعزیز بن سلم کی روایت سے، پھر کہا، اور اس میں عبدالعزیز ہے جو بہت زیادہ خطا کرتا تھا۔

---

[1] استیعاب (۳/۳۲٦) [2] اسد الغابہ (۳/٤٥٦) [3] مسند ابویعلی (۱/۷۸)

[4] سورۃ الکافرون (۱)

۶۹۸۲ فروہ بن مسیک[1] (تصغیر کے ساتھ)

اور کہا جاتا ہے: مُسیکہ، اور پہلا زیادہ مشہور ہے۔ ابن الحارث بن سلمہ بن حارث بن ذوید بن مالک بن منبہ بن غطیف بن عبداللہ بن ناجیہ بن مراد المرادی الغطیفی، یعنی ابوعمر۔ بخاری نے کہا:[2] اس کے لیے صحبت ہے، روایت کیا ان سے ابوسبرہ نے جن کو کوفیوں میں شمار کیا جاتا ہے اور اس کی اصل یمن سے ہے۔ اور بغوی نے کہا: وہ کوفہ کا رہنے والا تھا۔ اور ابن حبان نے کہا: اس کی اصل یمن ہے۔ ابوسبرہ کینت ہے۔ اور ابوعمرو شیبانی نے کہا: فروہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد کی شکل میں آئے، پھر اس کو عامل بنایا مراد کے خلاف اور مذحج تمام کے۔ اور بھیجا اس کے ساتھ خالد بن سعید بن عاص کو، وہ اس کے ساتھ اس کے شہر میں تھے۔ یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات پا گئے، پھر عمرو بن معدیکرب مرتد ہو گئے ان میں جو مرتد ہوئے، اور فروہ کے متعلق چند اشعار کہے:

''ہم نے فروہ کی بادشاہت کو بدترین بادشاہت دیکھا''۔

اور ذکر کیا بخاری نے اس کے اوّل کو ابی واقد سے، اور بے شک یہ دس سال کے تھے۔

ابوعمرو شیبانی نے کہا: فروہ مذحج کے ساتھ حاضر خدمت ہوا، پھر وہ اسلام لائے اور عامل بنایا مسلمانوں کے صدقات پر اور اس کو کہا: لوگوں کو دعوت دو اور ان میں الفت پیدا کرو، پس جب تو غفلت کو دیکھے تو غنیمت حاصل کر اور جہاد کر۔

اور فروہ کی جدائی کا سبب کندہ کے بادشاہ تھے جو مُراد میں تھے، اور ہمدان میں تھے۔ پھر مراد کو تیر کا نشانہ لگایا یہاں تک کہ انہوں نے ان میں خونریزی کی۔ اور ہمدان کا قائد اجدع مسروق کا والد تھا۔ پھر جب فروہ سوار ہوا تو اپنے راستے میں کہا:

''جب میں نے کندہ کے بادشاہوں کو دیکھا تو میں نے اعراض کیا۔ اس آدمی کی طرح کہ خیانت کی آدمی سے عرق النساء نے (وہ بیماری جو ران سے گھٹنے تک ہوتی ہے)، میں نے اپنی سواری کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے کرنے کا ارادہ کیا۔ میں اس سے بلند مرتبہ کی اُمید کرتا تھا، اور عمدہ مالداری کی''۔[3]

کہا: ہم کو یہ بات پہنچی کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا: ''کیا آپ کو بری لگتی ہے وہ جو پہنچی آپ کی قوم کو جنگ کے دِن، پھر کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! کون ہے وہ کہ جس کی قوم کو پہنچے مثل اس کے جو اس نے ان کو پہنچایا، اور وہ اس کو برا نہ سمجھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے تمہاری قوم کی اسلام میں بھلائی ہی بڑھی ہے۔ پھر انہیں مراد، مذحج اور پورے زبید کا عامل مقرر کر دیا۔ دوسروں کا بیان ہے: وہ ۹ھ یا ۱۰ھ میں آئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے، ان سے ہانی بن عروہ، شعبی اور ابوسبرہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابواسحاق الفزاری نے کتاب السیر میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے اچھے شعر نقل کئے ہیں۔ ابن سعد[4] لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صدقات مذحج پر انہیں مامور کیا، پھر کوفہ رہنے لگے، اپنی قوم کے معزز آدمی تھے۔ ان کی کئی احادیث ہیں جن سے ابوسبرہ نخعی نے بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا میں اپنی قوم میں سے پھٹنے والوں سے جنگ نہ کروں؟ (حدیث)[5] ان سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت کی وصیت کی تھی۔ اور آپ سے سباء کے بارے

---

[1] اسد الغابہ (ت: ٤٢١٨) استیعاب (ت: ٢١٠١) [2] تاریخ کبیر (١٢٦/٤)
[3] السیرة النبویة (١٧٥/٤) جامع المسانید (٢٦٩/١٠) اسد الغابہ (٤٥٧/٣)
[3] السیرة النبویة (١٧٥/٤) [4] الطبقات الکبریٰ (٣٢٧/١) [5] ترمذی کتاب التفسیر باب تفسیر سورة سباء (٣٢٧٥)

میں پوچھا تھا۔ ابن سعد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن السکن نے طویل و مختصر روایت کی ہے۔

۶۹۸۳ (ز) فروہ بن معقل

ابن مالک میں ذکر ہو چکا ہے۔

۶۹۸۴ (ز) فروہ بن نیاتہ

بقول بعض: ابن تعامہ، قسم ثالث میں ذکر ہوتا ہے۔

باب فاء کے بعد ضاد

۶۹۹۰ فضالہ بن حارثہ[1]

ابن سعید بن عبداللہ۔ اسماء کے ترجمہ میں اس کا ذکر آ چکا ہے۔

۶۹۹۱ فضالہ بن سعد العبدی

پھر محاربی ذکر کیا اس کا ابوعبیدہ معمر بن المثنی نے ان لوگوں میں جو نبی علیہ السلام کے پاس وفد کی شکل میں آئے قبیلہ عبد قیس میں سے کہا: اور وہ اشراف میں سے تھے۔ اور ذکر کیا اس کا الرشاطی نے اور کہا نہیں ذکر کیا اس کا ابوعمر نے اور نہ ابن فتحون نے۔

۶۹۹۲ فضالہ بن عبداللہ[2]

اس کا ذکر فضالہ اللیثی کے ذکر میں آئے گا۔

۶۹۹۳ فضالہ بن عبید[3]

ابن نافذ بن قیس بن صہیب بن اصرم بن جحجبی بن کلفہ بن عون بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس الانصاری الاوسی یعنی ابومحمد ابن السکن نے کہا: اس کی ماں عقبہ بنت محمد عقبہ بن الجلاح الانصاریہ ہے۔ وہ پہلے سے اسلام لا چکے تھے اور غزوۂ بدر میں حاضر نہ ہوئے اور وہ غزوۂ اُحد میں حاضر ہوئے اور اس کے بعد غزوات میں حاضر ہوئے اور وہ حاضر ہوئے فتح مصر میں اور شام میں شروع سے پھر رہائش اختیار کی شام میں اور جنگوں میں سپہ سالار بنے اور حضرت معاویہ نے ابی درداء رضی اللہ عنہ کے بعد ان کو دمشق کا قاضی بنایا۔ کہا اس کو خالد بن یزید بن ابی مالک نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے کہا: یہ ابودرداء رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے تھا۔ اس کو روایت کیا گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عمر رضی اللہ عنہ اور ابی الدرداء سے روایت کیا۔ ثمامہ بن شفی اور جیش بن عبداللہ الصنعانی اور علی بن رباح رضی اللہ عنہم اور ابوعلی العنبی اور محمد بن کعب القرظی اور ان کے علاوہ نے، مکحول نے کہا ابن محیریز سے روایت ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی اور ابن حبان نے کہا یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے اور معاویہ ان لوگوں میں سے

---

[1] استیعاب (ت: ۲۱۰۳) [2] تجرید (۲/۷) [3] اسد الغابہ (ت: ۴۲۲۶) استیعاب (ت: ۲۱۰۴)

تھے جنہوں نے ان کی چارپائی اٹھائی تھی اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو دمشق کا خلیفہ بنایا تھا۔ جب معاویہ نے دمشق کا سفر کیا۔ [1] اور المدائنی نے ان کی وفات ۵۳ سال کی عمر میں لکھی اور ابن السکن نے بھی اسی طرح کہا اور کہا ابن السکن نے وہ دمشق میں فوت ہوئے اس لیے معاویہ نے ان کو دمشق کا قاضی بنایا تھا اور ان کے لیے دمشق میں گھر بنایا تھا۔ اور کہا گیا ہے کہ وہ معاویہ کی خلافت کے بعد فوت ہوئے اور ہارون العمال اور ابن ابی حاتم [2] نے کہا وہ معاویہ کی حکومت کے درمیان فوت ہوئے۔ اور ابوعمر نے کہا: [3] کہا گیا ہے کہ وہ ۶۹ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ اور ابن کلبی نے ذکر کیا ہے بے شک ان کے والد شاعر تھے اور ان کا ذکر اوس اور خزرج کی جنگوں میں کیا جاتا ہے اور وہ سبقت لے جاتے تھے گھوڑ دوڑ میں اور وہ سوار ہونے کی حالت میں پتھر کو پتھر پر مارتے تھے۔

۶۹۹۴ فضالہ بن عدی الانصاری الظفری

جو محمد بن انس بن فضالہ کے دادا ہیں، اس کا ذکر ابن مندہ نے ترجمہ محمد میں کیا کہ بے شک انس اور فضالہ کے لیے صحبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے۔ اور بھول گئے اس کے ذکر کو وہاں اور اس کو حاصل کیا ابوموسیٰ نے اور تحقیق بغوی نے حدیث کو روایت کیا ہے یونس ابن محمد بن فضالہ کے طریق سے اپنے باپ سے کہا: اور ان کا باپ اور ان کا دادا ان لوگوں میں سے ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل تھی۔

میں کہتا ہوں: اور واقع ہوا ان کو اس بارے میں ایک وہم پس بے شک اس نے تخریج کی اپنے ترجمے میں کہ ابن ابی سبرہ نے یعقوب بن محمد الزہری سے، اس نے ادریس بن محمد بن انس بن فضالہ سے روایت کیا ہے بیان کیا مجھے میرے دادا نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے کہا: نبی علیہ السلام آئے اور میں دو ہفتوں کا تھا۔ (الحدیث) اور یہ خطا ہے جو پیدا ہوئی نسب میں گرنے سے اور وہ سوائے اس کے نہیں ادریس بن محمد بن یونس بن محمد بن انس بن فضالہ ہیں۔ بیان کیا مجھے میرے دادا نے اور وہ یونس ہیں اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے اور وہ محمد بن انس ہیں، جیسا کہ عنقریب آ رہا ہے، اس کے ترجمہ میں درستگی کے طریقہ پر اور تحقیق اس کو بغوی نے درست قرار دیا ہے۔ محمد کے ترجمہ میں جس کو روایت کیا گیا ہے ہارون الحمال سے ہارون الحمال نے یعقوب سے۔ اور اللہ توفیق دینے والے ہیں۔

۶۹۹۵ فضالہ بن عمیر [4]

ابن الملوح اللیثی۔ ان کا ذکر ابن عبدالبر نے کتاب الدرر فی السیر میں کیا۔ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن ان کے ساتھ گزر رہے تھے اور اس کی بہادری کا یقین رکھتے تھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تو اپنی بہادری کے بارے میں اپنے دل میں کیا باتیں کر رہا ہے؟ اس نے کہا: کچھ بھی نہیں۔ میں تو اللہ کا ذکر کر رہا ہوں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور کہا: میں تیرے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ پھر اپنا ہاتھ اس کے سینے پر رکھ دیا۔ راوی کہتے ہیں: پس گویا کہ فضالہ کہہ رہے تھے، اللہ کی قسم! آپ

---

[1] ذکرہ ابن حبان فی الصحابہ (۳۳۰/۳) ذکر ابن کثیر فی جامع المسانید والسنن (۲۷۴/۱۰، ۲۷۷)

[2] الجرح والتعدیل (۷۷/۷) [3] الاستیعاب (۳۲۷/۳) [4] تجرید اسماء الصحابہ (۸/۲)

ﷺ اپنا ہاتھ میرے سینے سے نہ اٹھائیں حتیٰ کہ مجھے زمین پر اس سے زیادہ پسندیدہ چیز کوئی نہیں ملی۔ اور اس کا ذکر استیعاب میں نہیں کیا گیا اور وہ اپنی شرط پر ہے اور ذکر کیا اس کا عیاض نے شفاء میں اس کی مثل، قسم کھائی اخبار مکہ میں فضالہ کے لیے یہ فتح مکہ کا دن تھا اس نے شعر کہے جب فتح مکہ کے دن بتوں کو توڑا گیا:

''اگر تو نہ دیکھتا محمد ﷺ اور اس کے لشکر کو فتح مکہ میں جس دن بتوں کو توڑا گیا، البتہ تو دیکھتا اللہ کے نور کو جو اس نے واضح کر دیا تھا۔ اور شرک ڈھانپ لیا تھا اس کے چہرے کو تاریکیوں نے''۔

اور ذکر کیا اس کو اس کے علاوہ نے اور الفاظ کے ساتھ'' پہلے رأیت کے بدلے میں شہدت اور جنودہٗ کے بدلے میں قبیلہ اور بینا کے بدلے میں ساطعا اور باقی الفاظ برابر ہیں۔

اور ذکر کیا گیا ہے فضالہ اللیثی کے ترجمہ میں کہ وہ عبداللہ کے والد ہیں۔ بے شک اس کو اس ترجمہ میں کہا گیا ہے فضالہ ابن عمیر بن الملوح پس وہ دونوں اس کے نزدیک ایک ہیں اور ظاہر اس کے مخالف ہے اور ابن ابی حاتم نے فضالہ کے بارے میں کہا کہ وہ عبداللہ کے والد ہیں، انہوں نے زمانہ جاہلیت پایا۔ روایت کیا گیا ان سے وہ مذکور کے بیٹے ہیں۔

۶۹۹۶ فضالہ بن النعمان [1]

ابن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ، کہا ابوجعفر الطبری نے وہ غزوۂ بدر میں حاضر ہوئے اور ان کے بھائے سماک بن نعمان ہیں۔

۶۹۹۷ فضالہ بن ھلال المزنی [2]

ذکر کیا اس کا دارقطنی نے ان لوگوں میں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی اور آپ ﷺ سے سنا، یہی بات ابن البر [3] نے کہی اور اس کا ذکر عنقریب ترجمہ بساد مولیٰ میں آ رہا ہے۔

۶۹۹۸ فضالہ بن ھند الاسلمی [4]

اس کا شمار اہل مدینہ میں کیا گیا ہے، اس طرح ابن عبدالبر [5] اور ابن مندہ نے ذکر کیا ہے اور اس بات کا اضافہ کیا کہ ان کو صحبت رسول ﷺ حاصل تھی اور بہر حال بغوی نے کہا: میں ان کے لیے صحبت رسول ﷺ گمان کرتا ہوں، پھر ابی نعیم کے طریق سے عبداللہ بن عامر اور وہ عبدالرحمٰن بن حرملہ سے اور وہ فضالہ بن ہند سے روایت کرتے ہیں، بغوی نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فضالہ ابن حارثہ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا وہ اسلام لائے (فضالہ بن ہند الاسلمی) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو اس دن کے روزہ کا حکم دو یعنی یوم عاشورہ [6] کے روزے کا، ابونعیم نے کہا: عبداللہ بن عامر نے خطا کی اس کی سند میں اور درست بات وہ ہے جس کو حاتم بن اسماعیل نے روایت کیا ہے اور ان کے علاوہ نے روایت کیا عبدالرحمٰن بن حرملہ سے اور اس نے یحییٰ بن ہند بن حارثہ سے اور ابن شاہین نے کہا اس کو کہا ہے الف ابی خیثمہ نے اور اس حدیث کی تخریج ابونعیم سے مروی ہے اور وہ وہم ہے اگر میں اس کو اس کی کتاب میں نہ دیکھتا تو میں

---

[1] تجرید اسماء الصحابہ (۸/۲) [2] اسد الغابہ (ت: ۴۲۲۸) الاستیعاب (ت: ۲۱۰۵) تجرید اسماء الصحابہ (۸/۲)

[3] الاستیعاب (۳۲۸/۳) [4] اسد الغابہ (ت: ۴۲۲۹) الاستیعاب (ت: ۲۱۰۶) [5] الاستیعاب (۳۲۸/۳)

[6] ذکرہ ابن کثیر فی جامع المسانید والسنن (۳۰۲/۱۰) و ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابہ (۴۶۰/۳)

اس کی تخریج نہ کرتا۔

میں کہتا ہوں: تحقیق اس کو اس کے علاوہ نے ذکر کیا ہے جیسا کہ آپ جان چکے ہیں۔

۶۹۹۹ (ز) فضالہ بن وهب

وہ اللیثی ہیں الزاھوانی ہیں۔ ان کا ذکر فضالہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ کے بعد (۷۰۰۱) میں آ رہا ہے۔

۷۰۰۰ فضالہ[1]

اہل یمن میں سے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں، اور ذکر کیا موالیٔ رسول اللہ ﷺ میں ابوبکر بن محمد بن حزم نے اور ابوعمر نے بھی اسی طرح کہا ہے محمد بن سعد نے واقدی سے روایت کرتے ہوئے کہا: وہ شام میں اترے ان کا بیٹا شام میں پیدا ہوا۔

۷۰۰۱ فضالہ اللیثی[2]

بغوی نے کہا: اور کہا گیا وہ ابن عبداللہ ہیں اور کہا گیا ہے وہ ابن وہب بن بجرہ بن بجیر بن مالک بن عامر بن لیث بن کنانہ ہیں اور ابونعیم نے کہا زہرانی سے معلوم ہوا ہے وہ عبداللہ کے والد ہیں۔ اور ابن عبدالبر[3] نے فضالہ اللیثی اور زہرانی میں فرق کیا ہے، پس اس کا نسب اسی طرح ہے اور کہا اس شخص نے جس نے کہا اس کے بارے میں زہرانی پس تحقیق اس نے خطا کی پس فضالہ الزہرانی تابعی ہیں۔

میں کہتا ہوں: اور گویا کہ بغوی نے مراد لیا پس بے شک اس نے کہا زہرانی اور وہ اللیثی ہیں اور بہرحال ابن السکن پس کہا: فضالہ بن عبداللہ اللیثی اور کہا گیا ہے زہرانی کے لیے نبی ﷺ کی صحبت تھی اور روایت تھی اور اس کی حدیث بصریین کے بارے میں نہیں روایت کیا داؤد بن ابی ہند کے علاوہ نے اور زہرانی کا ذکر حدیث[4] میں آیا ہے۔ جس کو اللیثی نے روایت کیا ہے جیسا کہ ابونعیم نے کہا: جی ہاں! فضالہ آخری تابعی ہیں اور بخاری نے بیان کیا ہے ان کے والد عمیرا ہیں، اور گویا کہ انہوں نے اس سے ابن الملوح کو مراد لیا ہے اور اللیثی کی حدیث محافظت میں ہم عصروں کے خلاف ہے، ابوداؤد نے اپنی سنن میں اس کی تخریج کی ہے عبداللہ بن فضالہ کی روایت سے جو انہوں نے اپنے باپ سے کی ہے اور اس حدیث کی سند میں اختلاف ہے۔

۷۰۰۲ (ز) فضالہ الزهرانی

اس کا ذکر اس روایت میں ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔

۷۰۰۳ الفضل بن ظالم[5]

ابن خزیمہ السنبسی۔ ابن کلبی نے کہا: قاصد بن کر آئے رسول اللہ ﷺ کی طرف، الرشاطی نے اس کو اسی طرح ذکر کیا ہے اور

---

[1] اسد الغابہ (ت: ٤٢٢٥) تجرید اسماء الصحابہ (٧/٢) [2] اسد الغابہ (ت: ٤٢٢٧) الاستیعاب (ت: ٢١٠٧)
[3] الاستیعاب (٣٢٨/٣) [4] اخرجہ ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب المحافظۃ علی وقت الصلوٰۃ الحدیث (٤٢٨)
ابن عاصم فی الاحاد والمثانی (١٩٤/٢) [5] اسد الغابہ (ت: ٤٢٣٠) تجرید (٨/٢)

اس روایت کو ابن فتحون نے قاف والی روایت میں ذکر کیا ہے، اور عنقریب اس کا ذکر آ رہا ہے۔

۷۰۰۴ الفضل بن العباس [1]

ابن عبدالمطلب بن ہاشم الہاشمی جو ہمارے سردار رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے ہیں، وہ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے ان کے والد اور ان کی والدہ کی کنیت انہی کے نام سے رکھی گئی اور ان کی والدہ کا نام لبابہ بنت الحارث الہلالیہ ہے۔ بغوی نے کہا: وہ عباس کی اولاد میں سب سے زیادہ عمر والے تھے، اور انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین اور مکہ لڑا اور وہ آپ ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین میں ثابت قدم رہے اور وہ آپ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں حاضر ہوئے اور ان کی کنیت ابوالعباس اور ابوعبداللہ تھی اور کہا گیا ہے: ان کی کنیت ابومحمد ہے۔ اور ابن السکن نے اسی کو یقینی قرار دیا ہے۔ اور صحیح میں یہ بات ثابت ہے بے شک نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں ان کو اپنا ردیف بنایا۔ اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے بے شک نبی کریم ﷺ نے ان کا نکاح کروایا اور اپنی طرف [2] سے ان کا مہر ادا کیا اور بغوی نے بیان کیا ہے کہ ان کی بیوی کا نام صفیہ بنت محمیہ بن جزء الزبیدی ہے۔ اور حجۃ الوداع کے بارے میں اس کی حدیث کے ایک حصے میں ہے کہ جب انہوں نے خثعمیہ سے اپنا چہرہ ڈھانپا تو میں نے ایک نوجوان لڑکا اور ایک نوجوان لڑکی کو دیکھا پس میں ان دونوں پر شیطان سے مطمئن نہ ہوا اور وہ حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ کے غسل میں اور اس کے لیے احادیث ہیں۔ روایت کیا اس سے اس کے دو بھائیوں یعنی عبداللہ اور قثم نے اور اس کے چچا کے بیٹے نے یعنی ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب نے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور اس کے بھائی کے بیٹے عباس بن عبیداللہ بن العباس نے اور عمیر یعنی ام الفضل کے آزاد کردہ غلام نے اور سلیمان بن یسار نے اور شعبی نے اور ان کے علاوہ نے۔ اور ابن شاہین نے اپنے ترجمے میں تخریج کی ہے عباس کی روایت سے اور اس کے والد نے اس سے حدیث کی اور بغوی نے تخریج کی ہے یزید بن عبداللہ بن قسیط کے طریق سے عطاء سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور اس نے اپنے بھائی الفضل سے روایت کرتے ہوئے کہا میرے پاس رسول اللہ ﷺ آتے ہیں، فرمایا: ''میرا ہاتھ پکڑو'' اور تحقیق آپ ﷺ کا سر غبار آلود تھا، میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا پس وہ متوجہ ہوئے اور منبر پر بیٹھ گئے، پھر فرمایا: لوگوں کو بلاؤ، پس میں ان لوگوں میں چیخا پس لوگ جمع ہو گئے پھر حدیث ذکر کی۔ اور واقدی نے کہا وہ عمواس کے طاعون میں فوت ہوئے اور ان کی اتباع کی زبیر اور ابن ابی حاتم نے اور ابن السکن نے کہا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اجنادین کے دن قتل کیے گئے اور کہا گیا ہے جنگ یرموک میں قتل کیے گئے۔ اور ابن فتحون نے ذکر کیا ہے ان کا ذکر استیعاب [3] میں ہے کہ قتل کیے گئے الفضل جنگ یمامہ کے دن ۱۵ ہجری میں اور اس کے بعد کہا اس بات میں کوئی اختلاف نہیں اور اس بات میں

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۴۲۳۱) الاستیعاب (۲۱۱۷)

[2] اخرجہ البخاری کتاب الحج باب تلبیۃ والتکبیر غداۃ النحر حدیث (۱۶۸۵)
اخرجہ مسلم فی کتاب الحج باب استحباب ادامۃ الحج التلبیہ حدیث (۳۰۷۷)
اخرجہ ابوداؤد فی کتاب المناسک باب متی یقطع التلبیہ حدیث (۱۸۱۵)
الترمذی کتاب الحجر (۹۱۸) النسائی مناسک (۳۰۵۵)

[3] الاستیعاب (۳۳۳/۳)

بھی کوئی اختلاف نہیں کہ جنگ یمامہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی اور ۱۱ یا ۱۲ ہجری میں ہوئی۔ اور ابن سعد [1] نے کہا کہ وہ اردن کے ایک علاقے میں فوت ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں۔ پہلا قول معتمد علیہ ہے اور بخاری نے اس کو یقینی قرار دیا ہے۔ پس کہا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔

۷۰۰۵ فضیل [2] (تصغیر کے ساتھ)

یہ عائذ کے بیٹے اور الحسحاس کے والد ہیں، کہا ابواسحاق بن یاسر نے تاریخ ہراۃ میں ان کے لیے اور ان کے بھائی کے لیے رسول اللہ ﷺ کی صحبت تھی اور اس کے ترجمہ میں الحسحاس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

۷۰۰۶ فضیل بن النعمان الانصاری السلمی [3]

قتل کیے گئے خیبر کے دن۔ ابن اسحاق [4] نے اس کا ذکر مغازی میں کیا ہے۔ یونس بن بکیر اور سلمہ بن فضیل اور ان کے علاوہ نے اس سے روایت کی ہے اور کہا محمد بن سعد نے اس طرح ہم نے ان کو غزوۂ خیبر میں پایا اور ہم نے اس کو طلب کیا بنوسلمہ کے نسب میں پس ہم نے اس کو نہیں پایا اور نہیں اس کو گمان کیا گیا مگر وہم اور سوائے اس کے نہیں ارادہ کیا طفیل بن نعمان بن خنساء ابن سنان۔

میں کہتا ہوں: اور طفیل اس کا ذکر موسیٰ بن عقبہ نے ان لوگوں میں کیا جو خیبر میں حاضر ہوئے۔

باب فاء کے بعد لام

۷۰۰۷ الفلتان [5]

لام اور فاء دونوں کے فتح کے ساتھ اور اوپر کے دو نقطوں کے ساتھ۔ ابن عاصم الجرمی ہیں، کلیب کے ماموں ہیں، اس کو کوفیوں میں شمار کیا جاتا ہے، بخاری نے کہا: عاصم بن کلیب نے کہا، اس کے لیے رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل تھی۔ ابن السکن نے اسی طرح کہا ہے اور بغوی نے کہا: وہ مدینہ میں رہتے تھے اور ابن حبان نے کہا اس کا شمار کوفیین میں ہے۔ اور ابوعمر [6] نے کہا اس کو کہا جاتا ہے المنقری والجرمی زیادہ صحیح یہی ہے۔

اور روایت کیا ہے حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں عبدالجبار بن العلاء سے ہمیں بیان کیا ہے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا ہمیں عاصم بن کلیب نے بیان کیا مجھے میرے والد نے الفلتان بن عاصم سے روایت کرتے ہوئے کہا اس نے: ہم نبی ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے پس آپ ﷺ کی آنکھ ایک شخص کی طرف جو مسجد میں چل رہا تھا بلند ہوئی، پھر فرمایا: اے فلاں! اس نے کہا: میں حاضر ہوں یا رسول اللہ ﷺ، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے کہا: نہیں۔

---

[1] الطبقات الکبریٰ (۳۷/٤) [2] التاریخ الکبیر (۱۱٤/٤) [3] تجرید اسماء الصحابہ (۸/۲)

[4] ذکرہ ابن ہشام فی السیرۃ النبویۃ عن ابن اسحاق (۲٦٦/۳)

[5] اسد الغابہ (ت: ٤۲۳٦) استیعاب (ت: ۲۲۱۹) تجرید اسماء الصحابہ (۸/۲) [6] الاستیعاب (۳۳٤/۳)

آپ ﷺ نے فرمایا: تو توراۃ پڑھتا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، پڑھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اور انجیل پڑھتا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، پڑھتا ہوں۔ پس آپ ﷺ نے اس کو قسم دے کر پوچھا کیا تو مجھے توراۃ اور انجیل میں پاتا ہے؟ اس نے کہا: میں پاتا ہوں، آپ کی صفات کو جو آپ ﷺ سے صادر ہوتی ہیں، ہم گمان کرتے ہیں کہ وہ آپ ﷺ میں ہی ہیں۔ پس جب آپ ﷺ نکلے ہم نے دیکھا آپ ﷺ میں وہ صفت نہیں تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو کہاں سے پاتا ہے؟ اس نے کہا: اس کی امت میں سے ۷۰ ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور آپ ﷺ تھوڑے ہیں۔ راوی کہتا ہے: رسول اللہ ﷺ نے تہلیل کہی اور تکبیر کہی اور فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بے شک ہیں، البتہ میں وہی ہوں اور بے شک میری امت ۷۰ ہزار سے زائد ہے اور ۷۰ ہزار اور ۷۰ ہزار ہے۔[1] اور اس کے لیے ایک اور حدیث اسی سند کے ساتھ ہے اس نے کہا: ہم نبی ﷺ کے پاس تھے.... (الحدیث)[2] اللہ تعالیٰ کے قول کے نزول میں "نہیں برابر ہو سکتے مؤمنین میں سے بیٹھنے والے....الآیۃ"[3]

ان دونوں کو ابن ابی شیبہ اور ابو یعلی نے اپنی اپنی مصنف میں روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

ابن مندہ الاوّل نے اس کو صالح بن عمر کے طریق سے عاصم بن کلیب سے اور اس نے اپنے باپ سے اس نے اپنے ماموں الفلتان سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ ابن مندہ نے کہا: اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا الفلتان سے روایت کرتے ہوئے۔ اور اس کے لیے تیسری حدیث ہے بغوی نے اس کی تخریج کی ہے اور ابن السکن اور ابن شاہین نے اس کی تخریج کی ہے۔ عاصم بن کلیب کے طریق سے یہ بھی اپنے باپ سے اور وہ اپنے ماموں الفلتان بن عاصم سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے کہا: میں حاضر ہوا نبی ﷺ کے پاس ان لوگوں میں جو حاضر ہوئے تھے دیہاتوں سے، پس ہم بیٹھ گئے اور ہم انتظار کر رہے تھے رسول اللہ ﷺ کا، پس آپ ﷺ نکلے اور آپ کے چہرے میں غصہ واضح تھا۔ پس آپ ﷺ بیٹھے رہے دیر تک اور کوئی بات نہ کی پھر فرمایا: بے شک میں نکلا تھا تمہاری طرف اور تحقیق میرے لیے لیلۃ القدر بیان کی گئی اور گمراہ کرنے والا مسیح پس میں نکلا تاکہ میں ان دونوں کو تمہارے لیے بیان کروں اور تمہیں ان دونوں کی خوشخبری دوں پس میں ملا مسجد کے دروازہ پر دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے، میں نے ان دونوں کو روکا پس میں اس رات کے بارے میں بھلا دیا گیا اور وہ مجھ سے چھین لی گئی۔

بہرحال لیلۃ القدر پس تم اس کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو طاق راتوں میں اور بہرحال گمراہ کرنے والا مسیح بڑی پیشانی والا، ایک آنکھ سے کھانا، چوڑے ناک والا، اس ناک میں بے فائدہ چیز ہوگی گویا کہ وہ فلاں بن عبدالعزیٰ ہے۔[4] اس کے

---

[1] اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر الحدیث (۸۵٤/۱۸) و ذکرہ الھیثمی فی مجمع الزوائد (الحدیث ۲٤۲/۸)
و ذکرہ ابن کثیر فی جامع المسانید والسنن (۳۳۳/۱۰)

[2] اخرجہ البخاری فی کتاب الجھاد باب قول اللہ عزوجل لا یستوی القعدون من المومنین غیر اولی الصفور الحدیث (۲۸۳۲)
اخرجہ ابوداؤد فی الجھاد باب الرخصۃ فی القعود فی القدر الحدیث (۲۵۷)
اخرجہ الترمذی فی کتاب تفسیر القرآن باب من سورۃ النساء الحدیث (۳۰٤۲)
اخرجہ النسائی فی کتاب الجھاد باب فضل المجاھدین علی القاعدین (الحدیث: ۳۱۰۰)

[3] سورۃ النساء الآیۃ (۹۵)

[4] اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر الحدیث (۳۳٤/۱۸/) ذکرہ بفرار فی مسندہ (۳۳۸٤).
و ذکرہ الھندی فی کنز العمال الحدیث (۲٤۰۷۰)

لیے ابن قانع دو اور حدیثیں لائے ہیں اس حدیث کے علاوہ۔

۷۰۰۸ (ز) فلیت

تصغیر کے صیغہ کے ساتھ اور اس کے آخر میں دو نقطے ہیں، اس کا ذکر ابن فتحون نے اسی طرح کیا ہے اور اس کا عنقریب قاف والی روایات میں تذکرہ آ رہا ہے اس کے آخر میں ایک نقطہ ہے۔

باب الفاء بعدها الواو

۷۰۰۹ فویک[1]

فدیک میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

باب فاء کے بعد یاء

۷۰۱۰ (ز) فیروز الثقفی[2]

اس کا ذکر ابن قانع نے کیا ہے اور اس کی تخریج کی ہے عبداللہ بن احمد بن حنبل سے ہمیں بیان کیا ابراہیم بن حجاج نے ہمیں بیان کیا حماد بن سلمہ نے حجاج بن ارطاۃ سے اور اس نے عبدالملک سے اور اس نے سعید بن فیروز اپنے باپ سے روایت کیا ہے، بے شک بنوثقیف کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا انہوں نے کہا پس ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے تھے تسموں والے۔

میں کہتا ہوں: اور میں خوف کرتا ہوں یہ کہ فیروز الثقفی وہی ہو جس کا ذکر اس کے بعد آ رہا ہے اور بیشک ابن قانع کا قول کہ وہ ثقفی ہے اس کی خطاء ہے۔

۷۰۱۱ فیروز الدیلمی[3]

اور کہا گیا ہے ابن الدیلمی کنیت رکھی گئی ہے ابوالضحاک اور کہا گیا ہے ابوعبدالرحمان یمانی کنانی اساورہ کے ان بیٹوں میں سے ہے فارس میں سے جس کو کسریٰ نے حبشہ کی طرف قتال کے لیے بھیجا تھا، وفد کی شکل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس کو الحمیری کہا گیا ہے اس کے حمیر میں اترنے کی وجہ سے اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں پھر وہ لوٹا یمن کی طرف پس اس نے مدد کی اسود العنسی کے قتل میں اور روایت کی اس کے تین بیٹوں نے اس سے یعنی ضحاک اور عبداللہ اور سعید اور ابوالخیر الیزنی اور ابوخراش الرعینی اور ان کے علاوہ نے ابن حبان نے کہا اس کی کنیت اباعبدالرحمان ہے، وہ ابناء فارس میں سے تھا اور اس نے الاسود الکذاب کو قتل کیا اور مصر میں سکونت اختیار کی اور بیت المقدس میں فوت ہوا اور ابن مندہ نے کہا: کہا گیا ہے بے شک وہ نجاشی کا بھانجا

---

[1] اسد الغابہ (٤٢٣٨) الاستیعاب (ت: ٢١٢٠) [2] تجرید اسماء الصحابہ (٩/٢)

[3] اسد الغابہ (ت: ٤٢٤٠) الاستیعاب (ت: ٢١٠٩) تجرید اسماء الصحابہ (٩/٢)

تھا، ابوعمر [1] نے اس کا ذکر کیا ہے، پس اس میں تناقص ہے، پس ترجمہ کے شروع میں کہا بے شک اس کی حدیث جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اشربہ کے بارے میں صحیح حدیث ہے اور یہ ان لوگوں میں سے ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد کی شکل میں آئے اور اس کے آخر میں کہا وہ چیز جو میرے پاس ہے وہ صحیح نہیں ہے اور اس کی حدیث مرسل ہے اور اس کی روایت صحابہ میں سے ایک آدمی سے ہے اور یعلی ابن امیہ سے بھی ہے۔ اور جوزجانی نے کہا لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے، پس اکثر کی رائے یہ ہے بیشک وہ سوائے اس کے نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئے اور اس نے پیروی کی اس کی حدیث کی اس کی عورتوں کے بارے میں دلالت کرتی ہے، اس بات پر کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آئے۔ اس کی تخریج کی ابوداؤد اور ترمذی نے ابن فیروز الدیلمی کے طریق سے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے، اس نے کہا: میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک میں اسلام لایا اور میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طلاق دے دو ان دونوں میں سے جس کو چاہو۔ [2] اور اس کی سند میں قعال ہے پس بے شک وہ ابن لہیعہ کی روایت ہے جو ابی وہب الجیشانی سے اور اس نے الضحاک بن فیروز الدیلمی سے روایت کی ہے بے شک اس نے سنا اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے۔ بے شک وہ وفد کی شکل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، پس کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک میں اسلام لایا اور میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں۔ (الحدیث)

بغوی نے اس کی تخریج ایک طریق سے عبداللہ بن الدیلمی سے اور اس نے اپنے والد فیروز سے روایت کی ہے، اس نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پس میں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیشک ہم انگوروں والے ہیں، الحدیث اور اس کے آخر میں ہے، پس میں نے کہا: ہمارا والی کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اور اس کا رسول۔ [3] اور یہ وہ حدیث ہے اشربہ کے بارے میں جس کی طرف ابوعمر [4] نے اوّلاً اشارہ کیا ہے۔ اور جوزجانی کا گمان یہ ہے سوائے اس کے نہیں اس نے اشارہ اپنی حدیث کی طرف اس بات میں کیا کہ بے شک وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسود [5] کے سر کے ساتھ آیا اور اس نے اس کی تخریج کی ہے ضمرہ کے طریق سے یحییٰ بن ابی عمرو الشیبانی سے اور اس نے اپنے والد سے اور عبداللہ بن الدیلمی سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اس نے کہا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسود العنسی کذاب کا سر لے کر آیا، پس بے شک ضمرہ کی موافقت نہیں کی گئی اس پر۔ اور تخریج کی سیف نے الفتوح میں ابن عمر کے طریق سے بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسود عنسی کے قتل کی خوشخبری دی اس کے مرنے سے پہلے اور قتل کیا اس کو فیروز الدیلمی [6] نے اور ابوداؤد کے نزدیک بھی اور نسائی کے نزدیک میں آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس میں نے کہا یا رسول

---

[1] الاستیعاب (۳۲۹/۳)

[2] اخرجہ ابوداؤد فی کتاب الطلاق باب من اسلم و عندہ نساء اکثر من اربع میتات (الحدیث ۲۲۴۳)

و اخرجہ الترمذی فی کتاب النکاح باب ما جاء فی الرجل یسلم و عندہ اختان (۱۱۲۹)

[3] اخرجہ الامام احمد بن حنبل فی مسندہ (الحدیث: ۲۳۲/٤)

[4] الاستیعاب (۳۲۹/۳)

[5] اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر الحدیث (۸٤۸/۱۸) ذکرہ ابن الاکثیر فی جامع المسانید والسنن (۳۳۵/۱۰)

[6] ذکرہ ابن کثیر فی جامع المسانید والسنن (۳۳٤/۱۰)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ہم اصحاب ہیں۔ (الحدیث) اپنی لمبا[1] ہونے کے ساتھ۔ اور نعمان بن زبیر نے کہا ابی صالح الاحمسی سے اور اس نے مرالموٴدب سے روایت کرتے ہوئے اس نے کہا میں فیروز کے ساتھ عمر کی طرف نکلا پس اس نے کہا یہ فیروز کذاب کا قاتل ہے۔ ابن سعد نے کہا اور ابوحاتم اور ان کے علاوہ نے کہا وہ فوت ہوا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور کہا گیا ہے: وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یمن میں فوت ہوا ۳۵ھ میں۔

۷۰۱۲ (ز) الفیل

طبرانی نے الاوسط میں روایت کیا ہے ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق السبعی کے طریق سے اس نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا سے اور اس نے الفیل سے اس نے کہا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر نماز[2] میں مارا پھر کہا نہیں روایت کیا اس کو ابی اسحاق سے مگر یوسف نے اور نہیں روایت کیا یوسف سے مگر ابراہیم نے اس روایت کے ساتھ شریح بن سلمہ متفرد ہیں پھر اعادہ کیا حدیث کا اس سند کے ساتھ لیکن اس نے اس کے قول کے بدلے الفیل سے روایت ہے اس شداد بن شرحبیل سے شاید کہ الفیل اس کا لقب ہے۔ اور بخاری کی تاریخ میں ہے فیل زیاد بن سمیہ کا آزاد کردہ غلام ہے، پھر وہ ابن الزبیر الحنظلی کے طریق سے لایا ہے فیل سے روایت جو زیاد کا آزاد کردہ غلام ہے، اس نے کہا مالک رہا زیاد عراق کا ۵ سال پھر وہ فوت ہوا۔ ۳۵ھ میں اور نہیں گمان کیا اس نے مگر دوسرے کو اس کے علاوہ۔

القسم الثانی ازحرف فاء

نہیں ذکر کیا گیا اس میں کوئی ایک مردوں میں سے۔

القسم الثالث ازحرف فاء

باب فاء کے بعد الف

۷۰۱۳ فاتك بن زيد بن واهب العبسی

وحدت کے ساتھ اسلام لایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کہا وثیمہ نے کتاب الردۃ میں اس کو اس کی قوم نے ان کی ہجو کرنے کی وجہ سے جلاوطن کر دیا پس مخالفت کی اس نے مالک بن نویرہ التیمی کی پس جب مالک مرتد ہوا وہ آیا اس کی مجلس میں پس کہا اے مالک بے شک اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے ہیں، پس بیشک اللہ تعالیٰ زندہ ہیں فوت نہیں ہوئے کلام کثیر میں پس مالک اس کی طرف تلوار لے کر کھڑا ہوا اس کے اور اس کے درمیان حالت بدل گئی پس کوچ کیا مالک نے زبرقان بن بدر کی طرف اور فاتک نے اس کے بارے میں یہ اشعار کہے:

---

[1] ذکرہ ابن کثیر فی کتاب الاشربہ الحدیث (۳۷۱۰) النسائی فی کتاب الاشربہ (۵۷۵۱)

[2] اخرجہ الطبرانی فی المعجم الاوسط الحدیث (۹۳۸۹)

''میں نے کہا: اے مالک! بے شک تیرا رب زندہ ہے۔ پس تو اس کی عبادت کر اور تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو قبول کر، بے شک وہ ردہ تو ہانکنے گی آگ کی طرف، پس تو محبت نہیں کیا جائے گا قال اور قیل کے ساتھ''۔

اور اس کا استدراک کیا ہے ابن الدباغ اور ابن فتحون نے۔

باب فاء کے بعد راء

۷۰۱۴ (ز) فرات بن زید اللیثی

اس کے لیے پہچان ہے زبیر بن بکار نے الموفقیات میں کہا بیان کیا مجھے عمر ابن ابی بکر الموصلی نے بیان کیا مجھے عبداللہ بن ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے کہا اس نے داخل ہوا فرات بن زید اللیثی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر اور وہ کثیر مال والے تھے اور وہ بخیل تھا اور عرب کے عقل مندوں میں سے تھا، اور علم والا اور صاحب الرائے تھا، پس اس نے پایا عمر کو وہ عطاء کرتے تھے مہاجرین اور انصار کو پس کہا ان کے لیے فرات نے کون ہے یہ شخص جس نے کہا:

''فقر عیب دار بناتا ہے نوجوان کو اس کی قوم میں۔ اور شریف آدمی اپنی آنکھ کو بند کر لیتا ہے بری چیز پر۔ اور مال پھیلاتا ہے بدبخت کے لیے اپنی زبان کو۔ یہاں تک وہ وہ ہو جاتا ہے گویا کہ وہ دیکھی ہوئی چیز ہے۔ مال اپنی زیادتی کے ساتھ کوشش کرتا ہے۔ بے شک بخیل ایک دن مٹی ہو جائے گا''۔

اس نے کہا: میں نہیں جانتا اے امیر المومنین اس بات کے علاوہ بے شک بنوضبعیہ کا بھائی لوگوں میں سے بڑا شاعر ہے اس حیثیت سے وہ کہتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ عزوجل کا قول ہے: ﴿اور وہ شخص جو اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا پس یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں﴾ ✿ افضل ہے۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین بے شک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں﴾ ✿ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے فرات! اس کے درمیان میانہ روی ہے، اللہ سے ڈرو اور سوائے اس کے نہیں تیرے لیے تیرے مال میں سے وہ جو تو نے خرچ کیا، اے فرات! تو سائل کو کھلا اور اللہ کی پکار کی طرف جلدی کرنے والا ہو جا بے شک اللہ تعالیٰ بہت زیادہ سخی ہیں۔ اور سخاوت اور سخاوت کرنے والے کو پسند فرماتے ہیں۔ اور بے شک بخل مسلمان کا برا شعار ہے، اے فرات کیا تو جانتا ہے اس شخص کو جس نے یہ اشعار کہے: ع

''میں معاف کرنے والوں کے لیے اپنا مال صرف کرتا رہوں گا، میں نے دیکھا کہ مالداری اور ناداری قبر میں دونوں برابر ہیں۔ فقر والا جس کا سامان تھوڑا ہوتا ہے مر جاتا ہے اور جو زیادہ مالدار ہے زمانہ اسے بھی نہیں چھوڑتا۔ جو کچھ میں نے اپنے لیے جمع کر رکھا ہے وہ میرے لیے فائدہ مند نہیں، جب مجھ پر کوئی بڑی آفت آپڑے گی''۔

✿ سورة التغابن الآية (١٦) ✿ سورة الاسراء الاية (٣٧)

اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! میں نہیں جانتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ شعر تیرے بھائی قسامہ بن زید کے ہیں، اس نے کہا: میں اس کو نہیں جانتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں؟ وہ ہے اس نے مجھے شعر سنائے ہیں اور میں نے اس سے یہ شعر لیے ہیں اور بے شک تیرے لیے ان اشعار میں عبرت ہے۔ اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! اللہ آپ کو توفیق دے اور درست کرے، آپ کے حکم کو خیریت سے اور آپ نے جو ترغیب دی اور چھوڑا فرات نے بہت زیادہ وہ چیز جس پر وہ تھا۔

۷۰۱۵ فرات بن ثعلبہ البہرانی ✿

ابوعمر ✿ نے کہا: وہ شامی ہیں، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے اور نہیں ہے صحیح اس کے لیے رؤیت، پھر اس نے کہا: بعض نے کہا: اس کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ثابت ہے اور بعض نے کہا اس کی حدیث مرسل ہے۔ روایت کیا اس سے ضمرہ اور مہاجر نے جو کہ حبیب کے بیٹے ہیں اور سلیم بن عامر نے اور ابن ابی حاتم ✿ نے کہا: تخریج کی اس کی میرے والد نے مسند الوحدان میں اور اس کی تخریج کی ابوزرعہ نے مسند الشامیین میں اور نہیں ذکر کیا اس مسند میں اس بات کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہو ملنے کے ساتھ اور سماعاً اور بغوی نے کہا فرات البہرانی ہیں نسب بیان کیا گیا فرات کا اور میں نہیں جانتا اس کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ہے یا نہیں اور ابن مندہ نے کہا فرات النجرانی ہے اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور اس کی روایت درست نہیں ہے، پھر اس نے تخریج کی ہے محمد بن صدقہ کے طریق سے محمد بن حرب سے اور وہ الزبیدی سے اور وہ سلیم بن عامر سے اور وہ فرات النجرانی سے روایت کرتے ہیں، بے شک ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون جہنم والا ہے؟ (الحدیث) اس نے کہا: اور روایت کیا اس نے اس کو عبداللہ بن عبدالجبار اور اس نے محمد بن حرب سے اور اس نے زیادہ کیا فرات کے بعد ابوعامر الاشعری کو اور تخریج کیا اس کو ابونعیم نے جعفر الفریابی کے طریق سے عبداللہ بن عبدالجبار سے اسی طرح اور اس نے کہا یہ صحیح نہیں ہے اور سوائے اس کے نہیں وہ تابعی ہیں اور اس نے کہا: ابن مندہ کا قول النجرانی یہ اس کی غلطی ہے اور سوائے اس کے نہیں وہ البہرانی ہیں۔

میں کہتا ہوں: اور اسی طرح تخریج کی بخاری ✿ نے حاکم بن المبارک کی روایت سے جو محمد بن حرب سے ہے۔

تنبیہ: النجرانی نسخ معتمدہ میں اس کا ذکر موجود ہے۔ ابن مندہ کی کتاب سے نون اور جیم کے ساتھ اور درست یہ ہے کہ حاء کے ساتھ ہے۔ پھر بغیر نقطے کے (جیم) پس واقع ہوئی ہیں اس میں دو غلطیاں: (ا) خطی (۲) سمعی۔ بہر حال خطی پس وہ یہ ہے اور بہر حال سمعی پس بیشک وہ ہاء کے ساتھ ہے نہ کہ حاء کے ساتھ۔ اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔

۷۰۱۶ (ز) فرعان بن الاعراف

یہ المنازل السعدی کے والد ہیں۔ احنف کی جماعت میں سے ہیں۔ اس کا ذکر المرزبانی نے کیا ہے۔ پس اس نے کہا یہ مخضرمی ہیں۔ اس کے لیے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ "اولاد کی نافرمانی کے مراتب ہیں" کے بارے میں حدیث ہے اور اس بارے میں شعر کہے، اشعار میں وہ کہتا ہے:

✿ الاستیعاب (ت: ۲۰۹۳) تجرید اسماء الصحابہ (۵/۲) ✿ الاستیعاب (۳۲۳/۳)

✿ الجرح والتعدیل (۷۹/۷) ✿ التاریخ الکبیر (۷۹/۷)

''اور نہیں تھا میں خوف کرنے والا اس بات کا کہ مراتب ہوں، میرا دشمن اور میری ادنیٰ شان یہ ہے کہ میں اعراض کرنے والا ہوں۔ میں نے اٹھالیا اپنی پیٹھ پر اور میں نے قریب کیا اس شخص کو جو چھوٹا ہے یہاں تک کہ ممکن تھا کہ اس کی مونچھیں اگنے والی تھیں۔ اور میں اس کو کھلاتا رہا یہاں تک کہ وہ لمبا ہوگیا قریب تھا کہ سانڈھ کی گردن اس کے کوہان کے برابر ہو جاتی۔ اس نے میرے مال کی حفاظت کی ظلم کرتے ہوئے اور میرے ہاتھ کی رسّی بٹتے ہوئے اور اللہ کے ہاتھ کی بٹی ہوئی اس پر غالب ہونے والی ہے''۔

اور بیت اخیر ابوعبیدہ نے ان الفاظ کے ساتھ کہا، میرے مال نے مجھے شکایت کی اسی طرح میرے ہاتھ کی رسّی بٹتے ہوئے اور زیادہ کیا اور کہا میں ہوگیا اس کا ہاتھ سست ہونے والا۔

۷۰۱۷ (ز) فرقد

عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، اس نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہا ہے اس بات کو بخاری نے۔

۷۰۱۸ الفرزدق

اس کا بیان قسم رابع میں آرہا ہے۔

۷۰۱۹ (ز) فروخ ❶

عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، اس نے روایت کی عمر رضی اللہ عنہ سے اور روایت کی اس سے اس کے بیٹے عبدالرحمان نے اس کا ذکر بخاری نے کیا ہے۔

۷۰۲۰ (ز) الفزع البرجمی

وہ ایسا شیخ ہے جس کے لیے ملاقات ثابت ہے، اس نے المقنع سلمی سے روایت کی ہے ایسی حدیث جس کو سیف بن سلیمان البرجمی نے عصمہ بن یسیر سے روایت کیا ہے، سیف بن عمر نے کہا حاضر ہوئے قادسیہ کی فتح میں۔

۷۰۲۱ فروہ بن عامر الجذامی ❶

یا ابن عمرو ہیں اور یہی مشہور ہے وہ اسلام لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنے اسلام کا پیغام بھیجا اور یہ بات نقل نہیں کی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمع ہوا اور ابوعمر یعنی اس کے دادا الناقد نے بیان کیا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا: ❷ اور بھیجا اپنے اسلام کا پیغام فروہ بن عمرو بن الناقدہ البنانی الجذامی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قاصد کے ذریعے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سفید خچر بطور ہدیہ بھیجا اور فروہ روم کے عامل تھے، ان لوگوں پر جو عرب سے ملے ہوئے تھے اور اس کی منزل معان اور وہ علاقے تھے جو معان کے اردگرد تھے شام کی سرزمین سے پس اس نے بادشاہ روم کو اسلام کا پیغام پہنچایا، پس بادشاہ روم نے اس کو طلب کیا پھر اس کو

---

❶ التاریخ الکبیر (٤/١٣٢) ❶ اسد الغابہ (ت: ٤٢١٢)

❷ ذکرہ ابن ھشام فی الصلوٰۃ النبویۃ عن ابن اسحاق (١٨/٤)

قتل کردیا پس اس بارے میں اشعار کہے ان میں سے ایک شعر یہ ہے:

''تو مسلمانوں کے بادشاہوں کو میرا پیغام پہنچادے بے شک میں، اپنے رب کا فرمانبردار ہوں میرے ہڈی اور میرے پورے''۔

ابن شاہین اور ابن مندہ نے اس قصہ کی تخریج کی ہے الزہری کے طریق سے عبیداللہ بن عبداللہ سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضعیف سند کے ساتھ زہری کی طرف روایت کیا ہے۔

۷۰۲۲ فروہ بن قیس الکندی

اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کو پایا اور نبی علیہ السلام کو دیکھا نہیں ہے۔ ابن مندہ نے عدی بن عدی الکندی کے طریق سے تخریج کی ہے، اس کے دادا فروہ بن قیس سے روایت ہے اس نے کہا میں نے نکاح کروایا اپنے غلام کا ایک باندی سے زمانہ جاہلیت میں پس اس باندی نے لڑکا جنا، پس اس لڑکے نے اپنے باپ سے جھگڑا کیا، عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پس کہا غلام (لڑکے) کے باپ نے میں نے نکاح کیا اس کی ماں رشدہ سے یہاں تک کہ جب یہ بالغ ہوگیا اس نے اپنے نسب کا دعویٰ میرے آقا سے کردیا، پس عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بچہ تو باپ کے لیے ہے۔[1] ابو نعیم نے کہا: اس کا عمر کی طرف فیصلہ لے جانے سے اس کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ثابت نہیں ہوتی، میں کہتا ہوں: بلکہ یہ بات محقق ہے اس کا زمانہ کا پانا پس وہ احتمال میں باقی ہے۔

۷۰۲۳ فروہ بن نفاثہ[2]

اور کہا گیا ہے نباتہ کا بیٹا ہے اور کہا گیا ہے نعامہ کا بیٹا ہے وہ ابن عامر الجذامی ہے جس کا ذکر ماقبل میں ہو چکا ہے۔

باب فاء کے بعد زاء

۷۰۲۴ (ز) الفزر بن مہزم

ابن الحون بن مخاشن بن الفیق بن مالک بن مرہ بن مرہ بن عامر بن الحارث بن انمار بن عمرو بن مدیعۃ بن لکیز بن افعی بن عبدالقیس عبدی ہیں، اس کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حاصل تھی پس اس کا بیٹا المھزم بن الفزر قبیلہ عبدالقیس کے سردار رہے تھے، بصرہ میں چالیس سال اور وہ لوگوں میں سے بڑے خطیب تھے اور اس کی مدح العجاج نے اپنے قول کے ساتھ کی ہے:

''تو نے ہر سرداری اور فخر کو اٹھایا، اٹھایا اس کو مہزم بن الفزر نے''۔

اس کو الرشاطی نے حکایت کیا ہے۔

---

[1] ذکرہ ابن کثیر فی جامع المسانید والسنن (۲۶۷/۱۰) و ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابہ (۴۵۶/۳)

[2] تجرید اسماء الصحابہ (۶/۲)

باب فاء کے بعد ضاد

۷۰۲۵ (ز) فضالہ بن امیہ

اس کے لیے نبی ﷺ کی ملاقات ہے، بخاری [1] نے کہا اس نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، روایت کیا شریک نے ابی ہاشم سے اور اس نے فضالہ بن امیہ سے اور المبارک بن فضالہ کے والد ہیں فضالہ نے کہا لکھا مجھے عمر رضی اللہ عنہ نے۔

۷۰۲۶ فضالہ بن دینار الخزاعی [2]

اس نے نبی ﷺ کی ملاقات پائی، لائے ہیں اس کو جعفر المستغفری البردگی سے روایت کرتے ہیں اور بے شک بخاری نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۷۰۲۷ (ز) فضالہ بن زید العدوانی

اس کا ذکر ابوحاتم السجستانی [1] المعمرین میں ہے، پس کہا اس نے العمری نے عطاء بن معصب سے روایت کرتے ہوئے گمان کیا ہے مجھے بیان مجھے عتبہ بن ابان النمیری نے اس نے کہا فضالہ بن زید العدوانی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا پس اس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہا تو اور تیری بیوی کیسی ہے اے فضالہ پس اس نے کہا: اے امیر المومنین! مجھ میں سوائے تمنا کے کوئی طاقت نہیں۔ اور تمناؤں والا اس کا اہل ہے کہ اس سے جھگڑا جائے اور اسے برا بھلا کہا جائے۔ بوڑھے شخص کو کیا مصائب پہنچتے ہیں جبکہ زمانہ تو چلتا رہتا ہے اور اپنی سوئی کو رگوں اور ہڈیوں میں چبھوتا رہتا ہے۔

پس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا: اے فضالہ! تو کتنے سال سے یہاں آیا ہے؟ اس نے کہا: ۱۲۰ سال سے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کتنی چیزیں ہیں جن کے پاس سے تو گزرا ان سے خوش ہوا؟ اور کتنی اشیاء ہیں جن کے اندر واقع ہونے سے تو غمگین ہوا؟ اس نے کہا یا امیر المؤمنین! نہیں توڑا کمر کو کسی چیز نے اولاد کے ختم ہونے سے اور نہیں دور ہوئی بلائیں اور مصیبتیں مال کے فائدہ دینے کی طرح۔

۷۰۲۸ فضالہ بن شریک [2]

ابن سلمان بن خویلد بن سلمہ بن عامر الاسدی۔ ابوالفرج الاصبہانی نے کہا، وہ مخضرمی ہیں اس نے زمانۂ جاہلیت پایا اور اسلام کا زمانہ پایا اور اس کا بیٹا عبداللہ بن فضالہ وہ ہے جو عبداللہ بن زبیر کے پاس وفد کی شکل میں آئے اس کا ان کے ساتھ ایک قصہ ہے اور وہ وہ ہے جس نے کہا اللہ لعنت کرے اس اونٹنی پر جو مجھے آپ کی طرف اٹھا کر لائی ہے، پس ابن الزبیر نے اس کو کہا بیشک

---

[1] التاریخ الکبیر (۱۲۵/٤) [2] اسد الغابہ (ت: ٤٢٢٤) تجرید اسماء الصحابہ (۷/۲)

[1] المعمرین (۱۰۳) [2] تجرید اسماء الصحابہ (۷/۲)

اور اس کا سوار اس پر بھی اور کہا گیا ہے، بیشک وفد لانے والے، ابن الزبیر پر وہ فضالہ خود ہیں اور کہا گیا ہے بے شک قصہ معن بن اوس اور ابن الزبیر کے درمیان تھا اور بیشک جب ابن الزبیر نے اس کو برا سمجھا تو عبدالملک نے اس کی طرف ایک جماعت بھیجی پس انہوں نے ابن الزبیر کو فوت پایا اور وہ لایا اس کے لیے ہجو عبداللہ بن مطیع کے بارے میں اور اس کے لیے اشعار کہے اور میری ہجو کی، بنی سلیم کے لوگوں میں اس نے کہا فضالہ کے لئے ایک بیٹا تھا اس کو فاتک کہا جاتا تھا، اور وہ بہت زیادہ سخی اور خوبیوں والا تھا اس کے لیے اشتر کہتا ہے۔

اور وفود کا وفد کی شکل میں آنا تو وفد لانے والے سے افضل تھا۔ اے فاتک بن فضالہ بن شریک۔

باب فاء کے بعد نون

۷۰۲۹ فنج

فاء کے فتح اور نون کی تشدید اور اس کے بعد جیم کے ساتھ ابن دحرج ہے۔ [1] اور اس کو یدج کہا جاتا (دو جیموں کے ساتھ ہے) التیمی اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا اس کا ذکر جعفر المستغفری نے کیا ہے اور اس کے علاوہ نے بھی اس کا ذکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کیا ہے اور ابو عمر نے کہا: اس کے لیے صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت صحیح نہیں ہے اور اس کی حدیث مرسل ہے اور اس کی روایت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی سے ہے۔ اور احمد نے عبدالرزاق سے اور اس نے داؤد بن قیس سے اور اس نے عبداللہ بن وہب بن قعدہ سے اور اس نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ مجھے فنج نے بیان کیا فنج نے کہا میں زیادہ عمل کرنے والا تھا۔ الدیناباذ [2] میں اور میں علاج کرتا تھا اس میں پس آئے یعلی بن امیہ جو کہ یمن کے امیر تھے اور ان کے ساتھ بہت سارے لوگ تھے پس آئے میرے پاس وہ شخص جوان کے ساتھ آئے تھے اس حال میں کہ میں کھیتی میں تھا میں اس میں پانی لگا رہا تھا اور ان کی آستین میں اخروٹ کا درخت تھا وہ اس کی ٹہنی پر بیٹھ گئے اور وہ اس درخت سے اخروٹ توڑ کر کھانے لگا۔ پھر اس نے میری طرف اشارہ کیا پس میں اس کے پاس آیا پس اس نے کہا اے فارسی میں اس کے قریب آیا پس اس نے مجھے کہا کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے یہ کہ میں اس پانی پر اخروٹ کا درخت لگاؤں؟ میں نے کہا: اس کا آپ کو کیا نفع ہوگا؟ پس اس نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ان کو یہ کہتے ہوئے جس شخص نے درخت لگایا پس پھر اس کی حفاظت کی یہاں تک کے اس نے پھل دے دیا تو ہوگا اس شخص کے لیے ہر چیز میں جو اس کے پھل سے حاصل ہوئی وہ صدقہ ہے اللہ کے ہاں۔ [3] اور یعلی جو کہ یمن کے والی تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں اور تحقیق اس کا ذکر کیا گیا ہے صحابہ میں بھی اور علی بن سعید العسکری اور اسی طرح یحیی بن یونس الشیرازی ان کی کتاب المصابیح فی الصحابہ میں اور تنبیہ کی جعفر المستغفری نے اس بات پر کہ بیشک اس نے پڑھنے میں غلطی کی ہے پس اس نے کہا "فتج" اوپر دو نقطوں کے سکون کے ساتھ اور اس کے بعد جیم۔ اور اس کا شمار تابعین میں ہے اور ابو عمر نے کہا: اس کا ذکر قوم نے ان لوگوں میں کیا

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۴۲۳۷) [2] الدیناباذ من قری مرو

[3] اخرجہ الامام احمد فی مسندہ (الحدیث: ۶۱/۴)

جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں تالیف کی اور عبدالغنی بن سعید اس کا ذکر بالنون والجیم کے ساتھ ہے۔
میں کہتا ہوں: اور وہ وہ ہے جس پر اصحاب المؤتلف نے اتفاق کیا ہے۔

باب فاء کے بعد ھاء

۷۰۳۰ (ز) فهد الحميرى

اس کا ذکر مدائنی نے کیا ہے ان لوگوں میں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کے آنے کے بارے میں خط لکھا اور وہ اسلام لایا اس کے بارے میں شاعر کہتا ہے:
''سنو! بے شک تمام لوگوں میں سے بہتر فہد ہیں''۔
اور فہد مرکوز اس کا ذکر ابن الکلبی نے کیا ہے پس کلبی نے کہا فہد بن عریب بن یشرح یہ بنی مدل بن ذی رعین میں سے ہے، جس کے بارے میں شاعر کہتا ہے:
''سنو! تمام لوگوں میں سے بہتر فہد ہیں، اور عبد کلال اس کے بعد سب سے بہتر ہے''۔
اس نے کہا: اور وہ چیز ہے جس کے بارے میں عمرو بن معدی کرب نے کہا:
''سنو! اروی مجھ سے خفا ہو گئی، میں اس کے پاس ایسے آؤں گا جیسا اس کا فہد کے بارے میں گمان ہے۔ جسے موت کی خبر دی گئی وعدہ خلافی نہیں۔ تیرے باپ کی زندگی کی قسم میں اکیلا اس کے پاس نہیں جاؤں گا''۔
پھر کہا: ان میں سے عریب ہیں، اور حارث عبد کلال بن یشرح کے دو بیٹے ہیں۔

باب فاء کے بعد یاء

۷۰۳۱ فيروز الوادعى [1]

عمر بن عبداللہ الھمد انی الوادعی کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ اس نے زمانۂ جاہلیت اور زمانۂ اسلام پایا۔ اور وہ زکریا بن ابی زائدہ بن میمون بن فیروز کے دادا ہیں اور ابوزائدہ اس کا نام ہے اور اس کی کنیت ابوعمر ذکر کی گئی ہے۔
میں کہتا ہوں: ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے، بیشک نام ابی زائد خالد بن میمون ہے اور اسی طرح عباس الدوری نے کہا، ابن میمون سے روایت کرتے ہوئے اور زیادہ کیا ابن میمون فیروز اور مسلم نے کہا شیوخ الثوری میں ابی زائدہ کے نام میں اختلاف کیا گیا ہے۔ بعض نے کہا: اس کا نام بستانی ہے اور اس کے علاوہ نے کہا اس کا نام ہبیرہ ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (ت: ٤٢٤١) الاستيعاب (ت: ٢١١٠)

قسم اوّل | ازحرف فاء

باب فاء کے بعد الف

۷۰۳۲ فاتك الاسدی[1]

خریم کے والد ہیں، بعض روایات میں غلطی واقع ہوئی ہے۔ ابوموسیٰ نے تخریج کی ہے ابی الشیخ کے طریق سے پھر الحجاج بن حمزہ کے طریق سے حسین بن علی الجعفی سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے زائدہ سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے الرکین بن الربیع سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے اپنے باپ سے اور اس نے یسیر بن عمیلہ سے اور اس نے خریم بن فاتک سے اور اس نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے لوگ چار قسم کے ہیں جن پر دنیا اور آخرت میں وسعت کی گئی ہے۔ (الحدیث) اور اس کا قول عن ابیہ زیادہ ہے اس کی طرف احتیاج نہیں ہے اور تحقیق ابوبکر بن ابی شیبہ نے حسین بن علی الجعفی کے بغیر روایت کی ہے اور اس کی تخریج کی احمد نے معاویہ بن عمرو سے اور اس نے زائد سے اس کے علاوہ سے اور تخریج کی ابن حبان نے شیبان بن عبدالرحمٰن سے اور ابویعلی سے اور حاکم سے الرکین بن ربیع کے طریق سے روایت اور اس نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے چچا سے اور وہ خریم بن فاتک سے اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، اور حدیث وہ خریم کی حدیث ہے اور وہ اسی کے ساتھ مشہور ہے۔

باب فاء کے بعد تاء

۷۰۳۳ (ز) فتح

تاء کے اوپر دو نقطوں کے سکون کے ساتھ اور اس کا مابعد ح نقطے کے بغیر اور اس کی درستگی کا بیان ماقبل قسم ثالث میں گزر چکا ہے۔

باب فاء کے بعد راء

۷۰۳۴ (ز) فرات بن ثعلبه النجرانی

اس کا ذکر ابن مندہ نے کیا ہے، اور اس کا ذکر بھی پہلے گزر چکا ہے۔

۷۰۳۵ الفراسیّ

اس کے بارے میں قول قسم اوّل فی فراس میں گزر چکا ہے۔

---

[1] تجرید اسماء الصحابہ (۳۱/۲)

۷۰۳۶ الفرزدق [1]

ابوموسیٰ المدینی نے کہا: لائے ہیں اس روایت کو ابوبکر بن ابی علی اور اس نے ابی الدحداح کے طریق سے شعیب بن عمرو سے اور اس نے یزید بن ہارون سے اور اس نے جریر بن حازم سے اور اس نے حسن سے اور اس نے صعصعہ بن معاویہ سے اور اس نے اس پر یہ آیت پڑھی: ﴿جس شخص نے ذرہ برابر بھی نیک عمل کیا وہ اس کو دیکھ لے گا﴾ [2] آخر سورۃ تک، اس نے کہا: میرے لیے کافی ہے نہیں میں پرواہ کروں گا یہ کہ نہ میں سنوں اس کے علاوہ کو۔ [3] ابوموسیٰ نے کہا: یہ وہم ہے شاید کہ اس نے ارادہ کیا صعصعہ سے فرزدق کے چچا کا باوجود اس کے کہ صعصعہ وہ احنف کے چچا ہیں۔

میں کہتا ہوں: اور کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ پس تحقیق اس کی تخریج کی ہے نسائی نے تفسیر میں کبریٰ سے جریر بن حازم کے طریق سے اور اس نے حسن سے بیان کیا ہمیں فرزدق کے چچا صعصعہ نے ابن الاثیر نے کہا صعصعہ بن معاویہ یہ احنف کے چچا ہیں نہ کہ فرزدق کے اس لیے کہ بیشک وہ ہمام بن غالب بن صعصعہ بن ناجیہ ہیں اور یہ تعقب ساقط ہے۔ پس بیشک وہ دونوں بنوتمیم میں سے ہیں پورے کے پورے اور عرب کبیر پر عم صغیر کا اطلاق کرتے ہیں۔ اور یہ ممکن ہے کہ اس کا چچا ماں کی جانب سے ہو یا وہ چچا رضاعت کے اعتبار سے ہو۔ مرزبانی [4] نے معجم الشعراء میں ذکر کیا ہے کہ بیشک فرزدق کی سو سال کے قریب عمر تھی اور بیشک وہ ۱۱۰ ہجری میں فوت ہوا اور بیشک ریاشی نے سعید بن عامر سے روایت کیا ہے بیشک فرزدق کی عمر ۱۳۰ سال تھی اس نے کہا پہلا قول زیادہ ثابت ہے اس نے کہا فرزدق نے روایت کیا ہے، بیشک اس نے کہا: میں حضرت عثمان کے زمانہ میں ہجو میں غوطہ زن ہوا۔

میں کہتا ہوں: پس یہ بات دلالت کرتی ہے کہ اس کی عمر سو سال کے قریب تھی اس لیے کہ اس کی وفات اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات کے درمیان ۷۵ سال کا فرق ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۳۵ ہجری کے آخر میں شہید کیے گئے۔ کم سے کم وہ تعداد جو ہجو میں داخل ہوئی ان کی تعداد بیس (۲۰) کو پہنچتی ہے۔ اور مرزبانی نے کہا: یہ بات صحیح ہے کہ بیشک اس نے چوہتر (۷۴) سال شعر کہے۔ اس لیے کہ اس کے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا بیشک میرا بیٹا شاعر ہے اور یہ چھتیس (۳۶) ہجری کی بات ہے۔ اور مرزبانی نے کہا: فرزدق [5] شعر کہنے والے سخی تھے، فاصل ذو وجاہت تھے خلفاء اور امراء کے ہاں اور اکثر اہل علم جریر پر اسے فوقیت دیتے ہیں۔ اور فرزدق کی تشبیہات میں سے اس کا ایک قول یہ ہے: ع

"بڑھاپے جوانی میں یوں کھڑا کر دیا جاتا ہے گویا وہ رات ہے جس کے دونوں کناروں سے دن چیخ رہا ہے"۔

وہ ہی کہتا ہے: ع

"مجھ سے بکر بن وائل کی محبت ختم ہوگئی، مجھے تو اپنے زمانے تک خیال نہیں کہ ان کی محبت ختم ہو جائے گی، کئی تکلیف دہ باتیں جو مجھ تک پہنچی تھیں جنہیں وہ حقیر سمجھتے تھے بعض دفعہ چھوٹے چھوٹے قطروں سے برتن بھر جاتا ہے"۔

---

[1] اسد الغابہ (ت: ٤٢٠٦) تجرید اسماء الصحابہ (٥/٢) [2] سورۃ الزلزلۃ الاتیان (٨٠)

[3] ذکرہ ابن کثیر فی جامع المسانید والسنن (٢٦٤/١٠) ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابہ (٤٥٣/٣)

[4] معجم الشعراء (٤٦٦) [5] معجم الشعراء (٤٦٧)

اور مرزبانی نے کہا: [1] وفد کی صورت میں غالب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا فرزدق تھا۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں غالب بن صصعہ المجاشی ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: بہت زیادہ اونٹوں والا؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا معاملہ ہے تیرے اونٹوں کا؟ اس نے کہا: ان کو حقوق اور مصائب گرانے والے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان اونٹوں کا راستہ بہتر ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آپ کے ساتھ لڑکا کون ہے؟ اس نے کہا میرا بیٹا فرزدق ہے اور یہ شاعر ہے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو قرآن سکھاؤ، پس بیشک قرآن شعر سے بہتر ہے۔ اس نے کہا: یہ بات فرزدق کے دل نے قبول کر لی یہاں تک کہ فرزدق نے اپنے نفس کو قید کر لیا۔ اور قسم اٹھائی کہ اس وقت تک اپنے نفس پر کوئی چیز حلال نہیں کرے گا جب تک قرآن حفظ نہ کر لے۔

۷۰۳۷ فروہ بن مجاہد [1]

تابعی ہیں اس سے حسان بن عطیہ نے روایت کی ہے، وہ مستجاب الدعوات تھے اس کا شمار ابدال [2] میں کیا جاتا ہے۔ ابن عبدالبر [3] اس کو اسی طرح لائے ہیں اور ابن مندہ نے اسی طرح کہا ہے۔ اور زیادہ کیا پھر کہا اس کی حدیث مرسل ہے اور یہ بات مجہول ہے اور بخاری نے کہا فروہ روایت کیا اس سے حسان بن عطیہ نے زیادہ کیا اس پر کسی چیز کو بخاری نے۔ اور ابن ابی حاتم نے کہا: فروہ بن مجالد یہ فلسطین کے لخم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ روایت کی ہے اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل حدیث۔ اور ابونعیم نے کہا: فروہ وہ ہے جس سے حسان نے روایت کی اور وہ ابن نوفل ہے اسی طرح اس نے کہا: اور یہ بات جید نہیں ہے بلکہ وہ ابن مجالد ہیں۔ اور وہ تابعی ہیں۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں کے درمیان فرق کیا ہے پس کہا فروہ بن مجالد لخم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ وہ شام میں چھپ کر رہتے تھے اور وہ اس بات میں شک نہیں کرتے کہ بیشک وہ ابدال میں سے ہیں۔ حجر بن حارث نے اس کا نسب بیان کیا ہے۔ اور ابن ابی حاتم نے اس پر عیب لگایا ہے پس کہا بعض لوگوں نے نقل کیا ہے کہ یہ اسم دو اسم ہیں۔

ابی نے کہا: وہ دونوں ایک ہیں ابن شاہین اس کی طرف سے حدیث لائے ہیں، ولید بن مسلم کے طریق سے اس نے اوزاعی سے روایت کی ہے اور اس نے حسان بن عطیہ سے اور اس نے فروہ بن مجالد سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوائے اس کے نہیں سریہ لوٹ آیا اور تحقیق وہ مضطرب ہوا پس اس کے لیے دو اجر ہیں۔ ابن شاہین نے کہا کہ میں اس حدیث کے علاوہ اس کے لیے کوئی اور حدیث نہیں جانتا۔ یہ بات صحیح ہے کہ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت تھی۔ ابن ابی شیبہ [5] نے اسی طرح اپنی مصنف میں اس کی تخریج کی ہے۔ عیسیٰ بن یونس سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے اوزاعی سے روایت کرتے ہوئے۔

۷۰۳۸ (ز) فروہ بن مسیکہ [4]

اس کا ذکر علی بن سعید العسکری نے کیا ہے اور فرق کیا اس کے اور فروہ بن مسیک کے درمیان الغطفی الماضی اوّل میں اور

---

[1] معجم الشعراء (٤٦٧) [1] اسد الغابہ (٤٢١٧) استیعاب (ت: ٢١٠٠)

[2] الابدال، الاولیاء والعباد، سمو بذلک کلما بات منھم واحد أبدل بآخر.

[3] استیعاب (٣٢٦/٣) [5] مصنف ابن ابی شیبہ حدیث (٢٩٧/٥)

[4] اسد الغابہ (ت: ٤٢١٩) استیعاب (ت: ٢١٠١) تجرید (٧/٢)

حدیث جس کو وہ لائے ہیں۔ ابن مسیک کے نام سے معروف ہے۔ اور تحقیق ہم نے ماقبل میں کہا کہ اس کے بارے میں کہا گیا ہے فروہ بن مسیک اور فروہ بن مسیکہ۔

۷۰۳۹ (ز) فروہ بن نفیل

بغوی نے اس کا ذکر کیا ہے اور وہ اس کو ابوعوانہ کے طریق سے لائے ہیں۔ عبدالملک بن عمیر سے اور وہ شریک بن طارق سے روایت کرتے ہیں کہ اس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سانپ فاسق ہے اور چوہا فاسق ہے۔ (الحدیث) [1] ابن شاہین نے کہا: روایت کیا لوگوں نے عبدالملک سے اور اس نے شریک بن طارق سے اور اس نے فروہ بن نوفل سے اور اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

میں کہتا ہوں: یہ درست ہے۔

۷۰۴۰ فروہ بن نوفل الاشجعی [2]

ابن حبان نے اس کا ذکر صحابہ میں کیا ہے۔ پھر اس کے بارے میں توقف کیا اور کہا: کہا جاتا ہے بیشک اس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت تھی۔ ابوحاتم نے کہا: اس کے لیے صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ اور سوائے اس کے نہیں صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے باپ نوفل کے لیے تھی۔ اور مرزبانی نے کہا: معجم الشعراء میں کہ وہ راویوں کے سردار تھے اور اس نے اس بارے میں اشعار کہے اور حفاظ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بیشک عبدالعزیز بن مسلم اس کی روایت کے بارے میں ابی اسحاق سے نقل کرتے ہیں کہ ابی اسحاق نے اس سے روایت کرتے ہوئے کہا اور اس نے فروہ بن نوفل سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پس کہا کہ میں آیا ہوں تاکہ آپ مجھے چند کلمات سکھائیں اس بارے میں کہ جب میں اپنے پہلو کے بل لیٹوں۔ (الحدیث) [3] اور مشہور یہ ہے کہ یہ روایت فروہ بن نوفل سے ہے اور اس نے اپنے باپ سے نقل کی ہے۔ ابوداؤد نے اسی طرح روایت کیا ہے اور ابن حبان، حاکم، اور ان کے علاوہ نے اور ذکر کیا نسائی نے اختلاف اس بارے میں اور تحقیق اس کو میں نے اوّل میں فروہ بن مالک کے بارے میں۔ اور تحقیق ابواحمد العسکری نے اس کی تخریج کی ہے بندار کے طریق سے اور اس نے غندرہ، اور اس نے شعبہ سے اور اس نے ابی اسحاق سے اور اس نے فروہ بن نوفل سے کہ بے شک وہ بنی ہاشم کے کسی بچے کے ضامن تھے، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

میں کہتا ہوں: اور یہ خبر سوائے اس کے نہیں نوفل الدئلی کی ہے قسم اوّل میں، جن کے حالات بیان ہو چکے ہیں۔

---

[1] اخرجہ ابن ماجہ حدیث (۳۲۴۹) کنز العمال حدیث (۳۹۹۲)

[2] اسد الغابہ (ت: ۴۲۱۶) استیعاب (ت: ۲۰۹۹) تجرید (۶/۲)

[3] اخرجہ مسلم فی کتاب الذکر حدیث (۶۸۳۲، ۶۸۳۳) اخرجہ ابوداؤد حدیث (۱۵۵۰) اخرجہ النسائی حدیث (۱۳۰۶) اخرجہ ابن ماجہ حدیث (۳۸۳۹)

۷۰۴۱ فروہ الجھنی [1]

ابن مندہ نے کہا: یہ شخص مجہول ہے۔اور ابوعمر [2] نے کہا فروہ جہنی کے لیے نبی ﷺ کی صحبت ثابت ہے۔اس کی طرف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام بشیر نے روایت کی ہے کہ بیشک اس نے اس سے سنا دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے وہ فرماتے ہیں جب وہ چاند دیکھ رہے تھے: اے اللہ! اس مہینے کو خیر و عافیت والا بنا دے۔ [3] ابن ابی حاتم نے اسی طرح کہا ہے: لیکن فروہ شامی نے کہا اور نہیں کہا جہنی نے اور نہیں چلایا گیا متن اور تحقیق لوٹایا ہے ابوعمر نے اپنے نفس پر کنی میں۔ پس کہا ابوفروہ جہنی روایت کی اس کی طرف سے بشیر نے جو معاویہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور جس شخص نے اس کے بارے میں فروہ کہا اس نے غلطی کی اور وہ جیسا کہ کہا کنی میں اور اس کا نام حدیر ہے۔ میں کہتا ہوں: گزر چکا ہے اس کا ذکر حرف حاء المہملہ میں۔

۷۰۴۲ فروہ [4]

اس کی نسبت بیان نہیں کی گئی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر صحابہ میں کیا ہے۔ روایت کیا اس کی حدیث کو معاویہ بن صالح نے ابی عمرو سے اور اس نے بشیر سے جو معاویہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور اس نے نبی کریم ﷺ سے ابن مندہ نے اسی طرح ذکر کیا ہے اور ابن الاثیر [5] نے ایک ہی قرار دیا ہے۔ پس اس کو وہم ہوا پس بیشک وہ فروہ جہنی ہے جس کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا اس کا تکرار بے فائدہ ہے۔

۷۰۴۳ (ز) فروہ

دوسرا فروہ۔ منفرد قرار دیا ہے ابن مندہ نے اس کے ذکر کرنے کے ساتھ۔ اور کہا فروہ مجہول ہے اور روایت کیا ہے اس کی طرف سے حسان بن عطیہ نے اسی طرح ابونعیم نے ذکر کیا ہے اور وہ وہم ہے پس بیشک وہ ابن مجالد الماضی ہیں اور غافل رہے اس سے ابن الاثیر اور ذہبی۔

باب فاء کے بعد ضاد

۷۰۴۴ الفضل بن عبدالرحمٰن الھاشمی [6]

اس کا ذکر کیا ہے ابوموسیٰ نے ذیل میں اور کہا روایت کیا ہے مسعود اصبہانی نے سری بن یحییٰ کے طریق سے اور اس نے حرملہ بن اسیر سے اور اس نے فل بن عبدالرحمٰن الہاشمی سے: بیشک نبی ﷺ جنگ میں شریک ہوتے تھے اور کہتے تھے میں جنگجو ہوں۔ [7] ابوموسیٰ نے کہا: اس میں تامل کیا گیا ہے، میں کہتا ہوں: الفضل بن عبدالرحمان تابعی ہیں یا تبع تابعی ہیں اس کے لیے اور

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۴۲۱۰) استیعاب (ت: ۲۱۰۳) تجرید (۶/۲) [2] استیعاب (۳۲۷/۳)
[3] جامع المسانید والسنن (۲۷۵/۱۰) اسد الغابہ (۴۵۴/۳) [4] اسد الغابہ (۴۲۲۱) تجرید (۷/۲)
[5] اسد الغابہ (۴۵۴/۳) [6] اسد الغابہ (ت: ۴۲۳۳) تجرید (۸/۲)
[7] جامع المسانید (۳۲۸/۱۰) اسد الغابہ (۴۵۵/۳)

اس کے باپ کے لیے نبی ﷺ کی صحبت ثابت نہیں ہے۔ اور ان کے دادا کا نام عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہے اور یہ سند مرسل ہے، یا مفصل ہے اور یہ فضل ایک سو انیس ہجری میں فوت ہوئے۔

۷۰۴۵ الفضل بن یحییٰ بن قیوم الازدی

ابن مندہ نے اس کا ذکر کیا اور کہا ان کی نبی ﷺ کی صحبت کے بارے میں اختلاف ہے۔ ذکر کیا گیا ہے موسیٰ بن سہل الرملی سے کہا فضل الازدی بجی کے باپ ہیں وہ قیوم کے بیٹے ہیں، روایت کی گئی ہے اس کے باپ سے اور اس کے دادا سے اس طرح کہا اس نے اور وہ براوہم ہے۔ پس بے شک قیوم وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور روئی کا فاعل قیوم ہے نہ کہ فضل اور گویا کہ ابن مندہ کو وہم ہوا کہ بیشک وہ فضل ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے اور تحقیق اس کا پیچھا کیا ابونعیم نے پس اس نے درست کیا۔

۷۰۴۶ فضیل بن فضالہ [1]

یہ تابعی ہیں، ابن قانع نے اس کا ذکر صحابہ میں کیا ہے پس ان کو وہم ہوا ہے۔ اور اس نے تخریج کی ہے اسماعیل بن عیاش کے طریق سے اور اس نے صفوان بن عمرو سے اور اس نے خالد بن معدان سے اور اس نے فضل بن فضالہ سے اس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہے وہ چیز جس کو تم دیکھتے ہو اپنی مساجد اور اپنی قبروں میں وہ سفیدی ہے۔ [2]

میں کہتا ہوں: یہ فضل وہ زنی، شامی چھوٹے تابعی ہیں، اور وہ مسند جس کو ابن قانع نے ذکر کیا ہے مقلوب ہے اور سوائے اس کے نہیں وہ صفوان کی روایت میں سے ہے جو فضیل بن فضالہ اور اس نے خالد بن معدان سے روایت کی ہے مرسل ہے۔ اور تحقیق تخریج کی ابوداؤد نے مراسیل میں صفوان کے طریق سے اس فضیل سے اور اس نے خالد بن معدان سے اور اس نے نبی ﷺ سے اور ان کی ایک حدیث اس کے علاوہ۔

باب فاء کے بعد لام

۷۰۴۷ (ز) فلاح

ایک تاجر کا آزاد کردہ غلام ہے اس کا ذکر قصۂ مکذوبہ میں کیا گیا ہے۔ کوڑے لگائے گئے اس کو ایک نسخہ کے بارے میں جو احادیث موضوعہ پر مشتمل تھا۔ ان میں ایک یہ ہے۔ بے شک ایک اعرابی نے سوال کیا پس نبی ﷺ نے اپنی قمیص اس کو دے دی پس وہ بازار کی طرف چلا گیا۔ پس اس نے اس قمیص کے آٹھ دراہم طلب کیے پس اس کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہچان لیا پس اس نے مجھ سے آٹھ دراہم کے بدلے میں وہ قمیص خرید لی پس اس سے دلدل نے تعجب کیا پس کہا اس کو بیشک وہ نبی ﷺ کی قمیص ہے۔ پس اس بات کو ایک تاجر کے آزاد کردہ غلام نے سن لیا جس کو فلاح کہا جاتا ہے۔ پس وہ اپنے آقا کے پاس گیا اس کو اس واقعہ کی خبر دی

---

[1] اسد الغابه (ت: ۴۲۳۳) تجرید (۸/۲) [2] کنز العمال حدیث (۴۱۱۱۵)

پھر وہ بازار کی طرف گیا اور اس قمیص کو ایک ہزار دینار کے بدلے میں خرید لیا۔ یہ موضوعہ قصوں میں سے ایک قصہ ہے، اسی طرح تمام نسخہ ہے۔ اور اللہ سے مدد طلب کرنا ہے۔

باب فاء کے بعد ھاء

۷۰۴۸ فہم بن عمرو [1]

ابن قیس غیلان ابوثور الفہمی ہیں۔ استدراک کیا اس کا ابوموسیٰ نے ذیل میں اور اس نے نقل کیا ابوبکر بن ابی علی سے بیشک ابن ابی عاصم نے ذکر کیا ہے اس کا وحدان میں وہ غلط ہے نہیں پہچا کیا اس کا ابوموسیٰ نے اور سوائے اس کے نہیں ارادہ کیا ابن ابی عاصم نے کہ بیشک اباثور فہمی فہم بن عمرو بن قیس غیلان کی اولاد میں سے ہیں جو قبیلہ کا دادا ہے اور نہیں اعتراض کیا اس نے کہ بیشک فہم ابی ثور کا نام ہے پس بیشک فہم بن عمرو اسلام سے پہلے ایک لمبا زمانہ ان لوگوں کے درمیان تھا جو ہم عصر ہوئے اس کی اولاد میں سے اور اس کے درمیان چند آباء ہیں جن کی تعداد سات سے دس تک ہے۔ اور نبی ﷺ کے زمانہ میں جس کو اس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جو زمانہ جاہلیت میں مشہور رہا ہے۔ وہ تأبط شر ہے جو کہ مشہور شاعر تھا اور اس کے اور فہم بن قیس کے درمیان سات آباء ہیں۔ اور ابوثور مشہور صحابی ہیں، ان کا نام معلوم نہیں ہے اور ان کا ذکر عنقریب کنی میں آ رہا ہے۔

---

[1] تجرید (۹/۲)
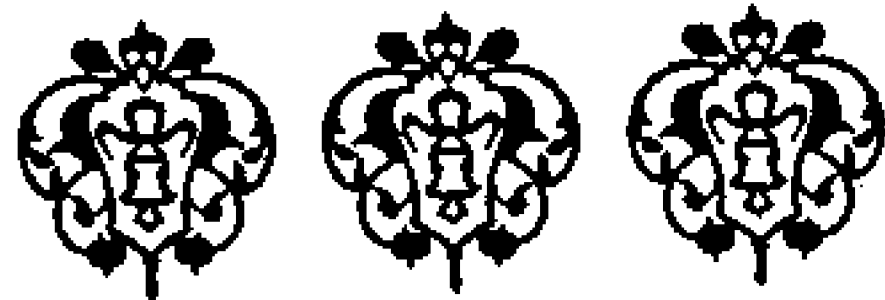
حرف القاف

قسم اوّل **از حرف زاء**

باب قاف کے بعد الف

۷۰۴۹ قارب بن الاسود[1]

ابن مسعود بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف۔ عروہ بن مسعود کے بھتیجے ہیں۔ بخاری نے کہا: اور کہا گیا ہے مارب پھر اختلاف ظاہر ہوا اس کے نام میں اور اس کی سند میں ابن عیینہ کی طرف سے۔ اور ابن ابی حاتم نے کہا: قارب ہے اور اس نے اس کا نسب بھی بیان کیا ہے کہا گیا ہے بیشک اس کے لیے صحبت نبی ﷺ ثابت ہے۔

اور ابن السکن نے کہا قارب الثقفی اور مارب کہا گیا ہے عیینہ شک کرتے تھے اس کے نام کے بارے میں۔ اور ابو عمرو نے کہا:[2] قارب بن الاسود اور وہ قارب بن عبداللہ بن الاسود بن مسعود الثقفی ہیں جو وہب بن عبداللہ بن قارب کے دادا ہیں، اس کے لیے صحبت ثابت ہے۔ اور ابن اسحاق نے کہا مغازی میں: جب عروہ بن مسعود قتل کیے گئے، ابوالملیح بن عروہ اور قارب بن الاسود نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے ثقیف کے وفد کے آنے سے پہلے اور دونوں اسلام لائے پس رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو فرمایا: جس کو تم دونوں چاہو والی بنالو پس ان دونوں نے کہا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اپنا والی بناتے ہیں۔ پس جب ثقیف قبیلہ اسلام لے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ ار ابوسفیان کو بھیجا تا کہ وہ عزی طاغیہ کو گرادیں۔ ابوالملیح نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ وہ اپنے باپ عروہ کو دین ادا کردیں نے ان کے اوپر ہے پس آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔ پس اس کو قارب نے کہا اور اسود سے روایت ہے پس تو ادا کردے پس اس نے کہا بیشک اسود مر گیا اس حال میں کہ وہ مشرک تھا۔ پس قارب نے کہا: لیکن تو ملا ہے اس کو مسلمان ہونے کی حالت میں یعنی اس کی ذات کو سوائے اس کے نہیں دین مجھ پر ہے اور میں نے اس کو طلب کیا ہے پس رسول

---

[1] اسد الغابہ (ت: ٤٢٤٢) استیعاب (ت: ٢١٨٨) تجرید (٩/٢)

[2] استیعاب (٣٦٢/٣)

اللہ ﷺ نے طاغیہ کے مال سے دین کو ادا کرنے کا حکم دیا اور ابو عمر نے [1] کہا: قارب کے پاس حلیفوں کا جھنڈا تھا جب نبی ﷺ کا طائف والوں نے محاصرہ کیا پھر وہ ثقیف کے وفد میں آئے پس اس نے اسلام قبول کیا، میں کہتا ہوں: اور وہ یہ قصہ ہے جس کو ابوالحسن المدائنی محررہ نے ذکر کیا ہے پس اس نے حنین کے قصہ کے بارے میں کہا قبیلہ بنوثقیف میں سے حنین کے دن حلیفوں کا جھنڈا قارب بن الاسود کے پاس تھا پس اس نے اپنی قوم سے کہا: تم اپنے جھنڈے کو درخت کے ساھ باندھ دو تا کہ جو شخص اس جھنڈے کو دیکھے وہ گمان کرے کہ تم ست نہیں پڑے اور وہ تمہارے گھوڑوں پر نجات نہ پائیں۔ پھر انہوں نے ایسے ہی کیا، پس دیکھا بنو مالک نے جھنڈے کی طرف کہ وہ نہیں گرا پھر انہوں نے انتظار کیا پھر ان میں سے دوسو ستر قتل کیے گئے اور پیچھا کیا سفیان بن عبداللہ بن ربیعہ نے اس لیے کہ اس کا بھائی قتل کیا گیا تھا پھر اس نے قصہ ذکر کیا اور سفیان بن عبداللہ کا ذکر ترجمہ میں گزر چکا ہے اور روایت کیا ہے ابن شاہین نے اس قصہ کو اس کے معنی کے ساتھ مدائنی کے طریق سے اور اس نے ابی معشر سے اور اس نے یزید بن رومان سے اور تحقیق قارب کا ذکر اس کے بیٹے عبداللہ بن قارب کی حدیث میں گزر چکا ہے، اور روایت کیا حمیدی نے اپنی مسند میں سفیان سے کہ ہمیں ابراہیم بن میسرہ نے بیان کیا ہے کہ مجھے خبر دی وہب بن عبداللہ بن قارب نے جو کہ مارب کے والد ہیں اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے اپنے دادا سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ اللہ رحم کرے حلق کروانے والوں پر [2] اور اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا سفیان نے کہا میں نے پایا اپنی کتاب میں ابراہیم بن میسرہ کی روایت کو اس نے روایت کیا وہب بن عبیداللہ بن مارب اور میں نے قارب کو محفوظ کیا اور لوگ قارب کہتے تھے جیسا کہ میں نے محفوظ کیا۔ پس بیشک میں کہتا ہوں مارب اور قارب اور بخاری نے کہا اپنی تاریخ میں: علی بن ابی عیینہ نے کہا وہب بن عبداللہ بن قارب سے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے اپنے دادا سے روایت کرتے ہوئے پس اس نے اس کا ذکر کیا۔ سفیان نے کہا: میں نے مارب کو اپنے ہاں پایا پس انہوں نے مجھے کہا: وہ قارب ہیں، علی کہتے ہیں: میں نے سفیان کو کہا وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے دادا سے، اس نے کہا: جی ہاں۔ علی نے کہا اور بیان کیا ہمیں اس کے ساتھ ایک مرتبہ ابن ابراہیم سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے وہب سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے، کہ اس نے نبی ﷺ سے سنا اور اس نے ہمیں کبھی بیان کیا اس کے ساتھ وہب سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے، اس نے کہا: میں اپنے والد کے ساتھ تھا پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔

میں کہتا ہوں: اور یہ ایک دوسرا طریقہ ہے تحقیق میں نے اس کو عبداللہ کے ترجمہ میں ماقبل میں ذکر کیا ہے اور اس میں

---

[1] استیعاب (۳۶۲/۳)

[2] مسند احمد حدیث (۳۹۳/٦) جامع المسانید والسنن (۳۴۴/۱۰) المسند الجامع (۴۸۰/۱۴)

ایک اور اختلاف ہے لائے ہیں اس کو ابن مندہ ابن اعرابی سے اور وہ حسن بن محمد بن العباد سے اور وہ قتیبہ سے اور وہ ابراہیم سے اور وہ وہب بن عبداللہ بن قارب سے روایت کرتے ہوئے اس نے کہا میں نے حج کیا اپنے باپ کے ساتھ پس اس کا ذکر کیا۔ اور وہ لائے ہیں اس کو وہب کے ترجمہ میں اور اسی طرح ابوالحسن بن سفیان نے روایت کیا ہے اپنی مسند میں اسماعیل بن عبید الحرانی سے اور اس نے ابن عیینہ سے اور اس نے ابراہیم سے اور اس نے وہب سے اور اس نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے اور وہی درست ہے۔

اور ذہبی [1] نے ذکر کیا ہے التجرید میں بیشک حمیدی نے اس نام کو پڑھنے میں غلطی کی ہے پس اس نے کہا: مارب میم کے ساتھ اس نے کہا سوائے اس کے نہیں کہ وہ قارب ہیں قاف کے ساتھ اور درستگی کو نہیں پہنچا اس کے یقین میں بیشک حمیدی نے اس نام کو بیان کرنے میں غلطی کی ہے اور تحقیق بیان کیا ہمیں بیشک اس نے حکایت کیا اس کو ابن عیینہ سے اور یقین دلایا ہے ترمذی نے کتاب الحج میں بیشک حدیث مارب میم کے ساتھ مروی ہے اور حق یہ ہے کہ بیشک وہ قارب ہے قاف کے ساتھ۔ واللہ اعلم

۷۰۵۰ (ز) قارظ بن عتبہ

ابن خالد بنو زہرہ کا حلیف تھا، عبدالرحمٰن بن عوف نے اس کی بیٹی کے ساتھ نکاح کیا معلق کیا ہے بخاری نے اس کو کتاب النکاح میں اور اس کا نسب بیان کیا ابن سعد کی طرف عبدالرحمٰن کے ترجمہ میں اور اس کا نام بیان نہیں کیا اور تحقیق مقدم ہو چکا ہے اس کا ذکر ایک مرتبہ کے علاوہ بیشک نہیں باقی رہا حجۃ الوداع کے موقع پر کوئی قرشی اور نہ ثقفی مگر وہ اسلام لایا اور وہ حاضر ہوا اس موقع پر۔

۷۰۵۱ (ز) القاسم بن امیہ

ابن ابی الصلت الثقفی اور اس کے والد ذکر کرتے تھے، نبوت اور بعثت کا اس نے پایا بعثت نبی ﷺ کو پھر غالب آ گئی اس پر شقاوت پس وہ اسلام نہیں لایا اور اس نے مرثیہ کے اشعار کہے اہل بدر کے بارے میں مشہور اشعار کے ساتھ اور وہ ہمیشہ اپنے کفر پر رہا حتیٰ کہ اسی کفر پر اس کی موت آئی۔ اور وہ دین اسلام میں داخل ہونے سے عذر بیان کرتا تھا بایں طور کہ وہ اپنی قوم سے کہتا تھا: میں نبی ہوں جس کو بھیجا گیا ہے۔ اس نے کہا: پس وہ خوف کرتا ہے یہ کہ اس کو عار دلائی جائے گی ثقیف کی برائیوں کے بارے میں بایں طور کے اس کے اتباع کرنے والے بنی عبد مناف کے غلام ہیں اس واقعہ کو ابوسفیان بن حرب نے حکایت کیا ہے ایک لمبے قصہ میں ابونعیم نے دلائل النبوۃ اور اس کے علاوہ میں اس کا ذکر کیا ہے اور امیہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ بہر حال اس کے بیٹے قاسم میں اس کا ذکر کیا مرزبانی نے معجم الشعراء میں اور وہ ان کی شرط کے موافق صحابہ میں سے ہے اس لیے ہم نے اس کا ذکر ماقبل میں ایک مرتبہ کے علاوہ کیا ہے کہ بیشک نہیں باقی رہا کوئی ایک مکہ اور طائف میں حجۃ الوداع کے موقع پر قریش اور ثقیف میں سے مگر وہ اسلام لایا اور اس موقع پر حاضر ہوا حکایت کیا ہے اس کو ابن عبدالبر اور اس کے علاوہ نے اور ثعلب نے ان کے اشعار نقل کیے ہیں: ع

"وہ ایسی قوم ہے کہ جب کوئی مسافر ان کے ہاں ٹھہرتا ہے تو اسے گھوڑوں اور لونڈیوں کا مالک بنا کر واپس کرتے ہیں، وہ اپنے سوال کے وقت زمین نہیں کریدتے جیسے بلندی کے طلبگار لکڑیاں بجاتے ہیں۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! تم لوگوں نے عید قربان کے موقع پر بہت بڑی قربانی کی۔ اپنے دل خوش کر لو تم سے قصاص (بدلہ) لیا

---

[1] التجرید (۱۲۱)

جائے گا جس کا بدلہ رحمٰن تعالیٰ لے گا''۔

۷۰۵۲ القاسم بن الربیع ✿

ابن عبد شمس کہا گیا ہے یہ ابی العاص کا نام ہے اور وہ اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہیں اور عنقریب اس کا ذکر کنیتوں میں آ رہا ہے کہ اس کا نام لقیط ہے اور کہا گیا ہے اس کا نام مہشم ہے اور کہا گیا ہے اس کا نام اس کے علاوہ کوئی اور ہے۔

۷۰۵۳ القاسم بن مخرمه ✿

ابن المطلب بن عبد مناف بن قصی القرشی المطلبی۔ یہ قیس اور صلت کے بھائی ہیں۔ ابن اسحاق نے اس کا ذکر کیا ہے ان لوگوں میں جن کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم کیا۔

۷۰۵۴ القاسم ✿

ابوبکر کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ بغوی نے اس کا ذکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کیا ہے اور اس کے لیے مطرف کے طریق سے تخریج کی ہے۔ ابی الجہم سے اس سے دو حدیثیں مروی ہیں پھر کہا کہ اس کے علاوہ میں کسی اور قاسم کو نہیں جانتا اور ابن عبدالبر نے کہا: ✿ اس کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ثابت ہے اور روایت حدیث بھی ثابت ہے۔ اس کے بارے میں کہ وہ ابوالقاسم ہیں اور یہی صحیح ہے اور اس کا ذکر کنیتوں میں آ رہا ہے۔

۷۰۵۵ (ز) قاطع بن ظالم

یہ صفرہ کے والد ہیں، کنیتوں میں ان کا ذکر آ رہا ہے۔

۷۰۵۶ القائف بن عبیس الصباحیؓ

ایاس کے بھائی ہیں الرشاطی اور اس کے علاوہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور بیشک اس کے لیے وفد میں آنے کی سعادت ہے اور ذکر کیا گیا ہے ابوعبیدہ معمر بن المثنی بن القائف ایاس یہ عبیس بن امیہ بن ربیعہ بن عامر بن ذبیان بن الدیل کے دو بیٹے ہیں۔ اور وہ اللہ کی مخلوق کا زیادہ کھوج لگانے والے تھے اور اس قائف کے شعر نقل کیے: ع

''میں جب کسی زمین میں کافی عرصے بعد آتا ہوں تو میں اپنے دِل کو تلاش کرنے لگتا ہوں جبکہ جگہیں ویسی کی ویسی ہوتی ہیں۔ جب تک دونوں اکٹھے رہو تو اپنے بھائی کی عزت کرو جدائی کی مصیبتوں کے لیے دوری کافی ہے''۔

ابوعمر الشیبانی نے کہا: قائف اور اس کے بھائی کے لیے شرافت تھی، اور گھوڑوں کا لشکر تھا۔

✿ اسد الغابہ (ت: ۴۲۴۵) ✿ اسد الغابہ (ت: ۴۲۴۸) استیعاب (ت: ۲۱۲۱) تجرید (۱۰/۲)
✿ اسد الغابہ (ت: ۴۲۴۴) استیعاب (۲۱۲۲) تجرید (۱۰/۲) ✿ استیعاب (۳۳۵/۳)

باب قاف کے بعد باء

۵۰۵۷ (ز) قباث [1]

باب کی تخفیف اور تیسری جگہ الف کے ساتھ اور مشہور پہلے حرف کا فتحہ ہے اور کہا گیا ہے پہلے حرف کے ضمہ کے ساتھ ہے۔

ابن ماکول نے اسی طرح یقین دلایا ہے [2] اور بخاری نے کہا: اس کے لیے نبی ﷺ کی صحبت ثابت ہے امام بخاری اور دوسرے بعض حضرات نے کہا وہ اسیم کا بیٹا ہے اور وہ وہم ہے اور وہ ابن اشیم ہے احمد بن عامر بن الملوح بن یعمر کے وزن پر یا کے فتح کے ساتھ جو اس کے شروع میں ہے۔ اور وہ شداخ ہے، معجمتین کے ساتھ، ابن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن کنانہ اللیثی۔ یہ وہ ہے جو اپنے نسب میں مشہور ہے اور کہا گیا ہے وہ تمیمی ہیں اور کہا گیا ہے کندی ہیں اور ابن حبان نے کہا: یعمری اللیثی بنو کنانہ میں سے ہیں، اس کے لیے نبی ﷺ کی صحبت ثابت ہے اور اس کی حدیث اہل شام کے ہاں معتبر ہے۔

میں کہتا ہوں: ترمذی نے اس کی حدیث کی تخریج کی ہے محمد بن اسحاق کے طریق سے اس نے المطلب بن عبداللہ بن قیس سے اس نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا سے روایت کی ہے اس نے کہا میں پیدا ہوا اور رسول اللہ ﷺ عام فتح میں تھے اس نے کہا: حضرت عثمان بن عفان نے قباث بن اشیم جو یعمر بن لیث کے بھائی ہیں سے سوال کیا، پس فرمایا: آپ بڑے ہیں (یا) رسول اللہ ﷺ بڑے ہیں؟ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ مجھ سے بڑے ہیں اور میں ان سے چھوٹا ہوں۔ ابونعیم نے کہا: جو کہنے والے ہیں اور سوال کیا عثمان نے اور وہ قیس بن مخرمہ ہیں اور روایت کیا اس سے ابوسعید المقبری اور ابوالحویرث اور خالد بن دریک اور ان کے علاوہ نے اور ابن سعد نے کہا: [3] وہ حاضر ہوئے بدر میں مشرکین کے ساتھ اور اس کے لیے اس غزوہ میں ذکر ہے پھر وہ اسلام لائے اور غزوۂ حنین میں شامل ہوئے۔ اور بخاری نے عبدالرحمٰن بن زیاد کے طریق سے تخریج کی ہے اور اس نے قباث بن اشیم اللیثی سے روایت کی ہے، اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو آدمیوں کی نماز کہ ان میں سے ایک امامت کروائے دوسرے کو زیادہ مقبول ترین ہے اللہ کے ہاں آٹھ آدمیوں کی الگ الگ نماز سے اور آٹھ نمازی آدمیوں کی نماز کہ ان میں سے ایک امام بنے زیادہ مقبول ہے سو آدمیوں کی الگ الگ نماز سے۔ [4]

اور ابن ابی حاتم نے کہا: قباث بن اشیم کے لیے رسول اللہ ﷺ کی صحبت ثابت ہے، یونس بن سیف نے عبدالرحمان بن زیاد اللیثی سے روایت کیا ہے، اس نے کہا: اور میں نے محمد بن عوف کو کہتے ہوئے سنا کہ ہر وہ شخص جو یونس بن سیف سے روایت کرے پس بیشک وہ کہتا ہے کہ عبدالرحمان بن زیاد سے روایت ہے مگر زبیدی کہتا ہے یونس سے وہ عامر بن زیاد سے اور وہ قباث سے روایت کرتا ہے۔ اور ابونعیم نے الدلائل الفقہ الاسلامیہ میں روایت تخریج کی ہے، غزوۂ خندق کے بعد روایت مطولہ اور اس میں نبوت کی علامتوں میں سے علامات ذکر کی ہیں۔ اور ابن الکلبی نے کہا: صاحب الجنبیہ یرموک کے دن ابی عبیدہ بن الجراح کے ساتھ تھے اور معروف

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۴۲۵۰) استیعاب (۲۱۸۹) [2] الاکمال (۱۹۷/۲) [3] طبقات الکبریٰ (۱۳۱/۷)

[4] معجم کبیر حدیث (۳۶/۱۹) السنن الکبریٰ حدیث (۶۱/۳) مجمع الزوائد حدیث (۳۹/۲)

وہ ہے جو منسوب ہے بغوی کی طرف بیشک عبدالملک بن مروان نے قباث بن اشیم سے مسئلہ مذکورہ کے بارے میں سوال کیا اور کہا نماز پڑھی میرے ساتھ میری ماں نے روث الفیل پر اور اس نے اس کو عقل مند پایا اور اسی کے ساتھ یقین دلایا عبدالصمد اور ابن سمیع نے اور سند بیان کی ہے سیف نے فتوح کے اندر کہ بیشک مروان وہ ہے جس نے سوال کیا اس سے اور ابونعیم نے کہا اس نے پایا امیہ بن عبدالشمس کو اور ابن عساکر نے کہا وہ حاضر ہوئے یرموک میں اور وہ کردوس مقام پر تھے پھر وہ حمص میں رہے، یہ عبدالصمد بن علی اور ابن سمیع نے بیان کیا ہے۔

۷۰۵۸ (ز) قبیصہ بن الاسود[1]

ابن عامر بن جوین بن عبدرُضا راء کے ضمہ کے ساتھ اور معجمہ، الف مقصورہ کے ساتھ الطائی۔ طبری اور ابن قانع نے اس کا ذکر کیا اور ان دونوں نے کہا ایک وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس کا ذکر زید الخیل بن مہلہل الطائی کے ترجمہ میں گزر چکا ہے اور مرزبانی نے کہا کہا جاتا ہے قبیصہ بن الاسود۔ ابوالفرج الاصبہانی نے کہا مجھے خبر دی الکوکبی نے بطور اجازت کے مجھے بیان کیا علی بن حرب نے کہ مجھے خبر دی ہشام بن الکلبی نے اور اس کے علاوہ نے ان دونوں نے کہا زید الخیل وفد کی شکل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس کے ساتھ وزر بن سدوس النبہانی اور قبیصہ بن الاسود بن عامر بن جوین الجرمی اور مالک بن جسری المعنی اور قیس بن کسفہ الطریفی اور بہت سے لوگ قبیلہ طی کے تھے پس انہوں نے اپنی سواریوں کو مسجد کے دروازہ پر بٹھالیا پس ذکر کیا ایک لمبا قصہ اور تحقیق اس کا ذکر زید الخیل کے ترجمہ میں گزر چکا ہے جو اخبار منثورہ لا بن درید کے ملا ہوا ہے۔

۷۰۵۹ (ز) قبیصہ بن البراء[2]

ابن مندہ نے کہا اس کا ذکر صحابہ رضی اللہ عنہم میں کیا گیا ہے اور یہ بات ثابت نہیں ہے اور طبرانی نے روایت کی ہے نعیم بن حماد کے طریق سے کتاب الفتن نعیم میں کہ ہمیں بیان کیا ابن عبدالوارث نے ہمیں بیان کیا حماد بن سلمہ نے ابن خثیم سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے مجاہد سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے قبیصہ بن البراء سے روایت کرتے ہوئے کہا: جب زمین میں اس اس طرح خسف ہوگا تو ایک قوم ظاہر ہوگی جو سیاہ خضاب کرے گی تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف نہیں دیکھیں گے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے وہ زمین دیکھی ہے جس کو خسف کیا گیا۔ [2]

۷۰۶۰ قبیصہ بن برمہ[3]

موحدہ پہلے حرف کے ضمہ کے ساتھ اور تردد کیا اس میں ابن حبان نے کہا یہ موحدہ ہے یہ مثلثہ الاسدی۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ثابت ہے اس کا شمار کوفیین میں کیا جاتا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا گیا ہے اور ابن السکن نے کہا، کہا جاتا ہے اس کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت تھی اور تحقیق وہ عبداللہ بن مسعود کے ساتھی تھے اور وہ کوفیین میں شمار ہوتے ہیں اور اس

---

[1] اسد الغابہ (ت: ٤٢٥١) تجرید (١٠/٢) [1] اسد الغابہ (ت: ٤٢٥٣) تجرید (١٠/٢)

[2] جامع المسانید والسنن (٣٥١/١٠) اسد الغابہ (٤٦٩/٣)

[3] اسد الغابہ (ت: ٤٢٥٤) استیعاب (ت: ٢١٢٣) تجرید (١١/٢)

کی حدیث کی تخریج کی گئی ہے الادب المفرد میں اور اس کے لیے روایت ثابت ہے مغیرہ سے اور روایت کی اس سے اس کے بیٹے یزید اور حفیرہ اور عمر بن یزید بن قبیصہ نے اور اس کے بھتیجے برمہ بن لیث بن برمہ نے اور دوسروں نے اور ابن حبان نے اس کا ذکر صحابہ میں کیا ہے اور کہا: کہا جاتا ہے اس کے لیے نبی ﷺ کی صحبت ثابت ہے پھر اس کا ذکر تابعین میں کیا ہے پس اس نے کہا: مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے اور روایت کیا اس سے سلیمان البنائی نے اور کہا ابو عمر [1] نے اور وہ یزید بن قبیصہ کے والد ہیں اور تحقیق کہا گیا ہے بیشک اس کی حدیث مرسل ہے اس لیے کہ اس نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور مغیرہ سے روایت کی ہے اور گویا کہ اس کی اتباع کی ابو حاتم نے [2] پس بیشک اس کے بیٹے نے اس سے نقل کیا ہے کہ اس کے لیے نبی ﷺ کی صحبت کا ثبوت صحیح نہیں ہے۔

۷۰۶۱ قبیصه بن الدمون الحضرمی [3]

ہمیل کے بھائی ہیں اس کا ذکر اس کے بھائی کے ساتھ آ رہا ہے۔

۷۰۶۲ قبیصه بن المخارق [4]

ابن عبداللہ بن شداد بن معاویہ بن ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال بن عامر بن صعصعہ الہلالی ابوالبشر۔ روایت کیا اس نے نبی ﷺ سے روایت کیا اس سے اس کے بیٹے قطن اور کنانہ بن نعیم اور ابوعثمان النہدی نے اور ان کے علاوہ نے۔ بخاری [5] نے کہا: اس کے لیے نبی ﷺ کی صحبت ثابت ہے اور اس کو البجلی کہا گیا ہے اور ابن ابی حاتم نے کہا: وہ بصری ہیں قبیلہ قیس غیلان سے ہیں اس کے لیے نبی ﷺ کی صحبت ثابت ہے اور ابن حبان نے کہا اس کے لیے نبی ﷺ کی صحبت ثابت ہے وہ بصرہ میں رہے اور خلیفہ نے کہا: اس کے لیے بصرہ میں گھر تھا اور ابن الکلبی نے کہا قطن بن قبیصہ شریف آدمی تھے اور تحقیق وہ سجستان کے والی تھے۔

میں کہتا ہوں: ابن خزیمہ نے قتادہ کے طریق سے ابوقلابہ سے روایت کرتے ہوئے تخریج کی ہے اور اس نے قبیصہ البجلی سے روایت کی ہے اس نے کہا: بے شک سورج گرہن ہو جاتا ہے، پھر نعمان بن بشیر کی حدیث کو ذکر کیا کہ بے شک اللہ تعالیٰ جب اپنی مخلوق میں سے کسی چیز پر تجلی فرماتے ہیں تو وہ اللہ کے حضور جھک جاتی ہے، پس ان دونوں میں سے جس کو بھی گرہن ہو تو تم نماز پڑھو، یہاں تک کہ وہ واضح ہو جائے یا اللہ تعالیٰ کوئی معاملہ پیدا کر دے۔ اور ابن خزیمہ نے کہا: میں نہیں جانتا قبیصہ بجلی کے لیے صحبت ہے یا نہیں۔

میں کہتا ہوں: اور اس واقعہ میں جو اس کے پاس اس کی نسبت سے ہے اشکال ہے۔ گویا کہ اس نے گمان کیا ہے کہ وہ دوسرا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ پس تحقیق تخریج کی ہے اس کی اس وجہ سے، پھر کہا: قبیصہ بن مخارق ہلالی سے ہے، کہا: سورج گرہن ہو گیا اور ہم اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ میں تھے۔ پھر آپ گھبرائے ہوئے نکلے اس حال میں کہ اپنے کپڑے کو کھینچ رہے تھے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھائی، ان کو لمبا کیا.... (الحدیث) [6] اور تخریج کی اس کی ابوداؤد نے ایوب کے طریق سے، وہ ابی قلابہ سے، وہ ہلال

---

[1] استیعاب (۳۳۵/۳) [2] الجرح والتعدیل (۱۲٤/۷) [3] تجرید (۱۱/۲)

[4] اسد الغابہ (ت: ٤٢٥٩) استیعاب (ت: ۲۱۲۵) تجرید (۱۱/۲)

[5] تاریخ کبیر (۱۷۳/٤) [6] اخرجه ابوداؤد فی کتاب الصلوٰة حدیث (۱۱۸۵) نسائی کتاب الکسوف حدیث (۱٤۸۵)

ابن عامر سے، وہ قبیصہ ہلالی سے روایت کرتے ہیں۔

۷۰۶۳ (ز) قبیصه بن والق التغلبی

تاء اور غین معجمہ کے ساتھ جو ساکن ہے، اور لام مکسور، پھر باء ہے۔ ابوجعفر طبری نے ذکر کیا: بے شک اس کے لیے صحبت ہے۔ اور اس کے لیے اس کا دشمن شبیب خارجی اس کے ساتھ حاضر ہوا۔ پھر طبری نے ۷۷ھ کے حوادثات میں ذکر کیا۔ [1] ابی مخنف سے، کہا: جب شبیب بن برید خارجی نے لشکروں کو شکست دی تو حجاج نے اہل مکہ کے اشراف کو بلایا، ان میں سے: زہرہ بن حویہ، حاء کے فتحہ کے ساتھ اور واؤ کے کسرہ کے ساتھ اور یاء کی تشدید کے ساتھ۔ پھر اس نے ان سے مشورہ طلب کیا ان سے ان کے متعلق جس کی طرف اس کو بھیجا گیا۔ تو انہوں نے کہا: تیری رائے بہتر ہے۔ پھر کہا: میں نے عتاب بن ورقہ ریاحی کی طرف بھیجا: تو زہرہ نے کہا: تو نے ان کو ان کے پتھروں کے ساتھ پھینکا۔ اللہ کی قسم! وہ آپ کی طرف نہیں لوٹے گا یہاں تک کہ کامیاب ہو جائے یا قتل کر دیا جائے۔ میں آپ کو اپنی رائے سے مشورہ دینے والا ہوں، پھر اگر وہ غلط ہو تو میرا اجتہاد امیر المومنین کی خیر خواہی میں دور ہوا اور امیر اور عامۃ المسلمین کے لیے، اور اگر درست ہو تو اللہ تعالیٰ نے مجھے درست رکھا۔ پھر قصہ کو ذکر کیا۔

اور بے شک تمیم بن حارث نے کہا عتاب بن ورقاء ہمارے بارے مطلع ہوئے۔ پھر ہمارا قصہ بیان کیا، پھر وہ درمیان میں بیٹھ گیا اور اس کے ساتھ زہرہ بن حُوَیہ تھے۔ اور کہا قبیصہ بن والق کو، اور اس کے ساتھ اس دن بنی تغلب کے علی تھے۔ کفایت کیجئے میری بائیں جانب کے دستے کے ساتھ۔ پھر کہا: میں بوڑھا آدمی ہوں، میں کھڑے ہونے کی طاقت نہیں رکھتا مگر یہ کہ وہ کھڑا کر دے۔ پھر ان پر نعیم بن علیم تغلبی کو بھیجا۔ پھر شبیب نے اٹھایا اور وہ خندق کے سامنے کے بند پر تھا، پھر اس نے ان کو کاٹا اور جھنڈے والے قبیصہ بن والق ثابت قدم رہے۔ پھر قتل کر دیئے گئے اور بند سارے کا سارا ٹوٹ گیا۔ اور لوگوں نے آواز دی قبیصہ قتل کر دیا گیا۔ تو شبیب نے کہا: اے مسلمانوں کی جماعت! قبیصہ کی مثال جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور تلاوت کیجئے ان پر اس کی خبر جس کو ہم نے اپنی نشانیاں دیں، پھر وہ اس سے جدا ہو گیا..... (الآیۃ) [2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، پھر وہ اسلام لایا، پھر آیا تم سے قتال کرنے کے لیے، پھر اس پر مطلع ہوا تو اس نے اس کو کہا: ''تیرا ناس ہو اگر تو اپنے پہلے اسلام پر ثابت قدم رہتا تو کامیاب ہو جاتا''۔

۷۰۶۴ قبیصه بن وقاص السلمی [3]

اور کہا جاتا ہے: لیثی۔ بخاری نے کہا: اس کے لیے صحبت ہے ان کو بصریوں میں شمار کیا جاتا ہے اور ابن ابی حاتم نے نقل کیا: ابی الولید طیالسی سے کہا جاتا ہے: بے شک اس کے لیے صحبت ہے، اور ایسے ہی، ابوداؤد نے سنن میں کہا۔ احمد بن عبید سے، جو ابی الولید سے، اور محمد بن سعد نے کہا [4] جو ابی الولید سے روایت کرتے ہیں، اس کے لیے صحبت ہے۔ اور بغوی نے کہا، وہ مدینہ کا رہائشی تھا اور ازدی نے کہا: صالح بن عبید اس سے روایت میں منفرد ہے اور ذہبی نے کہا: [5] وہ نہیں پہچانا جاتا مگر اس حدیث

---

[1] تاریخ طبری (۲۵۹/۶) [2] سورۃ الاعراف (۱۷۵) [3] اسد الغابہ (۴۲۶۰) استیعاب (ت: ۲۱۲۶) تجرید (۱۱/۲)
[4] طبقات الکبریٰ (۲۸/۷) [5] تجرید (۱۲۱)

سے ❁ اور نہیں کہا اس میں ''میں نے سنا'' سو نہیں ہے ثابت اس کے لیے صحبت ارسال کے ممکن ہونے کی وجہ سے۔ اور یہ قبیصہ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ کتاب میں ایک جماعت ہے جو اس وصف کے ساتھ متصف ہے، اور کافی ہے ہم کو اس میں بخاری کا جزم بایں طور پر کہ اس کے لیے صحبت ہے۔ پس بے شک وہ نہیں ہے ان میں سے جو کلام کو غیر معنی کے لیے چلائے۔

اور ابن ابی حاتم نے کہا: داخل کیا اس کو ابو زرعہ نے ان صحابہ کی سند میں جو بصرہ کے رہنے والے تھے۔ اور اس کے لیے نہیں پہچانا جاتا اس ایک حدیث کے علاوہ جس کو روایت کیا ابو ہاشم زعفرانی نے۔ اور اس نے اپنی روایت میں کہا: صالح بن عبید سے جو قبیصہ بن وقاص سے، اور وہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے تھے۔

میں کہتا ہوں: ذہبی کی بحث ختم ہوئی۔

۷۰۶۵ قبیصہ المخزومی ❁

کہا جاتا ہے یہ وہ ہے جس نے منبر بنایا، ذکر کیا اس کو بعض مغازیہ نے۔ اسی طرح تجرید میں ہے۔ ❁ اور تحقیق ذکر کیا اس کو ابن فتحون نے، پھر کہا: ذکر کیا اس کو عمر بن شبہ نے، جو محمد بن یحییٰ سے وہ ابو غسان مدنی سے وہ سفیان بن حمزہ سے، وہ کثیر بن زید سے، وہ طلب بن عبداللہ بن حنطب سے روایت کرتے ہیں۔ اور ذکر کیا اس کو ابن بشکوال نے مبہمات میں، کہا: میں نے مروان بن حبان کے خط کو پڑھا، کہا ذکر کیا عبداللہ بن حنین اندلسی نے، عبدالمطلب سے، یعنی ابن عبداللہ بن حنطب سے۔ بے شک وہ جس نے منبر بنایا قبیصہ مخزومی ہے۔

میں کہتا ہوں: اور ذکر کیا اس کو زبیر بن بکار نے مدینہ کی اخبار میں، اپنی روایت سے، جو محمد بن حسن بن زبالہ سے جو سفیان بن حمزہ سے لیکن صاد کو باء پر مقدم کیا اور ایسے ہی وہ استیعاب پر ابن اثیر کے ذیل میں ہے۔

۷۰۶۶ (ز) قبیصہ السلمی ❁

بنی قربان میں سے ایک ہے۔ ذکر کیا واقدی نے کتاب الردۃ میں عبداللہ بن حارث بن فضیل سے، جو اپنے باپ سے، وہ سفیان بن ابی عوجاء سے روایت کرتے ہیں بے شک قبیصہ ابی بکر کی خدمت میں قاصد بن کر آئے۔ پھر اس کو خبر دی کہ بے شک وہ اور اس کی قوم مرتد نہیں ہوئے۔ پھر حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کے ساتھ مل کر قتال کرے بنی سلیم کے مرتدین سے پھر قبیصہ لوٹا اور اس نے ایک جماعت کو جمع کیا، اور مرتدین پر حملہ کیا، پھر اس کو قبیصہ بن حکم السلمی مل گیا، اس نے اس کو نیزہ مارا، اور اس کی پیٹھ کو توڑ دیا اور وہ مر گیا۔

اور ابو عمر نے کہا: ❁ قبیصہ السلمی روایت کیا اس سے عبید بن طلحہ نے اس میں اشکال ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نہیں جانتا وہ یہ ہے یا اس کے علاوہ ہے یا وہ ابن وقاص ہے جس کا ذکر قریب میں گزرا ہے۔

❁ اخرجہ المسلم فی کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ (حدیث: ۱۴۶۳) اخرجہ ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ (حدیث: ۴۳۱) اخرجہ الترمذی (حدیث: ۱۷۶) اخرجہ ابن ماجہ حدیث (۱۲۵۶)

❁ تجرید (۱۱/۲) ❁ تجرید (۱۲۱) ❁ استیعاب (۲۱۲۷) ❁ استیعاب (ت: ۳۳۷/۳)

باب قاف کے بعد تاء

۷۰۶۷ قتادہ بن الاعور ✿

ابن ساعدہ بن عوف التیمی۔ جون کے والد، ذکر کیا اس کو بغوی نے صحابہ میں اور کہا: میں اس کے لیے حدیث کو نہیں جانتا۔ اور ابن سعد نے کہا: ✿ وہ وفات سے پہلے نبی کریم ﷺ کا ساتھی اور صحابی ہو گیا تھا اور آپ کے لیے ایک خط لکھا۔ دھناء مقام میں۔

۷۰۶۸ قتادہ بن ابی اوفی ✿

ابن موالہ بن عتبہ بن ملادس بن قتادہ بن عبد شمس بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم التیمی السعدی، ایاس کے والد۔ ذکر کیا اس کو ابن سعد نے ✿ صحابہ میں اور کہا ہم اس کے لیے کوئی سند حدیث نہیں جانتے، اور کہا بغوی نے قتادہ بن ابی اوفی اس کے لیے صحبت ہے اور اس کے باپ کے لیے جو ایاس ہے۔ بصرہ میں رہے، ذکر کیا یزید بن معاویہ کی موت کے بعد، اور یہ وہ ہے جس نے ازد کے درمیان مقتولوں کی دیات کو برداشت کیا۔ اور ان کے علاوہ نے ان ایام میں۔ اور وہ والی ہوا ری کے قضاء کا۔ اور میں نہیں پہچانتا قتادہ بن ابی اوفیٰ کے لیے کوئی حدیث۔ اور کہا جاتا ہے بے شک ام ایاس یہ احنف بن قیس کی بہن ہے اور ابن سعد نے کہا: ✿ یہ فارعہ بنت حمیری ابن عیادہ بن نزال بن مرہ بن رہط احدب ہے۔

۷۰۶۹ (ز) قتادہ بن ربعی

ذکر کیا اس کو ابن حبان نے صحابہ کے اسماء میں حرفِ قاف کے اندر اور کہا: اس کے لیے صحبت ہے اور وہ مکہ پر عامل تھے۔ اور میں ڈرتا ہوں یہ کہ ہو وہ ابو قتادہ لیکن ابو قتادہ مکہ کے امراء کا والی نہیں بنا۔

۷۰۷۰ قتادہ بن عباس

موحدہ کے ساتھ پھر مہملہ، یا نیچے کے دو نقطوں کے ساتھ پھر معجمہ، ابو ہاشم جرشی وہ قتادہ رہاوی ہے، آئے گا۔

۷۰۷۱ (ز) قتادہ بن عوف

ابن عبد بن ابی بکر بن کلاب عامری پھر کلابی، نبی ﷺ کے پاس قاصد بن کر آیا، ایسے ہی کہا ابو علی ہجری نے اپنی نوادر میں۔

۷۰۷۲ قتادہ بن القائف الاسدی ✿

اسد خزیمہ: ذکر کیا اس کا ابو موسیٰ نے، اور کہا: اس کا ذکر حضرمی بن عامر کے ترجمہ میں گزر چکا ہے۔

✿ اسد الغابہ (ت: ٤٢٦٤) ✿ طبقات کبریٰ (٤٣/٧) ✿ اسد الغابہ (ت: ٤٢٦٦) استیعاب (ت: ٢١٢٨)
✿ اطبقات کبریٰ (٤٣/٧) ✿ طبقاتِ کبریٰ (٤٣١٧) ✿ تجرید (١٢/٢)

(۶۰۷۳) (ز) قتادہ بن قطبہ

قطبہ بن قتادہ میں آئے گا۔

(۷۰۷۴) قتادہ بن قیس بن حبشی الصدفی

اس کا شمار صحابہ میں ہے اور نہیں پہچانی گئی اس کے لیے روایت، وہ فتح مصر میں حاضر ہوا اور اس کا تذکرہ بھی ہے اور خط بھی ہے۔ اسی طرح ذکر کیا اس کو ابن مندہ نے، پھر کہا، بیان کیا اس کو میرے لیے ابن سعد بن عبدالاعلی نے۔

اور میں نے ابی سعید کی تاریخ میں اس کے قول کو نہیں دیکھا کہ اس کا شمار صحابہ میں ہے۔ اور زیادہ کیا کہ بے شک محرس، قتادہ باالصدف اس کے ساتھ پہچانا گیا اور جنان قتادہ جو مجھ سے پہلے برکۃ المغافر میں ہے پہچانا گیا، جنان الحبش کے ساتھ اور کہا: اور اس کے ساتھ بکرۃ الحبس سے بھی پہچانا گیا، گویا کہ اس کی طرف منسوب ہے۔ پھر کہا گیا اس کو: برکۃ بن حبشی پھر تخفیف کی۔

(۷۰۷۵) قتادہ بن ملحان القیسی [1]

کہا بخاری اور ابن حبان نے، اس کے لیے صحبت ہے، اس کا شمار بصریوں میں کیا جاتا ہے۔ روایت کیا ہمام نے انس بن سیرین سے، انہوں نے عبدالملک بن قتادہ بن ملحان سے، انہوں نے اپنے باپ سے۔ اور کہا ابوالولید نے، وہم ہوا اس میں ابن سعد کو۔ [2] پھر کہا: عبدالملک بن منہال سے، جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اور ایام بیض کے روزوں میں حدیث کا متن [3] تخریج کی اس کی ابوداؤد نے ہمام کے طریق سے بھی اور بغوی کے طریق سے بھی۔ اور ابن شاہین نے تخریج کی سلیمان التیمی کے طریق سے جو حبان بن عمرو سے روایت کرتے ہیں۔ کہا نبی کریم ﷺ نے قتادہ ابن ملحان کے چہرے کو چھویا، پھر تکبیر کہی۔ پھر اس کی ہر چیز آزمائش میں مبتلا ہوئی، علاوہ اس کے چہرے کے۔ کہا: میں ان کے پاس وفات کے وقت حاضر ہوا، پھر ایک عورت گزری میں نے اس کو اس کے چہرے میں دیکھا جیسا کہ میں نے اس کو آئینہ میں دیکھا۔ روایت کیا نبی ﷺ سے، روایت کیا ان سے اس کے بیٹے عبدالملک نے اور ابوالعلاء بن شخیر نے۔ اور بعض طرق میں واقع ہے عبدالملک بن قدامہ، قتادہ کے بدلے میں، اور بعض میں ابن منہال ہے اور پہلا درست ہے۔

(۷۰۷۶) قتادہ بن موسٰی الجمحیؓ [4]

محمد بن سلام جمحی نے کہا، خبر دی مجھ کو اہل مدینہ کے بعض اہل علم نے، بے شک اس قتادہ نے ہجو کی حسان بن ثابت کی چند اشعار میں، اور گالی دی ان میں ابوسفیان بن عبدالمطلب کو پھر اس کو ذکر کیا۔ اور مرزبانی نے کہا: مخضرم ہے۔ یعنی اس نے جاہلیت اور

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۴۲۷۰) استیعاب (ت: ۲۱۳۰) تجرید (۱۲/۲)

[2] طبقات کبریٰ (۲۹/۷)

[3] اخرجہ ابوداؤد کتاب الصیام حدیث (۲۴۴۹) اخرجہ النسائی حدیث (۲۴۳۱) اخرجہ ابن ماجہ حدیث (۱۷۰۷)

[4] استیعاب (ت: ۲۱۳۱)

[5] اسد الغابہ (ت: ۴۲۷۱) استیعاب (ت: ۲۱۳۱)

اسلام کو پایا۔ اس وجہ سے وہ صحابی ہے بوجہ اس کے جو ذکر کیا گیا کہ حجۃ الوداع میں قریش میں سے کوئی باقی نہیں رہا مگر اسلام لایا اور گواہی دی۔

۷۰۷۷ قتادہ بن النعمان [1]

ابن زید بن عامر بن سواد بن ظفر اوسی، پھر ظفری۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ماں شریک بھائی ہیں۔ ان دونوں کی ماں انیسہ بنت قیس نجاریہ ہے، مشہور ہے، کنیت بیان کی جاتی ہے۔ ابوعمرو انصاری وہ اس کی کنیت بیان کرتے ہیں۔ ابوعبداللہ اور بعض نے کہا، اس کی کنیت ابوعثمان ہے۔

بخاری نے کہا: صحابی ہیں۔ اور خلیفہ، ابن حبان اور ایک جماعت نے کہا: وہ بدر میں حاضر ہوا اور ابن شاہین نے حکایت کیا، ابن ابی داؤد سے، بے شک وہ پہلا ہے جو مدینہ میں قرآن کی سورۃ کے ساتھ داخل ہوا، اور وہ سورۃ مریم ہے۔ روایت کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث کو کہ روایت کیا ان سے اس کے بھائی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اور ان کے بیٹے عمر بن قتادہ نے اور محمود بن لبید نے اور دوسروں نے۔ اور بغوی اور ابویعلی نے تخریج کی یحییٰ حمانی سے وہ ابن الغسیل سے، وہ عاصم بن عمر بن قتادہ سے۔ وہ قتادہ بن نعمان سے روایت کرتے ہیں بے شک اس کی آنکھوں کو بدر کے دن تکلیف ہوئی۔ پھر بہہ پڑی اس کی آنکھوں کی سیاہی۔ اس کے رخساروں پر۔ تو انہوں نے ارادہ کیا یہ کہ اس کو کاٹ دیں، تو کہا: نہیں! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرلیں تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاملہ کو طلب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، پھر اس کو بلایا۔ پھر اپنی ہتھیلی کو اس کی پتلی پر رکھا، پھر اس کو بند کیا تو وہ نہیں جانتا تھا، کون سی آنکھ شہید ہوئی تھی۔

اور یعقوب بن محمد زہری کے طریق سے ہے۔ جو ابراہیم بن جعفر سے، وہ اپنے باپ سے، وہ عاصم بن عمر بن قتادہ سے، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ اس کی آنکھ اس کے رخسار پر بدر کے دن بہہ پڑی۔ پھر آپ نے اس کو لوٹایا تو وہ دونوں آنکھوں میں سے زیادہ صحیح تھی۔ عاصم نے کہا: میں نے یہ بات عمر بن عبدالعزیز کو بیان کی، تو انہوں نے کہا: یہ اچھے اخلاق نہیں دودھ کے دو برتن ہیں جن میں پانی ڈالا گیا اور پھر پیشاب میں تبدیل ہوگئے ہوں۔

کئی طرق سے مروی ہے کہ وہ آنکھ اُحد میں شہید ہوئی تھی۔ اس روایت کو دارقطنی اور ابن شاہین نے بطریق عبدالرحمٰن بن یحییٰ العذری، مالک، عاصم بن عمر بن قتادہ، محمود بن لبید بحوالہ قتادہ بن النعمان نقل کیا ہے کہ ان کی آنکھ اُحد میں شہید ہوئی اور نکل کر رخسار پر لٹکنے لگی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اسے اس کے مقام پر رکھ دیا تو وہ پہلے سے زیادہ صحیح آنکھ نظر آنے لگی۔ [2]

اسی روایت کو دارقطنی اور بیہقی نے دلائل میں بطریق عیاض بن عبداللہ بن ابی سرح، ابوسعید خدری بحوالہ قتادہ نقل کیا ہے کہ اُحد میں ان کی آنکھ زخمی ہوگئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے مقام پر رکھ دیا تو وہ صحیح سالم ہوگئی۔ اسی روایت کو ابن اسحاق نے عاصم بن قتادہ کے حوالہ طویل اور مرسل نقل کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابة (ت: ٤٢٧١) استيعاب (ت: ٢١٣١)

[2] اسد الغابة (٤٧٦/٣)

اور واقدی کا بیان ہے کہ وہ حنین کے موقع پر آپ کے ساتھ تھے اور فتح پانے والوں میں سے تھے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بطریق سعید بن حارث، ابوسلمہ بحوالہ ابوسعید جمعہ کی گھڑی کے بارے میں ایک واقعہ نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: آسمان ابر آلود ہوا، آپ علیہ السلام عشاء کی نماز کے لیے تشریف لائے۔ اسی اثناء میں بجلی کوندی، قتادہ بن نعمان دیکھنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قتادہ کیا بات ہے؟ عرض کی: اللہ کے رسول! عشاء کا تھوڑا وقت رہ گیا ہے میں چاہتا ہوں اس میں شریک ہو جاؤں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: نماز پڑھ کر آجانا۔ جب وہ واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک شاخ عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: اسے لے جاؤ یہ تمہارے لیے روشنی کا کام دے گی اور جب تم اپنے گھر داخل ہونا تو تمہیں گھر کے کونے میں تاریکی نظر آئے گی تو بات کرنے سے پہلے اسے مارنا وہ شیطان ہوگا۔ [1]

یہی واقعہ طبرانی نے ایک اور طریق سے نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ شیطان سیہی کی شکل میں تھا۔ خلافتِ فاروقی میں فوت ہوئے۔ آپ نے ہی ان کا جنازہ پڑھایا اور ان کی قبر میں اترے ان کا سن پینسٹھ (۶۵) کا تھا۔ یہ ابن ابی حاتم اور ابن حبان وغیرہ کا قول ہے۔

۷۰۷۸ قتادہ الرہاوی [2]

قتادہ رہاوی جو ہشام کے والد ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ جرشی ہیں اور ان کے والد کا نام عباس ہے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ صحابی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احمد بن ابی الطیب کہتے ہیں ہمیں قتادہ بن فضل بن عبداللہ رہاوی نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے اپنے چچا ہشام بن قتادہ سے نقل کر کے خبر دی۔ فرمایا: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پرچم بنا کر دیا تو میں نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور الوداع کہا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیرے توشہ میں تقویٰ ڈال دے اور تیرے گناہوں کو بخش دے اور جہاں پر تو ہو تجھے خیر عطاء کرے۔

اور بغوی اور طبرانی نے علی بن بحر قطان کی سند سے قتادہ بن فضل سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔ اور ابوبکر بن ابوخیثمہ نے علی بن بحر سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔ اور ابوحاتم نے فرمایا کہ یہ صحابی ہیں۔ اور بغوی نے کہا کہ میں اس حدیث کو اس سند کے علاوہ نہیں جانتا۔

اور ابن شاہین نے اور طبرانی [3] نے احمد بن عبدالملک بن واقد کی سند سے قتادہ بن فضل سے اسی سند کے ساتھ اسلام کے وقت غسل کرنے اور بالوں کا حلق کروانے اور ختنہ کرانے کے بارے میں روایت نقل کی ہے۔

اور طبرانی سے اسی سند کے ساتھ ایک دوسری حدیث ہے اور فوائد میں محمد بن ایوب بن حموت مصری نے ابی امیہ طرسوی سے انہوں نے احمد بن عبدالملک سے انہوں نے ہشام بن قتادہ سے انہوں نے قتادہ بن عباس جرشی سے مرفوع روایت نقل کی ہے۔ مسلسلہ

---

[1] المعجم الكبير (حديث: ٦/١٩) مجمع الزوائد (حديث: ٤/٢) كنز العمال (حديث: ٣٥٣٩٣)

[2] جامع المسانيد والسنن (٣٦٨/١٠) اسد الغابہ (٤٧٥/٣)

[3] السيرة النبوية (٧/٢)

بندہ اللہ کی طرف سے کشادگی میں رہتا ہے جب تک کہ شراب نہ پیئے..... (الحدیث)

ابن سکن نے کہا ہے: قتادہ رہاوی جرشی صحابی ہیں۔ اپنے والد سے حدیث کو نقل کرنے والے ہیں، اور یہ اسی سند سے روایت نقل کرتے ہیں۔

۷۰۷۹ قتادہ اسدی ✿

جعفر مستغفری نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے، انہوں نے ابن اسحاق کی سند سے انہوں نے ابان بن صالح اسدی سے (جو اسد خزیمہ کے ساتھ معروف ہیں) روایت نقل کی ہے۔ اسدی کہتے ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک اونٹنی ہے کیا میں ہدیہ کر دوں اس کو، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے اپنے بچے سے جدا کر کے حیران و پریشان نہ کرو، اس سند میں انقطاع ہے۔

۷۰۸۰ (ز) قتادہ اخو عرفطہ

قتادہ جو عرفطہ کے بھائی ہیں ان کا ذکر اوس بن ثابت کے تذکرہ میں پہلے گزر چکا ہے۔

۷۰۸۱ قتادہ والد یزید ✿

یحییٰ بن یونس شیرازی نے اپنی کتاب المصباح میں ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے ایوب کی سند سے انہوں نے ابو قلابہ کی سند سے انہوں نے ابو ہلال مزنی سے نقل کیا ہے کہ بے شک یزید بن قتادہ نے بیان کیا کہ میرے گھر والوں میں سے کوئی ایک انتقال فرما گیا، اور وہ اسلام کے علاوہ کسی دین پر تھا، تو کہتے ہیں کہ میری بہن اس کی وارث بن گئی۔ اور وہ اس میت کے مذہب پر تھیں۔ اور میرے والد اسلام لے آئے اور وہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے اور انتقال فرما گئے تو ان کی میراث میں نے لے لی جو کہ کھجوروں کا ایک باغ تھا۔ پھر میری بہن اسلام لے آئی اور وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس میراث کے بارے میں فیصلہ کرانے گئیں، تو حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ اگر کوئی تقسیم سے پہلے اسلام لے آئے تو اس کے لیے میراث میں حصہ ہے۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس بہن کو میراث میں میرے ساتھ شریک کر دیا۔ ✿

اور مستغفری نے یحییٰ کی سند سے اسی حدیث کو نقل کیا ہے۔ اور اسی طرح ابو مسلم کجی نے ایوب کی سند سے اسی حدیث کو نقل کیا ہے اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو مرشد بن قتادہ کے حالات میں لائے ہیں (اور ان ابو ہلال کا نام حسان بن ثابت بتایا ہے)۔ اس حدیث میں قتادہ کی صحابیت ان کے والد یزید کے صحابی ہونے سے زیادہ واضح ہے۔

✿ اسد الغابہ (۴۲۶۳) تجرید (۱۲/۲)

✿ اسد الغابہ (۴۲۷۲) تجرید (۱۲/۲)

✿ المعجم الکبیر (۲۴۳/۲۲) مجمع الزوائد (۱۴۶/۱)

باب قاف کے بعد ثاء

۷۰۸۲ قثم بن عباس [1]

قثم بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے بھائیوں کے بھائی ہیں۔ ابن السکن اور بعض دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نہیں سنی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قثم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لوگوں میں سب سے زیادہ قریب ہیں۔

اور بغوی نے سماک بن حرب کی سند سے قابوس بن مخارق سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: ام فضل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی میں نے اپنے گھر میں آپ کے اعضاء میں سے ایک عضو دیکھا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے بھلائی کو دیکھا ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا تو اس لڑکے کو اپنے بیٹے قثم کے ساتھ دودھ پلائے گی۔ [2] تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ قثم سے چھوٹے تھے۔ اور ماقبل والی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے آخری زمانے میں ان کی عمر آٹھ سال سے زیادہ تھی۔

اور ابوبکر بردیجی فرماتے ہیں کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ صحابی نہیں ہیں اور ابن حبان نے کہا کہ قثم سعید بن عثمان بن عفان کے ساتھ سمرقند گئے اور وہاں شہید ہوگئے۔ اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ مکہ کے خلیفہ بنائے گی تو انہوں نے ان کی میراث لی۔ اور خالد بن عاص بن ہشام بن مغیرہ کو معزول کیا۔ اور خلیفہ بن خیاط بھی اسی طرح کہتے ہیں۔

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تاریخ میں ذکر کیا ہے۔ اسحاق نے روح سے نقل کیا، انہوں نے ابن جریج سے، انہوں نے جعفر بن خالد بن سارہ سے نقل کیا کہ میرے والد نے مجھے حدیث سنائی کہ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے ان سے کہا کہ کاش تو مجھے اور قثم بن عباس کو اور عبیداللہ بن عباس کو دیکھتا کہ ہم کھیل رہے تھے کہ اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر گزرے تو فرمایا اس کو میری طرف اٹھا دو تو انہوں نے مجھے اپنے آگے سوار کرلیا پھر قثم کے بارے فرمایا کہ اس کو میری طرف اٹھا دو تو ان کو اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ [3] اور عبیداللہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو زیادہ محبوب تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے اس میں کوئی عار محسوس نہ کی۔ انہوں نے قثم رضی اللہ عنہ کو تو سوار کرلیا اور عبیداللہ کو چھوڑ دیا۔

میں کہتا ہوں: عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کسی نے کہا قثم رضی اللہ عنہ کا کیا بنا؟ فرمایا: وہ شہید ہوگئے۔

میں کہتا ہوں: کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں اس حدیث کو۔ اور حضرت قثم رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت آئی ہے جس کو زہیر بن معاویہ نے ابواسحاق سبیعی کی سند سے ذکر کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۲۷۳) استیعاب (۲۱۹۰) تجرید (۱۳/۲)

[2] ابن ماجہ کتاب تعبیر الرؤیا (۳۹۲۳)

[3] مسند احمد (۲۰۶/۱)

باب قاف کے بعد دال

۷۰۸۳ قدار بن الحدرجان[1]

قدار بن حدرجان بن مالک یمانی جو جزء بن حدرجان کے بھائی ہیں اِن کا ذکر ان کے بھائی کے تذکرہ میں گزر چکا ہے۔

۷۰۸۴ (ز) قدامہ بن حاطب

قدامہ بن حاطب بن حارث جمحی۔ ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے ان سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ ہشام ابن زیاد کی سند سے انہوں نے روایت کیا ہے عبدالملک بن قدامہ سے انہوں نے اپنے والد قدامہ بن حاطب سے روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیرات کہیں۔

۷۰۸۵ قدامہ بن عبداللہ[2]

قدامہ بن عبداللہ بن عمار بن معاویہ عامری کلابی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابوحاتم کہتے ہیں کہ یہ صحابی ہیں۔ اور بغوی نے فرمایا کہ یہ مکہ میں رہتے تھے۔ اور ان کے لیے بہت سی احادیث ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث یعقوب بن محمد زہری کی ہے جو انہوں نے عریف بن ابراہیم ثقفی سے نقل کی ہے، فرمایا کہ حمید بن کلاب نے ہمیں بیان کیا میں نے اپنے چچا قدامہ کلابی سے سنا کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا عرفہ کی شام کو اور ان پر ایک عمدہ جوڑا تھا۔ بغوی کہتے ہیں کہ میں اس حدیث کو اسی سند کے ذریعے سے جانتا ہوں۔

اور ابن السکن نے کہا کہ یہ صحابی ہیں۔ اور ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ بہت پہلے اسلام لے آئے اور انہوں نے ہجرت نہیں کی تھی اور وہ نجد میں ہی رہتے تھے۔ نبی ﷺ سے حجۃ الوداع میں ملے اور اس حدیث[3] کو ذکر کیا جو پہلے گزر چکی ہے اور فرمایا کہ اس حدیث کو صرف یعقوب بن محمد نے ہی روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس سے امام مسلم، امام حاکم اور امام ازدی رحمۃ اللہ علیہم کے قول پر اعتراض کرنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایمن ان سے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ اور عبدالرزاق نے اس کو منسوب کیا جس وقت انہوں نے ایمن بن نابل سے انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے۔ پس قدامہ بن عمار سے اور ابوحاتم نے فرمایا کہ وہ جنگل میں ایک حوض پر اترے۔

۷۰۸۶ قدامہ بن عبداللہ[4]

قدامہ بن عبداللہ بن ہجان۔ عبدالصمد بن سعید نے ان کو اہل حمص کے طبقات میں ذکر کیا ہے۔ اور فرمایا کہ یہ حمص آئے اور انہوں نے صائفہ کا جہاد مصعب بن زبیر اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ کیا۔

---

[1] تجرید (۱۴/۲) [2] تجرید (۱۳/۲)

[3] ابن ماجہ کتاب المناسک باب رمی الجمار راکبا (۳۰۳۵) نسائی (۳۰۶۱) ترمذی (۹۰۳) مسند احمد (۴۱۳/۳)

[4] تجرید (۱۳/۳)

۷۰۸۷ (ز) قدامہ بن عبداللہ البکری

قدامہ بن عبداللہ بکری۔ ابن حبان نے ان کو صحابی کہا ہے اور ان کو اہل کوفہ میں سے شمار کیا ہے اور ان میں اور قدامہ بن عبداللہ عامری میں فرق کیا ہے۔ اور ان کے علاوہ باقی حضرات ان دونوں کو ایک ہی شمار کرتے ہیں۔ اور تابعین میں قدامہ بن عبداللہ بکری ہیں امام ثوری اور ان کے بعد والوں نے ان کو یعلی بن عبید کی طرف منسوب کیا ہے اور وہ بھی کوفی ہیں۔

۷۰۸۸ قدامہ بن مالک[1]

قدامہ بن مالک بن خارجہ بن عمرو بن مالک بن زید بن سمرہ بن حکم بن سعد جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور فتح مصر میں شہید ہوگئے۔ اور یہ دوسو بڑے لوگوں میں سے ایک ہیں اور یہ والد ہیں اس نعیم کے جو دلاص مقام پر میدانِ مصر میں ہے۔ ابن یونس نے ان کے بارے میں ہانی بن منذر سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ سعید بن عفیر ان کے بارے میں گمان کرتے ہیں کہ وہ جو مصر میں تھے ان کے والد مالک ہیں اور وہ وہ ہیں جو فتح مصر میں شریک ہوئے۔ واللہ اعلم

۷۰۸۹ قدامہ بن مظعون[2]

قدامہ بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح قرشی جمحی۔ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ ان کی کنیت ابوعمرو ہے۔ یہ شروع میں اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ اور انہوں نے دو ہجرتیں کیں۔ اور بدر میں شریک ہوئے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ صحابی ہیں۔ اور ابن سکن نے کہا کہ ان کی کنیت ابوعمرو ہے۔ یہ بہت پہلے اسلام لائے اور ان کے نکاح میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن صفیہ بنت خطاب ہیں۔

اور احمد نے محمد بن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ مجھے عمر بن حسین نے (جو آل حاطب کے آزاد کردہ غلام تھے) نافع سے انہوں نے ابن عمر سے روایت نقل کر کے بیان کیا کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ وفات پا گئے اور انہوں نے ایک بیٹا چھوڑا، جو خویلد بنت حکیم ابن امیہ بن حارثہ بن اوقص مسیلمہ سے تھے۔ اور انہوں نے اپنے بھائی قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کو وصیت کی۔

اور عبداللہ نے کہا: یہ دونوں یعنی (عثمان اور قدامہ) میرے ماموں ہیں۔ میں قدامہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو پیغام نکاح دیا۔ انہوں نے مجھے قبول کرلیا، اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اس لڑکی کی والدہ کے پاس آئے اور اس کو مال کی طرف رغبت دلائی تو لڑکی کی رائے بھی اس کی ماں کے ساتھ ہوگئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے قدامہ کی طرف پیغام بھیجا اور اس سے اس بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ میری بھتیجی ہے اور وہ میری آل نہیں ہے کہ میں اس کو مجبور کروں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ یتیم ہے اس کا نکاح اس کی اجازت[3] کے بغیر نہیں۔ اس کو مجھ سے جدا کر دیا اور مغیرہ سے اس کا نکاح کر دیا۔

---

[1] اسد الغابہ (٤٢٧٦) تجرید (١٣/٢)

[2] اسد الغابہ (٤٢٧٧) استیعاب (٢١٣٢) تجرید (١٣/٢)

[3] مسند احمد (١٣٠/٢) المعجم الکبیر (٣٧/١٩) مجمع الزوائد (٧٤٧٥)

اور اسی سند سے دار قطنی نے بھی نقل کیا ہے، اور یعقوب بن ابراہیم بن سعد کی سند سے بھی یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔ اور عبدالعزیز بن مطلب سے اور انہوں نے عمر بن حسین سے نقل کر کے یہی حدیث بیان فرمائی ہے۔ اور محمد بن اسماعیل کی سند سے انہوں نے عمر بن حسین سے اور حاکم نے بھی اسی سند سے حدیث کو نقل کیا ہے۔ اور اسی حدیث کو ابن مندہ نے ابن اسحاق کی سند سے انہوں نے عمر سے نقل کیا ہے۔ اور ابن علی بن حسین نے اور زیادہ علی نے کہا عمر و حسین کے درمیان غلطی ہوگئی ہے۔ اور یونس بن بکیر نے زیادات المغازی میں ابن اسحاق [1] کی سند سے اس کو نقل کیا ہے اور انہوں نے اس کے درمیان اور نافع کے درمیان کسی کو ذکر نہیں کیا۔ پس گویا کہ انہوں نے محمد بن اسحاق کے علاوہ اس روایت کو لیا ہے۔

اور حسن بن سفیان کے نزدیک اس کی مسند میں عبید بن یعیش اور یونس بن بکیر کے واسطے سے نقل کیا ہے۔ اور درست بات عمر بن حسین کو سند میں ذکر کرنا ہے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت قدامہ رضی اللہ عنہ کو بحرین کا عامل بنایا۔ اور ان کا ایک قصہ بھی ہے جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا کہ ہمیں ابوالیمان نے بیان کیا انہیں شعیب نے خبر دی۔ زہری سے نقل کر کے اور انہوں نے کہا کہ مجھے خبر دی عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے اور وہ بنی عدی میں سے ایک بڑے آدمی ہیں۔ اور ان کے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے، انہوں نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بحرین کا عامل بنایا۔ اور وہ بدر میں شریک تھے اور یہ عبیداللہ بن عمر کے ماموں ہیں، اور حفصہ کے بھی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح اس کو مختصر بیان کیا ہے اور اس کو موقوف رکھا ہے۔

اور عبدالرزاق نے اس سے لمبا قصہ نقل کیا ہے۔ فرمایا کہ ہمیں معمر نے ابن شہاب سے خبر دی انہوں نے کہا کہ مجھے عبداللہ ابن عامر بن ربیعہ نے خبر دی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بحرین کا عامل بنایا۔ اور یہ حفصہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہما جو کہ عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں ان کے ماموں ہیں۔ پس عمر رضی اللہ عنہ کو کسی نے کہا کہ اے امیر المومنین قدامہ نے شراب پی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر اللہ کی حدود میں سے حد شرب لازم ہے اس لیے میں آپ کے پاس معاملہ لے آیا ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تیرے ساتھ اور کون اس بات پر گواہ ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ گواہی دیتے ہیں؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس کو شراب پیتے ہوئے نہیں دیکھا۔ لیکن میں نے ان کو دیکھا کہ انہوں نے شراب کی قے کی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گواہی میں انقطاع ہوگیا۔ پھر حضرت قدامہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا کہ بحرین سے ان کے پاس آئیں، تو وہ آگئے۔ تو جارود نے کہا کہ اس پر اللہ کی کتاب (یعنی حد) کو قائم کرو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو مد مقابل ہے یا گواہ ہے۔ اس نے کہا کہ گواہ ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے گواہی کو ادا کر دیا۔

راوی کہتا ہے کہ جارود خاموش ہوگیا۔ پھر آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اور کہا کہ اللہ کی حدود کو اس پر قائم کرو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو تجھے خصم شمار کرتا ہوں اور تیرے ساتھ صرف ایک آدمی شریک ہے۔ تو جارود نے کہا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنی زبان روک لے ورگرنہ میں تجھے سزا دوں گا۔ تو اس نے کہا کہ اے عمر! یہ بات حق ہے کہ

---

[1] السيرة النبوية (۷/۲)

آپ کے چچا کے بیٹے نے شراب پی ہے اور تو مجھے سزا دیتا ہے۔ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ کو ہماری گواہی میں شک ہے تو ولید کی بیٹی کی طرف پیغام دے کر پوچھ لو اور وہ قدامہ کی بیوی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہند بنت ولید کی طرف پیغام بھیجا اور اس کو قسم دی تو اس نے اپنے خاوند کے خلاف گواہی دے دی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ کو کہا کہ میں آپ کو حد لگانے والا ہوں تو انہوں نے کہا کہ کاش میں پی لیتا جیسے کہ آپ کہہ رہے ہیں۔ تمہارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ تم مجھ کو حد لگاؤ۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیوں؟ تو حضرت قدامہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا ... ﴾ [1]

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے تفسیر میں غلطی کی۔ اگر تو اللہ سے ڈرتا تو اللہ کی حرام کردہ اشیاء سے اجتناب کرتا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تم قدامہ کے بارے میں حد لگنے میں شک کرتے ہو؟ تو لوگوں نے کہا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ جب تک یہ مریض ہیں آپ ان کو کوڑے نہ لگائیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چند دِن انتظار فرمایا۔ پھر ایک دن صبح کی اور قدامہ رضی اللہ عنہ پر حد لگانے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ پھر لوگوں سے سوال کیا کہ تم قدامہ کی حد کے بارے میں کیا سمجھتے ہو؟ تو لوگوں نے کہا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ جب تک ان کو درد ہے اس وقت تک ان کو حد نہ لگائی جائے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ڈال دے اس کو اپنے کوڑوں میں یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ وہ کوڑے اس کی گردن میں باقی ہوں۔ میرے پاس کوڑا لے آؤ، اور ان کو کوڑے مارنے کا حکم دیا۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قدامہ رضی اللہ عنہ پر غصہ آیا اور پھر ان سے بول چال چھوڑ دی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک سال حج فرمایا اور حضرت قدامہ رضی اللہ عنہ نے بھی حج فرمایا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت بھی ان سے ناراض تھے۔ جب دونوں حج کر کے واپس لوٹے اور مقام سقیاء [2] میں پڑاؤ ڈالا اور سو گئے۔ تو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی نیند سے بیدار ہوئے تو فرمایا کہ قدامہ کو جلدی سے میرے پاس لاؤ۔ میرے پاس خواب میں ایک آدمی آیا تھا تو اس نے مجھے کہا کہ قدامہ سالم ہیں اور آپ کے بھائی ہیں۔ جلدی بلاؤ ان کو میرے پاس۔ جب حضرت قدامہ رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام پہنچا تو انہوں نے آنے سے انکار کر دیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ان کو کھینچ کر میرے پاس لاؤ اور پھر ان سے بات کی اور ان کے لیے استغفار فرمایا۔

ابو علی بن سکن نے اس کو علی بن عاصم سے انہوں نے ابو ریحانہ سے انہوں نے علقمہ خصی سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ جب جارود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور کہا کہ قدامہ نے شراب پی ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تیرے ساتھ اور کون گواہ ہے؟ تو اس نے کہا کہ علقمہ خصی۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میری طرف پیغام بھیجا اور فرمایا کہ کیا تو قدامہ کے خلاف گواہی دیتا ہے؟ میں نے کہا کہ کیا خصی کی گواہی کو نافذ کر دیں گے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! ہم تیری گواہی کو نافذ کر دیں گے۔ تو میں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے قدامہ کو شراب کی قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

---

[1] سورة المائدة (۹۳)

[2] سقیا بہت بڑا گاؤں الفرع کا ضلع ہے، دونوں کے درمیان جحفہ سے ملنے والا راستہ انیس میل پر مشتمل ہے فرع بستی اور مدینہ کے درمیان اسی برید کا فاصلہ ہے۔

نے فرمایا کہ آدمی اسط وقت اس چیز کی قے (الٹی) نہیں کر سکتا جب تک اس کو پئے نہ۔ قدامہ بن مظعون کو مطہرہ کی طرف لے جاؤ اور ان کو حد لگاؤ۔ تو لوگوں نے ان کو گھر سے نکالا اور حد لگائی۔ اور ابوموسیٰ کے نسخے میں ایک عمدہ سند واقع ہے کہ انہوں نے ابوسلم کجی سے انہوں نے محمد بن عبداللہ انصاری سے انہوں نے اشعث سے انہوں نے ابن سیرین سے اس قصہ کی اصل کو مختصراً بیان کیا ہے اور ان دونوں کی سند منقطع ہے۔

اور عبدالرزاق ✿ نے بھی ابن جریج سے انہوں نے ایوب سے نقل کیا ہے کہ اہل بدر میں سے کسی کو حد نہیں لگی سوائے قدامہ ابن مظعون کے۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کہا جاتا ہے کہ قدامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۳۶ھ میں انتقال فرمایا۔ اور ان کی ۶۸ سال کی عمر تھی۔ اور ابن حبان نے اس کے بارے میں دوسرا قول نقل کیا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ۵۶ھ میں انتقال فرمایا۔

۷۰۹۰ قدامہ بن ملحان ✿

قدامہ بن ملحان ان کا ذکر قتادہ رضی اللہ عنہ کے حالات میں گزر چکا ہے اور کہا جاتا ہے کہ قدامہ میں تصحیف ہے اور یہ نسائی میں دو جگہ واقع ہوئی ہے۔

۷۰۹۱ قدامہ الثقفی

قدامہ ثقفی۔ ان کا ذکر بھی حنظلہ کے حالات میں گزر چکا ہے۔

۷۰۹۲ قدد ✿

قدد یہ دال کے ساتھ ہے عمر کے وزن پر اور کہا جاتا ہے کہ اس کے آخر میں راء ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ قَدَنَ ہے۔

ابن عمار بن مالک بن یقظہ بن عصبہ بن خفاف بن امرئ القیس بن بھثہ بن سلیم سلیمی۔ ابن کلبی نے ان کا یہ نسب بیان کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور ابن شبہ نے کہا کہ یہ بہت عقل مند اور بہت خوبصورت تھے۔ اور جب بنوسلیم کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا فتح مکہ والے سال تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس بارے میں سوال کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ وہ تو مر گئے۔ تو آپ علیہ السلام نے ان کے لیے رحم کی دعاء کی۔ اور فرمایا کہ قدر وہ ہے جو کہتا ہے: ؏

"میں جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے اپنا دایاں ہاتھ بہترین ہاتھ کے ساتھ ملایا جو تہبند کی کوکھ مضبوط کرتا ہے، وہ ایسا شخص ہے جس سے میں نے اپنے آدھے دین کا مقاسمہ کر لیا اور میں نے انہیں ایسے آدمی کی ہتھیلی دی جو تنگدست نہیں۔ یثرب کے پاس میں نے جس شخص سے جدائی اختیار کی وہ معدّ اور حمیر کا بہترین خیر خواہ تھا"۔

اور ابن شاہین نے مدائنی کی سند سے بہت سے آدمیوں سے یہ بات نقل کی ہے کہ ابومعشر نے یزید بن رومان سے اور ان کے علاوہ اور لوگوں سے بھی نقل کیا ہے کہ جب فتح مکہ والے سال بنوسلیم حضور علیہ السلام کے پاس آئے قدید مقام میں اور وہ سات سو تھے۔

✿ المصنف لعبدالرزاق (۲۰۵۰۱) ✿ تجرید (۱۳/۲) ✿ اسد الغابہ (۴۲۸۰)

8

اور بعض کہتے ہیں کہ ایک ہزار تھے۔ تو لوگوں نے ان کو کہا کہ تم غنیمت کی وجہ سے آئے ہو۔ اور نبی علیہ السلام نے ان میں سے ایک لڑکے کو نہیں پایا اور وہ ان سے پہلے نبی ﷺ کے پاس آیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس خوبصورت لڑکے کا کیا بنا جو عمدہ زبان والا اور سچے ایمان والا تھا۔ تو لوگوں نے کہا کہ آپ قدر بن عمار کے بارے میں پوچھ رہے ہیں، وہ تو انتقال کر گیا تو آپ علیہ السلام نے ان پر رحمت بھیجی۔ [1]

اور ابن شاہین نے بھی اس حدیث کو ہشام بن کلبی کی سند سے نقل کیا ہے مجھ سے سلیم کے ایک آدمی نے بیان کیا وہ بنو سلیم جو بنو شرید کی ایک شاخ ہے، فرمایا کہ ہم میں سے ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا جس کا نام قدر بن عمار تھا۔ اور وہ اسلام لے آیا۔ اور اس نے وعدہ کیا کہ میں اپنے ساتھ بنو سلیم کے ایک ہزار سوار لاؤں گا اور اس بارے میں یہ اشعار پڑھے:

''میں جب محمد ﷺ کے پاس آیا تو میں نے اپنا دایاں ہاتھ بہترین ہاتھ کے ساتھ ملایا جو تہبند کی کوکھ مضبوط کرتا ہے، وہ ایسا شخص ہے جس سے میں نے اپنے آدھے دین کا مقاسمہ کر لیا اور میں نے انہیں ایسے آدمی کی ہتھیلی دی جو تنگدست نہیں۔ یثرب کے پاس میں نے جس شخص سے جدائی اختیار کی وہ معدّ اور حمیر کا بہترین خیر خواہ تھا''۔

پھر وہ اپنی قوم کے پاس گئے اور ان کو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خبر دی تو ان کے ساتھ نو سو آدمی تیار ہو گئے اور حضرت قدر ان کو لے کر نبی ﷺ کے پاس جا رہے تھے کہ ان کو راستے میں موت آ گئی۔ اور انہوں نے اپنی قوم سے تین آدمیوں کو وصیت کی، ان میں سے ایک عباس بن مروان تھے ان کو تین سو آدمیوں پر امیر بنایا۔ اور احسن بن یزید کو تین سو پر امیر بنایا اور حبان بن حکم کو تین سو پر امیر بنایا اور کہا کہ اس عہد کو لے جاؤ جو میری گردن میں ہے۔ تو وہ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور ان کو قدر کے انتقال کی خبر دی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کہاں ہے ہزار کا تکملہ تو ان لوگوں نے عرض کی کہ اس کو قبیلہ میں چھوڑ آئے ہیں اس جنگ کی وجہ سے جو ہمارے اور بنو کنانہ کے درمیان ہوتی رہتی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی طرف پیغام بھیجو کہ تمہیں اس سال کوئی ناپسند چیز نہیں پہنچے گی۔ پس اس وعدے کی وجہ سے وہ آئے ان پر مقنع بن مالک بن امیہ کو امیر بنایا۔ اور اسی کے بارے میں عباس بن مرداس نے مقنع کے بارے میں یہ شعر کہا: ؎

''سو کی تعداد کا قائد جس سے نو سو (۹۰۰) کی تعداد کو پورا کیا پھر پوری ہزار کی نفری ہو گئی''۔

۷۰۹۳ (ز) قدیم

قدیم یہ تصغیر ہے۔ نبی ﷺ نے مقدام بن معدیکرب کو ایک مرتبہ اس لفظ سے خطاب کیا، اور فرمایا کہ اے قدیم۔ امام ابو داؤد اور ان کے علاوہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اس کی مثال اسامہ کو اُسیم کہنا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۸۰/۳)

باب قاف کے بعد راء

۷۰۹۴ قردہ بن نفاثہ [1]

قردہ بن نفاثہ۔ نون مضمومہ کے ساتھ اور فاء مخففہ اور الف کے بعد ث ہے۔ سلولی بن عمرو بن ثوابہ بن عبداللہ بن تمیمہ بن عمرو بن مرہ بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن اور یہ اس عامر بن صعصعہ کے بھائی ہیں جس کی طرف بنو عامر منسوب ہیں اور کبھی ان کو بنو مرہ کہتے ہیں ان کو ان کی ماں سلول بنت ذہل بن شیبان کی طرف منسوب کرتے ہوئے۔

اور اس کو ابن سکن اور ابن شاہین نے اور ابو عمر [2] نے قاف میں ذکر کیا ہے۔ اور اسی طرح ابوالفتح ازدی اور ان کے علاوہ نے بھی۔ اور ابن کلبی اور ابن سعد اور ابو حاتم بجستانی [3] اور مرزبانی [4] اور ان کے علاوہ نے بھی جزم کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اور ابن مندہ نے ان کو فاء کے باب میں ذکر کیا ہے۔ اور فروہ نے کہا کہ پہلا قول قوی ہے۔ اور ابوالفتح نے اس کے برعکس کہا ہے اور ابن شاہین نے ان کو قاف کے باب میں ذکر کیا ہے۔ اور یہ تصحیف ہے اور اصل میں فروہ ہے فاء اور واؤ کے ساتھ۔

میں کہتا ہوں: کہ فروہ جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے وہ ان کے علاوہ ہیں وہ جذامی تھے یہ سلولی ہیں۔ یہ دونوں کیسے جمع ہو سکتے ہیں اور مجھے تعجب ہے ابن اثیر پر اور ابی موسیٰ کے کلام پر باوجودیکہ وہ انساب کی معرفت رکھتے ہیں۔ اس کلام میں سے یہ ہے کہ فروہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ملے اور وہ نبی علیہ السلام کی زندگی میں اسلام لے آئے تھے مالک روم نے ان کو اسی وجہ سے قتل کیا۔ حالانکہ یہ بات فروہ بن عامر جذامی کے بارے میں قسم ثالث میں گزر چکی ہے۔ اس لیے کہ کسی نے ان کے باپ کے نام کے بارے میں نہیں کہا کہ ان کا نام نفاثہ ہے جیسے کہ ان کا ذکر ان کے حالات میں واضح طور پر گزر چکا ہے۔ اور ابو حاتم السجستانی [5] نے معمرین میں فرمایا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ ۱۴۰ سال زندہ رہے اور اسلام کا زمانہ پایا اور اسلام لے آئے۔ اور ابن سعد اور مرزبانی [6] نے کہا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ابن شاہین اور ابن سکن نے اسی حدیث کو دوسری سند سے ذکر کیا جو عمر ابن ثوابہ بن تمیمہ بن قردہ بن نفاثہ سے نقل کی انہوں نے کہا کہ مجھے میرے باپ نے بیان کیا اور ان کو ان کے باپ نے اور ان کو ان کے دادا فروہ بن نفاثہ سے نقل کیا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے بیعت کی۔ تو انہوں نے کہا کہ میرے یہ اشعار سنو یا رسول اللہ اور انہوں نے اشعار پڑھے: ع

"جوانی جدا ہوئی جس کی مجھے پروا نہیں اور بڑھاپا اور اسلام متوجہ ہو گئے۔ میں اپنے شراب کے ساتھی کو سیراب کرتا تھا اور کئی سرینیں اور کفل پلٹاتا تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ ابھی میری موت نہیں آئی یہاں تک کہ میں نے اسلام کا لباس پہن لیا"۔

اور تمام قصیدہ پڑھا تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے تجھے اسلام کی فضیلت کی پہچان کروائی اور تجھے اہل اسلام میں سے بنا دیا۔

---

[1] اسد الغابہ (٤٢٨٢) استیعاب (٢١٩١) [2] استیعاب (٣/٣٦٤) [3] المعمرین (٨٣) تجرید (١٤/٢)
[4] معجم الشعراء (٢٢٣) [5] المعمرین (٨٣) [6] معجم الشعراء (٢٢٣)

مرزبانی نے کہا: اور روایت کیا گیا کہ بے شک وہ شعر جس کے شروع میں الحمدللہ ہو وہ بسیر بن ربیعہ کے اشعار میں سے ہیں۔ اور انہوں نے اسلام کی حالت میں اس کے علاوہ کوئی شعر نہیں کہے۔

میں کہتا ہوں: کہ اس بات کا احتمال ہے کہ یہ دونوں شعر ان کے دِل میں اللہ کی طرف سے وارد ہوئے ہوں اور اس کی یہ بات تاکید کرتی ہے کہ یہ لبید کی طرف منسوب ہیں یہاں تک کہ وہ اسلام کے ساتھ تقلبس (یعنی داخل) ہو گئے۔

اور ابن عبدالبر نے کہا کہ قردہ ایک سو پچاس سال زندہ رہے اور وہ کہنے والے تھے: ع

''میں اتنا بوڑھا ہو گیا ہوں کہ مجھے دو آدمی چار دکھتے ہیں اور ایک دو دکھائی دیتے ہیں۔ پہلے تو میں سیدھا اپنی ٹانگوں پر چلتا تھا اب یہ حال ہو گیا کہ لاٹھی ٹیک ٹیک کر چلتا ہوں''۔

اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنوسلول کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لائے اور اسلام لے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امیر بنایا۔

۷۰۹۵ (ز) قردہ بن معاویہ

ابوموسیٰ نے اپنی کتاب الذیل میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا کہ یہ وہ آدمی ہیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سود کی اجازت طلب کی۔ اور ابن ابوالفرج المدینی نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۷۰۹۶ قرط بن جریر[1]

یہ مشہور محدث جریر بن عبدالحمید کے دادا ہیں۔ یہ چھ ائمہ کے استاذوں کے بھی استاد ہیں۔ اور ابن شاہین نے ان کا تذکرہ کیا، ان کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ احمد بن محمد بن مسعدہ نے احمد بن مسعود انطا کی سے انہوں نے محمد بن قدامہ سے انہوں نے جریر بن عبدالحمید سے نقل کیا کہتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن قرط سے انہوں نے اپنے باپ قرط بن جریر رضی اللہ عنہ سے نقل کر کے مجھے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! میری امت کے صبح کے اوقات میں برکت دے دے''۔[2] اور ان کی ایک دوسری حدیث بھی ذکر کی ہے۔ ان دونوں میں سے کسی ایک حدیث میں سماع اور پیغام کی تصریح نہیں ہے۔

۷۰۹۷ قرط بن ربیعہ الذہاری[3]

قرط بن ربیعہ زہاوی کا تذکرہ ابوموسیٰ نے اپنی کتاب الذیل میں کیا ہے۔ اور ابواحمد عسال کی سند سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ انہوں نے اسحاق بن عثمان بن خرزاذ سے انہوں نے محمد بن یونس کدیمی سے انہوں نے کہا کہ ہم قدامہ بن عائذ بن قرط بذمار

---

[1] اسد الغابہ (۴۲۸۳) تجرید (۱۴/۲)

[2] ابوداؤد کتاب الجهاد باب فی الابتکار فی السفر (۲۶۰۶) ترمذی کتاب البیوع (۱۲۱۲)
ابن ماجه کتاب التجارات (۲۲۳۶) جامع المسانید (۳۸۹/۱۰)

[3] تجرید (۱۴/۲)

نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ وہ اپنے باپ قرط بن ربیعہ سے بیان کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا میں نے کہا کہ مجھے حلیہ بتاؤ، تو کہتے ہیں کہ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ مسکرائے یہاں تک کہ ان کے ثنایا (سامنے والے) دانت کھل گئے۔

۷۰۹۸ قرظہ بن عبد عمرو

قرظہ بن عبد عمرو بن نوفل بن عبد مناف قریشی نوفلی آپ کتاب النسآء میں ان کی بیٹی فاختہ کے حالات میں دیکھیں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔

۷۰۹۹ قرظہ [1]

دونوں کے فتح کے ساتھ اور ظاء مثالہ کے ساتھ قرظہ ابن کعب بن ثعلبہ بن عمرو بن کعب بن اطنابہ انصاری خزرجی اور بعض نے یوں نسب بیان کیا قرظہ بن عمرو بن کعب بن عمرو بن عائذ بن زید مناۃ بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج۔ اور ابن کلبی اور ان کے علاوہ نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو صحابی کہا ہے۔ اور بغوی نے کہا کہ یہ کوفہ میں رہے اور ابن سعد نے کہا کہ ان کی والدہ خلیدہ بنت ثابت بن سنان اور یہ عبداللہ بن انیس کے بھائی ہیں۔ اور قرظہ احد اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے اور عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کی طرف بھیجا کہ لوگوں کو یہ فقہ سکھائیں۔

اور ابن سکن نے کہا کہ ان کی کنیت ابو عمرو ہے اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ یہ صحابی ہیں اور کوفہ میں رہے اور کوفہ میں ان کے لیے ایک گھر تھا۔ اور ان کی کنیت ابو عمرو ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز پڑھائی۔

اور ان سے عامر بن سعد اور شعبی اور سعد بن ابراہیم نے مرسلاً روایت کیا ہے۔ اور ابن حبان نے ان کو صحابہ میں شمار کیا اور یہ کوفہ میں رہے اور شعبی نے ان سے روایت نقل کی اور ان کی وفات کے بارے میں وہ قول ذکر کیا جو مقدم ہوا ہے۔ اور اس بات میں اشکال ہے کیونکہ صحیح میں علی بن ربیعہ کی سند سے ذکر کیا ہے فرمایا کہ سب سے پہلا وہ شخص جس پر کوفہ میں نوحہ کیا گیا وہ قرظہ بن کعب ہیں۔ اور مغیرہ بن شعبہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''جس پر نوحہ کیا جائے تو اس کو قیامت کے دن اس کے نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے''۔ [2] یہ بات اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ قرظہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انتقال فرمائے جب کوفہ پر مغیرہ رضی اللہ عنہ امیر تھے۔ اس لیے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے اختلاف کے زمانہ میں طائف میں مقیم تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کا امیر بنا دیا جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ اور ابن سعد نے اس کو جزم کے ساتھ نقل کیا اور فرمایا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں انتقال فرمایا اور مغیرہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا والی بنایا۔ اور ابن سکن نے اس طرح فرمایا: اور اس میں مزید زیادتی کی اور کہا کہ یہ وہ ہیں کہ جن کو ابن نواحہ نے

---

[1] استیعاب (۲۱۹۲) تجرید (۱۴/۲)

[2] بخاری کتاب الجنائز باب ما یکرہ من النیاحۃ علی المیت (۱۲۹۱) مسلم (۲۱۵۴) ترمذی (۱۰۰۰)

قتل کیا جو مسیلمہ کا ساتھی تھا جس وقت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ پر والی تھے۔ اور ری مقام کو ۲۳ھ میں فتح کیا۔ اور اس مذکورہ واقعہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور علی بن مدینی سے منقول ہے کہ اس بات پر تصریح آئی کہ اس وقت حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کوفہ کے امیر تھے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔ اور ترمذی میں روایت ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ آئے اور منبر پر چڑھے اور اس کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا کہ اسلام میں نوحہ کرنے والوں کی کیا حالت ہے، پھر حدیث ذکر کی۔

اور صحیح بخاری کی کتاب العلم بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں کوفہ کے امیر تھے۔

۷۱۰۰ (ز) قرہ بن اشقر الجذامی [1]

قرہ بن اشقر جذامی پھر ضبابی غفاری۔ ابن اسحاق نے ان کا تذکرہ ان لوگوں میں کیا ہے جو غزوہ بنو جزام میں زید بن حارثہ کے ساتھ تھے جو حسمی کے علاقے میں ہوا اور یہ بھی ذکر کیا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو بنوضبیب میں سے مسلمان ہوئے۔ اور انہوں نے اس گروہ سے بھی قتال کیا جو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے خلاف نکلے تھے۔ اور ان میں نعمان بن ابی جعال تھا تو حضرت قرہ نے ان کو تیر مارا تو وہ اس کے گھٹنوں میں لگا اور فرمایا کہ پکڑو اس کو اور میں ابن لیثی ہوں۔ اور شاطی نے ابن اسحاق سے نقل کر کے اس کا ضبط بیان کیا کہ یہ ضاد اور زآء کے ساتھ ہے اور ابن حبان نے ضاد اور رآء کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

۷۱۰۱ (ز) قرہ بن الاغر

اور قرہ بن اغر، ان کا تذکرہ ان کے بعد والے میں ہے۔

۷۱۰۲ قرہ بن ایاس [2]

قرہ بن ایاس بن ہلال بن رباب المزنی جو ایاس بن معاویہ قاضی کے دادا ہیں۔ بخاری اور ابن سکن نے فرمایا: صحابی ہیں۔ اور ان سے ان کے بیٹے معاویہ نے حدیث نقل کی ہے اور ابن ابی حاتم نے کہا اور ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ قرہ بن اغر بن ریاب ہیں۔ اور ابن سعد [3] نے کہا یہ اس جماعت میں سے ہیں جو خندق میں شریک ہوئی تھی۔ اور ابو عمر [4] نے کہا کہ یہ حرب ازارقہ میں شہید ہو گئے جو معاویہ کے زمانے میں ہوئی تھی۔ اور خلیفہ نے اس کی تاریخ ۶۴ھ بیان کی تو اس وقت اس معاویہ سے مراد یزید بن معاویہ کا بیٹا معاویہ ہے۔

اور بغوی اور ابن سکن نے عروہ بن عبداللہ بن قشیر کی سند سے نقل کیا ہے کہ مجھے معاویہ بن قرہ نے اپنے باپ سے نقل کر کے بیان کیا کہ فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت میں قبیلہ مزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ حاضر ہوا اور ہم نے بیعت کی اور ہماری شلوار لٹکی ہوئی تھی..... (الحدیث) [5] اور بغوی نے کہا: یہ حدیث غریب ہے میں اس کو صرف زہیر عن عروہ کی سند سے جانتا ہوں۔ اور

---

[1] تجرید (۱۴/۲) [2] اسد الغابہ (۴۲۸۶) استیعاب (۲۱۳۴)

[3] الطبقات الکبریٰ (۲۰/۷) [4] استیعاب (۳۴۲/۳)

[5] ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب الصلاۃ بین السواری فی الصف (۱۰۰۲) المستدرک (۲۱۸/۱)

بخاری نے اپنی تاریخ میں جریر بن حازم کی سند سے انہوں نے معاویہ بن قرہ سے نقل کیا ہے کہ فرمایا کہ ہم ابن عبیس کے ساتھ ۱۰۲۰ کی جماعت میں نکلے اور حروریہ والے پانچ سو تھے۔ پس انہوں نے میرے والد کو قتل کر دیا تو میں نے اس شخص پر حملہ کیا جس نے میرے باپ کو قتل کیا تھا میں نے اس کو قتل کر دیا۔

میں کہتا ہوں: اور ابن عبیس جن کا ابھی تذکرہ ہوا یہ عبدالرحمٰن بن عبیس بن کریز بن ربیعہ بن عبد شمس ہیں جو کہ اس لشکر کے امیر تھے اور ان کو اور ان کے بھائی سلم کو اسی جنگ میں شہید کیا گیا۔

۷۱۰۳ قرہ بن حصین [1]

قرہ بن حصین بن فضالہ بن حارث بن زہیر عبسی یہ وفد کے ان نو افراد میں سے ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کے پاس آ کر اسلام قبول کیا۔ (ابو عمر) [2]

میں کہتا ہوں: کہ باوردی نے یہی ذکر کیا ہے اور طبرانی نے ان کا نام مرہ ذکر کیا ہے۔ اور میں نے ان نو افراد کے نام ''حارث بن ربیع بن زیاد'' کے حالات میں ذکر کیے ہیں۔

۷۱۰۴ قرہ بن دعموص

قرہ بن دعموص بن ربیعہ بن عوف بن معاویہ بن قریع بن حارث بن نمیر بن عامر عامری پھر نمیری اور بخاری اور ابن سکن نے ان کو صحابہ میں شمار کیا اور بصرہ والوں میں شمار کیا ہے۔ اور ابن کلبی نے کہا کہ نبی ﷺ نے انہیں بنو ہلال کی طرف بھیجا کہ ان کو اسلام کی طرف دعوت دیں تو انہوں نے انہیں شہید کر دیا۔

اور ابو سلم کجی نے اپنی سنن میں اور حارث بن ابو اسامہ نے اپنی مسند میں جریر بن حازم کی سند سے نقل کیا ہے، فرمایا کہ میں نے ایوب کی مجلس میں ایک اعرابی کو دیکھا اس کے اوپر اون کا جبہ تھا جب اس نے قوم کو دیکھا کہ وہ باتیں کر رہی ہے تو اس نے کہا کہ مجھے میرے والد قرہ بن دعموص نے بتلایا کہ میں مدینہ منورہ میں آیا اور رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے ارد گرد صحابہ تھے۔ میں نے قریب جانے کا ارادہ کیا تو میں قریب نہ جا سکا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نمیری غلام کے لیے استغفار کریں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔ فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے ضحاک کو زکوٰۃ لینے کے لیے بھیجا، تو وہ عمدہ اونٹوں کو لے کر آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو ان کے پاس گیا اور تو نے ان کے عمدہ اموال کو لیا۔ تو ان کو واپس لے جا اور ان کے صدقات کو درمیانے اموال میں سے لو''۔ [3] اور احمد نے اس حدیث کو اس سند کے ساتھ نقل کیا اور باوردی نے عبدربہ بن خالد بن عبدالملک بن شریک نمیری سے نقل کیا جو بنو نمیر کے مسجد کے امام تھے۔ میں نے اپنے باپ سے سنا عائذ بن ربیعہ قریعی نے عباد بن زید سے انہوں نے قرہ بن دعموص سے نقل کیا فرمایا کہ جب اسلام آیا تو زید بن معاویہ اور ان کے بھتیجے قرہ بن دعموص اور حجاج بن ..... [4]

---

[1] اسد الغابہ (۴۲۸۷) استیعاب (۲۱۳۵) تجرید (۱۴/۲) [2] استیعاب (۳۴۲/۳)

[3] مسند احمد (۷۲/۵) المعجم الکبیر (۷۱/۱۹) مجمع الزوائد (۸۲/۳) جامع المسانید (۴۰۷/۱۰) المسند الجامع (۵۱۴/۱۴)

[4] ایک لفظ کی مقدار جگہ خالی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو قرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ کی دیت اس کے قبضہ میں ہے اور زید کی طرف اشارہ کیا، تو آپ علیہ السلام نے زید سے فرمایا کہ اسی طرح بات ہے زید؟ تو زید نے کہا: جی ہاں۔

عمر بن شبہ نے اس حدیث کو یزید بن عبدالملک بن شریک سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے عباد بن زید کا ذکر سند میں نہیں کیا اور یہ بات زیادہ کی ہے کہ ان کے ساتھ قیس بن عاصم اور ابوزہیر بن اسد بن جعونہ اور یزید بن نمیر تھے۔

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ کی کتاب میں فضیل بن سلیمان سے انہوں نے عائذ بن ربیعہ بن قیس کی سند سے روایت کیا کہ مجھے میرے دادا قرہ بن دعموص نے بیان کیا اور اس حدیث کا بعض حصہ ذکر کیا۔ اور ابن مندہ نے اسی سند سے یہ روایت نقل کی اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں فرماتے ہوئے سنا کہ تم مجھ سے عہد کرو کہ تم نماز قائم کرو گے اور زکوٰۃ ادا کرو گے۔ [1] اور ابونعیم نے دلہم بن دہثم عجلی کی سند سے انہوں نے عائذ بن ربیعہ نمیری سے انہوں نے قرہ بن دعموص سے نقل کیا کہ وہ وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اس وفد میں قرہ اور قیس بن عاصم اور ابووہب، اسد بن جعونہ، اور مرثد بن عمرو وغیرہ ساتھی تھے۔ اور ابونعیم نے دہثم کی سند سے اسی سند سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کے مال اور اس کے خون کو حرام قرار دیا ہے۔

اور ابن حبان نے ان کو بصریین میں شمار کیا ہے۔ یہ اور ان کے چچا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ان دونوں نے آپ ﷺ سے دیت کے بارے میں سوال کیا۔

۷۱۰۵ قرہ بن عقبہ [2]

قرہ بن عقبہ بن قرہ انصاری جو بنوعبدالاشہل کے حلیف تھے۔ اور ابن شاہین نے ان کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ یہ اُحد میں شہید ہو گئے اور ابوعمرو [3] نے اسی طرح کہا ہے۔

۷۱۰۶ قرہ بن ابی قرہ [4]

قرہ بن ابی قرہ ان کا ذکر ہدبہ بن خالد کے نسخے میں موجود ہے۔ جس کو بغوی نے جمع کیا اور بغوی نے کہا کہ ہمیں ہدبہ بن خالد نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہمیں ابن جو کہ ابن یزید ہے انہوں نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہمیں یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا کہ قرہ ابن ابی قرہ نے ان کو بیان کیا کہ انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ عصر کے بعد نماز پڑھ رہا ہے۔ تو انہوں نے ان کو جھڑکا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عصر کے بعد کوئی نماز نہیں۔ [5]

میں کہتا ہوں کہ انہوں نے سند میں یحییٰ اور قرہ کے درمیان ایک آدمی چھوڑ دیا اس لیے کہ یہ تصریح ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا اور یہ یقینی طور پر صحابی ہیں۔ اور علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب معجم الصحابہ میں ان کا ذکر کرنا بھول گئے۔ اسی طرح وہ حضرات جنہوں نے اس فن میں کتابیں لکھی ہیں جیسے ابن سکن اور ابن شاہین ہیں، اور ذہبی نے اپنی کتاب تجرید کے اندر ان کا تذکرہ کیا ہے

---

[1] کنز العمال (١٠٦٤) [2] اسد الغابہ (٤٢٨٩) استیعاب (٢١٣٨) تجرید (١٤/٢)

[3] استیعاب (٣٤٣/٣) [4] تجرید (١٤/٢) [5] المصنف لعبدالرزاق (٣٩٦٢) کنز العمال (١٩٦١٢)

اورانہوں نے قرہ کی سماع کی تصریح کونقل کیا ہے اور فرمایا جس کو قرہ بن ابی قرہ نے بیان کیا اس کو ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے نقل کیا اور وہ تابعی ہیں۔ یہ بات اس کے لیے کہی کہ یحییٰ کسی صحابی سے نہیں ملے اور یہ بہت زیادہ ارسال اور تدلیس کیا کرتے تھے۔ واللہ اعلم!

۷۱۰۷ قرہ بن ہبیرہ [1]

قرہ بن ہبیرہ بنی عامر بن سلمہ بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامر پھر قشیری۔ امام بخاری اور ابن ابوحاتم اور ابن حبان اور ابن سکن اور ابن مندہ نے کہا کہ یہ صحابی ہیں۔ اور ابوعمر نے کہا کہ یہ صمہ شاعر کے دادا ہیں اور جو وفود آئے تھے ان میں سے ایک تھے۔

اور ابن ابی عاصم اور ابن شاہین نے رحمٰن بن یزید بن جابر کی سند سے نقل کرتے ہیں کہ ہمیں شیخ بالساحل نے بنوقشیر کے ایک آدمی سے نقل کیا جس کو قرہ بن ہبیرہ کہا جاتا ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ان سے عرض کیا کہ ہمارے بہت زیادہ ربات اور ارباب تھے (یعنی مونث بت اور مذکر بت) ہم اللہ کے علاوہ ان کی عبادت کیا کرتے تھے تو اللہ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ تو ہم نے ان بتوں کو پکارا تو انہوں نے ہمیں کوئی جواب نہ دیا۔ اور ہم نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے ہمیں کچھ نہ دیا۔ پھر ہم آپ کے پاس آئے، اللہ نے ہمیں ہدایت دے دی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص کامیاب ہوگیا جس کو عطاء کیا گیا۔ تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ مجھے اپنے پہنے ہوئے دو کپڑے عنایت فرمادیں کہ میں ان کو پہن لوں تو آپ علیہ السلام نے ان کو عطاء فرمائے۔ جب آپ علیہ السلام عرفات کے میدان میں موقف میں ٹھہرے ہوئے تھے تو آپ علیہ السلام نے ان کو فرمایا کہ جو تم نے بات کہی تھی اس کو دوبارہ دہراؤ تو انہوں نے بات دوبارہ دہرائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص کامیاب ہوگیا جس کو عقل عطا کی گئی۔ [2]

اور اس سند کے اندر شیخ کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ایک دوسری سند سے زید بن زید بن جابر پر معلق قرار دیا ہے۔ فرمایا کہ مجھے شیخ بالساحل نے بنوقشیر کے ایک آدمی جس کو قرہ بن ہبیرہ کہا جاتا ہے سے نقل کر کے خبر دی۔
اور ابن ابوحاتم نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے شیخ سے نقل کیا جن سے ساحل پر ملاقات ہوئی اور انہوں نے سعید ابن نشیط سے مرسلاً روایت کی ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن ابی داؤد، بغوی اور ابن شاہین نے بطریق لیث، بحوالہ خالد بن یزید، انہوں نے سعید بن ابوہلال سے، انہوں نے سعید بن نشیط سے نقل کیا ہے کہ قرہ بن ہبیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جب حجۃ الوداع کا موقع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا وہ چھوٹی اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے قرہ! جب تم مجھ سے ملے تھے تو کیا کہا تھا؟'' پھر اسے ذکر کیا، اس میں یہ اضافہ کیا ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص کو بحرین کی طرف بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور عمرو وہاں تھے۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۲۹۰) استیعاب (۲۱۳۸) تجرید (۱۴/۲)

[2] المعجم الکبیر (۳۳/۱۹) مجمع الزوائد (۳۷۴/۹)

ابن سکن کا قول ہے: اہل مصر کی روایت ہے ان سے مرسل حدیث مروی ہے، پھر اس ذکر کیا۔ اس کے آخر میں فرمایا: پھر مسیلمہ کذاب کی طویل حدیث نقل کی، پھر فرمایا: قرہ کے حوالے سے اس کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی۔

میں کہتا ہوں: مسیلمہ کے قصے کو ابن شاہین نے اس حدیث کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور یہ اضافہ کیا ہے، عمرو کا قول ہے، یعنی ابن عاص، میں مسیلمہ کے پاس سے گزرا اس نے مجھے امان دی، پھر کہا: محمد کو بڑے امور کے لیے بھیجا گیا ہے، اور مجھے چھوٹے کاموں کے لیے بھیجا گیا ہے۔ میں نے کہا: جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس کی وضاحت کرو، پھر اس کی بات ذکر کی، اس میں ہے: عمرو فرماتے ہیں: میں نے کہا: اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ تم جھوٹے ہو۔ اس نے مجھے ڈرایا دھمکایا، مجھ سے قرہ بن ہبیہ نے کہا: تمہارے ساتھی کا کیا ہوا؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے وہ پسند کیا جو اس کے پاس ہے، اس نے کہا: میں اس کے بعد تم میں سے کسی کی تصدیق نہیں کروں گا۔ فرماتے ہیں: پھر میں ان سے اس کے بعد ملا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں امان دے دی تھی اور انہیں لکھا تھا کہ زکوٰۃ ادا کریں، میں نے ان سے کہا: ایسی بات کہنے پر آپ کو کس نے آمادہ کیا؟ انہوں نے کہا: میرا مال اور اولاد تھی، مجھے مسیلمہ سے خوف ہوا، میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ آپ کے بعد جو بھی یہ کہے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو اس کی تصدیق نہیں کروں گا۔ مرزبانی کا قول ہے کہ وہ شعب جبلہ کے دِن شریک تھے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے سترہ (۱۷) برس پہلے پیدا ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد میں آنے تک زندہ رہے۔ اور یہ اشعار پڑھے: ؏

"جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اتری تو آپ نے اسے قریب کیا، گم نہ کرنے والے، دینے والے کے حوالے کر دیا، پھر وہ قریب کے سبزہ زار میں چرنے لگی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تمام ضروریات پوری ہوگئیں"۔

میں کہتا ہوں: ابن شاہین نے یہ قصہ بطریق مدائنی، بحوالہ اپنے رجال نقل کیا ہے۔ یہ ابن کلبی کے ہاں اسی طرح ہے۔ ابن سعد [1] نے اس کا ذکر کیا ہے، اور دو شعروں کے بعد اضافہ کیا ہے: ؏

"اس پر بنیاد ہے، جس کی مذمت کا مکان کو علم نہیں، عاجز اور تردد میں پڑنے والے کے کام کو چھوڑنے والا ہے"۔

کتاب الردہ میں مذکور ہے کہ وہ بنو قشیر میں سے دوسرے لوگوں کے ساتھ مرتد ہوگئے تھے۔ پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں قیدی بنالیا اور انہیں باندھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، انہوں نے اپنے ارتداد کا یہ عذر پیش کیا کہ ان کے پاس مال تھا۔ اور اولاد تھی، جس کی وجہ سے انہیں خوف ہوا۔ حقیقت میں وہ مرتد نہیں ہوئے تھے تو انہوں نے رہا کر دیا۔

ابن حبان کے ہاں اس طرح مذکور ہے: قرہ بن ہبیرہ قرشی عامری۔ انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ میرا خیال ہے کہ قرشی میں لفظی غلطی ہوئی ہے، وہ قشیری تھا۔ ابھی وضاحت سے یہ بیان ہو چکا ہے وہ صمہ بن عبداللہ بن طفیل بن قرہ بن ہبیرہ کے جداعلیٰ ہیں، جو بنوامیہ کی حکومت کا مشہور شاعر تھا، اس نے یہ اشعار کہے: ؏

"چراگاہ کے دنوں کو یاد کرو پھر میرے جگہ پر ٹوٹنے کے خطرے سے دوہرا ہوگیا تمہارے پاس حتمی کی شامیں لوٹنے والی نہیں، لیکن تمہاری آنکھوں کو اشکبار کر گئیں"۔

---

[1] طبقات الکبریٰ (۱/۳۰۳)

باب قاف کے بعد زاء

۷۱۰۸ قزعه

ابن کعب، [1] عبدان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ان کی کوئی حدیث روایت نہیں کی، یہ ابوموسیٰ کا قول ہے۔
میں کہتا ہوں: مجھے خدشہ ہے کہ وہ قرظہ بن کعب ہیں۔ لفظی غلطی ہوئی ہے۔

۷۱۰۹ قزمان بن حارث [2]

بنوظفر کے حلیف ہیں، احد کے دِن ان کا واقعہ پیش آیا، بعض کا قول ہے: حالت کفر میں مر گیا، بعض طرق میں اس کا قصہ ہے جس سے اس کے کفر کی تصریح ہوتی ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک واقعہ ہے اور ایک شخص کے ساتھ پیش آیا۔ بعض کا قول ہے: اس میں تعدد ہے۔

ابن قتیبہ نے معارف میں فرمایا: اس نے اپنے آپ کو مار ڈالا وہ منافق تھا، اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس دین کی مدد فاجر شخص سے بھی کرتا ہے''۔

ابن اسحاق اور واقدی [3] نے اس کا قصہ ذکر کیا ہے، وہ بنوظفر میں صاحب عزت تھا، وہ اپنا نسب نہیں جانتا تھا۔

واقدی [4] کا قول ہے: بنوظفر کا محافظ اور ان کا پسندیدہ تھا، وہ تنگدست تھا، نہ اس کی اولاد تھی نہ بیوی، وہ بہادر تھا۔ اوس اور خزرج کے درمیان جنگوں سے اس کا پتہ چلتا ہے، جب اُحد کا دِن ہوا تو اس نے بہت شدید جنگ لڑی، چھ یا سات آدمیوں کو قتل کیا، یہاں تک کہ وہ زخمی ہوگیا۔ اس سے کہا گیا: اے ابوغیداق! تمہیں جنت کی خوشخبری ہو۔ اس نے کہا: حرمل کی جنت، اللہ کی قسم! ہم نے حسب کی وجہ سے جنگ لڑی۔ بعض کا قول ہے: اس نے اپنے آپ کو قتل کر دیا تھا۔ بعض نے کہا: اس نے اپنے آپ کو قتل نہیں کیا تھا، بلکہ وہ زخموں کی وجہ سے مر گیا۔

صحیح بخاری میں ابوحازم کی بحوالہ سہل بن سعد روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا دشمنوں سے مقابلہ ہوا.... پھر حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں ایسا شخص تھا کہ کسی اکیلے اور تنہا شخص کے پیچھے پہنچ کر اسے اپنی تلوار سے مار ڈالتا۔ جتنا اس شخص نے ہمارا ہاتھ بٹایا اتنا کسی اور شخص نے نہیں بٹایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سنو! یہ شخص جہنمی ہے''۔ [5] لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: میں اس کے ساتھ رہوں گا۔ وہ اس کے ساتھ نکلا، وہ شخص بہت زیادہ زخمی ہوگیا، اس نے موت میں جلدی کی، اس نے تلوار کی دھار کو زمین پر رکھا، پھر اپنی تلوار پر ٹیک لگائی اور اپنے آپ کو قتل کر دیا..... (الحدیث) اس کے آخر میں ہے: ''ایک شخص لوگوں کی نظروں میں اہل جنت کے کام کرتا ہے اور وہ اہل دوزخ میں سے ہے''۔

---

[1] تجرید اسماء الصحابة (۱۵/۲) [2] تجرید اسماء الصحابة (۱۵/۲)
[3] مغازی (۲۲۳) [4] مغازی (۲۲۳)
[5] بخاری (٤٢٠٧) مسلم (۱۷۹) مسند احمد (۱۳۵/٤) دلائل النبوة (۲۵۳/٤)

باب قاف کے بعد سین

۷۱۱۰ قسامہ بن حنظلہ طائی [1]

انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے، ابن مندہ کا قول ہے: حدیث طلحہ میں ان کا ذکر ہے۔

میں کہتا ہوں: میرے خیال میں وہ جرباء بنت قسامہ کے والد ہیں، جن سے طلحہ بن عبید اللہ نے نکاح کیا جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، ان کے ہاں اسحاق کی ولادت ہوئی، وہ نہایت حسین وجمیل تھیں۔ یہاں تک کہ کوئی عورت ان کے ساتھ کھڑی ہوتی تو بری لگتی۔ تو وہ ان کے ساتھ کھڑی ہونے سے بچتیں، اس وجہ سے ان کا نام جربا رکھا گیا۔ بعض کا قول ہے: ان کے والد کا نام رومان ہے۔

باب قاف کے بعد شین

۷۱۱۱ قشیر [2]

بعض کا قول ہے: وہ ابواسرائیل کا نام ہے جس نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گا۔ اپنی کنیت سے مشہور ہے۔ بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعلی بن سکن کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ مجھ سے محمد بن یزید خراسانی نے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ابواسرائیل قشیر نے نذر مانی کہ وہ کھڑا رہے گا، نہ بیٹھے گا نہ سائے میں جائے گا۔ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیٹھو، سایہ حاصل کرو اور بات چیت کرو''۔ ابوعلی کا قول ہے: اس طریق کے علاوہ یہ معروف نہیں، کنیتوں میں بغیہ نام سے ان کا ذکر آئے گا۔

۷۱۱۲ (ز) قشیر (بے نسبت)

زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں لکھا: مجھ سے محمد بن حسن بن زبالت نے بحوالہ قشیر بن عبداللہ بن قسیر عن ابیہ عن جدہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا، میں اس کے دونوں کناروں کے درمیان (یعنی مدینہ کو) حرم قرار دیتا ہوں''۔ [3]

باب قاف کے بعد صاد

۷۱۱۳ قصیل بن ظالم [4]

ابن خزیمہ بن عمرو بن جریر بن مخضب بن جبیر بن لبید بن سنبس طائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد میں آئے، یہ ابن کلبی اور

---

[1] اسد الغابہ (٤٢٩٤) تجرید (١٥/٢) [2] تجرید (٥/٢)

[3] مسلم (٤٥٦) معجم الکبیر (٢٥٧/٢) الدر المنثور (٢١/١) کنز العمال (٣٤٨٦١) (٣٨١٤٠) مسند احمد (١٤٠/٤)

[4] اسد الغابہ (٤٢٩٧) تجرید (١٤/٢)

طبرانی کا قول ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا۔ رشاطی کا قول ہے: اسی طرح حرف قاف میں ان کا ذکر ہے، اس کے بعد صاد ہے، میرے خیال میں وہ ضاد ہے۔

۷۱۱۴ قصیبہ

قبیصہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، یہ وہی ہیں جنہوں نے منبر بنایا تھا۔

۷۱۱۵ قصی بن عمرو[1]

بعض کا قول ہے: ابن ابی عمرو حمیری، ضحاک کے بھائی ہیں، کتاب علاء بن حضرمی میں ان کا ذکر ہے کہ وہ اس میں شہید ہوئے، شبیب کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۱۱۶ قضاعی بن عامر[2]

بعض کا قول ہے: ابن عمر دئلی، بعض نے کہا: عذری۔ سیف نے فتوح میں فرمایا: بنواسد پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے زکوٰۃ وصولی کے عامل مقرر تھے۔ ابوعبید قاسم بن سلام کا قول ہے: ہم سے محمد بن کثیر نے بحوالہ ابن سراقہ نقل کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اہل دمشق کو لکھا، یہ خالد بن ولید کی طرف سے اہل دمشق کو خط ہے، میں نے ان کے خون، ان کے اموال اور ان کی عبادت گاہوں کو امن دیا۔[3] اس کے آخر میں ہے: ابوعبیدہ، شرحبیل بن حسنہ، قضاعی بن عامر موجود تھے۔ یہ تحریر ۱۳ھ کی ہے۔

ابن عساکر کا قول ہے: دمشق کی فتح میں شریک ہوئے۔ صلح کی تحریر کے گواہوں میں سے ہیں۔ گویا انہوں نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

طبرانی کا قول ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مرتدین کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا۔

۷۱۱۷ قضاعی بن عمرو

ابن اثیر[4] نے ان کے اور قضاعی بن عامر کے درمیان فرق کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ابن دباغ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح ابن امین کا قول ہے: سیف بن عمر نے کتاب الردۃ میں بحوالہ حُریث بن مُعلی ذکر کیا ہے کہ قضاعی بن عمرو وہ بنوحارث کے سردار تھے، اور بحوالہ بدر بن خلیل، انہوں نے عبدالرحمٰن بن زیاد بن حُدیر سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں واپس آئے اور بنی اسد پر سنان بن ابی سنان اور قضاعی بن عمرو کو زکوٰۃ وصولی پر مقرر کیا، قضاعی بن عامر کے سوانح میں بحوالہ سیف گزر چکا ہے کہ انہوں نے فرمایا: قضاعی بن عمرو، بنواسد پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عامل مقرر تھے، اس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ وہ ایک ہیں، اس کے ساتھ تعدد کا احتمال ہے۔

---

[1] اسد الغابۃ (ت: ۴۲۹۸) تجرید اسماء الصحابۃ (۱۵/۲) [2] اسد الغابہ (۴۲۹۹) تجرید (۱۵/۲)

[3] مختصر تاریخ دمشق (۸۳/۲۱) [4] اسد الغابہ (۴۸۵/۳)

باب قاف کے بعد طاء

۷۱۱۸ قطبہ بن حریز

قطبہ بن قتادہ میں اس کا ذکر آئے گا۔

۷۱۱۹ قطبہ بن عامر [1]

ابن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری خزرجی، ان کی کنیت ابوزید ہے۔ انہوں نے بدر، عقبہ اور دوسرے واقعات میں شریک ہونے والوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے، فتح مکہ کے دن ان کے ساتھ بنوسلمہ کا جھنڈا تھا۔

ابوحاتم رازی کا قول ہے: [2] انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کی کنیت ابوزید ہے۔ ابوشیخ نے اپنی تفسیر میں بحوالہ ابوسفیان نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: قریش میں سے حمس گھروں کے دروازوں سے گھروں میں جاتے تھے، انصار گھروں کی پچھلی طرف سے گھروں میں جاتے تھے۔ اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں، آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے کچھ صحابہ تھے، آپ ﷺ باغ سے باہر تشریف لائے، آپ کے ساتھ قطبہ بن عامر تھے، لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! قطبہ فاجر آدمی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کس وجہ سے''۔ انہوں نے آپ کو بتایا، کہنے لگے: یارسول اللہ! آپ باہر تشریف لائے تو میں باہر آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں احمسی ہوں''۔ [3] قطبہ نے کہا: میرا دین آپ کے دین پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اس میں کوئی نیکی نہیں کہ تم گھروں میں اس کے پچھواڑے سے آؤ﴾۔ [4]

ابوشیخ کا قول ہے: اسے ان کے علاوہ کسی اور نے بحوالہ سہل بن عثمان نقل کیا ہے، انہوں نے سند میں جابر کا ذکر کیا یعنی موصول نقل کیا۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے دوسرے دو طریق سے بحوالہ اعمش نقل کیا ہے، اسے ابن کلبی نے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔ ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ رفاعہ کے بارے میں اسی طرح کا قصہ گزر چکا ہے۔ ہوسکتا ہے بہت سے قصے ہوں۔ بغوی کا قول ہے: مجھے قطبہ بن عامر کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔

ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد فرمایا: قطبہ خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں وفات پاگئے۔ ابن حبان کا قول ہے: بدری ہیں، خلافت عثمانی رضی اللہ عنہ میں وفات پائی۔

۷۱۲۰ قطبہ بن عبد بن عمرو [5]

ابن مسعود بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار بن نجار انصاری، ابن اسحاق [6] وغیرہ نے بئرمعونہ کے واقعے میں شہید

---

[1] اسد الغابہ (۴۳۰۲) استیعاب (۲۱۴۰) تجرید (۱۵/۲) [2] الجرح والتعدیل (۱۴۱/۷)
[3] الدر المنثور (۲۰۴/۱) البدایة والنهایة (۳۲۷/۱) [4] سورة البقرة الآیة (۱۸۹)
[5] اسد الغابہ (۴۳۰۳) استیعاب (۲۱۴۱) تجرید (۱۶/۲) [6] السیرة النبویة (۱۹/٤)

ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۱۲۱ قطبہ بن قتادہ [1]

ابن جریر سدوسی، ابوحویصلہ۔ بخاری کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن حبان کا قول ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں بحوالہ عمران بن حدیر نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم میں سے ایک شخص نے جسے مقاتل کہا جاتا ہے، بحوالہ قطبہ بن قتادہ سدوسی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں، میں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنا ہاتھ بڑھایئے، میں آپ سے اپنی اور اپنی بیٹی حویصلہ کی طرف سے بیعت کروں۔ فرماتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے شہسواروں کے ساتھ ہم پہ حملہ کر دیا، ہم نے کہا: ہم مسلمان ہیں، انہوں نے ہمیں چھوڑ دیا، ہم نے اُبلہ میں ان کے ساتھ جہاد کیا، ہم نے غنیمتیں اپنے ہاتھوں سے تقسیم کیں۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ شباب ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ خلیفہ بن خیاط ہیں، ان کا مختصر ذکر ہے۔ دار قطنی نے مؤتلف المختلف میں بطریق مالک بن عبدالواحد، بحوالہ عون نقل کیا ہے، اس میں فرماتے ہیں: ہم سے عمران نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے مقاتل بن معدان نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: قطبہ بن حریز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: میں آپ سے اپنی اور اپنی بیٹی حویصلہ [2] کی طرف سے بیعت کرتا ہوں، انہی کے نام پر ان کی کنیت تھی، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: قطبہ بن حریز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، ان کی کنیت ابوحویصلہ تھی۔ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اُبلہ فتح کیا۔

یہ بطریق عون بن کہمس، بحوالہ معاذ بن معدان نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: قطبہ بن قتادہ سدوسی، انہوں نے مقاتل نامی شخص سے روایت کیا، اس طرح انہیں بنا دیا، انہیں وہم ہوا ہے، مقاتل سے لفظی غلطی ہوئی ہے اور اسے معاذ بنا دیا ہے۔ ابن عبدالبر نے ان دونوں کے درمیان فرق کرنے میں ان کی پیروی کی ہے۔ ابن عبدالبر نے ان دونوں کے درمیان فرق کرنے میں ان کی پیروی کی ہے اور ان کے والد کے نام میں بھی لفظی غلطی کی ہے۔ ابوعمر [3] کا قول ہے: قطبہ بن قتادہ، یہ وہی شخص ہیں جنہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب وہ سواد کی طرف گئے تو انہیں بصرہ کا امیر بنا دیا۔

۷۱۲۲ قطبہ بن قتادہ عذری [4]

ابن اسحاق نے غزوہ موتہ میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ان کا اس میں شعر نقل کیا ہے۔ ابن اثیر [5] نے جائز کہا ہے کہ وہ قطبہ بن قتادہ سدوسی ہیں، اس میں بُعد ہے۔ ابن اسحاق [6] کا قول ہے: لشکروں کا موتہ نامی بستی کے پاس آمنا سامنا ہوا، مسلمانوں نے اپنے دائیں حصے پر بنوعذرہ کے ایک شخص کو امیر بنایا، اس کا نام قطبہ بن قتادہ تھا۔

واقدی نے اپنی سند سے جسے وہ کعب بن مالک تک لے گئے ہیں، اپنی قوم کے کئی لوگوں سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: جب لوگوں کو شکست ہونے لگی تو قطبہ بن قتادہ چلا کر کہنے لگے: اے قوم! وہ شخص جو سینے پر تیر کھا کے قتل ہو اس شخص سے بہتر ہے جو

---

[1] اسد الغابہ (۴۳۰۴) استیعاب (۲۱۴۲) تجرید (۱۶/۲) [2] استیعاب (۳۴۴/۳) [3] اسد الغابہ (۴۳۰۴) تجرید (۱۵/۲)
[4] السیرۃ النبویۃ (۱۹/۴) [5] اسد الغابہ (۴۸۷/۳) [6] السیرۃ النبویۃ (۱۹۱۴)

پیٹھ پر تیر کھا کے قتل ہو۔ پھر ان کا شعر نقل کیا ہے، جو قوم کے سامنے اپنے قتل ہونے کے بارے میں انہوں نے کہے۔ ابن کلبی نے یہ قصہ اسی مفہوم میں ذکر کیا ہے، لیکن فرماتے ہیں: انہوں نے قتادہ بن قطبہ کہا ہے، اوران کا مذکورہ شعر نقل کیا۔

۷۱۲۳ قطبه بن مالك ثعلبی ✿

بنوثعلبہ بن ذُبیان سے ہیں، اس لیے انہیں ذبیانی کہا جاتا ہے۔ وہ زیاد بن علاقہ کے چچا ہیں، بخاری اور ابن ابی حاتم کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن حبان کا قول ہے: بنوثعلبہ بن یربوع تیمی ہیں، زیاد بن علاقہ کے چچا ہیں، کوفہ میں رہائش پذیر تھے۔

ابن سکن کا قول ہے: اہل کوفہ میں ان کا شمار ہے، صحیح یہ ہے کہ وہ تیمی نہیں ذبیانی ہیں، ابن سکن نے بحوالہ ابن عقدہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: وہ ثعلبی ہیں، ثعل سے ہیں جو طی کا مشہور قبیلہ ہے۔ ابن سکن کا قول ہے: لوگ ان کی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں: وہ ثعلبی ہیں، ثعل سے ہیں جو طی کا مشہور قبیلہ ہے۔ ابن سکن کا قول ہے: لوگ ان کی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں: وہ ثعلبی ہیں، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید بن ارقم سے روایت کیا، ان کی حدیث صحیح میں ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات پڑھیں: ﴿لمبے تنے والے کھجور کے درخت....﴾۔ ✿ (الحدیث)

ان سے ان کے بھتیجے زیاد نے روایت کیا، مسلم اور کئی راویوں نے نقل کیا ہے کہ وہ بحوالہ قطبہ روایت کرنے میں متفرد ہیں، لیکن مزی نے ایک فائدے کی بات بتائی ہے کہ حجاج بن ایوب مولیٰ بن ثعلبہ نے ان کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ میں اس کے تیسرے راوی کی تلاش میں کامیاب ہوگیا ہوں، علی بن مدینی نے عِلَل میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ عبدالملک بن عمیر ہیں، یہ وہی ہیں جنہیں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ میں شمار کیا ہے۔ جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا نہیں کیا۔

۷۱۲۴ قطن بن حارثه علیمی ✿

بنوعلیم بن جناب بن کلب سے ہیں۔ مرزبانی ✿ نے معجم الشعراء میں کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد میں آئے اور اسلام لائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے یہ اشعار دہرائے: ؏

"اے پوری مخلوق میں سے بہترین شخصیت، میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ کعب کی اصل شاخ مضار میں پلے ہیں، آپ ایسے روشن چہرے والے ہیں گویا چودھویں کا چاند آپ کے چہرے کا ٹکڑا ہے، جب آپ لوگوں کے سامنے لباس زیب تن کر کے آتے ہیں، آپ نے حق راستے کو اس کی کجی کے بعد قائم کیا اور یتیموں کو سیرابی اور خشک سالی میں تر رکھا"۔

فرماتے ہیں: مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بہترین جواب دیا اور انہیں تحریر لکھوا کر دی۔

ہشام بن کلبی کا قول ہے: مجھ سے میرے والد نے بحوالہ ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قطن

✿ اسد الغابہ (۴۳۰۶) استیعاب (۲۱۴۳) تجرید (۱۶/۲) ✿ سورة قٓ الآیة (۱۰)

✿ اسد الغابہ (۴۳۰۷) استیعاب (۲۱۹۳) ✿ معجم الشعراء (۲۱۰)

ابن حارثہ کے ساتھ خط بھیجا۔

ابن قتیبہ نے کتاب غریب الحدیث میں اس طریق سے ان کا ذکر کیا ہے، اس میں یہ اضافہ کیا ہے: سعد بن عبادہ اور عبداللہ ابن انیس وغیرہ نے اس کی گواہی دی اور کہا ثابت بن قیس بن شماس۔

ابوعمر [1] کا قول ہے: ان کی حدیث زیادہ تر غریب الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے۔ بروایت ابن شہاب، بحوالہ عروہ، فرماتے ہیں: ابن سعد کہتے ہیں: قطن بن حارثہ کے بجائے حارثہ بن قطن ہیں۔

۷۱۲۵ قطن بن حارث

ابن حزن ہلالی، نبی کریم ﷺ کی زوجہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب نے اپنی بیٹی فرعہ کا نکاح نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ان سے کر دیا تھا، اس سے ان کے ہاں عبداللہ پیدا ہوئے، انہیں دیدار حاصل ہے۔

حیات نبویہ میں سے انہوں نے جو زمانہ پایا اس کا بیان ان کے سوانح میں گزر چکا ہے۔ قطن کے والد حارث اسلام لائے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ قطن کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ اسی طرح ان کے بھائی سائب بھی صحابی ہیں۔ جیسا کہ ان کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

۷۱۲۶ قطن بن عبدالعزی خُزاعی

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مسند ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث میں ان کا ذکر ہے، جس میں دجال کا ذکر ہے۔ فرماتے ہیں بطریق مسعودی روایت میں ہے کہ حضرت قطن نے عرض کیا: کیا مجھے مشابہ ہونے کا کوئی ضرر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں! تم مسلمان ہو اور وہ کافر ہے"۔ [2] مسعودی کو اس میں اختلاط ہوا ہے، محفوظ یہ ہے کہ یہ قصہ عبدالعزیٰ بن قطن کا ہے۔ وہ بخاری کے ہاں ہے، اور ان کی کتاب میں کسی طریق میں ہے، زہری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: وہ خزاعہ کے ایک شخص ہیں، ایک روایت کے الفاظ ہیں: بنی مصطلق، جاہلیت میں فوت ہوئے۔ محفوظ یہ ہے کہ یہ بات کہنے والا کہ دجال سے میری مشابہت مجھے نقصان دے گی، اس کا قائل کلثوم ہے، مشابہت سے مراد عمرو بن لحی خزاعی ہے، جیسا کہ کلثوم کے سوانح میں ہے۔

باب قاف کے بعد عین

۷۱۲۷ قعقاع بن ابی حدرد أسلمی [3]

بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کی حدیث عبداللہ بن سعید مقبری کے ہاں ہے، وہ صحیح نہیں بعض کا قول ہے: قعقاع بن عبداللہ بن ابی حدرد، اسی طرح ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے۔ بغوی ابن شاہین اور طبرا

---

[1] استیعاب (۳/۳۶۶) [2] مسلم (۱۶۶) ترمذی (۳۰۶) ابن ماجہ (۸۱۶) نسائی (۹۴۹)

[3] اسد الغابہ (۴۳۰۸) استیعاب (۲۱۴۴) تجرید (۲/۱۶)

نے بطریق عبداللہ بن سعید بن مقبری، عن ابیہ، انہوں نے قعقاع بن ابی حدرد سے نقل کیا ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''معد ابن عدنان کی مشابہت اختیار کرو[1] (مضبوط جوان بنو)، کھردرا کپڑا پہنو اور ننگے پاؤں چلا کرو''۔[2]

طبرانی کا قول ہے: قعقاع سے صرف اس اسناد سے مروی ہے، صفوان بن عیسیٰ بحوالہ عبداللہ بن سعد اسے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ ابن سکن کا قول ہے: بعض نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ صحابہ میں سے ہیں، یہ ثابت نہیں، ان کے والد عبداللہ بن ابی حدرد کا صحابی ہونا مشہور ہے۔

میں کہتا ہوں: ابو عمر کو اس میں وہم ہوا ہے، آخری قسم میں اس کا بیان آئے گا۔

۷۱۲۸ قعقاع بن عمرو تمیمی[3]

عاصم کے بھائی ہیں، نہایت بہادر، شہ سواروں میں سے ہیں، بعض کا قول ہے: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: لشکر میں قعقاع کی آواز ایک ہزار آدمیوں سے بہتر ہے۔ انہوں نے قادسیہ میں اہل فارس کے ساتھ قتال میں بہت بڑے کارنامے انجام دیئے، سیف بن عمر نے فتوح میں اس کا ذکر کیا ہے، سیف نے بحوالہ قعقاع بن عمرو فرمایا، فرماتے ہیں: مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے جہاد کے لیے تیاری کی ہے؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور گھوڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ انتہاء ہے''۔ سیف نے قعقاع کے شعر نقل کیے ہیں: ع

''میں تہامہ کی چمکتی بجلی میں موجود تھا، جو سوار کو غبار میں مناقب کی رہنمائی کرتی ہے، وہ اللہ کی تلوار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں ہیں، جو آزاد لوگوں کے طریقے کی طرف سبقت کرنے والے ہیں''۔

سیف فرماتے ہیں، انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد کو خط لکھا کہ قادسیہ کے سواروں میں سے شہ سوار کون ہے؟ فرماتے ہیں: انہوں نے انہیں جواب میں لکھا: میں نے قعقاع بن عمرو کی طرح کسی کو نہیں دیکھا وہ ایک دن میں تیس (۳۰) حملے کرتے، ہر حملے میں کسی سورما کو قتل کرتے۔

ابن ابی حاتم کا قول ہے: قعقاع بن عمرو، فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت موجود تھا۔ اس روایت میں جسے سیف بن عمر نے بحوالہ عمرو بن تمام عن ابیہ، عنہ نقل کیا ہے، سیف متروک راوی ہے۔ للہذا روایت باطل ہے۔ ہم نے معرفت کی وجہ سے اسے ذکر کر دیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن سکن نے بطریق ابراہیم بن سعد، بحوالہ قعقاع بن عمرو نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت موجود تھا، جب ہم نے ظہر کی نماز پڑھی تو ایک شخص آیا اور مسجد میں کھڑا ہوا کسی نے بتایا کہ انصار حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنانے کے لیے جمع ہوگئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کو چھوڑ رہے ہیں، مہاجرین کو اس سے وحشت ہوئی، ابن سکن کا قول ہے: سیف بن عمر ضعیف راوی ہے۔ بعض نے کہا: وہ قعقاع بن عمرو بن معبد تمیمی ہیں۔

---

[1] جب مضبوط جوان ہو۔

[2] المعجم الكبير (۸۴/۱۹) مجمع الزوائد (۱۳۷/۵) جامع المسانيد والسنن (۴۱۶/۱۰)

[3] اسد الغابہ (۴۳۰۹) استيعاب (۲۱۴۵) تجريد (۱۶/۲)

ابن عساکر کا قول ہے، ✿ بعض نے کہا: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے، عرب کے شہسوار اور شاعر تھے۔ فتح دمشق میں اور زیادہ تر فتوحاتِ عراق میں شریک ہوئے۔ اس کے متعلق ان کے موافق مشہور اشعار ہیں۔

سیف نے بحوالہ محمد اور طلحہ ذکر کیا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ وہ فتح یرموک میں شہسواروں کے دستے کے امیر تھے، وہ کہہ رہے تھے: ع

''لوگ ہر مشکل گھڑی میں قعقاع کو آگے کرتے ہیں، غیبی آواز یا پکار کا جواب قعقاع دیتا ہے''۔

اوروں کا کہنا ہے: حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جب حیرہ کا محاصرہ ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کمک طلب کی، انہوں نے حضرت قعقاع بن عمرو کو بھیجا اور فرمایا: جس لشکر میں ایسا شخص ہو وہ شکست نہیں کھاتا، یہ وہی ہے جس نے مدائن کی فتن میں کسریٰ کی زرہیں غنیمت میں حاصل کیں، اس میں ہرقل اور خاقان کی زرہیں، نعمان کی زرہ اور اس کی تلوار اور کسریٰ کی تلوار بھی تھی، انہوں نے یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیں۔ سیف نے اپنی سند سے بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے بہت بڑے ہاتھی مشفر کو کاٹ ڈالا جس سے انہیں شکست ہوگئی۔

۷۱۲۹ قعقاع بن معبد ✿

ابن زرارہ بن عدس بن زید بن عبداللہ بن دارم تمیمی دارمی، ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔

میں کہتا ہوں: صحیح بخاری میں ان کا ذکر بطریق ابن ابی ملیکہ، بحوالہ حضرت عبداللہ بن زبیر مروی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنو تمیم کا وفد آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قعقاع بن معبد بن زرارہ کو امیر بنائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلکہ اقرع کو امیر بنائیں، اس روایت سے یقینی طور پر ان کے صحابی ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

اسے بغوی نے بطریق عبدالجبار بن ورد، بحوالہ ابن ابی ملیکہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: جب بنو تمیم کا وفد آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قعقاع بن زُرارہ کو امیر بنائیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اقرع کو امیر بنائیں، پھر حدیث ذکر کی۔ اس روایت میں قعقاع اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔

ابن القیس نے اپنی شرح میں نقل کیا ہے کہ حضرت قعقاع میں نرم دلی تھی اس وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں پسند کیا۔ بغوی کے ہاں صحیح سند سے بحوالہ کثیر بن عباس بن عبدالمطلب عن ابیہ مروی ہے، فرماتے ہیں: جب حنین کا دِن ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قعقاع کو اپنے پاس خبر لانے کے لیے بھیجا، پھر قصہ ذکر کیا۔

ہشام بن کلبی کا قول ہے: حضرت قعقاع کو ان کی سخاوت کی وجہ سے ''تیار الفرات'' کہا جاتا تھا، ان کی اولاد میں سے نعیم ابن قعقاع ہیں۔

۷۱۳۰ قُعَیْن بن خالد طریفی ✿

رشاطی نے ذکر کیا ہے کہ وہ زید الخیل وغیرہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد میں آئے، فرماتے ہیں: نہ ابوعمر نے،

✿ مختصر تاریخ دمشق (۹۰/۲۱) ✿ اسد الغابہ (۴۳۱۰) استیعاب (۲۱۴۶) تجرید (۱۶/۲) ✿ تجرید (۱۶/۲)

ہی ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن درید کی کتاب الاخبار سے منقول زید خیل کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ قبیصہ بن اسود رضی اللہ عنہ کے سوانح میں، بروایت ابوفرج اصبہانی، بحوالہ ابن کلبی ابھی گزرا ہے۔ اس میں قعین کا ذکر نہیں ہے۔

باب قاف کے بعد فاء

۷۱۳۱ قفیز [1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں، ابن شاہین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اور ابوعوانہ نے بطریق زُہیر بن محمد، بحوالہ ابوبکر بن عبیداللہ بن انس نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام تھا، اس کا نام قفیز تھا۔ [2]

اسے ابن مندہ نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: محمد بن سلیمان حرانی، بحوالہ زہیر اس کی روایت کرنے میں متفرد ہیں۔

میں کہتا ہوں: وہ ضعیف ہیں، ان کے شیخ کے بارے میں کلام ہے، وہ زیادات ابوعوانہ سے بحوالہ مسلم مروی ہے، عبدالغنی ابن سعید نے اسے قاف، فاء اور زا کے ساتھ عظیم کے وزن پر نقل کیا ہے۔

باب قاف کے بعد لام

۷۱۳۲ قلیب [3] (بے نسبت)

تفسیر محمد بن سعید عوفی میں، بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مروی ہے: ﴿جو شخص تمہیں سلام کرے اسے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو (جہاد میں)﴾۔ [4] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنولیث کے ایک قلیب نامی آدمی کے ساتھ لشکر بھیجا، جس سے ان کی قوم بھاگ گئی۔ ابوموسیٰ نے ابن مندہ پر اور ابن فتحون نے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابوموسیٰ نے قاف اور آخر میں باء کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے شروع میں فاء اور آخر میں مثناۃ کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں میں لفظی غلطی ہوئی ہے، وہ غالب لیثی ہیں، جیسا کہ ان کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

باب قاف کے بعد میم

۷۱۳۳ قمداء [5] (بے نسبت)

ابوفتح ازدی نے اسماء المفردہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بطریق بلوی، بحوالہ صالح بن سماعہ روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: قمداء نے فرمایا: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترجگہ کے بارے میں پوچھا، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''تمہارے لیے اس میں اجر ہے''۔ [6]

---

[1] اسد الغابہ (۴۳۱۲) استیعاب (۲۱۹۴) [2] اسد الغابہ (۴۸۹/۳) [3] تجرید (۱۷/۲)

[4] سورۃ النساء الآیۃ (۹۴) [5] تجرید (۱۷/۲) [6] اسد الغابہ (۴۸۹/۳)

باب قاف کے بعد نون

۷۱۳۴ قنان بن دارم[1]

ابن أفلت بن فاشب بن ہدم بن عوذ بن غالب بن قطیعہ بن عبس عبسی۔ نو (۹) افراد کے وفد میں سے ایک ہیں۔ ابن کلبی، طبری، دارقطنی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ سوانح........[2] میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ ابواسماعیل أزدی نے فتوح شام میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ یرموک میں شریک ہوئے۔[3] ابن سعد نے طبقہ رابعہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام کے تمام واقعات میں شریک تھے، عبداللہ بن ربیعہ قدامی نے فتوح شام میں اپنی مسند سے بحوالہ محرز بن سید الباہلی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: پھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ جلدی کریں، وہ اس پر غالب آ گئے اور بعلبک فروکش ہوئے، ان کی طرف لوگ نکلے، انہوں نے مسلمانوں میں سے شہسوار بھیجے جنہوں نے ان پر حملہ کیا اور انہیں قلعے میں گھسیڑ دیا، انہوں نے صلح کا مطالبہ کیا، مذکورہ شہسواروں میں قنان بن دارم بھی ہیں۔

۷۱۳۵ قنان بن سفیان[4]

ابو مخنف لوط بن یحیٰی نے ذکر کیا ہے کہ وہ اجنادین میں شہید ہوئے۔

۷۱۳۶ (ز) قنان أسلمی[5]

عبدان مروزی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بطریق اسماعیل بن عیاش، بحوالہ عبداللہ بن قنان اسلمی، عن ابیہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمان شخص کا حالت وسعت میں صدقہ اس مشک کی طرح ہے کہ خشکی اور تری میں جس کی خوشبو پائی جائے"۔[6]

۷۱۳۷ قنفذ بن عمیر[7]

ابن جدعان تمیمی، مہاجر کے والد ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہ ابوعمر[8] کا قول ہے، فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مکہ کا امیر بنا دیا پھر ہٹا لیا اور نافع بن عبدالحارث کو امیر بنایا۔

باب قاف اس کے بعد ھاء

۷۱۳۸ (ز) قہطم تمیمی

دارمی، ابوعشراء کے دادا ہیں، ابوعشراء ان کے والد اور ان کے دادا کے نام میں اختلاف ہے، مشہور یہ ہے: اسامہ بن مالک

---

[1] اسد الغابہ (۴۳/۵) استیعاب (۲۱۹۵) تجرید [2] هٰکذا ھو فی الاصل [3] مختصر تاریخ دمشق (۹۰/۲۱)
[4] تجرید (۱۷/۲) [5] اسد الغابہ (۴۳۱۶) [6] جامع المسانید والسنن (۴۱۷/۱۰) اسد الغابہ (۴۸۹/۳)
[7] اسد الغابہ (۴۳۱۷) استیعاب (۲۱۹۶) تجرید (۱۷/۲) [8] استیعاب (۳۶۶/۳)

ابن قہطم، بعض کا قول ہے: ان کا نام عطارد بن بلذ بن مسعود ہے۔ ابوسہل بن زیاد قطان نے اس کے فوائد میں فرمایا: ہم سے حسن بن علی ابن سعید بن شہریار رقی نے بحوالہ ابوعشراء دارمی، عن ابیہ نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ میرے والد کے پاس آئے، وہ بیمار تھے تو آپ ﷺ نے انہیں دم کیا آپ ﷺ نے ان کے سر سے لے کر ان کے قدم تک اپنے لعاب سے تھتکارا، میں نے دیکھا کہ ان کے رخسار پہ لعاب کی سفیدی نظر آ رہی تھی۔

۷۱۳۹ قہید بن مطرف [1]

یا ابن ابی مطرف، ابن حبان اور ابن سکن کا قول ہے، بعض نے کہا: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ ابن سکن نے یہ اضافہ کیا ہے: یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو سقیا اور عرج [2] کے درمیان فروکش ہوئے، اہل مدینہ میں ان کا شمار ہے، صحابہ میں مشہور نہیں۔ ان کی حدیث کے بارے میں اختلاف ہے، پھر ان کے حوالے سے مرفوع ذکر کیا، پھر دوسرے طریق سے بحوالہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔ بغوی کا قول ہے: مدینہ میں رہائش تھی، ابن سعد نے طبقہ اہل خندق میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: قُہید بن مُطرِف مدنی، پھر حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذکر کے بارے میں اختلاف بیان کیا، [3] انہوں نے ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، بغوی کا قول ہے: مجھے اس حدیث کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں، ان کے صحابی ہونے میں شک ہے، اسے نسائی نے بطریق...... [4]

باب قاف کے بعد واؤ

۷۱۴۰ (ز) قوال

محمد بن سعد باوردی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بطریق یحیٰ بن سعید نقل کیا ہے کہ مجھ سے قوّال صاحب الشجرہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: تم ایسے گناہ کرتے ہو جو تمہاری آنکھوں میں بال سے زیادہ باریک ہیں، نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ہم ہلاک کرنے والی چیزوں میں ان کا شمار کرتے تھے۔

اسے دوسرے طریق سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: اصحاب شجرہ میں سے ایک شخص کے حوالے سے، اور اس کا نام نہیں لیا، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نے ابوعبیدہ کی کتاب انساب میں، عاملہ کے نسب میں قوال بن عمرو ہے وہ شریف تھے، احتمال ہے کہ وہ یہی ہوں۔

---

[1] اسد الغابہ (٤٣١٨) استیعاب (٢١٩٧) تجرید (١٧/٢)

[2] عرج طائف کے نواح میں ایک وادی میں بستی ہے، سقیا بھی اسی طرح ایک بستی ہے۔

[3] المعجم الکبیر (٣٩/١٩) [4] هٰکذا لحو فی الأصل

باب قاف کے بعد یاء

۷۱۴۱ قیاثہ ✿

اسی طرح ابن عساکر نے اسے ضبط کیا ہے، فرماتے ہیں: یرموک میں شریک ہوئے، پھر ابوحذیفہ کی مبتدا سے اسے مسنداً ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ابن قیاثہ بن اسامہ شریک ہوئے، انہوں نے بہت سخت جنگ کی، تین نیزے اور ستر تلواریں ٹوٹیں، جب کوئی نیزہ یا تلوار ٹوٹتی تو پکار کر کہتے: مجھے تلوار اور نیزہ عاریتاً کون دے گا؟ یہاں تک کہ شہید ہوگئے، انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ وہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ کامیاب ہوں یا شہید ہوں۔ فرماتے ہیں: اس دن انہوں نے تمام لوگوں سے زیادہ اچھے کارنامے سر انجام دیئے، پھر ان کے یہ اشعار نقل کیے ہیں جو انہوں نے اس کے بارے میں کہے ہیں۔

قیس نامی لوگوں کا ذکر

۷۱۴۲ قیس بن اسلع

ابن ابی حاتم ✿ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: قیس بن اُسلع، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی، ان سے دیدار مروی نہیں، ابوعمر کا گمان ہے کہ وہ قیس بن سلع ہیں جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ واللہ اعلم۔

۷۱۴۳ (ز) قیس بن اسماء بن حارثہ

عبید بن اسماء میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۱۴۴ قیس بن بجد ✿

ابن طریف بن سحمہ بن عبداللہ بن ہلال بن خلاوہ اشجعی، نبی کریم ﷺ کی نعت میں ان کا ذکر ہے، جس میں وہ بدر کی لڑائی اور بنونفیر کی جلاوطنی کا ذکر کرتے ہیں۔ ابن اسحاق ✿ نے مغازی میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس میں کہتے ہیں:

"تیری زندگی کی قسم! اے قریش! اور قلیب ململم تمہارے لیے عبرت ہے، جب اس صبح خزرجیہ میں تمہاری طرف قصد کر کے آیا، بڑے معزز کے لیے فرمانبردار بن کر روح القدس سے اس کی مدد کی گئی وہ دشمن کو رسوا کرتا ہے، رحمٰن کی طرف سے رسول بن کر حق کا نشان لے کر"۔

یہ ان لوگوں میں سے ہیں، جن کا ذکر کرنے سے ابن سید الناس بے خبر رہے، اور ان کا ذکر شعراء صحابہ کے بارے میں مخصوص کتاب میں کیا ہے باوجودیکہ انہیں سیرت نبویہ کی فطرت کی تحقیق اور اس کے بارے میں ان کی تصانیف ہیں۔

✿ تجرید (۲/۱۷) ✿ الجرح والتعدیل (۷/۹۴) ✿ اسد الغابہ (۴۳۲۱)

✿ السیرۃ النبویۃ (۳/۴۹۱)

۷۱۴۵ قیس بن بکیر ❶

ابن عبید یالیل لیثی ، ان کے بھائیوں ایاس اور عاقل کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے، ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ وہ اور ان کے چار بھائی بدر میں شریک تھے، ابن کلبی اپنے اضافے کے ساتھ منفرد ہیں۔ رشاطی نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ابوعمر نے ان کا ذکر نہیں کیا، نہ ہی ابن فتون نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

مشہور ہے کہ وہ صرف چار تھے: ایاس، خالد، عامر اور عاقل جیسا کہ ایاس کے سوانح میں یہ گزر چکا ہے۔

۷۱۴۶ قیس بن جابر أسدی ❷

بنو اسد بن خزیمہ سے ہیں، ابن اسحاق ❸ نے مہاجرین اولین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۱۴۷ قیس بن جَحدر ❹

ابن ثعلبہ بن عبدرضا بن مالک بن اَبان بن عمرو بن ربیعہ بن جرول بن ثعل بن عمرو بن غوث بن طیٔ، طائی، پھر تغلبی، طرماح شاعر کے دادا ہیں۔ ابن کلبی کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے پاس وہ اور طرماح وفد میں آئے۔ یہ وہی ابن حکیم بن قیس ہیں۔

۷۱۴۸ قیس بن جروہ

ابن غنم بن وائلہ بن عمرو بن عاصم طائی، ابن کلبی کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، ابن فتحون اور ابن اُمین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، قبیصہ بن اسود کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۱۴۹ قیس بن حارث ❺

ابن حذار اسدی، بعض کا قول ہے: حارث بن قیس ہیں، اسی طرح اس میں تردد ہے، دوسرا قول زیادہ بہتر ہے کیونکہ وہ جمہور کا قول ہے۔ پہلے قول پر احمد بن ابراہیم دورقی اور ایک جماعت نے اعتماد کیا ہے۔ دوسرے قول پر امام بخاری، ابن سکن وغیرہ نے اعتماد کیا ہے۔

ابن حبان کا قول ہے: قیس بن حارث اسدی کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ ابن ابی حاتم نے انہی الفاظ میں کہا، فرماتے ہیں: میں اسلام لایا اور میری آٹھ بیویاں تھیں..... (الحدیث) ❻ ان سے حمیضہ بن شمردل نے روایت کیا اھ۔ حارث بن قیس میں حدیث گزر چکی ہے۔

۷۱۵۰ قیس بن حارث غُدانی ❼

جہاد کے بارے میں ان کی حدیث ہے، ابن عساکر نے بحوالہ حاکم ذکر کیا ہے کہ وہ عمر رسیدہ صحابی تھے، احتمال ہے کہ وہ بعد

---

❶ تجرید (۱۸/۲) ❷ تجرید (۱۸/۲) ❸ السیرۃ النبویۃ (۸۸/۲)

❹ اسد الغابہ (۴۳۲۵) استیعاب (۲۱۴۷) تجرید (۱۸/۲) ❺ استیعاب (۲۱۴۸) تجرید (۱۸/۲)

❻ ابو داؤد (۲۲۴۱) ابن ماجہ (۱۹۵۲) ❼ تجرید (۱۹/۲)

والے ہوں کیونکہ بنوغدانہ تمیم کی شاخ ہے۔

۷۱۵۱ قیس بن حارث[1] بن عدی

ابن جشم بن مجدعہ بن حارثہ انصاری، براء بن عازب کے چچا ہیں۔ ابوعمر[1] نے ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں یمامہ کے دن شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: ابن شاہین نے بحوالہ محمد بن ابراہیم، اپنے راویوں سے ان کا ذکر کیا ہے، ابوعمر نے یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ یمامہ میں شہید ہوئے، بعض کا قول ہے: وہ اُحد میں شہید ہوئے، قیس بن مُحرّث میں ان کے بارے میں آئے گا۔

۷۱۵۲ (ز) قیس بن حارث بن یزید

بن شبل بن حبان، ابن اسحاق[1] نے وفد بنوتمیم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عطارد بن حاجب کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ ابن سعد[1] نے بحوالہ واقدی ذکر کیا ہے کہ مقنع تمیمی کے چچازاد ہیں، اسی طرح بغوی نے ابن سعد کے حوالے سے نقل کیا ہے، لیکن انہیں بقیس بن حارث کے ساتھ ملا دیا ہے، جو اس حدیث کے راوی ہیں: ''اللہ تعالیٰ محافظوں کے محافظ پر رحم کرے''۔ میرے خیال میں یہ کوئی اور ہیں۔

۷۱۵۳ (ز) قیس بن حارث[5]

بنوتمیم سے ہیں، بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق سعید بن عبدالرحمٰن مسنداً ذکر کیا ہے کہ مجھ سے صالح بن محمد نے بحوالہ قیس بن حارث نقل کیا ہے کہ انہوں نے انہیں بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ محافظوں کے محافظ پر رحم کرے''۔[1] میرا خیال ہے کہ وہ تابعی ہیں، آخری قسم میں ان شاء اللہ تعالیٰ دوبارہ ان کا ذکر ہوگا۔ ہم نے مذکورہ حدیث حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کی ہے جو ان کی روایت سے میرے ہاں بحوالہ صالح بن محمد ہے۔ فرماتے ہیں: عن عمر، عن عقبہ بن عامر، اسی طرح اسے اسد بن موسیٰ نے بحوالہ دراوردی روایت کیا ہے، وہ محفوظ روایت ہے۔ ابن عساکر نے مذکورہ حدیث قیس بن حارث غامدی مذحجی کے سوانح میں جو سلمان اور ابوسعید سے روایت کرتے ہیں، اس میں بعد ہے۔ بغوی کی روایت میں ان قیس بن حارث کا نسب نہیں ہے۔

۷۱۵۴ قیس بن ابی حازم[6]

زمخشری نے ربیع الابرار میں کہا ہے کہ وہ اعرابی ہیں جو نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہیں بخار تھا، اس نے کہا: بوڑھے شخص کو تیز بخار ہے کہ جو اسے قبروں کی زیارت کرا رہا ہے۔

یہ حدیث صحیح میں ہے اس میں اس کا نام نہیں ہے، اسے بخاری نے حدیث ابن عباس سے نقل کیا ہے، طبرانی نے اسے حدیث شُرحبیل سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے ہمارے پاس ایک اعرابی آیا اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ!

---

[1] استیعاب (۲۱۴۹) تجرید (۱۹/۲) [1] استیعاب (۳۴۶/۳) [1] السیرۃ النبویۃ (۱۵۸/۴) [1] طبقات الکبریٰ (۴۳۱۷)

[5] اسد الغابہ (۴۳۲۸) [1] ابن ماجہ (۲۷۶۹) سنن دارمی (۲۰۳/۲) السنن کبریٰ (۱۴۹/۹)

[6] اسد الغابۃ (ت: ۴۳۳۱) الاستیعاب (ت: ۲۱۵۰) تجرید اسماء الصحابۃ (۱۹/۲)

بوڑھے شخص کو تیز بخار ہے جو اسے قبریں دکھا رہا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کفارہ یا پاکیزگی ہے''۔ اس نے اپنی بات دہرائی، دوبارہ پھر یہی کہا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم نہ مانو تو جیسا تم کہتے ہو ویسا ہی ہے۔ اللہ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ ہو کر رہنے والا ہے''۔ فرماتے ہیں: شام تک وہ شخص فوت ہو گیا۔ [1]

میں کہتا ہوں: اگر زمخشری کا قول ثابت ہے تو وہ قیس بن ابو حازم بجلی جو مشہور تابعی ہیں، کے علاوہ ہیں جن کا ذکر آگے قسم ثانی اور ثالث میں آ رہا ہے۔

۴۱۵۵ قیس بن حازم منقریؓ [2]

ابو موسیٰ کا قول ہے: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بقول بعض ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۱۵۶ قیس بن حذافہ [3]

ابن قیس بن عدی بن سعید بن سہم قرشی سہمی۔ ابن اسحاق [4] نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اسی طرح واقدی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اس کے بعد مکہ آ گئے، پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ ابو نعیم نے بطریق ابراہیم بن سعدہ بحوالہ محمد بن اسحاق نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: قیس بن حذافہ اور قیس بن عبداللہ نے حبشہ کی طرف دوسری مرتبہ ہجرت کی۔

۴۱۵۷ قیس بن جریر [5]

ابن عمرو بن جعد بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن انصاری۔ اُحد میں شریک ہوئے اور یمامہ میں شہادت پائی۔ یہ عدوی کا قول ہے، فرماتے ہیں: وہ ابو عبید کے بھائی ہیں۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۱۵۸ (ز) قیس بن حذیم

ابن جرثومہ نہدی، سیف اور طبری نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے انہیں فتح قادسیہ میں بنو نہد کی پیادہ فوج کا امیر بنایا۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

کئی مرتبہ پہلے گزر چکا ہے کہ فتوح کے زمانے میں وہ صرف صحابہ کو امیر بناتے تھے۔

۴۱۵۹ قیس بن حسحاس [6]

بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ بخاری نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کا ان لوگوں میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی، اسے ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: ان کے بھائی عبداللہ بن خشخاش کے سوانح میں ان کی حدیث گزر چکی ہے کہ وہ نقطوں کے ساتھ ہے۔

---

[1] المعجم الکبیر (۳۰۶/۷) مجمع الزوائد (۳۸۳۳) [2] اسد الغابہ (۴۳۳۲) تجرید (۱۹/۲)

[3] اسد الغابہ (۴۳۳۳) استیعاب (۱۲۵۱) تجرید (۱۹/۲) [4] السیرۃ النبویۃ (۲۵۹/۱)

[5] تجرید (۱۹/۲) [6] اسد الغابہ (۴۳۳۷) استیعاب (۲۱۵۴) تجرید (۱۹/۲)

ابن شاہین نے بغیر نقطوں کے اس کا ذکر کیا ہے، ابن حبان کا قول ہے، بعض نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۷۱۶۰ قیس بن حصین

ابن قیس بن عمرو جعدی، نابغہ کے نام سے مشہور ہے، اسی طرح ابن قانع نے ان کا نسب بیان کیا ہے، کنیتوں میں ان کے سوانح آئیں گے۔

۷۱۶۱ قیس بن حصین [1]

ابن یزید بن شداد بن قنان، ذی النصرۃ مازنی، نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، یہ ابن اسحاق [2] کا قول ہے۔

ابن حبان اور دارقطنی کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ وہ مذحج سے ہیں۔ ابن شاہین نے بطریق مدائنی، بحوالہ ابوریحانہ وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: بنوحارث اسلام لائے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں وفد کی صورت میں بھیجا، ان میں قیس بن حصین بن ذی الغصۃ، یزید بن عبدالمدان، عبداللہ بن عبدالمدان، شداد بن عبداللہ، عبداللہ بن قراد، یزید بن محجل، عمرو ابن عبداللہ ہیں، فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے: جب وہ وفد میں آئے اور حق کی گواہی دی، نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''جس چیز سے تم لوگوں پر غالب آتے ہو اور انہیں دباتے ہو؟'' انہوں نے کہا:

''ہم اتنے کم نہیں کہ ذلیل ہوں، نہ اتنے زیادہ ہیں کہ آپس میں حسد کریں اور پھر ایک دوسرے کی مدد چھوڑ دیں، ہم اکٹھے رہتے ہیں، جدا جدا نہیں ہیں، ہم کسی پر ظلم کی ابتدا نہیں کرتے، تکلیف کے وقت صبر کرتے ہیں''۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے سچ کہا''۔

ابن اسحاق [3] نے مغازی میں اس سیاق کے بغیر ان کا ذکر کیا ہے، جیسا کہ یزید بن عبدالمدان کے سوانح میں آئے گا۔

ابن کلبی کا قول ہے: قیس کے والد حصین، بنوحارث کے سو (۱۰۰) سال تک سردار رہے، ان کے چار بیٹے تھے، انہیں فوارس اُرباع کہا جاتا تھا، وہ لوگ جب جنگ میں شریک ہوتے تھے، ہر ایک چوتھائی جنگ اپنے حصے میں لے لیتے تھے۔ جب قیس وفد میں آئے تو نبی کریم ﷺ نے اپنی قوم پر سرداری کی تحریر لکھ کر دی۔

۷۱۶۲ قیس بن خارجہ [4]

بغوی، باوردی اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہم نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی کا قول ہے: مجھے معلوم نہیں کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے یا نہیں۔ انہوں نے اور مطین وغیرہ نے بطریق بقیہ، بحوالہ قیس بن خارجہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے لایعنی باتوں سے روکا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (٤٣٣٤) استیعاب (٢١٥٢) تجرید (١٩/٢) [2] السیرۃ النبویۃ (١٨٣/٤)
[3] السیرۃ النبویۃ (١٨٣/٤) [4] اسد الغابہ (٤٣٣٥) تجرید (١٩/٢)

۷۱۶۳ قیس بن خالد رازی [1]

واقدی کا قول ہے: عقبی، بدری ہیں۔ اسی طرح تجرید میں ہے۔

۷۱۶۴ قیس بن خرشہ قیس [2]

بنو قیس بن ثعلبہ سے ہیں، طبرانی اور کئی ایک نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر [3] کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں بطریق حرملہ بن عمران نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے یزید بن ابی حبیب کو محمد بن یزید بن زیاد ثقفی سے بیان کرتے سنا کہ قیس بن خرشہ اور کعب ذوالکتابین اکٹھے روانہ ہو کر صفین پہنچے۔ کعب تھوڑی دیر ٹھہر کر کہنے لگے: لا إلٰہ الا اللہ اس جگہ مسلمانوں کا اتنا خون بہایا جائے گا جتنا کسی اور جگہ نہیں بہایا گیا..... (حدیث) تو محمد بن یزید نے کہا: قیس بن خرشہ کون ہیں؟ تو قیس کا ایک شخص ان سے کہنے لگا: کیا آپ انہیں نہیں جانتے؟ وہ تو آپ کے علاقے کے ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: قیس بن خرشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔ انہوں نے کہا: میں اس پہ جو آپ لے کر آئے اور ہمیشہ حق کہنے پر بیعت کرتا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: شاید تم پہ ایسا شخص مامور ہو جائے جس کی موجودگی میں تم حق کو قائم نہ رکھ سکو۔ تو قیس نے کہا: میں آپ سے جس چیز پہ بیعت کر رہا ہوں، اللہ کی قسم! اسے ضرور پورا کروں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تب تمہیں کوئی شے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

فرماتے ہیں: حضرت قیس، زیاد اور اس کے بیٹے عبداللہ کو برا کہتے تھے۔ اس نے ان کی طرف عبیداللہ کو بھیجا، اس نے کہا: کیا تم وہی ہو جو دعویٰ کرتے ہو کہ وہ تمہیں کچھ نقصان نہیں دے سکتا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! آج تم ضرور جان لو گے کہ تم جھوٹ کہتے ہو، سزا دینے والے کو میرے پاس لاؤ۔ فرماتے ہیں: حضرت قیس گر پڑے اور وفات پا گئے۔ [4]

اس کے راوی ثقات ہیں، لیکن سند منقطع ہے اور ایک شخص کا نام نہیں لیا گیا۔

اسے ابن عبدالبر نے مذکورہ طریق سے نقل کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے: حضرت قیس رضی اللہ عنہ غصے ہوئے، پھر فرمایا: اے ابو اسحٰق! تمہیں کیا معلوم؟ یہ وہ غیب ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ خاص کیا ہے۔ کعب فرماتے ہیں: زمین میں جو چیز بھی ہے، وہ تورات میں لکھی ہوئی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا ہے۔

محمد بن یزید فرماتے ہیں: قیس کون ہے؟ پھر ان کا ذکر کیا۔ اس میں ہے: عبیداللہ بن زیاد کو یہ بات معلوم ہوئی تو ان کی طرف پیغام بھیجا اور کہا: کیا تم وہی ہو جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتاؤں کہ کون جھوٹ گھڑتا ہے، اس نے کہا: وہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: جس نے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل ترک کر دیا، اس نے کہا: ”وہ کون ہے؟“ انہوں نے فرمایا: تو اور تیرا باپ اور جس نے تم دونوں کو امیر بنایا، پھر باقی حدیث ذکر کی۔

---

[1] تجرید (۱۹/۲) [2] اسد الغابہ (۴۳۳۶) استیعاب (۲۱۵۳) تجرید (۱۹/۲) [3] استیعاب (۳۴۸/۳)

[4] المعجم الکبیر (۸۷۸/۱۸) مجمع الزوائد (۲۶۵/۷) جامع المسانید (۴۲۴/۱۰)

۷۱۶۵ قیس بن خشخاش

نقطوں کے ساتھ، بے نقط گزر چکا ہے۔

۷۱۶۶ قیس بن خلیفہ طرائفی

زید الخیل کے ساتھ وفد میں آئے، قبیصہ بن اسود کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۱۶۷ قیس بن دینار[1]

بعض کا قول ہے: وہ عدی بن ثابت کے دادا کا نام ہے، جنہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا۔

۷۱۶۸ (ز) قیس بن ربیع انصاری

مبرد[2] نے کامل میں بغیر اسناد ذکر کیا ہے۔ یہ بدر میں شریک ہونے والوں میں سے ہیں۔ انہوں نے ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان کی طرف تلوار پھینکی اور کہا: اسے لے لو، یہ اچھی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سنا تو فرمایا: ''اگر تم نے صحیح جنگ لڑی ہے تو تمہارے ساتھ سماک بن خرشہ، سہل بن حنیف، حارث بن صمہ، قیس بن ربیع نے بھی اچھی جنگ لڑی ہے''۔[3]

یہ سب لوگ انصار میں سے ہیں۔ حدیث کو نقل کیا ہے، اس میں قیس بن ربیع کا ذکر نہیں ہے۔

۷۱۶۹ قیس بن ربیع[4]

دوسرے ہیں۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے، اور ان کے طریق سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ ایسا لگتا ہے وہ موضوع ہے۔ پھر بطریق علی بن موسیٰ رضی اللہ عنہ، ان کے آباؤ اجداد سے، ایک کے بعد ایک، یہاں تک کہ سند حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز عرب کے قبیلوں میں سے ذوی اضغان کے پاس بھیجی، تاکہ ان کے فقراء میں تقسیم کی جائے۔ ان میں ایک بہت بوڑھا قیس بن ربیع نامی شخص تھا، انہوں نے اسے تھوڑا دیا تو وہ ناراض ہوا اور ہجو کی، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس معذرت کرنے کے لیے آیا، اس نے یہ شعر کہے: ؏

''ذوی اضغان کے قبیلے کے دل آپ کے اچھے سلام کو برا بھلا کہتے ہیں، لوگوں میں فساد اور چغل خوری کی اصلاح کر دی جاتی ہے کیونکہ جس چیز کا سننا آپ کے لیے باعث اذیت ہے، وہ بات انہوں نے کہی، آپ کی عدم موجودگی میں وہ نہیں کی گئی''۔[5]

فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اچھے طریقے سے معذرت کرنے سے خوش ہوئے اور ان سے فرمایا: ''اے قیس! یوں نہ کہو''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جو شخص کسی غم زدہ کی، خواہ وہ جھوٹا ہو یا سچا معذرت قبول نہ کرے وہ

---

[1] اسد الغابہ (۴۳۷۸) تجرید (۱۹/۲) [2] الکامل (۳۷۷/۳) [3] مستدرک حاکم (۲۴/۳)

[4] اسد الغابہ (۴۳۴۰) تجرید (۱۹/۲) [5] اسد الغابہ (۴۹۵/۳)

حوض پہ پینے کے لیے نہیں آئے گا''۔

ابن اثیر نے ✿ اس میں بھی عجیب بات کی ہے، انہوں نے حیی ذوالاضغان قبیلے کا نام بنا دیا ہے اور اشعار کا مطلب ظاہر ہے کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔

میں کہتا ہوں: حدیث کی اتنی مقدار مذکور ہے، وہ ان کا ایک قول ہے: انہیں حیی بن اضغان کہا جاتا ہے، یہ جملہ اس شیخ کا کلام ہے جس نے ان اشعار کو کہا ہے۔ جس کسی کو اس سے حسد ہونے کا یقین ہو تو اسے چاہیے کہ جو شخص اس سے ڈرتا ہے، اسے سلام کرے اور اسے اچھے کلمات سے جواب دے، تو یہ بات ختم ہو جائے گی۔ رہا اصل واقعہ تو احتمال ہے، صاحب الجد والھزل نے ذکر کیا ہے، وہ جعفر بن شاذان ہیں کہ عامر بن اُزور جو ضرار بن ازور کے بھائی ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے انہیں شعر سنانے کو کہا، انہوں نے یہ اشعار سنائے۔

اہل سیر نے وفد بنو اسد بن خزیمہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرمی بن عامر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اشعار سنائے۔ مذکورہ اشعار کے شروع میں یہ ہے: ع

''اگر وہ ناپسندیدگی کے باوجود فساد انگیزی کریں تو ان سے درگزر کریں، اگر وہ آپ سے کوئی بات چھپائیں تو آپ نہ پوچھیے''۔

مرزبانی نے یہ اشعار علاء بن حضرمی کے نقل کیے ہیں، اور یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان سے سنا تو فرمایا: ''بعض باتوں میں جادو کا سا اثر ہوتا ہے''۔

۷۱۷۰ قیس بن رفاعہ واقفی ✿

بنو واقف بن امرئ القیس بن مالک بن روس انصاری سے ہیں۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: اسلام لائے، کانے تھے، ان کا شعر نقل کیا ہے: ع

''میں اپنی طرف سے تم لوگوں کو ڈرانے والا ہوں تاکہ روکنے اور ڈرانے پر مجھے ملامت نہ کی جائے، جو میری آگ میں کسی گناہ اور جرم کے بغیر داخل ہوگا وہ کریم کی آگ میں جو دھوکا نہیں دیتا داخل ہوگا''۔

۷۱۷۱ قیس بن رفاعہ

ابن مہبد بن عامر بن عائش بن نمیر انصاری، عدوی نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: شاعر تھے، اسلام کا زمانہ پایا، اسلام لائے۔ ابن اثیر ✿ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: عرب کے شعراء میں سے تھے۔ ✿

میں کہتا ہوں: احتمال ہے کہ وہ پہلے والے ہوں، ان کے دادا کا نام لکھنے میں اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے: بنون۔ بعض نے کہا: بہاء۔

✿ اسد الغابہ (۴۹۵/۳) ✿ اسد الغابہ (۴۳۴۱) ✿ تجرید (۲۰/۲) ✿ اسد الغابہ (۴۳۴۱)

۷۱۷۲ قیس بن زید بن حیی

بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن ذبیان بن عوف بن أنمار، ابن کلبی کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، سردار تھے، نبی کریم ﷺ نے انہیں بنوسعد بن مالک پر جھنڈا باندھ کر دیا، اسی طرح طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے، ابن فتحون اور ابن امین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۱۷۳ (ز) قیس بن زید بن عامر

بن سواد بن کعب بن ظفر انصاری ظفری، انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ یہ ابوعمر کا قول ہے۔

۷۱۷۴ قیس بن زید بن جبار

جذامی ہیں، نائل بن قیس شامی کے والد ہیں۔ بعض کا قول ہے: قیس اغر ہیں۔ ابن سکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: قیس بن عامر، بعض کا قول ہے: قیس بن زید، صحابی ہیں۔

بخاری اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہما کا قول ہے: قیس جذامی ہیں، انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ بخاری اور بغوی نے بطریق کثیر ابن مرہ، بحوالہ قیس جذامی جنہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے، اسے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہید کو چھ خصلتیں عطا ہوں گی....''۔ (الحدیث)

ابن ابی حاتم کی کتاب میں ہے: قیس جذامی، انہیں شرفِ صحابیت حاصل نہیں۔ ان سے عقبہ بن عامر وغیرہ نے روایت کی، ان سے کثیر بن مرہ وغیرہ نے روایت کیا میں نے ایک نسخے میں لکھا ہوا دیکھا: انہیں شرفِ صحابیت حاصل نہیں۔ واللہ اعلم

ابوالحسن نے فرمایا: احمد بن عمیر بن جوصاء حافظ فرماتے ہیں کہ ہم سے منصور بن ولید بن سلمہ بن یحییٰ نے بحوالہ قیس بن زید ابن جبار جذامی نقل کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد میں آئے، آپ ﷺ نے انہیں بستی پر امیر بنایا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس بنوسعد کے صدقات تین مرتبہ لے کر گئے۔ قیس فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے سامنے بٹھایا، میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے دعا کی، فرمایا: ''اے قیس! اللہ تمہیں برکت دے''۔ پھر فرمایا: ''تم ابوطفیل ہو''۔ قیس کی جب وفات ہوئی تو وہ سو (۱۰۰) سال کے تھے، ان کے سر کے بال سفید تھے، جن بالوں پر آپ ﷺ نے دست مبارک پھیرا تھا وہ بال سیاہ تھے۔ اسی وجہ سے انہیں قیس اغرّ کہا جاتا تھا۔

اسے ابن مندہ نے بحوالہ احسن، عن احمد بن عمیر، عن ابیہ طویل نقل کیا ہے۔ اسے ابوعلی بن سکن نے بحوالہ ابن جوصاء اختصار کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ طبقہ اہل فتح میں فرماتے ہیں: قیس بن زید بن جبار بن امرئ القیس ابن ثعلبہ بن حبیب، جذام تک ان کا نسب بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں: سردار ہیں، نبی کریم ﷺ نے جب وہ وفد میں آئے، اپنی قوم کی سرداری کا جھنڈا باندھ کر دیا، ان کے بیٹے نائل شام میں جذام کے سردار تھے۔

میں کہتا ہوں: جہاں تک مجھے لگتا ہے کہ وہ قیس جذامی کے علاوہ ہیں، احمد اور نسائی رحمۃ اللہ علیہما نے جن کی حدیث نقل کی ہے۔

تجرید (۲/۲۰) اسد الغابہ (۴۳۴۵) استیعاب (۲۱۵۵) استیعاب (۳/۳۴۹) اسد الغابہ (۴۳۴۴)

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان کا قول ہے: شام میں رہائش پذیر تھے، ان کے ہاں ان کی حدیث ہے۔

۷۱۷۵ قیس بن زید

بنوضبیعہ سے ہیں، اُحد میں شہید ہوئے، ابن اسحاق [1] نے سیرت کبریٰ میں ذکر کیا ہے کہ حارث بن سوید منافق تھا، وہ غزوہ اُحد میں مسلمانوں کے ساتھ نکلا، جب لوگوں کا آمنا سامنا ہوا تو اس نے مجذّر بن زیاد بلوی اور قیس بن زید جو بنوضبیعہ میں سے ہیں، ان پر حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا اور مکہ چلا گیا، پھر قصہ نقل کیا۔

اسی طرح مکی قیروانی نے ہدایہ کی تفسیر میں ان کا ذکر کیا ہے، لیکن ابن اسحاق کا حوالہ نہیں دیا، نہ کسی اور کی طرف نسبت کی، ابن ہشام نے تہذیب السیرۃ میں اس سے انکار کیا ہے کہ حضرت قیس بن زید کو حارث نے قتل کیا، اس پر دلیل یہ ہے کہ ابن اسحاق نے قیس بن زید کا اُحد میں شہید ہونے والوں میں ذکر نہیں کیا، وہ عجیب استدراک ہے، احتمال ہے کہ ان کا ان لوگوں میں ذکر رہ گیا ہے، یا کفار کے ہاتھوں شہید ہونے والوں کے ذکر کو مختصر کیا ہے، یہ دھوکے سے اس شخص کے ہاتھوں شہید ہوئے جس نے اسلام کا اظہار کیا تھا، اصل قصہ نزول آیت کے بارے میں ہے، اسے نسائی نے صحیح سند سے بحوالہ ابن عباس نقل کیا ہے، لیکن اس میں قیس بن زید کا نام نہیں لیا۔ واللہ اعلم

۷۱۷۶ قیس بن زید [2]

بعض کا قول ہے: ابن یزید جھنی، طبرانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، بطریق جریر بن ایوب، جو ضعیف راوی ہیں۔ بحوالہٗ قیس بن زید جھنی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے نفل روزہ رکھا، جنت میں اس کے لیے کھجور کا درخت اگایا جائے گا، جس کا پھل انار سے چھوٹا اور سیب سے نرم ہوگا...." (الحدیث) [3]

۷۱۷۷ قیس بن سائب [4]

ابن عویمر بن عائذ بن عمران بن مخزوم، بعض کا قول ہے: ان کے نسب میں عمران کے بجائے عبداللہ بن عمر ہے۔ ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کی والدہ رائطہ بنت وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم ہیں۔

ابن سعد کا قول ہے: ان کی والدہ حسّانۃ خزاعیہ ہیں، مجاہد کا قول ہے: میں نے قیس بن سائب کو فرماتے ہوئے سنا: رمضان کے مہینے میں آدمی فدیہ دیتا ہے، اس میں ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلاتا ہے، میری طرف سے ہر روز ایک مسکین کو ایک صاع دو۔

قیس کا قول ہے: جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے شریک تھے، وہ اچھے شریک تھے، لڑتے جھگڑتے نہیں تھے۔ [5]

اسے بغوی اور حسن بن سفیان وغیرہ نے بطریق محمد بن مسلم طائفی، بحوالہ مجاہد نقل کیا ہے۔

اس ابوبشر دولابی نے کنیتوں میں اس طریق سے نقل کیا ہے، لیکن فرماتے ہیں: ابوقیس بن سائب، اسی طرح ان کے ہاں

---

[1] السیرۃ النبویۃ (۱۲۴/۲) [2] اسد الغابہ (۴۳۴۲) تجرید (۲۰/۲)

[3] المعجم الکبیر (۳۶۵/۱۸) مجمع الزوائد (۱۸۳/۳) جامع المسانید والسنن (۴۶۵/۱۰)

[4] اسد الغابہ (۴۳۴۶) استیعاب (۲۱۵۷) تجرید (۲۰/۲) [5] المعجم الکبیر (۳۶۳/۱۸)

ہے، قیس بن سائب زیادہ صحیح ہے۔ ابن ابی خیثمہ کا قول ہے: اصحاب مجاہد نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ابراہیم بن میسرہ، جو پہلے گزر چکا ہے اس کا ذکر کیا، ابراہیم بن مہاجر، بحوالہ سائب فرماتے ہیں: اعمش کا قول ہے: عنہ، عن عبداللہ بن سائب، فرماتے ہیں: صحیح وہی ہے جو ابراہیم بن میسرہ نے کہا۔

ابن ابی حاتم نے علل میں بحوالہ اپنے والد، ابراہیم بن میسرہ اور اعمش کے روایت بیان کی ہے، فرماتے ہیں: سلیمان نے بحوالہ مجاہد فرمایا: سائب بن ابوسائب تھے۔ ابوحاتم کا قول ہے: قیس بن سائب میرے خیال میں وہ عبداللہ بن سائب کے بھائی ہیں، عبداللہ بن سائب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جوان تھے۔

میں کہتا ہوں: شریک ہونے میں کیا صحیح ہے؟ فرماتے ہیں: ان کے بیٹے کا شریک ہونا زیادہ صحیح ہے۔

ابن شاہین نے بطریق مسلم اعور، بحوالہ قیس بن سائب نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان پر روشنی چھا جاتی تو فجر کی نماز پڑھتے تھے اور زوال کے بعد ظہر کی نماز پڑھتے..... (الحدیث) مسلم اعور ضعیف ہے۔ عبیداللہ بن ابی زیاد نے بحوالہ قیس بن سائب فرمایا: ان کے والدین دودھ بلوتے جب مکھن آ جاتا تو اسے برتن میں ڈالتے پھر کہتے: اسے معبودوں کی طرف لے جاؤ۔ فرماتے ہیں: پھر کتا آتا، دودھ پی جاتا اور مکھن کھالیتا، پھر اپنا پاؤں اٹھاتا اور ان پر پیشاب کر دیتا۔

اسے ابوسہل بن زیاد قطان نے اپنے فوائد کے جزء رابع میں نقل کیا ہے۔ طبرانی [1] نے بطریق یزید بن عیاض اور وہ نہایت کمزور راوی ہے۔ بحوالہ مجاہد نقل کیا ہے کہ قیس بن سائب بوڑھے ہو گئے، یہاں تک کہ ان کی عمر ایک سو ساٹھ (۱۶۰) سال ہو گئی، اور کمزور ہو گئے تو ان کی طرف سے کھانا کھلایا۔

ابن سعد نے بطریق موسیٰ بن ابی کثیر، بحوالہ مجاہد نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ آیت میرے مولیٰ قیس بن سائب کے بارے میں نازل ہوئی ﴿وہ لوگ جو اس کی طاقت نہیں رکھتے ان پہ فدیہ ہے ایک مسکین کا کھانا﴾۔ [2] مفید بن نعمان رافضی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں نقل کیا ہے کہ قیس بن سائب مخزومی ان دو آدمیوں میں سے تھے، جنہیں فتح مکہ کے موقع پر حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے پناہ دی تھی۔

۷۱۷۸ قیس بن سعد بن عبادہ [3]

ابن دلیم انصاری خزرجی، ان کے والد کی سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے، ان کی کنیت میں اختلاف ہے، بعض نے کہا: ابوالفضل، عبداللہ، اور عبدالملک ابن حبان نے ذکر کیا ہے کہ ان کی کنیت ابوالقاسم ہے، ان کی والدہ ان کے والد کی چچازاد ہیں، ان کا نام فکیہہ بنت عبید بن دلیم ہے۔

ابن عیینہ نے بحوالہ عمرو بن دینار فرمایا: قیس صحت مند، خوبصورت اور دراز قد تھے، جب گدھے پر سوار ہوتے تو ان کے پاؤں زمین پر لگتے تھے، واقدی کا قول ہے: سخی، کریم اور بہادر تھے۔

---

[1] المعجم الکبیر (الحدیث: ۳۶۳/۱۸) [2] سورۃ البقرہ الآیۃ (۱۸۴)

[3] اسد الغابہ (۴۳۴۸) استیعاب (۲۱۵۸) تجرید (۲۰/۲)

بغوی نے بطریق ابن شہاب نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت قیس رضی اللہ عنہ کے پاس انصار کا جھنڈا تھا، وہ لوگوں میں سے صاحب رائے تھے، ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے، وہاں انہیں گھر ملا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں آ گیا۔ طبرانی کے مکارم اخلاق میں بطریق عروہ بن زبیر مروی ہے، حضرت سعد بن عبادہ فرماتے تھے: اے اللہ! مجھے مال عطا فرما، کیونکہ ہر کام مال سے درست ہوتا ہے۔ زبیر نے ذکر کیا ہے کہ وہ کھوسا تھے، ان کے چہرے پر داڑھی نہیں تھی۔ فرماتے ہیں: انصار کہتے تھے: ہم چاہتے ہیں کہ قیس بن سعد کے لیے اپنے مالوں سے داڑھی خریدیں، ابوعمر [1] کا قول ہے: اسی طرح شریح اور عبداللہ تھے، ان کے چہروں پر بال نہیں تھے۔

صحیح بخاری میں بحوالہ انس مروی ہے: قیس بن سعد کو نبی کریم ﷺ کے ہاں محافظ کی حیثیت حاصل تھی۔ بخاری نے تاریخ میں بطریق خریم بن اسد نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے قیس بن سعد کو دیکھا، انہوں نے نبی کریم ﷺ کی دس سال خدمت کی تھی، ابوعمر [2] کا قول ہے: جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔ عرب کے بہادر تھے، صاحب رائے، باریک بین، شریف، سخی اور بہادر تھے، وہ بلا مقابلہ اپنی قوم کے صاحب شرفات انسان تھے، ان کے والد اور دادا بھی ایسے تھے۔

صحیح میں بحوالہ جابر، جیش العسرہ کے قصے میں مروی ہے کہ وہ اس لشکر میں تھے۔ وہ اونٹ نحر کرتے اور کھانا کھلاتے یہاں تک کہ اس کی وجہ سے انہیں قرض لینا پڑتا۔ انہیں لشکر کے امیر نے روکا وہ ابوعبیدہ ہیں، بعض طرق میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سخاوت، بیت اللہ والوں کی نشانی ہے''۔ [3]

ہم نے اسے غیلانیات میں روایت کیا ہے، اسے ابن وہب نے بطریق بکر بن سوادہ، بحوالہ ابوحمزہ بن جابر نقل کیا ہے۔

ابن مبارک نے بحوالہ موسیٰ بن ابوموسیٰ نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت قیس بن سعد سے تیس ہزار (۳۰۰۰۰) قرض لیا، جب واپس کیا تو آپ نے لینے سے انکار کیا، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک رہے، نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر ان کے والد سے جھنڈا لیا اور انہیں دے دیا۔

قیس بن سعد نے نبی کریم ﷺ سے اور اپنے والد سے روایت کی۔ ان سے حضرت انس، ثعلبہ بن ابومالک، ابومیسرہ، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عروہ اور دوسرے لوگوں نے روایت کی۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے۔ ان کے ساتھ جنگوں میں رہے۔ انہوں نے انہیں مصر کا گورنر بنایا تھا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے ساتھ ملانا چاہا لیکن وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی رہے، چنانچہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو ملانا چاہا، یہاں تک کہ ان سب نے محمد بن ابی بکر کی ولایت کو بہتر طور پر پیش کیا، تو آپ نے انہیں مصر کا گورنر بنا دیا۔ قیس وہاں سے روانہ ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں شریک ہوئے، پھر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، یہاں تک کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح ہو گئی پھر قیس مدینہ لوٹ آئے، وہیں مقیم ہو گئے۔

ابن عیینہ نے بحوالہ عمرو بن دینار روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: قیس نے فرمایا: اگر اسلام نہ ہوتا تو میں ایسی چال چلتا کہ عرب اس کا جواب دینے کی طاقت نہ رکھتے۔ خلیفہ وغیرہ کا قول ہے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں مدینہ میں وفات

---

[1] استیعاب (۳۵۰/۳) [2] ترمذی (۳۸۵۰) [3] استیعاب (۳۵۰/۳) [4] کنز العمال (۳۳۶۸)

پائی، ابن حبان کا قول ہے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھاگ نکلے۔ فرماتے ہیں، بعض کا قول ہے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں وفات پائی۔

میں کہتا ہوں: حضرت خلیفہ اور ان کی پیروی کرنے والوں کا قول صحیح ہے۔

۷۱۷۹ (ز) قیس بن سعد بن عدس

جعدی، وہ نابغہ ہیں، ابن ابی حاتم نے اسی طرح ان کا نام لیا ہے۔ مسند حسن بن سفیان میں ہے کہ ہم سے سفیان نے بحوالہ قیس بن سعد بن عبداللہ بن جعدہ بن نابغہ بحوالہ جعدہ بیان کیا ہے۔

۷۱۸۰ (ز) قیس بن سعد بن ارقم

ابن نعمان کندی، ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ وہ اور ان کے رشتہ دار عدی بن عمیرہ بن زرارہ بن ارقم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ان کے بیٹے وہ آخری شخص تھے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے کی وجہ سے اہل کوفہ سے ناراض ہو کر کوفہ سے چلے گئے تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کا اکرام کیا۔

۷۱۸۱ (ز) قیس بن سفیان

ابن ہذیل، ان کے والد سفیان کے حالات میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی تو ان کے بارے میں شاعر نے کہا: ؏

''اگر قیس اپنے راستے پہ چل پڑا ہے تو قیس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف کیا ہے، اور سلام پڑھا ہے''۔

۷۱۸۲ قیس بن سکن [1]

ابن زعوراء، بعض کا قول ہے: سکن اور زعوراء کے درمیان ایک اور قیس ہیں، انصاری ہیں، موسیٰ بن عقبہ نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن ابی حاتم کا قول ہے: میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا: وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن جمع کیا ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان لوگوں کے نام میں جنہوں نے قرآن جمع کیا، مروی ہے: ابوزید، انس کا قول ہے: ان کے چچاؤں میں سے ایک ہے، اسے ابونعیم نے مستخرج میں بحوالہ بخاری، ابن حبان، ابن سکن اور ابن مندہ، اس طریق سے نقل کیا ہے جس سے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ ان کا نام قیس بن سکن ہے۔ بنوعدی بن نجار سے تھے، ان کی اولاد نہیں تھی، ہم ان کے وارث ہوئے۔

موسیٰ بن عقبہ نے بھی یوم جسر ابی عبید میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ تابعین میں قیس بن سکن ابوابی، کوفی ہیں جو بحوالہ ابن مسعود اور اشعث، عاشوراء کے روزے کے بارے میں روایت کرتے ہیں، مسلم نے ان کی روایت نقل کی ہے،

---

[1] اسد الغابہ (٤٣٤٩) استیعاب (٢١٥٩) تجرید (٢١/٢)

۷۰ھ کے بعد وفات پا گئے۔

۷۱۸۳ قیس بن سلع [1]

انصاری، بخاری، ابن سکن اور ابن حبان وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی کا قول ہے: مدینہ میں رہائش پذیر تھے۔ ابن حبان کا قول ہے: نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا کی۔ [2] ابوعمر [3] کا قول ہے: بعض کا قول ہے: قیس بن اسلع۔ ابوعمر کا قول ہے: اس کی کچھ حیثیت نہیں۔ [4]

میں کہتا ہوں: یہ ابن ابی حاتم کا قول ہے، ابن فتحون نے اس پر تنبیہ کی ہے کہ ابن ابی حاتم نے حرف الف میں، یاء میں سے قیس نامی لوگوں میں اور حرف سین میں یاء میں سے قیس نامی لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ دونوں میں مروی ہے: انصاری ہیں، دوسرے قول میں ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اس پر تنبیہ نہیں کی کہ وہ پہلے والے ہیں۔

طبرانی اور ابن مندہ نے بطریق ابی عاصم، سعد بن زیاد، بحوالہ نافع مولیٰ حمنہ، انہوں نے قیس بن سلع انصاری سے نقل کیا ہے کہ ان کے بھائی رسول اللہ ﷺ سے ان کے بھائی کا شکوہ کیا، انہوں نے کہا: وہ بہت زیادہ مال صرف کرتے ہیں، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اے قیس! تمہارے بھائیوں کا کیا کہنا ہے، وہ تمہارے بارے میں شکوہ کر رہے ہیں''۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں کھجوروں میں سے اپنا حصہ لے لیتا ہوں اور اسے اللہ کی راہ میں اور اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے قیس! خرچ کرو، اللہ تم پر خرچ کرے گا''۔ [5]

طبرانی کا قول ہے: انہوں نے قیس سے اس سند کے علاوہ روایت نہیں کیا، سعد ابوعاصم اس کے روایت کرنے میں متفرد ہیں، وہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اس طریق سے مختصراً منقول ہے۔

۷۱۸۴ قیس بن سلمہ بن شراحیل [1]

یا شرحبیل بن شیطان بن حارث بن اصہب جعفی۔ ابن اثیر [2] نے ابن امین کی پیروی کرتے ہوئے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ابن کلبی کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے نسب میں ذکر کیا ہے کہ اصہب کا نام عوف بن کعب ابن حارث ہے، فرماتے ہیں: اپنی والدہ ملیکہ کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں، اپنے بھائی سلمہ بن ملیکہ کا مرثیہ کے اشعار نقل کیے ہیں: ع

''کئی رونے والی میرے سامنے اپنا بین کرتی ہیں۔ خبردار! میرے کئی بین تمہارے اردگرد ہیں (اے رونے والی!) تو دیکھ لے، میں نے دیکھا کہ مٹی پاٹنے والا میرے اور اس کے درمیان تھا، اللہ کے لیے میری خوبی ہے۔ اس وقت میرا کیا حال ہوگا''۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۳۵۰) استیعاب (۲۱۶۰) تجرید (۲/۲۱) [2] جامع المسانید والسنن (۱۰/۴۳۷)
[3] استیعاب (۳/۳۵۳) [4] استیعاب (۳/۳۵۳) [5] تاریخ کبیر (۷/۱۴۱) جامع المسانید والسنن (۱۰/۴۳۷)
[1] تجرید اسماء الصحابۃ (۲/۲۰) [2] اسد الغابۃ (۳/۴۹۹)

ان کے دادا شراحیل کی حدیث ان کے چچازاد سلمان بن ثمامہ بن شراحیل کے سوانح میں گزر چکی ہے۔ جب ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا تو ان کی وفات کا ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: وہ ابن ملیکہ بنت حلوانی جعفیہ ہیں، وہ ان کی والدہ ہیں، ان سے ایک روایت ہے۔ ان کے چچا عبداللہ بن شراحیل شاعر تھے۔

۷۱۸۵ (ز) قیس بن سلمه بن یزید ✿

ابن مشجعہ بن مجمع بن مالک جعفی۔ ابن ملیکہ کے نام سے معروف ہیں، انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، یہ ابن کلبی کا قول ہے۔ ابن اثیر ✿ نے بھی اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۱۸۶ قیس بن صرمه ✿

بعض کا قول ہے: صرمہ ابن قیس، بعض کا قول ہے: قیس بن مالک، ابوصرمہ۔ ایک قول ہے: قیس بن انس، ابوصرمہ، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے قیس بن مالک اور قیس بن صرمہ کے درمیان فرق کیا ہے۔ ان دونوں کے بارے میں فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، حرف صاد میں صرمہ بن قیس کی سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۱۸۷ قیس بن صعصعه ✿

ابن وہب بن عدی بن غانم بن غنم بن عدی بن نجار انصاری خزرجی، عدوی کا قول ہے: اُحد میں شریک ہوئے، مالک بن صعصعہ کے بھائی ہیں، حدیث معراج کے راوی ہیں جو صحیحین میں بحوالہ انس، ان سے مروی ہے۔

۷۱۸۸ قیس بن ابی صعصعه ✿

ابوصعصعہ کا نام عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار انصاری ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے عقبہ میں اور بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابواسود نے بحوالہ عروہ ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں لشکر کے ساقہ پر مقرر کیا۔ ابوعبید نے فضائل قرآن میں ان کا ذکر کیا، محمد بن نصر مروزی نے قیام اللیل میں اور طبرانی وغیرہ نے بطریق حبان بن واسع بن حبان عن ابیہ، عن قیس بن ابی صعصعہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ''یارسول اللہ! میں کتنے دنوں میں قرآن ختم کروں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر پندرہ دنوں میں''۔ ✿ فرماتے ہیں: مجھ میں اس سے زیادہ کی طاقت ہے...... (الحدیث)

ابن ابی حاتم نے اس قصے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن فرمایا: قیس بن صعصعہ، صحیح ابن ابی صعصعہ ہے، ابن سکن نے دو طریق سے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: قیس بن صعصعہ، بعض کا قول ہے: ابن ابی صعصعہ، ابن حبان کا قول ہے: قیس بن ابی

✿ اسد الغابہ (٤٣٥١) ✿ اسد الغابہ (٥٠٠/٣)

✿ اسد الغابہ (٤٣٥٤) تجرید (٢١/٢)

✿ استیعاب (٢١٦١) تجرید (٢١/٢)

✿ المعجم الکبیر (٨٧٧/١٨) مجمع الزوائد (٢٦٩/٢) اسد الغابہ (٥٠١/٣)

✿ تجرید (٢١/٢)

صعصعہ، ان کا نام عمرو ہے، عقبہ میں شریک ہوئے، نبی کریم ﷺ نے انہیں مساقہ پر مقرر کیا تھا، ابن سکن کا قول ہے: ان سے حدیث مروی ہے، ابن لہیعہ اس کے نقل کرنے میں متفرد ہیں۔

۷۱۸۹ قیس بن ابی صلت غفاری [1]

ابن سعد اور طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ دونوں کہتے ہیں: غیقہ میں فروکش ہوئے۔ خندق سے مشرکین کے لوٹ جانے کے بعد اسلام لائے، یہ وہی ہیں حارث بن ہشام جب بدر کے دِن بھاگا تو ان کے پاس آیا۔ قیس نے اسے اپنے اونٹ پر سوار کرایا یہاں تک کہ اسے مکہ چھوڑ آئے، پھر دونوں کی اسلام میں سقیا مقام پر ان سے ملاقات ہوئی، تو دونوں نے اسلام کی طرف ہدایت پر اللہ کی تعریف کی دونوں کہنے لگے: ہم نے کئی بار اس راستے میں باطل کے لیے مال ضائع کیا ہے۔

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین کے ہاں مروی ہے: ابوالصلت اسی طرح تجرید میں ہے۔ [2]

۷۱۹۰ قیس بن صیفی [3]

ابن اُسلت، اسلت کا نام عامر بن جُشم بن وائل بن زید بن قیس بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری ہے۔ صیفی، ابوقیس بن اُسلت ہیں، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، فریابی اور ابن ابی حاتم [4] نے بطریق عدی بن ثابت نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ابوقیس بن اسلت وفات پا گئے، انصار کے نیک لوگوں میں سے تھے۔

ان کے بیٹے قیس نے ان کی زوجہ کو نکاح کا پیغام دیا، انہوں نے کہا: میں تمہیں بیٹا سمجھتی ہوں، اور تم اپنی قوم کے نیک لوگوں میں سے ہو، پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور آپ سے اس کا ذکر کیا، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ﴿یعنی جن عورتوں سے تمہارے باپ دادا نے نکاح کیا، ان سے نکاح نہ کرو، سوائے اس کے جو پہلے گزر چکا ہے﴾۔ [5] اس کی سند قیس بن ربیع نے بحوالہ اشعث بن سوار روایت کی ہے، وہ دونوں ضعیف ہیں، اس کے باوجود یہ روایت منقطع ہے۔

حصن بن ابی قیس بن اُسلت کے سوانح میں گزر چکا ہے کہ اپنے والد کی جن زوجہ کے ساتھ ان کا قصہ پیش آیا وہ کبیشہ بنت معن ہیں، اسی طرح ابن کلبی نے ان کا نام لیا ہے، مقاتل نے ان کی مخالفت کی ہے، انہوں نے یہ قصہ قیس کے لیے ذکر کیا ہے۔

ابوالفرج اصبہانی کے ہاں روایت سے یہ وہم ہوتا ہے کہ قیس جاہلیت میں قتل ہوا، انہوں نے ذکر کیا ہے کہ یزید بن مرداس سلمی، عباس ابن مرداس کا بھائی ہے، اس نے قیس بن ابوقیس بن اسلت کو کسی جنگ میں قتل کیا، اس کے چچا زاد عوف بن نعمان بن اسلت نے اس کی دیت کا مطالبہ کیا اور یزید بن مرداس کو موقع پا کر قتل کر دیا، فرماتے ہیں: قیس کے لیے اس کے والد فرماتے ہیں: ؏

''اے قیس! اگرچہ تو ہلاک ہو گیا ہے، پھر بھی تو زندہ ہے۔ تیری مہربانیوں سے فقیر محروم نہیں رہتا''۔

احتمال ہے کہ یہ واقعہ اسلام میں ہوا، اس کے باوجود قیس کی وفات ان کے والد سے پہلے اس کے مقتضاء کے مانع ہے کہ وہ اپنے والد کے بعد زندہ رہے۔ اس سے متعین ہوا کہ ان کے کوئی اور بیٹے ہیں یا ابوقیس کوئی اور ہیں۔

---

[1] تجرید (۲۱/۲) [2] التجرید (۱۲٤) [3] تجرید (۲۱/۲) [4] الجرح والتعدیل (۱۰۰/۷)
[5] سورة النساء الآية (۲۲)

ابن کلبی نے یہ اشعار ابوقیس کے لیے نقل کیے ہیں، لیکن اس کے آخر میں فقیہ کے بجائے عدیم فرماتے ہیں، ابن جریج کی روایت میں بحوالہ یونس مروی ہے کہ یہ واقعہ ابوقیس بن اُسلت کے ساتھ پیش آیا، جو اپنے باپ اسلت کی بیوی کا مالک بن بیٹھا، اس کا نام سمرہ اُمّ عبیداللہ تھا، اسے سیف نے اپنی تفسیر میں اس طریق سے نقل کیا ہے، اسی طرح مستغفری نے بطریق ابن جریج نقل کیا ہے، ابوعمر نے یہ ابوقیس کے سوانح میں ذکر کیا ہے، کنیتوں میں اس کے بارے میں آگے آئے گا۔ ان شاء اللہ

۷۱۹۱ قیس بن ضحاک [1]

ابن جبیرہ، ابوجبیرہ، بغوی کا قول ہے: مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ ان کا نام قیس بن ضحاک ہے۔

۷۱۹۲ قیس بن طخفہ [2]

بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مدینہ میں رہائش پذیر ہوئے، ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے: قیس بن طھفہ، ان سے ان کے بیٹے یعیش نے روایت کی۔

میں کہتا ہوں: طخفہ بن قیس کے سوانح میں اس کے بارے میں اختلاف گزر چکا ہے۔

۷۱۹۳ قیس بن طریف [3]

نبی کریم ﷺ کی بدر کے دِن کے بارے میں تعریف کی، اسی طرح تجرید [4] میں ہے، ابن ہشام نے ان کا قصہ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: قیس بن طریف اشجعی، نبی کریم ﷺ کی تعریف کرتے ہیں اور بنی نضیر کی جلاوطنی کا ذکر کرتے ہیں: ع

''وہ ایسے نبی ہیں جن پر اللہ کی طرف سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ ان سے اندازے سے غیب کی کسی بات کا سوال مت کرو، میری زندگی کی قسم اے قریش! تمہارے لیے قلیب ململم میں بڑی عبرت ہے وہ رحمٰن کی طرف سے رسول ہیں جو اس کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کی شریعت والے ہیں، حق نے کوئی نقاب نہیں اوڑھا ہوا''۔

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۱۹۴ قیس بن عاصم [5]

ابن اسید بن جعونہ بن حارث بن عامر بن نمیر بن عامر بن صعصعہ نمیری، ابن کلبی کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، آپ نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ''اے اللہ! انہیں اور ان کے ساتھیوں میں برکت دے''۔ [6] ابوعبید اور طبری نے ان کا اسی طرح ذکر کیا ہے، قرہ بن دعموص کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، یزید بن نمیر کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔ ابن کلبی کا قول ہے: ان کے بارے میں شاعر کہتے ہیں: ع

---

[1] تجرید (۲/۲۱) [2] تجرید (۲/۲۱) [3] تجرید (۲/۲۱) [4] تجرید (۱۲٤)

[5] اسد الغابہ (٤٣٦٣) تجرید (۲/۲۲) [6] اسد الغابہ (۳/۵۰۲)

''اے لوگوں میں سے بہترین انسان کے بیٹے قیس بن عاصم! میں تم تک بڑے کام سے مشقت اٹھا کر تکلیف زدہ ہو کر آیا ہوں''۔ [1]

۷۱۹۵ قیس بن عاصم [2]

ابن سنان بن منقر بن خالد بن عبید بن مقاعس، ان کا نام حارث بن عمرو بن لعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم تمیمی منقری ہے، ان کی کنیت ابوعلی تھی۔ ابن عبدالبر نے بیان کیا ہے کہ ان کی کنیت ابوطلحہ ہے اور ابوقبیصہ ہے، پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔ اس پر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ابن ابی حاتم نے اعتماد کیا ہے کہ وہ ابوطلحہ ہے، ابن سعد [3] کا قول ہے: انہوں نے جاہلیت میں شراب کو حرام کر لیا تھا، پھر وفد بنوتمیم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، پھر اسلام لے آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ خیمے والوں کا سردار ہے''۔ [4] وہ سردار، سخی تھے، پھر حسن سند سے جسے وہ حسن تک لے گئے ہیں، بحوالہ قیس بن عاصم نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، جب میں آپ کے قریب ہوا، فرماتے ہیں: ''یہ خیمے والوں کا سردار ہے....''۔ پھر حدیث ذکر کی۔

اس میں ہے: انہوں نے قیس سے کہا: ''تم دودھ دینے والے جانور تحفے میں کیسے دیتے ہو؟'' قیس نے عرض کیا: میں ہر سال سو (۱۰۰) دودھ دینے والے جانور تحفے میں دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم عاریت پر کیسے دیتے ہو؟'' پھر حدیث ذکر کی۔ اس کے آخر میں ہے: قیس نے فرمایا: اگر میں زندہ رہا تو ان کی تھوڑی تعداد اپنے پاس چھوڑوں گا۔ حسن کا قول ہے: اللہ کی قسم! انہوں نے ایسا ہی کیا، پھر ان کی وصیت کا ذکر کیا۔ ابن سکن کا قول ہے: عقلمند بردبار تھے، ان کی اقتداء کی جاتی تھی۔

ابوعمر کا قول ہے: احنف سے کہا گیا: آپ نے بردباری کہاں سے سیکھی؟ فرماتے ہیں: قیس بن عاصم سے، میں نے انہیں ایک دن کمر اور پنڈلیوں سے پٹکا باندھ کر بیٹھے ہوئے دیکھا، ان کے پاس ایک بندھا ہوا اور دوسرا مقتول شخص لایا گیا، کہا گیا: یہ آپ کا بھتیجا ہے، اس نے آپ کے بیٹے کو قتل کیا ہے، وہ اپنے بھتیجے کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے بھتیجے! تم نے برا کیا، اپنے رب کے گنہگار ہوئے، قطع رحمی کی، اپنے حصے کو ختم کر دیا، پھر اپنے دوسرے بیٹے سے کہا: اے بیٹے! کھڑے ہو، اپنے بھائی کو دفن کرو، اپنے چچازاد کی مشکیں کھولو اور اس کی ماں کی طرف اس کے بیٹے کی دیت کے سو (۱۰۰) اونٹ لے جاؤ، وہ مسافر ہے۔

زبیر نے موفقیات میں بحوالہ عبداللہ بن مصعب ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قیس بن عاصم سے کہا: تمہیں لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے پہ کس چیز نے آمادہ کیا؟ وہ پہلا شخص تھا جس نے لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا تھا، انہوں نے کہا: مجھے یہ خوف ہوا کہ غیر میں ان کی شادی نہ ہو جائے، انہوں نے کہا: اپنا حال بیان کرو، انہوں نے کہا: جاہلیت میں مَیں نے کوئی ملامت کا کام نہیں کیا، نہ ہی مجھ پر کوئی تہمت لگی۔ میں ہمیشہ حملہ آور شہسواروں میں، خاندان کی مجلسوں میں اور مجرموں کی حمایت میں رہتا تھا۔ رہا اسلام میں میرا حال تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اپنی پاکی بیان نہ کرو﴾ [5] حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ بات اچھی لگی۔

[1] اسد الغابہ (۵۰۲/۳) [2] اسد الغابہ (۴۳٦۴) تجرید (۲۲/۲) [3] طبقات الکبریٰ (۲۳/۷)
[4] نسائی (۱۸۵۰) مستدرک حاکم (٦۱۲/۳) مسند احمد (۸۲/۵) معجم الکبیر (۸۷۰/۱۸) مجمع الزوائد (۱۰۸/۳)
[5] سورۃ النجم الآیۃ (۳۲)

حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث روایت کیں، ان سے ان کے دو بیٹوں حکیم اور حصین نے پوتے خلیفہ ابن حصین، احنف بن قیس، منفعہ بن توام اور دوسرے لوگوں نے روایت کی۔

ابن مندہ کا قول ہے: ہمیں علی بن عباس عدی نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ہم سے محمد بن حماد طہرانی نے بحوالہ سماک بن حرب بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے نعمان بن بشیر سے فرماتے ہوئے سنا: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا اور اس آیت کے بارے میں سوال کیا: ﴿جب زندہ گاڑھی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا﴾۔ [1] فرماتے ہیں: قیس بن عاصم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: میں نے اپنی آٹھ (۸) بیٹیوں کو جاہلیت میں دفن کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر ایک کی طرف سے غلام آزاد کرو''۔ [2] انہوں نے کہا: میرے پاس اونٹ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو ہر ایک کی طرف سے ایک اونٹ قربانی کے لیے مکہ بھیجو''۔ [3] مجھے یہ روایت عالی سند سے حدیث طہرانی سے ملی ہے۔

سنن اور مسند احمد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی تین احادیث ہیں، ان میں سے ایک کو انہوں نے بطریق خلیفہ بن حصین، بحوالہ ان کے دادا قیس بن عاصم نقل کیا ہے کہ وہ اسلام لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل کریں، دوسری حدیث کو امام احمد اور نسائی رحمۃ اللہ علیہما نے بطریق حکیم بن قیس، بحوالہ ان کے والد نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: مجھ پر نوحہ نہ کرنا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نوحہ نہیں کیا گیا..... (الحدیث)

نسائی نے اسے مختصر نقل کیا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے طویل نقل کیا ہے، اس میں ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: اللہ سے ڈرو، اپنے بڑے کو سردار بناؤ، کیونکہ لوگ جب اپنے بڑے کو سردار بناتے ہیں تو ان کے باپ کا نام زندہ رہتا ہے۔ سوال کرنے سے بچو کیونکہ یہ آدمی کی سب سے آخری کمائی ہے..... پھر بقیہ وصیت کا ذکر کیا، یہ نفع دینے والی ہے۔ تیسری روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حلف میں نقل کیا ہے۔

حضرت قیس بصرہ میں فروکش ہوئے اور وہیں وفات پائی، جب ان کی وفات ہوئی تو عبدہ بن طبیب نے ان الفاظ میں مرثیہ کہا: ع

''اے قیس بن عاصم! تم پر اللہ کی طرف سے سلامتی اور رحمت ہو جب تک سلامتی مانگی جائے''۔

اس میں وہ کہتے ہیں: ع

''قیس کی وفات ایک شخص کی ہلاکت نہیں بلکہ وہ ایک بنیاد ہے جو ہل گئی''۔

ابن حبان کا قول ہے: ان کے تینتیس بیٹے تھے۔

بغوی نے بحوالہ یحییٰ بن معین نقل کیا ہے کہ قیس بن عاصم کی کنیت ابو ہراسہ تھی۔ ابن شاہین نے بطریق مدائنی، بحوالہ ابو معشر اور دوسرے راویوں سے ذکر کیا ہے۔ وفد بنو تمیم سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد میں قیس بن عاصم، خیم بن بدر اور عمرو بن اہتم آئے، قیس بن عاصم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھوڑی تاخیر سے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ نے کہا: مجھے اجازت دیجئے کہ ان سے جہاد

---

[1] سورة التكوير الآية (٨) [2] المعجم الكبير (الحديث: ٣٣٧/١٨) مجمع الزوائد (الحديث: ١٣٤/٧)
[3] المعجم الكبير (٣٣٧/١٨)

کروں۔ ان کے مردوں کو قتل کر دوں اور ان کی عورتوں کو قیدی بنا لوں۔ آپ ﷺ نے ان سے اعراض فرمایا۔ قیس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ خیمے والوں کا سردار ہے''۔ ✿ پھر وہ آئے اور اسلام لے آئے، آپ ﷺ سے حضرت نعمان بن مقرن نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے کہ یہ میرے ہاں مہمان ٹھہریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''۔ اسی اثناء میں کہ وہ چلے جا رہے تھے کہ نعمان کے بھائی نے کہا: عتبہ نے بری بات کہی، قیس نے ان سے کہا: اس نے کیا کہا؟ انہوں نے انہیں بتایا، صبح وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور فرمایا: کیا واپس لوٹنے کا کوئی راستہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں''۔ فرماتے ہیں: اگر میرے پاس واپس لوٹنے کا کوئی راستہ ہوتا تو میں عتبہ اور اس کی عورتوں کو ذلیل کرتا۔

۷۱۹۶ قیس بن ابی العاص ✿

ابن قیس بن عدی بن سعید بن سہم قرشی سہمی، ابن سعد نے فتح مکہ کے دن اسلام لانے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے،
ابو سعید بن یونس کا قول ہے: بعض نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ حنین میں شریک ہوئے، مسلمانانِ فتح مکہ میں سے ہیں۔
ابن سعد نے صحیح سند سے بحوالہ یزید بن حبیب، انہوں نے اس شخص سے جنہوں نے یہ دور پایا ہے، نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص کو لکھا کہ اپنے یہاں ان لوگوں کو نامزد کرو جو بیعت رضوان میں شریک تھے۔ پھر ان کے لیے سو (۱۰۰) دینار مقرر کرو۔ اپنے لیے اپنی گورنری کی وجہ سے خارجہ بن حذیفہ کے لیے ان کی شجاعت کی وجہ سے، قیس بن ابی عاص کے لیے ان کی ضیافت کی وجہ سے دو۔

ابن یونس نے بطریق ابن لہیعہ، بحوالہ یزید بن ابی حبیب نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو کی طرف لکھا کہ قیس کو مصر کا قاضی بنا دیں۔ یزید کا قول ہے: وہ اسلام کے دور میں مصر کے پہلے قاضی تھے۔ وہ تھوڑا عرصہ قاضی رہے، پھر وفات پا گئے۔
سعید بن عفیر کا قول ہے: دار ابن رمانہ کے سامنے قیس کو حکومت کی طرف سے گھر ملا، ابو عمر کندی نے مصر کے قضاۃ میں بطریق حارث بن عثمان بن قیس بن ابی عاص ذکر کیا ہے کہ ان کے دادا قیس ربیع الاوّل ۲۳ھ میں وفات پا گئے۔

۷۱۹۷ (ز) قیس بن عامر جذامی

ابن زید میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۱۹۸ قیس بن عبادہ

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ان کی حدیث سلیمان بن عبدالرحمٰن نے بحوالہ قیس بن عبادہ، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے خودکشی کرنے والے کے بارے میں روایت کی ہے۔ ابن مندہ کا قول ہے: ان کا صحابی ہونا درست نہیں، ابو نعیم نے ان کی متابعت کی ہے۔

✿ نسائی (۱۸۵۰) مستدرك حاكم (۶۱۲/۸) مسند احمد (۸۲/۵) معجم كبير (۸۷۰/۱۸) مجمع الزوائد (۱۰۸/۳)

✿ تجريد (۲۱/۲)

۴۱۹۹ قیس بن عائذ احمسی [1]

ابو کاہل، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، بخاری اور ابن ابی حاتم [2] کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن حبان کا قول ہے: قبیلے کے امام تھے، اہل کوفہ میں ان کا شمار ہے، کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۲۰۰ (ز) قیس بن عبایه

ابن عبید بن حارث خولانی، بنو حارثہ بن حارث بن اوس کے حلیف ہیں۔ ابن سمیع نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طبقہ اولیٰ میں ان کا شمار کیا ہے۔ عبدالجبار بن محمد بن مُھَنّا نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: بدر میں شریک ہوئے، اس وقت نوجوان تھے، فتوح شام میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے، اس وقت وہ ادھیڑ عمر تھے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ان سے اپنے معاملات میں مشورہ لیا کرتے تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی۔

۴۲۰۱ قیس بن عبداللہ بن عدس [3]

جعدی ہیں۔ بعض کا قول ہے: وہ نابغہ کا نام ہے، حرف نون میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۲۰۲ قیس بن عبداللہ [4]

ابن قیس بن وہب بن نفیر بن امرئ القیس بن معاویہ کندی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد میں آئے، یہ ابن کلبی کا قول ہے، رشاطی نے ان کی متابعت کی ہے۔

۴۲۰۳ قیس بن عبداللہ أسدی [5]

موسیٰ بن عقبہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کی بیٹی آمنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کی رضاعی والدہ تھیں۔ وہ عبیداللہ بن جحش کے رضاعی والد تھے جو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا شوہر تھا، اور حبشہ میں عیسائی ہو گیا تھا۔

ابن سعد [6] کا قول ہے: اسلام کے ابتدائی دور میں مکہ میں اسلام لائے اور حبشہ کی طرف دوسری مرتبہ ہجرت کی، ان کے ساتھ ان کی زوجہ برکہ بنت یسار تھی، مجھے ان کی کوئی روایت معلوم نہیں، اسی طرح ابن ہشام نے بحوالہ ابن اسحاق روایت کیا ہے، بلاذری نے ذکر کیا ہے کہ بعض نے ان کا نام رُقیشا لیا ہے۔ فرماتے ہیں: وہ غلط ہے۔

۴۲۰۴ (ز) قیس بن عبداللہ ھمدانی

بخاری نے اپنی تاریخ میں فرمایا: محمد بن ربیعہ نے بحوالہ قیس بن عبداللہ روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، میں

---

[1] اسد الغابہ (۴۳۶۵) استیعاب (۲۱۶۵) [2] الجرح والتعدیل (۱۰۲/۷)

[3] اسد الغابہ (۴۳۶۸) استیعاب (۲۱۶۷) تجرید (۲۲/۲) [4] تجرید (۲۲/۲)

[5] اسد الغابہ (۴۳۶۷) استیعاب (۲۱۶۶) تجرید (۲۲/۲) [6] طبقات کبریٰ (۲۷۷/۸)

نے اس احتمال کی وجہ سے ان کا یہاں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے جب نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو سن تمیز کو پہنچ چکے تھے، اگرچہ آپ ﷺ سے نہیں سنا۔

۴۲۰۵ قیس بن عبدالعزیٰ [1]

انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی سزا کو روکتا رہے گا، جب تک لوگ اسے نہیں پڑھیں گے، پھر اپنے خونوں کی بہتری کے لیے اپنے دین کو گھٹانا شروع کر دیں گے جب ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا، تم نے جھوٹ کہا۔ [2] اسے ابن مندہ نے بروایت ابو سہیل، بحوالہ انس ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، ان کی سند میں حجاج ابن نفیر ہے اور وہ کمزور راوی ہے۔

۴۲۰۶ قیس بن عبدالمنذر انصاری [3]

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: بدر میں شہید ہوئے، ان کے اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ﴿جو اللہ کی راہ میں شہید ہوں انہیں مردہ نہ کہو﴾۔ [4] پھر بطریق ابن کلبی، ان کی تفسیر سے، بحوالہ ابو صالح، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کے بارے میں مروی ہے کہ ﴿جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل کیے جائیں انہیں مردہ نہ کہو﴾۔ یہ آیت بدر کے شہیدوں کے بارے میں نازل ہوئی، کیونکہ بدر کے شہیدوں کے بارے میں لوگ کہتے تھے: فلاں شخص مر گیا، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی، فرماتے ہیں: اس دن انصار کے آٹھ مسلمان شہید ہوئے، ان میں سے قیس بن عبدالمنذر بھی ہیں، ابو نعیم کا قول ہے: صحیح مبشر ابن عبدالمنذر رہے۔

۴۲۰۷ (ز) قیس بن عنبید

ابن حریر بن عبید انصاری، یمامہ میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر ہے۔

۴۲۰۸ قیس بن عبید انصاری

ابو بشیر مازنی، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۲۰۹ (ز) قیس بن عدی سہمی

ابن اسحاق نے سیرۃ الکبریٰ میں اور عبداللہ بن ابی بکر بن حزم نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جنہیں نبی کریم ﷺ نے حنین کی غنیمتوں میں سے تالیف قلبی کے لیے سو (۱۰۰) سے کم اونٹ دیئے۔ واقدی [5] نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جنہیں سو (۱۰۰) اونٹ دیئے۔ عدی بن قیس سہمی کا ذکر گزر چکا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ کیا وہ ایک ہیں، اور نام بدل گیا یا دو ہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۳۷۱) تجرید (۲/۲۵) [2] جامع المسانید والسنن (۱۰/۴۴۸) اسد الغابہ (۳/۵۰۵)
[3] تجرید (۲/۲۲) [4] سورۃ البقرہ الآیۃ (۱۵۴) [5] مغازی (۹۴۶) [6] مغازی (۹۴۶)

۷۲۱۰ (ز) قیس بن هذیل

قیس بن سفیان میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۲۱۱ (ز) قیس بن عمرو بن زید

ابن عوف بن مبذول بن مازن انصاری مازنی، طبرانی نے ذکر کیا ہے کہ وہ ھوازن سے ہیں جو انصار کے حلیف ہیں، سیف نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ یرموک میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئے۔ انہوں نے گھڑ سواروں کے دستے پہ انہیں امیر بنایا تھا، کئی مرتبہ گزر چکا ہے کہ وہ صرف صحابہ کو ہی امیر بناتے تھے۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ وہ قیس بن ابی صعصعہ ہیں، جن کا ذکر گزر چکا ہے، ابی صعصعہ کا نام عمرو ہے۔

۷۲۱۲ (ز) قیس بن عمرو بن سهل[1]

ابن ثعلبہ بن حارث بن زید بن ثعلبہ بن عبید بن غنم بن مالک بن نجار انصاری، یحیٰی بن سعید کے دادا ہیں جو مشہور تابعی ہیں۔ بعض کا قول ہے: قیس بن سہل، ابن مندہ اور ابونعیم نے اسے بیان کیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔ بعض کا قول ہے: قیس بن فہد، یہ مصعب زبیری کا قول ہے، اسے ابن ابی حاتم وغیرہ نے ان کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ ابن ابی خیثمہ نے اس میں خطا کی ہے، زیادہ واضح یہ ہے کہ قیس بن فہد، قیس بن عمرو بن سہل کے علاوہ ہیں، اس لیے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے۔ فرماتے ہیں: قیس بن عمرو، یحیٰی بن سعید کے دادا ہیں، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اس کے بارے میں مزید قیس بن فہد کی سوانح میں آئے گا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے قیس بن عمرو بن سہل کو منافقین میں شمار کیا ہے، ہوسکتا ہے کہ شروع میں ایسا ہو، وہ اسلام پر بہت لمبا عرصہ قائم رہے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

ان سے ان کے بیٹے سعید بن قیس، قیس بن ابی حازم، محمد بن ابراہیم تیمی نے روایت کیا۔ امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے بروایت سعد بن سعید بن قیس، بحوالہ قیس بن عمرو نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کے بعد دو رکعتیں پڑھتے ہوئے، دیکھا تو فرمایا: "صبح کی چار رکعت ہیں"۔[2] ترمذی کا قول ہے: ہم اس روایت کو حدیث سعد بن سعید سے پہچانتے ہیں، ابن عیینہ کا قول ہے: عطاء بن ابی رباح نے یہ حدیث سعد بن سعید سے سنی، ترمذی کا قول ہے: محمد بن ابراہیم نے قیس سے نہیں سنا۔

میں کہتا ہوں: احمد نے بطریق ابن جریج نقل کیا ہے کہ میں نے عبداللہ بن سعید سے سنا کہ وہ اپنے دادا کے حوالے سے اسی مفہوم میں حدیث نقل کرتے ہیں۔ اگر ضمیر عبداللہ کے لیے ہے تو وہ مرسل روایت ہے۔ کیونکہ انہوں نے ان کا زمانہ نہیں پایا، اور اگر ضمیر سعید کے لیے ہے تو اس میں محمد بن ابراہیم ہوں گے ان کی متابعت بھی کی گئی ہے۔ ابن مندہ نے اسے بطریق اسد بن موسیٰ، بحوالہ یحیٰی، عن ابیہ، عن جدہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: غریب ہے، اسد اس کے موصولاً روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ دوسرے راویوں

---

[1] اسد الغابہ (۴۳۷۶) استیعاب (۲۱۶۸) تجرید (۲/۲۳)

[2] ابوداؤد (۱۲۹۷) ترمذی (۴۲۲) ابن ماجہ (۱۳۸۷)

کا قول ہے: عن لیث، عن یحییٰ، ان کی حدیث مرسل ہے۔ واللہ اعلم

۷۲۱۳ (ز) قیس بن عمرو بن قیس[1]

ابن زید بن سواد بن مالک بن نجار انصاری خزرجی بخاری، ابن اسحاق[2] نے اُحد میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن کلبی نے یہ اضافہ کیا ہے: وہ اور ان کے والد دونوں، یہ ابوعمر کا قول ہے،[3] فرماتے ہیں: قیس کے بدر میں شریک ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن سعد نے ام حرام بنت ملحان کی سوانح میں جو ام سلیم کی بہن ہیں، ان کا نکاح عمرو بن قیس سے ہوا، جس سے قیس کی ولادت ہوئی، وہ انس کے خالہ زاد ہیں۔

۷۲۱۴ قیس بن عمرو بن لبید[4]

ابن ثعلبہ بن سنان انصاری، عدوی نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: اُحد میں شریک ہوئے، اسی طرح ابن قداح نے ان کا ذکر کیا ہے، ابن امین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۲۱۵ (ز) قیس بن عمرو بن مالک

ابن عمیرہ بن لؤی، اُصغر۔ ابن سلمان بن عمیرہ بن معاویہ بن سفیان اُرحبی، ابوزید، ہمدانی نے الاکلیل میں، ہمدان میں اسلام لانے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اسے ان سے رشاطی نے بیان کیا ہے۔

۷۲۱۶ قیس بن عمیر[5]

فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، اسلام لایا، میں نے اپنی قوم کا جھنڈا لیا، آپ ﷺ نے مجھے ان پر امیر بنایا،[6] پھر میں آیا۔ میرے ساتھ دس (۱۰) بھائی اور چچا زاد تھے، میرے والد ہم میں سب سے زیادہ قاری تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ ہمیں امامت کروائیں، اسے ابن قانع نے نقل کیا ہے، ان کی سند میں علی بن قرین ہیں، وہ متروک ہے۔

۷۲۱۷ قیس بن غربہ[7]

ابن اثیر[8] نے اسے لکھا ہے: زاء کی زیر کے ساتھ اس کے بعد ی ثقیلہ ہے، اُحمسی۔

ابن سکن نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: عروہ بن قیس کے والد ہیں۔ یہ وہی شخص ہیں جن سے ابووائل نے روایت کی، بطریق طارق بن شبیب، بحوالہ قیس بن غربہ نقل کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس اُحمس کے پانچ سو (۵۰۰) افراد میں آئے۔ آپ ﷺ کے پاس حجاج بن ذی اعنق اُحمسی اپنے قبیلے کے ساتھ آئے، جریر، قیس کے دو سو (۲۰۰) افراد کے ساتھ آئے، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک دوسرے کو آوازیں دینے لگے، آپ ﷺ نے ان کے ساتھ تین سو (۳۰۰) مسلمان انصار اور

---

[1] استیعاب (۲۱۶۹) تجرید (۲/۲۳) [2] السیرۃ النبویۃ (۳/۹۷) [3] استیعاب (۳/۳۵۶)

[4] اسد الغابہ (۴۳۷۷) تجرید (۲/۲۳) [5] تجرید (۲/۲۳) [6] اسد الغابہ (۳/۵۰۷)

[7] اسد الغابہ (۴۳۸۰) [8] اسد الغابہ (۴/۱۳۳)

دوسرے عرب میں سے بھیجے، ان کا یمن میں خثعم مقام پر مقابلہ ہوا، مستغفری نے وفود میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے۔ پھر واپس لوٹ گئے، پھر اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلایا۔

۷۲۱۸ قیس بن ابی عزرہ ❶

ابن عمیر بن وہب بن حراق بن حارث بن غفار غفاری۔ بعض کا قول ہے: جھنی یا بجلی، بخاری اور ابن ابی حاتم کا قول ہے: غفاری، بعض نے کہا: جھنی، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: "اے تاجروں کی جماعت! اس خرید و فروخت میں بیہودہ باتیں اور قسمیں کھائی جاتی ہیں لہٰذا تم اسے صدقے ❷ کے ساتھ ملاؤ"۔ ❸

اس کے شروع میں ہے: ہم اس کا نام سماسرہ رکھتے ہیں، اسے بخاری نے اپنی تاریخ میں بطریق منصور، بحوالہ قیس بن ابی غرزہ غفاری نقل کیا ہے، پھر حدیث کا ذکر کیا۔ اس میں ہے: ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے.... پھر حدیث کا ذکر کیا، اسے اصحاب سنن نے بروایت ابو وائل ان کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: کوفی ہیں، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے: ابن سکن کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، کوفہ میں رہائش پذیر تھے۔ مسلم اور ازدی نے ذکر کیا ہے کہ وہ ان سے روایت کرنے میں متفرد ہیں اور اسے صحیح قرار دیا ہے، ابو عمر کا قول ہے: ان سے حاکم نے روایت کیا، مجھے معلوم نہیں کہ کیا ان سے سنا یا نہیں، دوسرے راویوں نے یقین کیا ہے کہ ان کے حوالے سے روایت مرسل ہے۔

۷۲۱۹ (ز) قیس ابن أم عراك

ارجبی، ہمدان سے ہیں، مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، آپ ﷺ نے انہیں اپنی قوم کی طرف بھیجا، وہ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دیتے، اس پر اضافہ نہیں کیا۔

۷۲۲۰ (ز) قیس بن غنام أنصاری

بعض کا قول ہے: ابو محمد کا نام ہے جنہوں نے کہا: وتر واجب ہیں۔

۷۲۲۱ قیس بن غنیم ❹

جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے، بخاری نے اپنی تاریخ کے نسخۂ قدیمہ میں ان کا اسی طرح عنوان قائم کیا ہے، اسی طرح ابن حبان نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اہل بصرہ میں ان کا شمار ہے، ان سے ان کے بیٹے نے روایت کیا۔

میرا خیال ہے وہ قیس ابو عصمہ الآبی ہیں۔ "ابو" کی "ابن" سے لفظی غلطی ہوئی ہے۔ احتمال ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہوں

---

❶ اسد الغابہ (۴۳۷۹) استیعاب (۲۱۷۰) تجرید (۲۳/۲) ❷ الشوب ۔ الخلط

❸ ابوداؤد (۳۳۲۲) ترمذی (۱۲۰۸) نسائی (۳۸۰۶) ابن ماجہ (۲۱۴۵) مسند احمد (۶۰/۴) مستدرك حاكم (۵/۲) بیہقی (۲۶۵/۵) مسند ابوداؤد (۳۱۱) المعجم الکبیر (۹۰۵/۱۸)

❹ تجرید (۲۳/۲)

جن کی کنیت ان کے والد کے نام کی طرح ہو، پھر مجھے ابن سکن کی کتاب میں قابل اعتماد روایت مل گئی، فرماتے ہیں: قیس بن غنیم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں، ان سے کئی اشعار مروی ہیں، جن میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرثیہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے کوئی روایت کتابوں میں نہیں ملتی، اہل بصرہ میں ان کا شمار ہے پھر غنیم بن قیس تک اپنی سند سے بیان کرتے ہیں، فرماتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو میرے والد نے جو اشعار کہے میں انہیں بھولا نہیں، پھر اشعار ذکر کئے، حرف عین میں ان کے بیٹے غنیم بن قیس کی سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

ابو عمر کا قول ہے: قیس بن غنیم اسدی، غنیم کے والد ہیں، کوفی ہیں، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ طبقات ابن سعد میں ایسی بات ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے والد کا نام سفیان ہے۔

۷۲۲۲ قیس بن قارب ضبی[1]

دار قطنی نے افراد میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق جعفر بن زبیر، بحوالہ قیس بن قارب ضبی روایت کی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ابن آدم کے گناہوں کا چالیس (۴۰) دِن تک مواخذہ نہیں کرتا، تاکہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش طلب کرے''۔

اس کی اسناد بہت ضعیف ہے، دوسرے طریق سے بحوالہ جعفر گزر چکا ہے، صحابی کے نام میں اختلاف ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ فروہ بن قیس، ابو مخارق۔

۷۲۲۳ قیس بن قبیصہ[2]

عبدان مروزی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عبداللہ الہانی، بحوالہ قیس بن قبیصہ نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے وصیت نہ کی، اسے مردوں کے ساتھ بات چیت کرنے کی اجازت نہ دی جائے گی۔ کسی نے کہا: یا رسول اللہ! کیا وہ باتیں کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! اور ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں''۔[3] اس کی سند ضعیف ہے۔

۷۲۲۴ قیس بن قہد[4]

انصاری ہیں، قیس بن عمرو میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، ابو نصر ابن ماکولا[5] نے فرمایا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ان سے قیس بن ابی حازم اور ان کے بیٹے سلیم بن قیس نے روایت کی، بدر میں شریک ہوئے۔

ابن ابی خیثمہ کا قول ہے: مصعب زبیری کا خیال ہے وہ یحییٰ بن سعید کے دادا ہیں، انہوں نے اس کے بارے میں خطا کی، کیونکہ وہ ابو مریم کے دادا ہیں جو عبدالغفار بن قاسم انصاری ہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۳۸۲) تجرید (۲۳/۲) [2] اسد الغابہ (۴۳۸۳) تجرید (۲۳/۲)

[3] جامع المسانید والسنن (۴۵۶/۱۰) اسد الغابہ (۵۰۸/۳)

[4] اسد الغابہ (۴۳۸۴) استیعاب (۲۱۷۱) تجرید (۲۴/۲) [5] الاکمال (۱۹۰/۲)

میں کہتا ہوں: مجھے مصعب کی دوسری مستند روایت ملی ہے، اسے ابن مندہ نے بطریق عبدالرحمٰن بن سعد ابی اخی یحییٰ، بحوالہ قیس بن عمرو نقل کیا ہے، وہ ابن قہد ہیں.... پھر حدیث ذکر کی۔

عبدالرحمٰن کا حال مجھے معلوم نہیں، اگر وہ روایت ان کی اپنی جانب سے ہے تو ہوسکتا ہے کہ انہوں نے اسے مصعب سے لیا ہو، ورنہ وہ اس کے شاہد ہیں، ابوعمر [1] کا قول ہے: ایسا ہی ہے جو انہوں نے کہا: ان سب نے اس کے بارے میں خطا کی ہے۔

ابن حبان نے عجیب بات کہی ہے، انہوں نے دونوں اقوال کو جمع کیا ہے کہ وہ قیس بن عمرو ہیں اور قہد عمرو کا لقب ہے۔
بغوی نے اس کے خلاف ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: قہد کا نام خالد ہے۔ انہوں نے ان کے اور قیس بن عمرو کے درمیان فرق کیا ہے۔
ابن سکن نے اس پر اعتماد کیا ہے کہ وہ خولہ بنت قیس جو حمزہ بن عبدالمطلب کی زوجہ ہیں، کے بھائی ہیں۔ ابونعیم نے بھی عجیب بات کہی ہے: وہ قیس بن عمرو بن قہد بن ثعلبہ ہیں۔ پھر فرمایا: بعض کا قول ہے: وہ قیس بن سہل ہے۔

بخاری [2] نے اپنی تاریخ میں جید سند سے بطریق ابراہیم بن حمید، بحوالہ قیس بن ابی حازم ان کی حدیث نقل کی ہے کہ مجھے قیس بن قہد نے بتایا کہ ان کا امام کئی دن بیمار رہا، فرماتے ہیں: ہم نے اس کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی، اسے بغوی نے اس طرح سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ قیس بن قہد سے ان کے علاوہ کسی نے روایت کی ہے، اس کی سند بیان نہیں کی، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع ذکر نہیں کیا۔

۷۲۲۵ قیس بن قیس انصاری [3]

ابن کلبی نے صفین کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ابوعمر [4] نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۲۲۶ قیس بن ابی قیس [5]

ابن اسلت، ابن صیفی میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۲۲۷ قیس بن کعب نخعی [6]

ارطاۃ کے بھائی ہیں، ارقم کی سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، ان کے بھائی ارطاۃ کی سوانح میں ہے کہ وہ قادسیہ میں شہید ہوئے۔

۷۲۲۸ (ز) قیس بن ابی کعب

ابن قیس انصاری، کعب بن مالک کے چچا ہیں، شاعر ہیں، ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ وہ بدر میں شریک ہوئے۔

۷۲۲۹ قیس بن کلاب کلابی [7]

ابن قانع وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر [8] کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اہل مصر کے ہاں ان

---

[1] استیعاب (۳۵۷/۳) [2] تاریخ کبیر (۱۴۲/۴) [3] اسد الغابہ (۴۳۸۵) استیعاب (۲۱۸۵) تجرید (۲۴۱/۲)
[4] استیعاب (۳۶۱/۳) [5] اسد الغابہ (۴۳۸۶) استیعاب (۲۱۷۲) تجرید (۲۴/۲) [6] تجرید (۲۴/۲)
[7] اسد الغابہ (۴۳۸۸) استیعاب (۲۱۷۳) تجرید (۲۴/۲) [8] استیعاب (۳۵۷/۳)

کی حدیث ہے، ہمیں ان کی حدیث ابن مندہ کی کتاب میں عالی سند سے ملی ہے، بطریق ابن عبدالحکم، بحوالہ سعید بن بشیر قرشی کہ وہ ہمیشہ مسجد میں رہتے تھے، پھر ان کی فضیلت بحوالہ قیس بن کلاب کلابی بیان کی، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ٹیلے کے پیچھے سے لوگوں کو تین بار یہ پکارتے ہوئے سنا: "اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون اور اموال حرام کیے ہیں"۔ (الحدیث) [1]

ابن قانع کا دعویٰ ہے کہ وہ عطیہ بن قیس کلابی کے والد ہیں جو شامی تابعی ہیں۔ کسی نے ان کی متابعت نہیں کی، سوائے اس کے کہ فضل نحلابی نے اپنی تاریخ میں فرمایا: مجھ سے اہل شام میں سے بنو عامر کے ایک شخص نے بحوالہ عطیہ بن قیس بیان کیا۔ وہ تابعین میں سے تھے، ان کے والد صحابی ہیں۔ ٥

۷۲۳۰ قیس بن مالك بن سعد [2]

ابن مالک بن لؤی بن سلمان بن معاویہ بن سفیان بن ارحب اُرحبی، طبری اور ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ہشام بن کلبی کا قول ہے: مجھ سے حبان بن ہانیٔ بن مسلم بن قیس بن عمرو بن مالک بن لؤی ہمدانی پھر ارحبی نے بحوالہ ان کے شیوخ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس قیس بن مالک ارحبی آئے، وہ مکہ میں تھے، پھر ان کے اسلام لانے کا قصہ ذکر کیا، ابن ماکولا نے [3] ابن کلبی کے شیخ کا نام حاء کی زیر اور باء کی تشدید سے قلمبند کیا ہے جبکہ اوروں نے حاء کے زیر اور یاء کی تخفیف اور آخر میں راء یعنی حیار لکھا ہے۔

ابن شاہین نے ان کا قصہ بطریق منذر بن محمد قابوسی نقل کیا ہے کہ ہم سے میرے والد نے بحوالہ ہشام کلبی اپنی سند سے نقل کیا ہے، اس میں ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر آئے کہ ان کی قوم اسلام لے آئی، فرماتے ہیں: قوم کے نمائندے قیس تھے۔ اور اپنی انگلی سے ان کی طرف اشارہ کیا، ان کا عہد اپنی قوم ہمدان کے عربوں اور موالی پہ اور مخلوط لوگوں پہ لازم کیا کہ وہ ان کی بات سنیں گے اور مانیں گے اور ان لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا ذمہ ہے جب تک نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، ہمیشہ اللہ کے مال سے تین سو (۳۰۰) فرق جاریہ کو کھانے کے لیے دیں گے۔

ابن مندہ نے بطریق عمرو بن یحییٰ، بحوالہ عمرو بن سلمہ ہمدانی نقل کیا ہے کہ مجھ سے میرے والد نے عن ابیہ، عن جدہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیس بن مالک کو لکھا: "تم پر سلامتی ہو، امابعد! میں تمہیں تمہاری قوم پر عامل مقرر کرتا ہوں..."۔ (الحدیث) [4]

وہ اس حدیث کا ٹکڑا ہے جسے ابن شاہین نے ذکر کیا ہے۔

۷۲۳۱ قیس بن مالك بن محسر [5]

بعض کا قول ہے: سین پہلے ہے، بقول بعض: اس میں مالک نہیں ہے، اسی پر مؤرخین میں سے مرزبانی وغیرہ نے اعتماد کیا ہے۔ بعض کا قول ہے: ابن سحل وہ کنانی لیثی ہیں، ابن اسحاق [6] نے سریہ ام قرفہ فزاریہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلنے

---

[1] جامع المسانید والسنن (۴۵۷/۱۰) [2] اسد الغابہ (۵۰۹) [3] اسد الغابہ (۴۳۸۹)

[3] الاکمال (۷۲/۱) [4] اسد الغابہ (۵۰۹/۳) [5] تجرید (۲۴/۲)

[6] السیرۃ النبویۃ (۲۰۰/۴)

والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ قیس اس عورت کے قتل میں شریک تھے، فرماتے ہیں: انہوں نے اسے بہت بری طرح قتل کیا اور نعمان بن سعد کو قتل کیا، یہ رمضان ۷ھ کا واقعہ ہے۔ ابن اسحاق [1] نے بھی غزوۂ موتہ میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سیرۃ کبریٰ میں فرماتے ہیں: حضرت خالد بن ولید نے قیس بن سحر یعمری کو حکم دیا کہ جو کچھ ان سے ہوا ہے اس کی معذرت کریں: ع

''جعفر کے بعد دل جوش مار کر موتہ میں رونے لگا، لیکن کسی پانے والے کو مقصد میں کامیابی فائدہ نہیں دیتی''۔

۷۲۳۲ قیس بن مالک بن انس [2]

مازنی انصاری ہیں، یہ ابن ابی حاتم کا قول ہے۔ فرماتے ہیں: بعض نے کہا: مالک بن قیس۔

میں کہتا ہوں: قیس بن صرمہ میں گزر چکے ہیں، بغوی نے بحوالہ موسیٰ بن ہارون حمال ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ابوصرمہ کا نام: قیس بن مالک بن انس ہے۔ محمد بن حیان کے چچا ہیں۔

۷۲۳۳ (ز) قیس بن محرث انصاری

محمد بن سعد نے بحوالہ عبداللہ بن محمد بن عمارہ ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو اُحد کے دِن ثابت قدم رہے۔ فرماتے ہیں: جب مسلمانوں نے پیٹھ پھیری، وہ کھڑے ہوئے اور انصار کی ایک جماعت میں مشرکین سے لڑنے لگے، وہ پہلے شہید تھے جنہیں نیزوں میں پرویا گیا، جبکہ انہوں نے ان کے کئی آدمی مار ڈالے تھے، ابن شاہین نے یہ قیس بن حارث میں نقل کیا ہے۔ عبداللہ بن محمد ابن عمارہ نے قیس بن حارث کے لیے اس قصے کا انکار کیا ہے، یہ قیس بن محرث کے لیے ثابت ہے۔ واللہ اعلم

۷۲۳۴ (ز) قیس بن محسر [3]

ابن مالک میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۲۳۵ قیس بن محصن [4]

ابن خالد بن مُخَلّد بن عامر بن زُرَیق انصاری زرقی، ابن اسحاق [5] نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر [6] کا قول ہے: بدر اور اُحد میں شریک ہوئے۔

۷۲۳۶ قیس بن مخرمہ [7]

ابن مطلب بن عبد مناف بن قصی قرشی مطلبی، ابو محمد ہیں، بعض کا قول ہے: ابوسائب مکی ہیں۔ ان کی والدہ بنت عبداللہ بن

---

[1] السيرة النبوية (٤/٢٠٠) [2] اسد الغابه (٤٣٩٠) استيعاب (٢١٧٤)

[3] اسد الغابه (٤٣٩١) استيعاب (٢١٧٥) [4] اسد الغابه (٤٣٩٢) استيعاب (٢١٧٦) تجريد (٢٤/٢)

[5] السيرة النبوية (٢٥٩/٢) [6] استيعاب (٣٥٨/٣)

[7] اسد الغابه (٤٣٩٥) استيعاب (٢١٧٧) تجريد (٢٥/٢)

سبع بن مالک غنویہ ہیں۔ وہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی سال میں پیدا ہوئے، ابن ابی حاتم [۱] نے بحوالہ اپنے والد فرمایا ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، فرماتے ہیں: میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سال پیدا ہوئے۔

ان سے ان کے بیٹے عبداللہ بن قیس نے روایت کیا، ابن سکن کا قول ہے، حجازی ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، محمد بن اسحاق نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جنہیں تالیف قلب کے لیے مال دیا گیا، یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کا اسلام سنور گیا۔

انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث قباث کی طرح روایت کیا جن کا ذکر گزر چکا ہے، ان سے ان کے بیٹے عبداللہ اور محمد نے روایت کیا۔

میں کہتا ہوں: جامع ترمذی میں ان کی حدیث ہے۔ اسے بخاری نے اپنی تاریخ میں بطریق محمد بن اسحاق، [۲] بحوالہ مطلب بن عبداللہ بن قیس بن مخرمہ عن ابیہ، عن جدہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے، ترمذی نے یہ اضافہ کیا ہے: فرماتے ہیں: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قباث بن اشیم کے بارے میں سوال کیا.... پھر حدیث ذکر کی۔

قباث میں گزر چکے ہیں، بعض کا قول ہے: وہ تیز آواز میں سیٹی بجاتے تھے، بیت اللہ کے پاس سیٹی بجاتے تو اس کی آواز غارِ حراء تک جاتی۔

۷۲۳۷ قیس بن مخلد [۳]

ابن ثعلبہ بن صغیر بن حبیب بن الحارث بن ثعلبہ بن مالک بن مازن بن النجار الانصاری۔ ان کا موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے ابن شہاب (زہری) سے کہ یہ غزوۂ بدر کے شرکاء میں سے ہیں اور غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے۔ اسی طرح محمد بن اسحاق نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۷۲۳۸ قیس بن المسْحَر [۴]

ان کے والد کا نام مُسْحَر یا مُسْحَل ہے۔ ان کا تذکرہ قیس بن مالک کے تحت گزر چکا ہے۔

۷۲۳۹ قیس بن مَعْبَد

ان کا تذکرہ یزید بن معبد کے بیان میں آئے گا۔

۷۲۴۰ قیس بن المکشوح المُرَارِی [۵]

ان کا تذکرہ قسم ثانی میں آئے گا۔ ابن عبدالبر [۶] نے کہا ہے کہ کہا گیا ہے کہ ان کو شرف صحابیت حاصل نہیں ہے اور یہ بھی کہا

---

[۱] الجرح والتعدیل (۱۰۳/۷) السیرة النبویة (۱۳۰/۱) [۲] السیرة النبویة (۱۳۰/۱)
[۳] اسد الغابہ (٤٣٩٤) الاستیعاب (۲۱۷۸) [۴] سیرت ابن ھشام (۲۶۳/۲)
[۵] اسد الغابہ (٤٣٩٧) الاستیعاب (۲۱۷۹) [۶] الاستیعاب (۲۱۷۹) [۷] الاستیعاب (۳۵۹/۳)

گیا ہے کہ ان کو شرف صحابیت حاصل ہے، ملاقات اور رؤیت کے ساتھ، اور جس نے کہا ہے کہ ان کو صحبت حاصل نہیں تو اس نے کہا خلافت ابی بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسلمان ہوئے تھے، اور بعض نے کہا کہ خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسلمان ہوئے۔ ابن عبد نے کہا کہ یہ ان صحابہ میں سے ہیں جو فتح نہاوند میں شریک ہوئے اور فتوحات میں ان کا خاصا ذکر موجود ہے۔

۷۲۴۱ (ز) قیس بن مُلَیکہ الجُعفیّ

ان کا تذکرہ قیس بن سلمہ کے بیان میں ہے۔

۷۲۴۲ قیس بن المنتفق [1]

ان کا تذکرہ عبداللہ بن المنتفق العقیلی کے بیان میں گزر چکا ہے، حسن بن سفیان نے محمد بن جحادہ کے طریق مغیرہ یشکری سے انہوں نے اپنے والد صاحب سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں مسجد کوفہ میں داخل ہوا تو اس میں ایک آدمی سے قیس بن المنتفق کہا جاتا تھا وہ کہہ رہا تھا کہ بیان کیا میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پس بھیڑ ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو میں نے کہا یا اللہ...... (الحدیث) [2] ابو موسیٰ نے کہا ہے ان کے نام میں اختلاف ہے اور مشہور قول یہ ہے کہ ان کا نام ذکر کیا گیا۔

۷۲۴۳ قیس بن نُشبہ [3]

(نشبہ نون کے ضمہ اور شین کے سکون کے ساتھ اس کے بعد باء ہے) یہ سلمی ہیں کہا گیا ہے کہ وہ عباس بن مرداس کے چچا ہیں یا چچازاد بھائی ہیں۔ ابوالحسن مدائنی نے کہا کہ ابن شاہین نے اپنے طریق سے نقل کیا ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابو معشر نے یزید بن رومان سے انہوں نے اسامہ بن زید لیثی سے انہوں نے اپنے والد سے، اور عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے انہوں نے اپنے والد سے دوسروں میں بعض نے بعض پر اضافہ کیا ہے انہوں نے کہا قیس بن نشبہ سلمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے غزوۂ خندق کے بعد اور کہا میں اپنے پیچھے اپنی قوم کا قاصد ہوں اور وہ میری اطاعت کرتے ہیں اور میں آپ سے ایسے مسائل پوچھنے والا ہوں جن کو صاحب وحی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، پس اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتوں آسمانوں اور ان کی مخلوق کے بارے میں سوال کیا کہ ان کا کھانا پینا کیا ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے سات آسمان بیان کیے اور فرشتوں اور ان کی عبادت کا ذکر کیا اور زمین کا اور جو کچھ زمین کے اندر ہے اس کا ذکر کیا۔ سو وہ مسلمان ہوگئے اور اپنی قوم کی طرف لوٹے اور کہا اے بنی سُلَیم تحقیق میں نے روم و فارس کے حالات سنے اور عرب کے اشعار اور ان کے قصے سنے اور حمیر کی باتیں سنی ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام ان کے کلام سے کچھ مشابہت نہیں رکھتا، پس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق تم میری اطاعت کرو اس لیے کہ تم اس کے ماموں ہو اگر اس کو کامیابی ہوئی تو تمہیں بھی اس سے فائدہ پہنچے گا اور سعادت ملے گی اور اگر معاملہ دوسرا ہوا (یعنی ناکامی کا) تو عرب لوگ تم پر چڑھائی نہیں کریں گے۔ [4] پس میں ان کے پاس اس حال میں گیا کہ میرا دل پتھر سے زیادہ سخت تھا اور میں اسی حالت پر رہا یہاں تک کہ ان کی باتوں سے میرا دل نرم ہوگیا۔

---

[1] تجرید اسماء الصحابہ (۲۵/۲)

[2] مسند احمد (۳۸۳/۶) (۴۷۲/۳) معجم کبیر (۵۴۷۸/۶) مجمع الزوائد (۴۳/۱)

[3] اسد الغابہ (۴٤۰۱) تجرید (۲۵/۲) [4] اسد الغابہ (۵۱۳/۳)

راوی نے کہا کہ کہا گیا ہے کہ ان باتوں کا سائل اصم رِعلی تھا، اور اس کا نام عباس ہے۔

اور ذکر کیا ہے یعقوب بن شیبہ نے ابوالحسن احمد بن ابراہیم سے انہوں نے ابوحفص سلمی سے اور وہ اقیصر بن قیس بن نشبہ کی اولاد سے ہیں، انہوں نے کہا کہ قیس زمانۂ جاہلیت میں مکہ آئے تھے، انہوں نے اپنا اونٹ بیچا خریدنے والے نے ان کا حق مار لیا، تو انہوں نے کھڑے ہو کر یہ شعر کہا: ع

''اے آلِ فہر! میں اس حرم میں ہوں حرمت کے گھر میں اور اخلاقِ کریمانہ میں میرے اوپر ظلم کیا گیا اور ظالم کو کسی نے نہیں روکا''۔

راوی نے کہا کہ اس کی خبر عباس بن مرداس تک پہنچی تو انہوں نے ان کی طرف چند اشعار لکھے، ان میں سے ایک یہ ہے: ع

''اور تو جا بستی میں اور بستی والوں سے مدد مانگ اور مل تو ابن حرب کو اور مل تو عباس کو''۔

کہا پس کھڑے ہوئے عباس بن عبدالمطلب اور ان کو ان کا حق دلوایا اور کہا میں تیرا مددگار رہوں جب تک تو مکہ میں رہے پس قیس اور بنوہاشم کے درمیان محبت ہوگئی، یہاں تک کہ نبی علیہ السلام کی بعثت ہوگئی تو قیس آپ علیہ السلام کے پاس وفد لے کر گئے اور انہوں نے کتابیں پڑھ رکھی تھیں۔ اس کے بعد راوی نے ان کے اسلام کا قصہ ذکر کیا اور اس بارے میں شعر کہا۔

صاعد بن حسن ربعی لغوی نزیل اندلس کی کتاب ''الفصوص'' میں مَیں نے پڑھا ہے ابوعلی القالی، ابن درید سے وہ ابوحاتم سے وہ ابوعبیدہ سے وہ بنی سلیم کے ایک شیخ سے کہ مجھ سے حکیم بن عبداللہ بن وہب بن عبداللہ بن عباس بن مرداس سلمی نے بیان کیا کہ قیس جاہلیت میں خدارسیدہ انسان تھے، سابقہ کتابوں کا مطالعہ کرتے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سنا تو آپ کے پاس آئے، پوچھا گیا: آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب پوچھ کر کہنے لگے: آپ اپنی قوم میں صاحب شرافت انسان ہیں، نبوت والے گھر میں ہیں، آپ مجھے کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے ان کے سامنے اسلام کے اہم امور و احکام پیش کیے اور انہیں وہ چیزیں بتائیں جن کا آپ حکم دیتے اور جن سے منع کرتے ہیں۔ تو وہ کہنے لگے: آپ تو جن چیزوں کا حکم دیتے ہیں وہ واقعی اچھی ہیں اور جن سے منع کرتے ہیں وہ واقعتاً بری ہیں۔ اچھا مجھے بتائیں! یہ (سرمگیں نیلی چھت کیا ہے) کحل؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسمان ہے۔ انہوں نے کہا: (کیچڑ والی چیز) محل کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین ہے۔ پوچھا: یہ دونوں کس کی ملک ہیں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی۔ پوچھا: ان دونوں میں سے اللہ کہاں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دونوں میں۔ پہلے بھی اسی کا حکم تھا اور پھر بھی اسی کا رہے گا۔ کہنے لگے: آپ صادق ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بنی سلیم کا عالم کہتے تھے۔ جب کبھی وہ حاضر مجلس نہ ہوتے تو فرماتے: بنی سلیم! تمہارا عالم کہاں ہے؟ قیس بن نشبہ کے اشعار ہیں: ع

''میں نے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر لی اور اسے اپنی امانت اور دین کے لیے پوری طرح پسند کر لیا، یہ ایسے شخص ہیں جن سے میں نے بحث و مباحثہ کر کے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ میں تو ایک عرصہ سے ان کا منتظر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے مقدر میں ہدایت لکھی تھی۔ میری مراد آمنہ کے بیٹے امین ہیں جن کی وجہ سے میں ذلت کے عذاب سے سلامتی کی امید رکھتا ہوں''۔

صاعد فرماتے ہیں: اہل لغت کو آسمان کا نام ''کحل'' اسی حدیث سے معلوم ہوا۔

میں کہتا ہوں: ممکن ہے یہ لفظ عربی نہ ہو، اسی بنا پر اہل لغت نے اس کا ذکر نہیں کیا اور نبی ﷺ کو وحی کے ذریعہ اس کا علم ہوا ہو، اور قیس بن نشبہ نے کتابوں میں یہ لفظ پڑھ رکھا تھا۔ ابن سیدہ کا قول ہے کہ ابو عبیدہ نے نقل کیا ہے کہ محل سخت سال کو کہتے ہیں۔

۷۲۴۴ قیس بن نعمان السکونی ✿

اور کہا گیا ہے العبسی، ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ ان کو شرف صحبت حاصل ہے اور ان کی حدیث کوفیین میں روایت کیا ہے، اس کو ایاد بن لقیط نے انہی سے کہ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے ارادہ سے غار کی طرف چلے تو ایک غلام پر گزر ہوا جو بکریاں چرا رہا تھا۔ انہوں نے اس سے دودھ طلب کیا، اس نے کہا میرے پاس دودھیاری بکری کوئی نہیں ہے تو آپ ﷺ نے ایک بکری پکڑی اور اس کے تھنوں پر ہاتھ ملا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دودھ نکالا تو ان دونوں نے پیا، پس اس غلام نے کہا کہ آپ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں۔ پس وہ غلام مسلمان ہو گیا۔ ✿

اور اس روایت کو طبرانی نے بھی نقل کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے اور اس کی روایت مکمل ہے اور بخاری اور حاکم نے مستدرک میں اس کو روایت کیا ہے عبیداللہ بن ایاد بن لقیط کے طریق سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے قیس ابن نعمان نے اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قرآن پڑھا تھا کہا میں آیا نبی علیہ السلام کے پاس اور میں نے آپ کو ہدیہ دیا آپ نے اس سے انکار فرما دیا۔ تو اس نے کہا: ہم ایسی قوم ہیں کہ ہدیہ رد کرنا ہمیں شاق گزرتا ہے۔

اور ذکر کیا ہے اس کو ابوعلی بن سکن نے ابن ابی حاتم کی روایت کی طرح اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تفریق کی ہے تاریخ کبیر کے بعض نسخوں میں اس میں جن صاحب نے ہدیہ کی حدیث روایت کی اور فرمایا کہ اس میں ابوولید ہیں اور اُن میں جن صاحب نے حدیث الغار روایت کی اور دونوں حدیثوں کو ذکر کیا ہے ایک ہی ایاد ابن لقیط کے طریق سے اور وہ ایک ہی شخص ہے بلاشبہ۔

۷۲۴۵ قیس بن نعمان العبدی ✿

ابوولید۔ بغوی نے کہا انہوں نے بصریٰ میں سکونت اختیار کی، پھر بیان کیا عوف الاعرابی کے طریق سے ابی قمُوص زید بن علی سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے وفد کے ایک آدمی نے (عوف الاعرابی کے گمان کے مطابق وہ قیس بن نعمان ہیں) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نقیر (کھجور کے تنے کا بنا ہوا برتن) اور زفت (جس برتن پر تیل وغیرہ مل کر اس کے مسام بند کر دیئے گئے ہوں) میں نہ پیا کرو۔

اور ایسے ہی امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریق سے ذکر کیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''قیس ابن نعمان'' کہا عبداللہ ابن عبدالوہاب نے بیان کیا ہم سے خالد بن الحارث نے انہوں نے سنا ابوقموص یعنی زید بن علی سے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم

✿۱ اسد الغابہ (٤٤٠٢) استیعاب (٢١٨٠)

✿۲ معجم کبیر (٨٧٤/١٨) مجمع الزوائد (٣١٣/٨) جامع المسانید (٤٦٣/١٠) اسد الغابہ (٥١٣/٣)

✿۳ اسد الغابہ (٤٤٠٣) تجرید (٢٥/٢)

سے وفد کے ایک آدمی نے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کا متن ذکر نہیں کیا۔ ابن مندہ نے دعویٰ کیا ہے کہ بخاری نے اس حدیث کو اوراس کے ماقبل حدیث کوایک شمار کیا ہے۔

تاریخ بخاری میں جو ہے اس کا خلاصہ بیان کرتا ہوں۔ انہوں نے ان صاحب میں جن سے ایاد بن لقیط روایت کرتے ہیں اوران میں جن سے ابوالقموص روایت کرتے ہیں فرق کیا ہے۔ ابن مندہ کے الفاظ ہیں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی حدیث کوفیوں اور بصریوں سے مروی ہے۔ ان سے ایاد اور زیاد روایت کرتے ہیں۔ اور ابن مندہ نے ابوالقموص کی حدیث بیان کی جو دوسری سند سے بواسطہ عبداللہ بن عبدالوہاب ان کی سند سے مروی ہے، اس میں فرماتے ہیں: انہوں نے آپ کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کیا جو کھجوروں پر مشتمل تھا، آپ نے فرمایا: عبدقیس! کیا ہی اچھا قبیلہ ہے، اپنی مرضی سے اسلام لائے کسی کے دھمکانے سے نہیں۔ جس نے انہیں ایک شخصیت سمجھا ہے اس کی دلیل ''دونوں حدیثوں میں ہدیئے کا ذکر ہے''۔ جبکہ ایسا نہیں کیونکہ پہلی حدیث میں صراحت ہے کہ ان کا ہدیہ واپس کر دیا گیا تھا، خلاف دوسرے کے۔ اور السکونی یمن کے ہیں اور عبدالقیس، ربیعہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ کئی ایک ائمہ حدیث نے ان میں فرق کیا ہے۔ یہی معتبر ہے۔

۷۲۴۶ (ز) قیس بن نمط

ابن قیس بن مالک بن سعد بن مالک بن لؤی بن سلمان بن معاویہ بن سفیان بن ارحب الہمدانی ثم الارحبی، اس کو ذکر کیا ہے ہمدانی نے انساب حمیر میں۔ اور جو کہا ہے علماءِ حمیر نے کہ قیس بن نمط زمانہ جاہلیت میں حج کے لیے گئے، پس ٹھہرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ علیہ السلام لوگوں کو اسلام کی دعوت دے رہے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''کیا تیری قوم کے پاس کوئی طاقت (محافظ) ہے؟'' تو قیس نے آپ علیہ السلام سے کہا ہم عرب کے مضبوط لوگ ہیں اور میں نے اپنے پیچھے ایک شہسوار کو اپنا نائب بنایا ہے جو اطاعت گزار ہے، اس کی کنیت ابویزید ہے اور اس کا نام قیس بن عمرو ہے، آپ اس کے لیے کچھ لکھ دیں تاکہ میں اور وہ آپ کی موافقت کریں۔ راوی نے آگے لمبا قصہ ذکر کیا ہے۔

اور پیچھے قیس بن مالک کا تذکرہ گزر چکا ہے وہ بظاہر اس کا دادا ہے۔ اور اس کے ثبوت میں اشکال ہے، اور جو ظاہر ہے وہ یہ کہ یہ ایک ہی شخص ہے اس کے نام اور نسب میں اختلاف ہوا ہے، اور بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے یہ قصہ جس شخص کا ہے وہ نمط بن قیس ہے اور بعض نے کہا وہ مالک بن نمط ہے۔ واللہ اعلم

۷۲۴۷ قیس بن ھنّام

(نون مشدد کے ساتھ) عسکری نے اس کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کیا ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ قسم اخیر میں مذکور ہے اور میرا گمان اس کے علاوہ کا ہے۔

۷۲۴۸ قیسُ بن الھیثم السُّلیمی ✽

اور کہا گیا ہے کہ یہ سامی ہیں (سین کے ساتھ) ذکر کیا اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے، اور کہا اس کے لیے صحابیت ثابت ہے۔

✽ الاستیعاب (ت: ۲۱۸۲) تجرید (۲/۲۶)

روایت کیا ان سے عطیۃ الدعاء نے کہ وہ عبدالقاہر بن سری کا دادا ہے، اور ایسے ہی کہا ابن ابی حاتم نے، [1] اور کہا ابن مندہ نے: ذکر کیا اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے وُحدان میں۔ اور نہیں ذکر کیا اس کے لیے حدیث کو، اور ابونعیم نے کہا: ذکر کیا اس کو ابواحمد عسّال نے اہل بصرہ کے تابعین میں سے۔

۷۲۴۹ قیس بن ابی ودیعہ [2]

ابن عمرو بن رفاعہ بن حارث بن سوادہ بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار انصاری بخاری، اور کہا جاتا ہے: وہ قیس بن وہرز فارسی انباری انصار کے حلیف تھے۔ ذکر کیا اس کا حاکم نے اور اس نے لیا محمد بن عباس ضبی سے، اس نے محمد بن عبداللہ قیسی سے کہ خبر دی ہم کو محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عیسیٰ بن قیس بن ابی ودیعہ..... آخر نسب تک۔ کہا: اور بیان کیا ہم کو محمد بن عباس نے، کہا: میں نے سنا ابواسحٰق احمد بن محمد سے وہ کہہ رہے تھے: میں نے سنا احمد بن محمد بن داؤد بن مقرّن بن قیس بن ابی ودیعہ سے، وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے سنا اپنے باپ سے اور اپنے چچا سے، وہ بیان کرتے ہیں اپنے دادا سے کہ بیان کیا مجھ کو میرے باپ نے اپنے باپ قیس بن ابی ودیعہ سے کہ قیس بن ابی ودیعہ نجران کے عاقب کے ساتھ وفد میں آئے، پھر ان کو اسلام کی طرف دعوت دی، سو عاقب اسلام نہیں لایا، اور چلا گیا، بہر حال قیس بن ابی ودیعہ بیمار ہو گئے اور شہر (مدینہ) میں سعد بن عبادہ کے ہاں مہمان بن کر اقامت اختیار کی۔ پس ان پر اسلام پیش کیا اور وہ اسلام لے آئے اور حضرموت کی طرف گئے اور اسود عنسی کے قتال میں حاضر ہوئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ آئے، اور اُن کا شمار ان جوان مردوں میں ہوتا ہے جنہوں نے سیف بن ذی یزن کے ساتھ مل کر حبشہ میں قتال کیا۔ اور اس کے والد کا نام وَہرَز تھا، اور ابو ودیعہ اس کی کنیت تھی۔ راوی نے کہا کہ وہ حکم بن عمرو غفاری کے ساتھ خراسان آیا، پھر لوٹا، پھر اس میں مُہلّب کے ساتھ آیا، پھر بلخ کو وطن بنا لیا، وہیں ان کی آل و اولاد ہے۔ اسی طرح بُہران اور یہ عمر طویل پانے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔

۷۲۵۰ (ز) قیس بن وھب

ابن وہبان بن ضباب قرشی، عامری۔ اور وہ عبدالواحد بن ابی سعد بن قیس کے دادا ہیں جو عبدالملک بن مروان کے زمانے میں رقہ کا گورنر تھا۔ اور وہیں وفات پائی اور عبداللہ بن قیس رُقیّات نے ان کا مرثیہ کہا ہے، اور وہ اس کے قبیلہ میں سے تھے: ع

"اے جزیرے میں زمانہ گزر جانے کے بعد قبیلۂ عبس کے بہترین شخص! اور عبدالواحد فوت ہو گیا"۔

زبیر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۲۵۱ قیس بن وھرز الفارسی قریب میں جن کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۷۲۵۲ قیس بن یزید الجُھنیّ قیس بن زید کے تذکرے میں جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

---

[1] جرح و تعدیل (۱۰۵/۷) [2] تجرید (۲۶/۲)

۷۲۵۳ قیس بن زید

ذکر کیا اس کو ابو اسحق المستملی نے اہل بلخ کے طبقات میں، اور وہ عباس بن زنباع کے طریق سے لائے۔ وہ اپنے باپ سے وہ ضحاک سے، وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا فاتک بن قیس سے، وہ اپنے باپ قیس بن یزید سے۔ کہا: اور میں وادی سبع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، پھر میں اسلام لایا اور میں نے بیعت کی اور مجھ کو ایک خط لکھ کر دیا۔ اور مجھ کو ایک عصا (ڈنڈا) دیا، پھر وہ اپنی قوم کے پاس آیا، اور ان کو اسلام کی دعوت دی، پھر وہ پہاڑ پر اس کے پاس جمع ہو گئے۔ کہا جاتا ہے اس کے بارے میں کہ وہ سلمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

۷۲۵۴ قیس الانصاری[1]

کہا جاتا ہے وہ عدی بن ثابت کے دادا کا نام ہے، اور تحقیق اس میں اختلاف کا بیان گزر چکا ہے، اور اس سے درستگی کا بیان ثابت بن قیس کے ترجمہ میں ہے (ثابت حرف ثاء کے ساتھ ہیں)۔

۷۲۵۵ قیس التمیمی[2]

ذکر کیا ان کا بغوی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں، اور لیا قیس بن ربیع کے طریق سے انہوں نے جابر جعفی سے۔ انہوں نے مغیرہ بن شبل سے، انہوں نے قیس نخعی سے، کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم... [3]

بغوی نے کہا: اس کے ذریعے قیس بن ربیع تنہا ہو گئے (منفرد ہو گئے)۔

میں کہتا ہوں: وہ اور اس کا شیخ دونوں ضعیف ہیں۔ اور کہا ابن سکن نے: اس کی حدیث لی گئی ہے جابر جعفی سے، اور وہ ثابت نہیں اور ذکر کیا اس کو ابن عبدالبر نے اس اسناد کے ساتھ [4] اور اس سے ایک دوسری خبر میں ہے کہا: مجھے جریر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد کی شکل میں بھیجا۔

۷۲۵۶ قیس الجذامی[5]

ذکر کیا ان کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے، اور لیا کثیر بن مرہ کے طریق سے۔ اس نے قیس جذامی سے۔ وہ ایسے آدمی ہیں جن کے لیے صحبت یعنی صحابیت کا شرف ہے، کہا قیس جذامی نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہید کو چھ مرتبے دیے جائیں گے۔ اور لیا احمد اور نسائی نے [6] کثیر بن مرہ کے طریق سے، انہوں نے قیس جذامی سے، انہوں نے عقبہ بن عامر سے بطور حدیث کے اور تحقیق امام بخاری کا کلام گزر چکا ہے اور ابن ابی حاتم کا کلام قیس بن زید جذامی کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ اور میرے لیے یہ بات ظاہر ہوئی کہ بے شک وہ اس کا غیر ہے۔ اور بے شک وہ راوی جو عقبہ سے روایت کرنے والے ہیں، انہوں نے اس کے باپ

---

[1] اسد الغابہ (ت: ٤٣٢٠) [2] اسد الغابہ (ت: ٤٣٢٢) الاستیعاب (ت: ٢١٩٦)

[3] معجم کبیر (حدیث: ٩٣٦/١٨) مجمع الزوائد (حدیث: ١٢٩/٥) جامع المسانید (٤٧٠/١٠)

[4] استیعاب (٣٦١/٣) [5] اسد الغابہ (ت: ٤٣٢٦) الاستیعاب (ت: ٢١٨٧)

[6] مسند امام احمد (حدیث: ٢٠٠/٤)

کے نام میں اختلاف کیا ہے، سو بعض حضرات نے کہا وہ عامر ہے اور بعض نے کہا یزید ہے اور بعض نے کہا زید ہے اور بے شک زید کا بیٹا اس کا غیر ہے، جیسا کہ اس کے ترجمہ میں گزر چکا ہے۔

۷۲۵۷ (ز) قیس الجعدی

وہ فصیح ہیں، اختلاف کیا گیا ہے ان کے باپ کے نام میں، اور عنقریب اس کا ترجمہ ''نون'' میں آئے گا۔

۷۲۵۸ (ز) قیس الخزاعی

یا اسلمی۔ لائے اس کو مستغفری اور ابو موسیٰ اپنے طریق سے، پھر لیا مسلم بن ابراہیم کی روایت سے۔ اس نے ام اسود خزاعیہ سے، اس نے ام نائلہ خزاعیہ سے، اس نے بریدہ بن حصیب اسلمی سے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک آدمی کے بارے پوچھا جن کا نام ''قیس'' تھا اور فرمایا: اس کو زمین قرار نہیں دے گی۔ ✿ پھر جب وہ زمین میں داخل ہوا تو ٹھہرا نہیں تھا۔

میں کہتا ہوں: نہیں ہے اس میں وہ جو دلالت کرے اس بات پر کہ بے شک وہ مسلمان تھا۔

۷۲۵۹ (ز) قیس الغِفاری

ابو الصُّلت۔ ان کا تذکرہ صُلت کے ذکر کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

۷۲۶۰ قیس الکلابی✿

عطیہ بن قیس کے والد، ان کی حدیث سنن نسائی میں آئی ہے۔ اور عنقریب اس کا بیان قسم رابع میں آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

۷۲۶۱ (ز) قیس الھمدانی

ذکر کیا ان کا تجرید میں ✿ اور سکھایا ان کو علامہ بقی بن مخلد نے۔

۷۲۶۲ قیس، والد غنیم

المازنی یا الاسدی۔ ذکر کیا ان کا ابن ابی حاتم نے اور کہا کوفی میں جن کے لیے شرفِ صحابیت ثابت ہے۔ روایت کیا اس سے اس کے بیٹے نے، اور ابو عمرو نے اس کی مثل کہا۔ اور بغوی نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، اور ابن سکن نے کہا: وہ صحابی ہیں اور ان کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت نہیں۔

اور بخاری اور بغوی نے عاصم اَحول کے طریق سے لیا ہے، اس نے غنیم بن قیس سے، کہا غنیم نے: میں نے اپنے باپ سے چند کلمات سنے جو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مبارک پر کہے اور وہ یہ ہے: ع

''سنو! میرے لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی بناء پر ہلاکت ہے، میں آپ کی زندگی میں گویا اپاج تھا (کہ ملنے نہ

✿ دلائل النبوۃ (حدیث: ٦ (٢٤٢) ✿ اسد الغابہ (ت: ٤٣٨٨) الاستیعاب (ت: ٢١٧٣)

✿ تجرید (١٢٥)

آسکا) میں اپنی رات کل آئندہ تک امن وامان سے گزارتا تھا"۔
ذکر کیا اس کا قیس کے ترجمہ میں، اور میں نے پرانے نسخہ میں قیس بن غنیم کا ذکر پایا ہے، اور تحقیق اس کی طرف میں نے ماقبل میں اشارہ کر دیا ہے۔

۷۲۶۳ قیس، والد محمد ❁

ذکر کیا ان کا طبرانی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں، اور لیا ابن جُریج کے طریق سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے عثمان بن محمد بن عقیس سے، کہا میرے باپ نے میرے ہاتھ میں کوڑا دیکھا جس کی لٹکن نہ تھی.... پھر کہا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا تھا: "اپنے کوڑے کی لٹکن اچھی سی بناؤ، اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال واچھائی کو پسند کرتا ہے"۔ اسی طرح لائے اس کو ابونعیم طبرانی سے اور اتباع کیا ان کا ابوموسیٰ نے، اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ حدیث محمد بن قیس کی روایت سے ہے۔ وگرنہ دادا پر باپ کا اطلاق کرنا پڑے گا۔ پھر حدیث ہوگی عثمان بن قیس کی روایت سے، اور میں نے ایک پرانے نسخہ میں عثمان اور محمد کے درمیان ضبہ کو دیکھا، گویا کہ وہ عثمان سے روایت کرتے ہیں، جو محمد بن قیس سے روایت کرتے ہیں، جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔

۷۲۶۴ (ز) قیس

بعض حضرات نے کہا: وہ اس ابومحمد کا نام ہے جو کہتا تھا کہ وتر واجب ہے، اور اختلاف کیا ہے اس کے اور اس کے باپ کے نام میں۔

۷۲۶۵ (ز) قیس

بعض حضرات نے کہا: یہ اس اسرائیل کے باپ کا نام ہے جس نے دھوپ میں پیدل حج کیا، اور تحقیق اختلاف کیا ہے اس کے نام میں، اور عنقریب ان کا ذکر کنیتوں میں آئے گا۔

۷۲۶۶ (ز) قیس

محمد بن اشعث کا دادا، لیا مستغفری نے محمد بن تمیم کے طریق سے اس نے محمد بن اشعث بن قیس سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے اپنے دادا سے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، اسی طرح اس میں یہ ہے کہ اس نے حدیث بیان نہیں کی، ابن اثیر نے کہا: ❁ میں اس کو کندی گمان کرتا ہوں۔
میں کہتا ہوں: اگر وہ اسی طرح ہو تو اس کے لیے صحابیت کا شرف نہیں ہے اور نہ روایت ہے۔ اس لئے کہ وہ جاہلیت کے زمانہ میں فوت ہوئے۔ اور ممکن ہے کہ وہ کندی کا نانا ہو۔

❁ اسد الغابہ (ت: ٤٣٩٣) ❁ معجم کبیر (٩٣٦/١٨) مجمع الزوائد (١٣٤/٥) جامع المسانید والسنن (٤٦٩/١٠)
❁ اسد الغابہ (٥١٠/٣)

۷۲۶۷ قَیْسَبَة [1]

یاء ساکنہ کے ساتھ، پھر سین مفتوحہ کے ساتھ، پھر گول تاء۔ ابن کلثوم بن حُباشہ بن ہَدم بن عامر بن خولی بن وائل کندی۔
ابن یونس نے کہا: ان کے لیے جاہلیت کے زمانے میں مرتبہ تھا، پھر ان کے لیے قصہ ذکر کیا، پھر بیان کیا کہ بے شک وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں وفد کی صورت میں حاضر ہوئے، اور بے شک وہ فتح مصر میں حاضر ہوئے۔ [1] کہا کہ اس نے ایک مسجد کے لیے کچھ جگہ متعین کی، پھر جب جامع مسجد تعمیر ہوگئی تو اپنا خطہ زمین وقف کر دیا، پھر مسجد میں توسیع کی گئی اور اس کا معاوضہ پیش کیا گیا تو اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے بارے میں شاعر نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن سے کہا:

''تیرے باپ نے اپنے گھر کے سپرد کر دیا اور اس کو مباح قرار دیا۔ اس لیے کہ اس کی پیشانی کے رکوع وسجود کا محور ومرکز بنی ہوئی تھی (یعنی لوگ اس کی حد درجہ تعظیم کرتے تھے)، یا تیرے باپ نے اپنے گھر کو سپرد کر دیا اور مباح قرار دیا۔ اس لئے کہ اس کی پیشانی ایسی قوم تھی جو رکوع وسجدہ کرنے والی ہے''۔

۷۲۶۸ قیظیُ بن قیس [2]

ابن لوذان بن ثعلبہ بن عدی بن مجدعۃ بن حارثہ بن حارث انصاری اوسی۔ منسوب کیا اس ابن قداح نے یا اس کا نسب ابن قدّاح ہے۔ اور ذکر کیا اس کا ابن سعد اور بغوی نے صحابہ ﷺ میں، [2] اور واقدی نے کہا: حاضر ہوئے، اُحد میں وہ [5] اور تین اس کی اولاد میں سے، عقبہ، عبداللہ اور عبدالرحمٰن، اور جسر کے دن قتل کیے گئے، اور قیظی شہید کیے گئے لشکروں کے ساتھ، اور بغوی نے کہا: میں اس سے حدیث کو نہیں پہچانتا۔

۷۲۶۹ قیّوم الازدی

ان کا ذکر عبدالقیوم کے تذکرے میں گزر چکا ہے۔

القسم الثانی — از حرف قاف - ان کے بیان میں جن کو پیغمبر ﷺ کا دیدار نصیب ہوا

باب قاف کے بعد الف

۷۲۷۰ القاسم [3]

ہمارے سردار رسول اللہ ﷺ کے بیٹے اور آپ ﷺ کا پہلا بچہ۔ اور آپ ﷺ کے ہاں سب سے پہلے پیدا ہونے والے، اور انہی کے ساتھ آپ ﷺ کی کنیت پڑی۔ بعثت سے پہلے پیدا ہوئے اور بچپن میں فوت ہوگئے۔ اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ سِنّ تمیز (سوجھ بوجھ والی عمر، اچھے اور برے میں فرق کرنے والی) کے بعد فوت ہوئے۔ اور زبیر بن بکار نے کہا: بیان کیا مجھ کو محمد بن فضلہ

---

[1] تجرید (۲/۲۶) [2] اسد الغابہ (۳/۵۱۵) [2] اسد الغابہ (ت: ۴۴۱۲) استیعاب (ت: ۲۱۹۸) تجرید (۲/۲۶)

[2] الطبقات الکبریٰ (۸/۳۵۰) [5] مختصر تاریخ دمشق (۱۹/۱۲۸) [3] اسد الغابہ (ت: ۴۲۴۶) تجرید (۲/۱۰)

نے بعض مشائخ سے، کہا: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے قاسم کو جنا، پھر زندہ رہے یہاں تک کہ چلنے لگے۔

اور ابن سعد نے محمد بن جبیر بن مطعم کے طریق سے لیا ہے، قاسم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور ان کی عمر دو سال تھی۔ اور قتادہ سے اس کی مثل روایت کیا گیا۔ اور مجاہد سے روایت ہے کہ سات سال زندہ رہے اور کہا فضل علائی نے کہ بعثت کے بعد سترہ مہینے زندہ رہے۔

اور یونس بن بکیر نے زیاداتِ مغازی میں تخریج کی ہے، ابن عبداللہ جعفی سے کہ وہ جابر ہے، جو محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ قاسم اس عمر کو پہنچ چکے تھے کہ وہ سواری پر سوار ہو لیتے تھے۔ اور متانت کے ساتھ چلتے تھے۔ پھر جب وفات ہوئی تو عاص بن وائل نے کہا: البتہ تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم دم کٹا، بے اولاد ہو گئے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ﴾ [1] ''بے شک ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کی ہے''۔ بدلے میں آپ کی مصیبت کے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! جو قاسم کی وجہ سے پہنچی۔ سو یہ دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ بے شک قاسم رضی اللہ عنہ بعثت کے بعد فوت ہوئے۔

اور ایسے ہی وہ جس کو ابن ماجہ اور طیالسی اور حربی نے لیا فاطمہ بنت حسین کے طریق سے، انہوں نے اپنے باپ سے، کہا جب قاسم فوت ہوئے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! قاسم کی دودھاری کا دودھ زیادہ ہو گیا، سو کاش اللہ ان کو زندہ رکھتے، یہاں تک کہ ان کی رضاعت مکمل ہو جاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی رضاعت جنت میں مکمل ہو گی، یعنی رضاعت کی تکمیل وہاں ہو گی۔ [2]

حربی نے کہا: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ کیا کہ بے شک وہ اس پر غمگین ہیں یہاں تک کہ ان کا دودھ تو اس کی وجہ سے زیادہ ہوا۔

اور سنن ابن ماجہ میں ہے اس کے بعد ''اس نے اپنی رضاعت مکمل نہیں کی'' پھر کہا: اگر میں اس کو جانتی اے اللہ کے رسول! تو البتہ مجھ پر اس کے معاملہ کو آسان کر دیا جاتا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں وہ آپ کو اس کی آواز سنا دے گا''۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بلکہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا۔

اور یہ بہت زیادہ ظاہر ہے اس بات میں کہ بے شک وہ حالتِ اسلام میں فوت ہوئے، لیکن سند میں ضعف ہے۔ اور بہر حال ابو نعیم کا قول کہ میں اپنے سے پہلوں میں سے کسی کو نہیں جانتا، کہ اس نے اس کا ذکر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کیا ہو۔ تحقیق ذکر کیا بخاری نے تاریخ اوسط میں سلمان بن بلال کے طریق سے۔ اس نے ہشام بن عروہ سے، بے شک قاسم رضی اللہ عنہ اسلام سے پہلے فوت ہوئے، لیکن عنقریب فاطمہ بنت اسد کے ترجمہ میں حدیث آئے گی، ''کسی کو قبر کے بھینچنے سے معافی نہیں سوائے فاطمہ بنت اسد کے'' بعض حضرات نے کہا اور نہ ہی قاسم اور کہا نہ قاسم نہ ابراہیم۔ اور ابراہیم ان دونوں میں سے چھوٹے تھے اور یہ اور فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ کا اثر ہشام بن عروہ کی روایت کے خلاف پر دلالت کرتا ہے۔

---

[1] سورة الكوثر [2] دلائل النبوة (٤٠٤/٢)

۷۲۷۱ القاسم الانصاری ❶

صحیحین میں سالم کے طریق سے ہے، جو ابی جعد کے بیٹے ہیں، وہ جابر سے روایت کرتے ہیں، کہا: انصار کے ایک آدمی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا، جس کا نام اس نے قاسم رکھا، پھر انصار کہنے لگے: ہم آپ کی کنیت ابوالقاسم نہیں رکھیں گے۔ اور نہ آپ کو اپنا منظورِ نظر بنائیں گے۔ سو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم نام رکھو میرے نام کے ساتھ اور نہ کنیت بناؤ میری کنیت کے ساتھ''۔ ❷ اور تحقیق اس میں سے کچھ عبدالرحمٰن کے ترجمہ میں گزر چکا ہے۔

باب قاف کے بعد باء

۷۲۷۲ قبیصہ بن ذؤیب ❸

ابن حلحلہ بن عمرو بن کلیب بن اَصرم بن عبداللہ بن قمیر بن حبشیہ، ابواسحٰق خزاعی۔ اور کہا گیا، ابوسعید مدنی جو شام میں اترے، اس کے والد کا ذکر حرف ذال معجمہ میں گزر چکا ہے۔ اور ابن شاہین نے اس کا ذکر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کیا ہے۔ ابن قانع نے کہا: اس کے لیے پیغمبر علیہ السلام کا دیدار ثابت ہے۔ اور حاکم ابواحمد نے لیا ولید بن مسلم کے طریق سے، اس نے سعید بن عبدالعزیز سے، کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبیصہ بن ذؤیب کو لایا گیا، تا کہ اس کو دعا دیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایسا آدمی ہے۔

فتح مکہ کے دِن پیدا ہوا، اور بعض نے کہا حنین کے دِن۔ اور یحییٰ بن معین نے کہا، اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا جب پیدا ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دعا دی۔ ❹

اور ابوعمر نے کہا: ❺ بعض حضرات نے کہا کہ وہ ہجرت کے پہلے سال پیدا ہوا، اور انہوں نے اس کی پیروی کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت ہے۔ اور حضرت عمر، عثمان، بلال، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ سے روایت کیا ان سے ان کے بیٹے اسحٰق اور زہری، مکحول، رجاء بن حَیوۃ اسماعیل بن عبداللہ اور ان کے علاوہ نے کہا رجاء بن حَیوہ نے، مکحول سے روایت ہے: میں نے ان سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔

اور ابن سعد نے کہا: وہ عبدالملک بن مروان کی مہر پر تھے یا انجام پر تھے، اور اس کے نزدیک نیک ترین لوگوں میں سے تھے۔ اور حدیث میں ثقہ اور مامون تھے۔ اور ڈاک کا معاملہ اس کے سپرد تھا۔ اور وہ خطوط کو پڑھتے تھے عبدالملک سے پہلے، پھر اس کو خبر دیتے اس سے جو کچھ اس میں ہوتا تھا۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لیا: بے شک اس کو سعید بن مسیب کے مرتبہ کا آدمی شمار کیا جاتا تھا۔ اور پاکدامنی اور زہد میں عروہ کے مرتبہ کا اور شعبی نے کہا کہ لوگ زید بن ثابت کے فیصلہ سے زیادہ جانتے تھے۔ اور عمرو بن علی فلاس نے کہا۔

---

❶ اسد الغابہ (ت: ٤٢٤٣) ❷ کتاب الادب (حدیث: ٦١٨٨) مسند احمد (٣٠١/٣)

❸ اسد الغابہ (ت: ٤٢٥٧) الاستیعاب (ت: ٢١٢٤)

❹ مسلم، کتاب النکاح (٢٤٢٢) اسد الغابہ (٤٧٠/٣) ❺ تجرید (١١/٢)

اسی طرح نقل کیا گیا، یحیٰ بن معین سے، اور یہ ایسا عبدالملک کی صحبت سے پہلے تھا۔ اور شعبی نے کہا، اس کو لوگ زید بن ثابت کے فیصلہ سے زیادہ جانتے تھے۔ اور ابوزناد اس کا شمار اہل مدینہ کے فقہاء میں کیا ہے۔

ابن ابی حاتم نے تخریج کی ہے کہ یہ سند صحیح ہے اور زہری کہتا تھا۔ وہ اس اُمت کے علماء میں سے ہیں۔ چھیاسی (۸۶) سال کی عمر میں فوت ہوئے، اور بعض نے کہا: اس سے پہلے، اور ابوعمر ضریر نے کہا: وہ ۸۸ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

باب قاف کے بعد ثاء

۷۲۷۳ (ز) قثم بن ابی الحکم

ابن ابی ذئب بن شعبہ بن عبداللہ بن ابی قیس قرشی عامری، مغیرہ بن ہشام بن ابی ذئب کے چچا کے بیٹے، اور ان کی ماں صفیہ بنت صفوان میں امیہ، ذکر کیا ان کا زبیر نے، اور انہوں نے نہیں ذکر کیا ان کے باپ کے لیے، صحبت کو، گویا کہ وہ فتح مکہ سے پہلے کافر ہو کر فوت ہوئے۔

باب قاف کے بعد راء

۷۲۷۴ قُرط [1]

اور ان کے بارے کہا گیا: قریط بن ابی رمثہ تمیمی۔ اس کا نسب آئے گا اس کے والد کے ترجمہ میں گئی ہیں۔ اور ذکر کیا اس کا ابوموسیٰ نے ذیل میں ابن مندہ پر استدراک کرتے ہوئے، اور کہا ہجرت کی اپنے باپ کے ساتھ، پس جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہوئے تو ابی رمثہ کو کہا: ''تیرا بیٹا یہ ہے؟'' کہا: جی ہاں، میں اس کے بارے گواہی دیتی ہوں۔ کہا: ''بہر حال بے شک وہ آپ پر جنایت نہیں کرے گا اور تو اس پر جنایت نہیں کرے گا''۔ [2] اور قرط کو بلایا اور اس کو اپنی گود میں بٹھایا، اور اس کے لیے برکت کی دعا کی اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، اور سیاہ عمامہ پہنایا۔ اور وہ اخز بن قریط کا والد ہے، جو اُن رؤساء میں سے ایک تھا، جو ابی مسلم کے ساتھ تھے۔ اور اخز کی کنیت ابوعمرو ہے۔ اور قریط کی کنیت ابوجُوب ہے۔ اور ابی رمثہ کا نام یثربی بن رفاعہ ہے۔ اور قریط کے علاوہ اس کی کوئی اولاد نہیں، اور تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کہا تھا: ''تو نے اس کا نام قریط کیوں رکھا؟'' کہا: کان کی بالی (ایئرنگ) کے پائے جانے کے، ذکر کیا اس تمام کو ابن شاہین نے اور ذکر کیا عبدان نے اس کے بعض کو۔

کہا ابوموسیٰ نے: ابی رمثہ کا قصہ اپنے والد کے ساتھ مشہور ہے۔ علاوہ اس کے کہ بے شک بہت کم بیان کیا گیا اس کے بیٹے کا۔ اور ایسے ہی ابن یاسین نے بھی اس کو اپنی تاریخ میں ذکر کیا۔

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۴۲۹۱)

[2] کتاب الدیات تخریج ابوداود (الحدیث: ۴۴۹۵) تخریج نسائی کتاب القسامۃ (الحدیث: ۴۸۴۷) تخریج ابن ماجہ کتاب الدیات (الحدیث: ۲۶۶۹)

میں کہتا ہوں: لیکن اس نے کہا، یہ قُرط ہے۔ بغیر تصغیر کے۔ کہا اور وہ اھز بن قرط کا والد ہے۔ بنی عباس کو دعوت دینے والوں میں سے ایک تھا۔ اور ذکر کیا اس کا ابن حبان نے صحابہ میں اس طرح کے قصہ کے ساتھ مختصر طور پر۔ اور اس کو سیاہ عمامہ پہنایا جانے کا ذکر نہیں کیا، اور وہ جو اس کے بعد ہے، بلکہ کہا اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔ اور اس کا باپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں بَحرین کی طرف علاء بن حضرمی کے ساتھ نکلا۔

اور قریط وہ شخص ہے جس نے قبیلہ کو فتح کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں، پھر خراسان میں اَحنف بن قیس کے ساتھ جہاد کیا، اور مَرُوَا اور عَقِبَہ اس کے ساتھ اترے۔

باب قاف کے بعد یاء

۷۲۷۵ قیس بن ابی حازِم الاَحْمسی ❁

اس کے باپ کے لیے صحابیت کا شرف ہے۔ اور روایت کیا ابن مندہ نے ''سند واہ'' کے ساتھ کہ بے شک قیس کے لیے پیغمبر کی رؤیت ثابت ہے۔ اور مشہور یہ ہے کہ وہ مخضرمین میں سے ہے اور عنقریب دوبارہ تذکرہ کیا جائے گا، تیسری قسم میں۔

ابن مندہ نے کہا، ہم کو سہل بن سَری بخاری نے خبر دی، بیان کیا مجھ کو ابو ہارون سہل بن شَاذُویہ اور عبداللہ بن عبیداللہ نے، بیان کیا مجھ کو ابراہیم بن سعد سمرقندی نے، بیان کیا مجھ کو ابو مقاتل حَفْص بن اسلم نے، بیان کیا مجھ کو اسماعیل بن ابی خالد نے، قیس بن ابی حازم سے، کہا میں مسجد میں داخل ہوا اپنے باپ کے ساتھ، پس اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطاب کر رہے تھے، پس جب میں نکلا تو مجھ کو کہا: اے قیس! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور میں سات سال کا تھا یا آٹھ سال کا تھا۔ ابن مندہ نے کہا: صحیح نہیں ہے۔ اور اس کو خطیب نے مؤتلف میں، وَرْدَانی کے ترجمہ میں۔ اپنی کتاب مؤتلف میں لیا، ابی سعد ہمام بن ادریس بن عبدالعزیز کے طریق سے، وہ اپنے باپ سے جو حفصہ سے اس کی سند سے نقل کرتے ہیں، اور اس میں سے پہلا میں بچہ تھا، میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑا، پھر مجھ کو مسجد کی طرف لے گیا۔ ایک آدمی نکلا اور منبر پر چڑھ گیا۔ میں نے اپنے والد سے کہا: یہ کون ہے؟ کہا: یہ اللہ کا نبی ہے۔ کہا: اور میں اس وقت سات یا نو سال کا تھا۔

خطیب نے کہا: کچھ ثابت نہیں ہے۔ اور یہ حدیث اگر اس کے لیے اصل ہو تو تحقیق اس کے اندر ایسی غلطی واقع ہے جو بَزّار کی روایت سے مسند بزار میں ظاہر ہے، قیس کے طریق سے۔ کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، سو میں نے ان کو پایا اس حال میں کہ وہ فوت ہو چکے تھے۔ پس میں نے ابوبکر کو کہتے ہوئے سنا، گویا کہ پہلی روایت ہے جس میں تھا۔ اچانک ابوبکر رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے، لیکن اس کا قول سات سال کی عمر کا ہے یا آٹھ سال کی عمر کا جو صحیح نہیں ہے۔ سو یہ قول آیا ہے اسماعیل سے سندِ صحیح کے ساتھ کہ بے شک وہ بڑا تھا یہاں تک کہ وہ سو سال سے دو سال متجاوز تھا۔ اور تحقیق اختلاف کیا گیا ہے اس کی وفات میں، جو کئی اقوال پر ہے۔ ان میں سے ایک کہ بے شک وہ فوت ہوا نوّے (۹۰) سال کی عمر میں۔ اس بناء پر اس کی پیدائش ہجرت سے پانچ سال قبل ہوگی۔ اور

❁ تجرید (۱۹/۲)

نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت اس کی عمر دس سال ہوگی، اور نہیں صحیح وہ جو اثر اوّل میں ہے کہ جب وہ خطبہ سن رہے تھے تو سات سال یا آٹھ سال کے تھے۔

قسم الثالث ازحرف قاف

باب قاف کے بعد الف

۷۲۷۶ (ز) القاسم بن یَنُّخُسرہ

یاء کے فتح کے ساتھ اور نون کے سکون کے ساتھ اور خاء اور راء کے ضمہ کے ساتھ۔ ان دونوں کے درمیان سین ہے۔ اور اس کے آخر میں ھاء ہے۔ اس کو ابواحمد عسکری نے ضبط کیا، اس کے لیے ادراک ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بن کر آیا۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل بن سوید کے طریق سے لیا ہے۔ اس نے قاسم بن یَنُّخُسُرُ سے لیا ہے۔ کہا: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، پھر مجھ کو مرحبا کہا اور مجھ کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔ پھر تلاوت کی

﴿ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ ﴾ [1]

''عنقریب اللہ ایسی قوم لائے گا کہ اللہ ان سے محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے ....''۔

پھر کہا: میں ہمیشہ گمان کرتا رہا ہوں کہ بے شک وہ قوم تمہارے میں ہے، اے اہل یمن!

باب قاف کے بعد باء

۷۲۷۷ قبیصہ بن جابر [2]

ابن وہب بن مالک بن عمیرہ۔ پہلے کے فتح کے ساتھ یعنی قاف کے فتح کے ساتھ، ابوالعلاء اسدی کوفی۔ اس کے لیے ادراک ہے۔ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہوئے، یعنی صحبت اٹھائی۔ اور اس کے خطبہ جابیہ میں حاضر ہوئے۔ اور اس کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک قصہ ہے۔ [3] کہا یعقوب بن شیبہ نے اس کو اہل کوفہ کے فقہاء میں سے پہلے طبقہ میں شمار کیا گیا۔ اور وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی تھے۔ اور ابوعبداللہ بن اعرابی نے نوادر میں کہا کہ بے شک وہ فصیح تھا۔ اور وہ اس بات کا قائل ہے۔ میں ایک قوم میں حاضر ہوا، میں نے ان کو دیکھا پس میں نے کوئی آدمی نہیں دیکھا جو کتاب اللہ کا بڑا قاری ہو، جو اللہ کے دین میں زیادہ سمجھ بوجھ رکھنے والا ہو عمر رضی اللہ عنہ سے، اور میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کی صحبت اٹھائی، سو میں نے ان سے بڑا انعامات عطا کرنے والا نہیں دیکھا۔ اور میں نے معاویہ کی صحبت اٹھائی، میں نے ان سے زیادہ کسی کو بردبار نہیں دیکھا۔

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کلام کو تاریخ میں لائے ہیں، عبدالملک بن عمیر کے طریق سے، ان سے ہے اور اس کا لفظ یہ ہے: میں نے کسی کو کتاب اللہ کا زیادہ قاری نہیں دیکھا، اور نہ اچھا پڑھانے والا، اور زیادہ کیا: اور میں نے عمرو بن عاص کی صحبت اٹھائی،

---

[1] سورۃ المائدۃ (۵۴) [2] تجرید (۱۱/۲) [3] مسند احمد (۴۹/۱) سنن الکبریٰ (۲۲۱/۶) سنن دارقطنی (۹۵/۴) مجمع الزوائد (۱۲۴/۴)

میں نے اس سے زیادہ طرق کے اعتبار سے واضح نہیں دیکھا۔

اور ذکر کیا اس کا زبیاداور مغیرہ رضی اللہ عنہ نے۔اور ابوزرعہ دمشقی نے جریر بن حازم کے طریق سے لیا، اس نے عبدالملک بن عمیر سے، اس نے قبیصہ بن جابر سے کہا: میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بن کر آیا، سوانہوں نے میری ضروریات کو پورا کیا، میں نے اس سے کہا: آپ اس معاملے کے لیے اپنے بعد کس کو مناسب سمجھتے ہیں؟ پس کہا: نہ تو اور نہ وہ، تو میں نے کہا: وہ کیوں؟ بے شک میں رشتہ داری میں قریب ہوں، محبت والا سینہ رکھتا ہوں۔ شرافت میں عظیم ہوں۔

اور مُعَمر نے کہا: عبدالملک بن عمیر سے ہے، وہ قبیصہ بن جابر سے روایت کرتے ہیں، میں محرم تھا، سو میں نے ہرن کو دیکھا، پھر میں نے تیر کو دیکھا اور تیر کو نشانہ پر لگایا۔ پس وہ مر گیا۔ پس میرے دِل میں کھٹکا ہوا، تو میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ پھر میں نے ان سے پوچھا، پس میں نے ان کے پہلو میں عبدالرحمٰن بن عوف کو پایا، پھر میں ان کی طرف متوجہ ہوا۔ پس کہا: میں بکری کو دیکھ رہا ہوں جو تجھ کو کافی ہے۔ کہا: جی ہاں! پھر مجھ کو حکم دیا یہ کہ میں بکری کو ذبح کروں، پھر قصہ ذکر کیا۔

اور تحقیق حضرت علی، طلحہ، ابن مسعود، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ سے روایت کی گئی ہے۔

روایت کیا ان سے شعبی، عبدالملک بن عمیر، محمد بن عبداللہ بن قارب رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ نے، کہا علی بن مدینی نے، ابن عیینہ سے روایت کی ہے۔ پسند کیا اس کو اہل کوفہ نے اس حال میں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بن کر آئے اور کہا خلیفہ بن خیاط نے، ۶۹ ھ میں فوت ہوئے۔ اور ذکر کیا اس کا تابعین کے طبقہ اولی میں۔

۷۲۷۸ (ز) قبیصه بن مَسْعود

ابن عمر بن عامر بن عبداللہ بن حارث بن نمیر عامری، پھر نمیری۔ اس کے لیے ادراک ہے۔ اس کا والد ہمام یزید بن معاویہ کے زمانے میں اپنی قوم کا سردار تھا۔ اور مَرَجِ رَاہط کے دن قتل کیا گیا۔ اور اس کا وارث ابن مقبل بنا، ایک قصیدہ میں تعریف ہے، جس کا پہلا شعر:

"اے قیس کے ناک کو کاٹنے والے ہمام کے بعد....."

ذکر کیا اس کا ابن کلبی نے۔

باب قاف کے بعد تاء

۷۲۷۹ (ز) قتاده المُدْلَجی

اس کے لیے ادراک ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں کہا: یحییٰ بن سعید سے۔ اس نے عمرو بن شعیب سے، بے شک بنی مدلج کا ایک آدمی جس کو قتادہ کہا جاتا ہے، اس کے بیٹے کو تلوار ماری گئی، پھر اس کی پنڈلی کو لگی، پس اس کا خون نکل گیا اور وہ فوت ہو گیا، پھر سراقہ بن جعشم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے پھر ان کو خبر دی۔ پس کہا، میرے لیے ایک سو بیس اونٹوں کو شمار کراؤ ماءِ قدید پر، پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو ان سے سو اونٹ لے لیے اور اس کو اس کے مقتول بھائی کے لیے دے دیئے، اور کہا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قاتل کے لیے کچھ نہیں ہے''۔

عبدالرزاق نے بطریق سلیمان بن یسار اسی مفہوم میں یہ قصہ روایت کیا ہے اوران کا نام نہیں لیا، فرماتے ہیں: بنومدلج سے ایک شخص نے کہا: اس کا سگا بھائی اس کا وارث قرار دیا اوراس کے باپ کواس کی دیت میں کسی چیز کا وارث نہیں بنایا۔

باب قاف کے بعد حاء

۷۲۸۰ (ز) قحیف بن السلیک الهالکی

یہ بنی ہالک سے تعلق رکھتے ہیں، جو بنی اسد کی شاخ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مشرف با اسلام ہوئے، جس وقت طلیحہ بن خویلد الاسدی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو انہوں نے حضرت ضرار بن الازور اور قضاعی بن عمرو اور ابی سنان کے ساتھ مل کر مدعی نبوت سے لڑائی کی تھی۔ قحیف بہادر اور بہت دلیر تھے، ان کے ساتھیوں نے انہیں طلیحہ پر حملہ کرنے کا کہا تو کیونکہ ان کی تلوار بازی مشہور تھی، جب انہوں نے اس پر حملہ کیا تو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا، اسی اثناء میں طلیحہ کے ساتھیوں نے قحیف پر دھاوا بول دیا اوران کو شہید کردیا۔ جب طلیحہ کو کچھ افاقہ ہوا تو اس نے زخم کا علاج معالجہ کر کے یہ بات مشہور کردی کہ مجھ پر تیز تلوار اثر نہیں کرتی جس سے اس کے ساتھی بڑے متاثر ہوئے، اور مزید فتنہ میں پڑ گئے۔

باب قاف کے بعد دال

۷۲۸۱ قُدامه بن عبدالله* بن منجاب

انہیں دورِ نبوت حاصل ہے، یہ مصعب بن زبیر کے زمانۂ حکومت تک زندہ رہے۔

باب قاف کے بعد راء

۷۲۸۱ قَرْشع الضبیّ

انہیں دورِ نبوت حاصل ہے، کوفہ ان کا مسکن تھا، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے علاوہ سلمان فارسی، ایوب انصاری اور ابوموسیٰ انصاری رضی اللہ عنہم وغیرہ سے انہوں نے روایت کی ہے۔

علقمہ بن قیس سے روایت ہے کہ ''وکان من القُرّا الأوّلین'' (یہ اوّلین قراء میں ہیں)۔ اس روایت کی تخریج نسائی کے علاوہ مسیّب بن رافع اور قزعہ بن یحییٰ وغیرہ نے بھی کی ہے۔

خطیب کہتے ہیں: یہ مخضرمی تھے۔ انہوں نے زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام بھی پایا ہے۔ خلافتِ عثانی میں ایک جنگ میں شہید ہوئے۔ ان کی مرویات شمائل اور کتب السنن الثلاثہ میں موجود ہیں۔

* تجرید (۲/۱۳)

۷۲۸۳ (ز) قرقرہ بن زاھر التیمی

انہیں دورِ نبوت حاصل ہے، سیف اور طبرانی نے ان کو سعد بن ابی وقاص وغیرہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جب انہوں نے رغب کا اظہار کیا تو رستم کے مقابلہ میں جانے والے لوگوں کے ساتھ روانہ کر دیا۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیاہ۔

۷۲۸۴ قرہ بن نصر العدوی

یہ عدی تمیم سے تعلق رکھتے ہیں، یہ ان لوگوں میں جن کے عامل کسریٰ مکعبر نے ''المشقر'' کی باری چھوڑنے کے فیصلے پر رازدان بنایا تھا، دراصل ہوا یوں کہ انہوں نے کسری کے مال پر دھاوا بولا، قرۃ بن نصر نے مکعبر کو کہا کہ وہ کوئی زبردست پلان تیار کریں، چنانچہ انہوں نے ان کو ولیمہ کی دعوت دی، بہت سے لوگ محل میں داخل ہوئے۔ مکعبر نے ان کو قتل کر دیا، اور جو قتل ہونے سے بچ نکلے ان میں قرہ، حزن اور مشجعہ بنوالنضر بھی تھے۔ ان کو ایک جماعت کے ساتھ کسریٰ کی طرف بھیج دیا، اس نے مشجعہ کو بطور خطیب اور حزن کو بطور ترجمان اپنے پاس ہی رکھا۔ جب مسلمانوں نے ان کے ساتھ جہاد کیا تو یہ لوگ مسلمانوں کی طرف چلے گئے اور مشرف بہ اسلام ہو کر ان کے ساتھ ہو لیے۔ یہ بات عبید نے ''یوم المقشر'' کے قصہ میں ذکر کی ہے۔

ابونعامہ سے منقول ہے کہ انہوں نے مشجعہ کو پایا ہے۔ وہ جہاں کہیں سے گزرتے ڈرتے بالکل نہیں تھے، کیونکہ وہ بآوازِ بلند تسبیح وتکبیر کا ورد کرتے رہتے تھے، بنی عدی کے ساتھ بہت نیکی اور احسان کرنے والے تھے۔

۷۲۸۵ قریب بن ظفر

ان کو ادراک حاصل ہے، فتح نہاوند کے قصہ میں یہ سعد بن ابی وقاص کے قاصد تھے، عمر کی جانب۔ جب یہ عمر کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان کے اور ان کے والد کے نام سے نیک شگون پکڑتے ہوئے کہا: ''ظفر قریب ہے'' (جلد ہی فتح نصیب ہوگی)۔ یہ ۲۱ ہجری کی بات ہے۔

باب قاف کے بعد سین

۷۲۸۶ قامہ بن أسامہ الکنانی

ان کو ادراک حاصل ہے، ابن عساکر نے ''کتاب الفتوح'' میں ابوحذیفہ اسحاق بن بشیر کے حوالہ سے ان کو شرموک میں شریک ہونے والوں میں سے لکھا ہے۔

۷۲۸۷ قسامہ بن زھیر المازنی

ان کو ادراک حاصل ہے، عمر بن شُبّہ نے ''اخبار البصرۃ'' میں ان کا ذکر کیا ہے، یہ عتبہ بن غزوان کے ساتھ مل کر ''الأبلہ'' کو شروع کرنے والوں میں ہیں، یہ اس لڑائی کے سرکردہ افراد میں سے ہیں، ان کی ایک مرسل حدیث کو ابن شاہین نے ''الصحابہ'' میں ذکر کیا ہے، اس کی سند یہ ہے: یزید الرقاشی عن موسٰی بن یسار عن قسامہ بن زھیر قال قال رسول اللہ ﷺ

((أبى اللّٰهُ عليّ فى قتال المؤمن)) ''اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی مؤمن کو قتل کریں''۔

ابوداؤد، نسائی اور ترمذی کے ہاں انہوں نے ابوموسیٰ اشعری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ قتادہ، عمران بن حُدیر اور ہشام بن حسان وغیرہ نے ان سے روایت کیا ہے۔ ''عجلی'' اور ''ابن حبان'' نے ان کو ثقات تابعین میں ذکر کیا ہے۔

ہیثم اور خلیفہ نے اہل بصرہ کے تابعین میں ان کو ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کی وفات ۸۰ ہجری کے بعد ہوئی ہے۔

۷۲۸۸ قسامه بن زيد الليثى

ان کا ذکر ان کے بھائی فرات بن زید کے تعارف میں گزر چکا ہے۔ عمر نے ان کا کہا ہوا ایک شعر نقل کیا ہے۔

باب قاف کے بعد طاء

۷۲۸۹ قطن بن عبدعوف الهلالى

ان کو ادراک دور نبوی حاصل ہے۔ ابن ابی طاہر فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عامر نے ان کو کرمان کا عامل مقرر کیا تھا، اور ان کو وادی کے انعامات میں سے چار ہزار دیئے، ابن عامر نے اس قدر دینے سے انکار کیا تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس کی اجازت مرحمت فرمادی۔ اسی بارے میں شاعر کا قول ہے: ؏

''بنی ہلال کے معزز لوگوں کی رشتہ داریوں پہ میرا جان مال قربان انہی لوگوں نے معدّ میں عطیات دینے کی رسم نکالی جو ایک رات کی مہمان نوازی ہوتی ہے''۔

ابن درید کہتے ہیں: یہی اصلی نام ہے، ابن قتیبہ کہتے ہیں عبداللہ بن عامر نے قطن کو فارس پر عامل مقرر کیا، جب احنف یہاں سے گزرا تو وہ لشکر کے ساتھ ایک پل پر کھڑا ہو گیا اور وہ لوگوں کو مال ان کے بقدر دینے لگا، اور جب لوگ کافی ہو گئے تو کہتا ہے کہ سب کو انعام دو۔ یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے جائزہ (انعام) کا طریقہ جاری کیا۔

میں کہتا ہوں: کہ متذکرہ بالا حضرات کے اقوال کا حاصل یہ ہے کہ ''جائزہ'' مشتق ہے جواز سے، حدیث صحیح میں ہے: ''فى الضيف جائزته يوم الليلة'' اور مذکورہ بات بھی اسی طرح مشبہ رہے۔ اس بارے میں مزید تفصیل ''کتاب الاوائل اور فتح الباری'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔

باب قاف کے بعد یاء

۷۲۹۰ القلاخ العنبرى

بزرگ شاعر ہیں۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے: یہ مخضرمی تھے۔ سکنت بصرہ میں اختیار کی، میرا خیال ہے کہ ''القلاخ'' ان کا لقب ہے، حضرت معاویہ کے قصے میں ان کا بھی ذکر ملتا ہے، ان کی ولادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کی ہے، انہوں نے امیہ بن شمس کو دیکھا مگر تب جب ان کی بصارت چلی گئی تھی اور ان کو ان کا غلام چلایا کرتا تھا، یہ غلام اہل صفوریہ سے

تھا، اس کو ذکوان کہا جاتا ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ اس کا لڑکا ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ یہ تو آپ لوگ کہہ رہے ہو، اس بارے میں القلاخ کہتے ہیں:

يسائلني معاوية بن هند
لقيتُ أبا سلالة عبدالشمس
فقلت له: رايتُ أباك شيخًا
كبير السِنّ مضروبًا بطمس
يقود به افيج عبد سواء
فقال بل انبه ليزيل لبسي

مرزبانی کہتے ہیں: قلاخ نے زندگی بسر کی حتیٰ کہ.....

دعبل بن علی خزاعی نے ''اخبار الشعراء فی بصرۃ'' میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک حکایت ذکر کی ہے، کہتے ہیں: مقسم نامی ایک غلام قلاخ کے لیے لڑا، تو اس نے اس غلام کا نام معلوم کرنے کے لیے اس کا تعاقب کیا، اور جب یہ ایک قوم کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس کے نام کی بابت دریافت کیا، کہنے لگا:

أنا القلاخ جئت أبغي مقسما
أقسمت لا اسام حتى يسأما

ابوبشیر الآمری [1] نے القلاخ کو ق کے ضمہ لام اور خ کے تخفیف کے ساتھ لکھا، ضبط کیا ہے۔ ابن ماکولا [2] نے بھی اس کا ضبط بیان کیا ہے۔ تاہم اس کے اور القلاخ بن حزن السعدی کے درمیان فرق بیان کیا ہے، ثانی الذکر کی کنیت ابوخراش ہے، اوّل الذکر کے بارے میں ابن ماکولا فرماتے ہیں کہ دعبل نے اس کا ذکر کیا ہے، ثانی الذکر بنوامیہ کے دور کا مشہور شاعر گزرا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ بھی کوئی بعید نہیں کہ دونوں ایک ہی ہوں، الآمری نے اس نام کا تیسرا شخص القلاخ المنقری نامی بھی ذکر کیا ہے۔

باب قاف کے بعد یاء

۷۲۹۱ قیسان بن سفیان

ان کو ادراک حاصل ہے اجنادین میں شہادت واقع ہوئی۔

۷۲۹۲ قیس بن بجرہ [3]

یہ ابن عنقل کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ یہ ان کی والدہ کا نام بھی ہے۔ ان کا تعلق بنوشمخ بن فزارہ سے تھا۔ مرزبانی [4]

---

[1] الآمدی [2] الاکمال (۱۹۱/۲) [3] أسد الغابہ، تجرید (۱۸/۳) [4] معجم الشعراء

ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے: انہوں نے جہالت میں اچھا خاصہ وقت گزارا ہے، اور اسلام میں بھی زمانہ دراز رہے عامر بن طفیل کے ساتھ زمانہ جاہلیت میں ان کا ذکر ملتا ہے، بعد میں وہ اسلام لے آئے، اسی سلسلے میں کہا گیا: فلما نرینی واحدًا بارَ اھلہٗ۔

۷۲۹۳ (ز) قیس بن ثعلب الأزدی

یہ ابوصفرہ کے ساتھ وفد کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تھے، ابن کلبی نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۷۲۹۴ قیس بن ثور[1]

قیس بن ثور بن مازن بن خیثمہ السلوی، عمرو کے والد ہیں، ان کو ادراک حاصل ہے، ان کی کنیت ابوبکر ہے، یہ بات ابوحاکم نے امام مسلم اور نسائی کے اتباع میں کہی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے.... یہ مصر کی فتح میں شریک تھے، پھر حمص چلے گئے، وہاں رہائش اختیار کر لی، ابوسعید بن یونس نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

سوید بن قیس ان سے روایت کرتے ہیں کہ قیس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہجرت کی، وہ کہتا ہے: ہم نے ایک محلہ میں ٹھہراؤ کیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہم ان سے ملے، ہم نے دیکھا کہ انہوں نے سر اور داڑھی پر خضاب لگایا ہوا ہے، اس روایت کی یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں کی ہے، مزید اس کو راوی یزید بن حارث الحمس عن عمرو ابن قیس کے طریق سے ذکر کیا ہے۔ اس میں ہے: میں اپنے والد کے ساتھ یزید بن معاویہ کے پاس آیا تھا جس وقت حضرت معاویہ فوت ہوئے تھے۔

۷۲۹۵ (ز) قیس بن الحارث المرادی

ان کو ادراک حاصل ہے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں یمن سے آئے تھے، انہوں نے خوب فقہ حاصل کی یہاں تک کہ ان کا شمار فتویٰ دینے والوں میں سے ہونے لگا۔ یہ عمرو بن العاص کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے تھے۔ یہ بات سعید بن یونس نے کہی ہے۔

ابوموسیٰ نے ''ذیل'' میں کہا ہے کہ عبدان نے ''الصحابہ'' میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ میرا خیال ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے، مسند نہیں ہے، تاہم بعض محدثین کو میں نے دیکھا ہے کہ ان کی حدیث کو مسند میں شمار کرتے ہیں۔ میں نے ان کا تذکرہ کیا ہے تاکہ ان کی پہچان ہو جائے۔ ابوداؤد نے ان کی حدیث کو مراسیل میں ذکر کیا ہے، وہ بطریق حسن بن ثوبان عن النبی ﷺ ((ماذا فی الأمرین من الشفاء: الصبر والتُّقی)).[2] قیس بن رافع نے بھی ابوہریرہ، عبداللہ بن عمرو العاص وغیرہ سے روایت کی ہے، اور ان سے یزید بن ابی حبیب، ابراہیم بن نشیط اور حارث بن یعقوب نے روایت کیا ہے۔

ابن حبان نے ان کو ثقہ تابعین میں ذکر کیا ہے، ابن یونس، ابن ثوبان کے طریق سے کہتے ہیں کہ میں قیس کے پاس آیا وہ اہل علم و سیر میں سے تھے۔

---

[1] تجرید (۱۸/۲) [2]

بغوی نے بطریق عبدالکریم بن حارث عن قیس بن رافع نے ذکر کیا ہے، کہتے ہیں: "ویل عن دینہ دنیاہ، وھمّہ بطنہ" (ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جس کا دین اس کی دنیا ہے اور فکر بس پیٹ ہی کے متعلق)۔ ایک دوسری جگہ ان کا ذکر اس طرح ہے: قیس بن رافع تابعی ہیں، کوفہ کے رہنے والے، انہوں نے جریر سے روایت کیا ہے اور عبداللہ بن حارث نے ان سے روایت کی ہے۔ یہ بات ابن حبان نے ثقات التابعین میں ذکر کی ہے۔

۷۲۹۶ قیس بن ابی حازم [1]

قیس بن ابی حازم البجلی ثم احمسی، ابوعبداللہ، ابی حازم کا نام حصین بن عوف ہے، عوف بن عبدالحارث کے علاوہ عبدعوف بن الحارث بن عوف بھی ان کا نام بتایا جاتا ہے۔ ابوحاتم کو صحبت (زیارۃ النبی ﷺ) حاصل ہے، قیس آپ ﷺ ہی کے زمانہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے، قیس کی آپ ﷺ سے ملاقات نہ ہوئی تھی کہ آپ ﷺ اس دنیا سے رحلت فرما چکے تھے۔ انہوں نے کبار صحابہ سے روایت کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اکٹھے عشرہ مبشرہ سے ان کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے بعض تذکرہ بالا میں سے روایت نہیں کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے حضرت بلال، معاذ بن جبل، خالد بن ولید، ابن مسعود اور مرداس اسلمی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کیا ہے۔ ان سے تابعین اور تبع تابعین نے روایت کیا ہے، جیسے اسماعیل بن ابی خالد، مغیرہ بن شبل، حکم بن عتیبہ، اعمش اور بنان بشر وغیرہ کے علاوہ بہت سارے حضرات ہیں۔

ابن حبان نے "الثقات" میں فرماتے ہیں: ابن قتیبہ فرماتے ہیں کہ کوفہ میں قیس سے زیادہ صحابہ سے روایت کرنے والا کوئی نہیں۔ ابوعبیدہ الآجری ابوداؤد کے حوالہ سے کہتے ہیں: قیس بن ابی حازم سند کی حیثیت سے بہترین تابعی ہیں۔

مسند بزار میں قیس ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں آپ ﷺ کی طرف گیا، مگر آپ ﷺ میرے پہنچنے سے پہلے دنیا سے رخصت فرما چکے تھے اور جب میں پہنچا تو۔

ابن سعد [2] نے سند صحیح کے ساتھ قیس سے روایت ذکر کی ہے، قیس کہتے ہیں: حضرت خالد بن ولید نے تبوک کے دن ایک کپڑے میں ہمیں نماز پڑھائی، ان کے پیچھے صحابہ کھڑے تھے۔

یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں: قیس قدیم تابعین میں سے ہیں، انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے۔ یہ کامل انسان تھے۔ مزید فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ عشرہ مبشرہ سے جس طرح انہوں نے روایت کیا اس طرح کسی دوسرے نے نہیں کیا ہے، البتہ حضرت عبدالرحمٰن سے ان کا سماع ہمارے علم میں نہیں۔ تاہم ایک جماعت نے ان کی توثیق کی ہے۔

یحییٰ بن ابی عتبہ اسماعیل بن ابی خالد کے حوالہ سے فرماتے ہیں: قیس نے ۱۰۲ سال کی طویل زندگی پائی ہے، بڑھاپے کی وجہ سے سٹھیا گئے تھے۔ عمرو بن علی کہتے ہیں: انہوں نے سن ۸۴ میں وفات پائی ہے، ہیثم عدوی کہتے ہیں: سلمان بن عبدالملک کے دورِ خلافت میں فوت ہوئے ہیں، خلیفہ ابوعبید کا قول ہے کہ قیس سن ۹۸ میں فوت ہوئے ہیں۔ یہ دونوں اقوال بھی مذکورہ بالا بات کی تائید

---

[1] أسد الغابہ، استیعاب، تجرید (۱۹/۲) [2] الطبقات الکبریٰ (۳۶/٦، ۵۵)

کرتے ہیں۔

۷۲۹۷ قیس بن رافع القیسی ✿

قیس بن رافع قیسی اشجعی، ابورافع، ابوعمرو ان کی کنیت بتایا جاتا ہے، مصر میں ڈیرہ ڈالا تھا۔ بغوی نے ''الصحابہ'' میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے: یہ زمانہ جاہلیت سے ہیں۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نہیں کیا۔

۷۲۹۸ (ز) قیس بن ربیعہ

قیس بن ربیعہ بن عامر المرادی۔ ان کو ادراک حاصل ہے۔ ابن یونس نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ فتح مصر میں شریک ہوئے تھے۔

۷۲۹۹ قیس بن سمی

قیس بن سمی بن الأزہر بن عمرو بن مالک بن سلمہ التجیمی، ان کو ادراک حاصل ہے، ابن یونس نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ فتح مصر میں شریک ہوئے تھے، انہوں نے عمرو بن العاص سے روایت کیا ہے، اوران سے سوید بن قیس نے روایت کیا ہے، یہ حیوۃ بن رقاع بن عبدالملک بن قیس کے دادا ہیں، مصر میں سکونت اختیار کی تھی۔ تاہم بعدازاں افریقہ چلے گئے۔

۷۳۰۰ قیس بن سمی الکندی

ان کو ابوقیس بھی کہا جاتا ہے، مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے، کہتے ہیں: یہ مخضرمی تھے، کوفہ میں رہائش اختیار کی تھی۔ انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے ہیں:

فسبقناهم ببأس، ونيل
و بمجر مستطرف وفعال

۷۳۰۱ قیس بن صهبان الجهنی

ان کو ادراک حاصل ہے، ان کا بیٹا حارث۔ یہ مہلب کے ماں شریک بھائی ہیں۔ یہ بات ابن کلبی نے ذکر کی ہے۔

۷۳۰۲ (ز) قیس بن طهفة ✿

قیس بن طہفہ بن بنی رقاعہ بن مالک بن نہد الہندی، ان کو ادراک حاصل ہے۔ ابن کلبی کہتے ہیں: یہ اپنے زمانہ کے سردار تھے، انہوں نے اشعث بن قیس کی بیٹی سے شادی کی تھی، مگر بعد میں میاں بیوی میں اَن بَن ہوئی جس وجہ سے انہوں نے اس کو طلاق دے دی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ میں رُبع لینے کے لیے والی مقرر کیا تھا۔

✿ أسد الغابہ، تجرید (۲/۲۰)

✿ اسد الغابہ، استیعاب، تجرید (۲/۲۱)

۷۳۰۳ (ز) قیس بن عُباد

قیس بن عباد القیسی الضبعی، سکونت بصرہ میں تھی، ان کو ادراک حاصل ہے، ابن قانع نے "الصحابہ" میں ان کا ذکر کیا ہے، اوران کی ایک حدیث مرسل بھی ذکر کی ہے۔ ابن ابی حاتم ✿ وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ تشریف لائے تھے، اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بھی کیا، اس کے علاوہ ابوذر، علی، ابوسعد، عمار، عبداللہ بن سلام وغیرہ سے روایت کی ہے۔

ان کے بیٹے عبداللہ کے علاوہ حسن، ابن سیرین اور ابومجلزم وغیرہ نے ان سے روایت کیا ہے۔

ابن سعد ✿ فرماتے ہیں: یہ ثقہ ہیں اور قلیل الحدیث ہیں (کم احادیث بیان کرنے والا) عجلی نے ان کو تابعین میں ذکر کرتے ہوئے کہا ہے: یہ ثقہ تھے، اور بڑے صالحین میں سے تھے، نسائی وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے، ابن حبان نے ان کو ثقہ تابعین میں ذکر کیا ہے، ابن حبان کہتے ہیں: یہ بہت سخی تھے، ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی، قیس بن ثعلب کے بیٹے تھے اور بصرہ سے ان کا تعلق تھا۔

یعقوب بن سفیان "تاریخ" میں عمارہ بن ابی حفصہ، عن ابی مجلزم عن قیس بن عباد کے طریق سے روایت ذکر کی ہے، قیس ابن عباد کہتے ہیں: میں مدینہ منورہ علم و شرف تلاش کرنے آیا تو میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، ان کے کندھے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ خلیفہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے، ابن سعد نے الطبقہ الاوّل میں ان کا ذکر کیا ہے، ابومخنف کہتے ہیں: یہ ان لوگوں میں سے تھے جو اشعث کے ساتھ نکلے تھے اور جن کو حجاج نے قتل کروایا تھا۔

۷۳۰۴ (ز) قیس بن عبداللہ الجعدی ✿

ان کا ذکر النابغہ الجعدی کے عنوان سے "نون" کے باب میں ہوگا۔ ✿

۷۳۰۵ قیس بن عبد یغوث ✿

یہ ابن المکشوح ہیں۔ عنقریب ان کا ذکر ہوگا۔

۷۳۰۶ قیس بن عدی اللخمی ✿

ان کو ادراک حاصل ہے، یہ فتح مصر میں شریک تھے، اس لشکر کے امیر عمرو بن العاص تھے، ابن یونس نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۷۳۰۷ (ز) قیس بن عمرو

قیس بن عمرو بن خویلد بن نفیل بن عمرو بن کلاب العامری۔ مرزبانی نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے: یہ مخضرمی تھے، ان کے دادا خویلد ہیں، یہ وہی ہیں جن کے بارے "الصّیعق" کہا جاتا ہے۔ یہ عمر کو کہتے ہیں:

✿ جرح و تعدیل (۷/۱۰۱) ✿ طبقات کبریٰ (۷/۹۰) ✿ اسد الغابہ، استیعاب، تجرید (۲/۲۲)

✿ جامع المسانید (۱۰/۴۴۵) ✿ اسد الغابہ، استیعاب، تجرید (۲/۲۲) ✿ تجرید (۲/۲۳)

الا أبلغ أمير المؤمنين رِسالةً

ایک دوسرے شعر جس میں عاملین (گورنر) کی مذمت کرتے ہیں:

اذا التاجر الهندی جاء بفأرة

من المسك أضحت فی مفارقهم تجری

۷۳۰۸ (ز) قيس بن عمرو

قیس بن عمرو بن مالک بن معاویہ بن خدیج بن الحماس بن ربیعہ بن الحارث بن کعب الحارثی۔ یہ نجش کے مشہور شاعر تھے۔ مزید ان کی تفصیل باب ''نون'' میں آئے گی۔ ان شاء اللہ

۷۳۰۹ قيس بن عمرو العجلی

مرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ مخضرمی تھے۔

۷۳۱۰ (ز) قيس بن فروه

قیس بن فروہ بن زرارہ بن أرقم بن النعمان بن عمرو بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین۔ ان کو ادراک حاصل ہے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے..... (قیس نے پھر وہ خطبہ ذکر کیا ہے)۔

یہ بات ان پر صحبت ہے جو کہتے ہیں کہ قیس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔

ابن ابی حاتم [1] نے اپنے والد کے حوالے سے کہا ہے کہ قیس نے زمانۂ جاہلیت پایا ہے، ابونعیم نے اسماعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم کی روایت کی تخریج کی ہے۔ قیس کہتے ہیں: جب میں اپنے والد کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، جس وقت میں مسجد سے نکلا تو میرے والد نے کہا: اے قیس! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس وقت میں ۷ یا ۸ سال کا تھا۔

میں کہتا ہوں: اگر مذکورہ بالا بات ہوتی تو قیس صحابہ میں سے ہوتے، جبکہ جمہور کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں کی، خطیب نے ایک روایت کی تخریج کی ہے جس کو ابن مندہ نے بھی تخریج کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ قیس کی رؤیت ثابت نہیں، ابوحکم نے بطریق جعفر الاحمر عن سری بن یحییٰ عن قیس روایت کیا ہے، قیس کہتے ہیں: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کروں، میں پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہو چکے تھے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ منبر پر کھڑے تھے، اللہ کی خوب ثناء کی اور بہت روئے.... [2]

۷۳۰۶ قيس بن عدیّ اللخمی [3]

ان کو ادراک حاصل ہے، یہ فتح مصر میں شریک تھے، اس میں سرفہرست عمرو بن العاص تھے، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] جرح و تعدیل (۱۰۲/۷) [2] تاریخ کبیر (۱٤٥/۷) تاریخ دمشق (۱۱٦/۲۱)

[3] تجريد أسماء الصحابه (۲۳/۲)

۷۳۰۷ قیس بن عمرو

قیس بن عمرو بن خویلد بن نفیل بن عمرو بن کلاب العامری الکلابی المرزبانی نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے: یہ مخضرمی تھے، خویلدان کے دادا ہیں، ان کے دادا کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ ''کڑک دار'' تھے۔ عمر کو مخاطب بنا کر کہتے ہیں:

إلا أبلغ أمير المؤمنين رِسالةً

''امیر المومنین کو پیام پہنچا دو یہ ان ابیات میں کہا گیا ہے''۔

جس میں وہ عمالوں کی مذمت کرتے ہیں، کہتے ہیں:

إذا التاجر الهندى جاء بفأرَة

من المسك أضحت فى مفارقهم تجرى

''ہندوستانی تاجر جب خوشبو لاتے ہیں تو ان سے ان کی مانگیں معطر رہتی ہیں''۔

۷۳۰۸ قیس بن عمرو

قیس بن عمرو بن مالک بن معاویہ بن خدیج بن الحماس بن ربیعہ بن الحارث بن کعب الحارثی، نجاشی کے مشہور شاعر ہیں، ''نون'' کے باب میں انشاء اللہ مزید ذکر ہوگا۔

۷۳۰۹ قیس بن عمرو العجلی

المرزبانی نے ''معجم الشعراء'' میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ مخضرمی ہیں۔

۷۳۱۰ قیس بن فروہ

قیس بن فروہ بن الارقم بن النعمان بن عمرو بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین۔ ان کو ادراک حاصل ہے، ان کے والد اور بھائی اشعث بن قیس کے ساتھ زمانہ جاہلیت میں قتل کیے گئے تھے۔ جس وقت ان کے والد کو قتل کیا گیا تو ان کے خون کے بدلے مطالبہ کرنے کے لیے نکلے۔ یہ فتح عراق میں شریک ہوئے اور عراق کے علاقہ بلنجر میں شہید ہو گئے۔

یہ سلمان بن ربیعہ الباہلی کے معرکہ کے امیر تھے، ابن الکلبی نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۷۳۱۱ قیس بن مروان الجعفی

ان کو ابن قیس اور ابن ابی قیس بھی کہا گیا ہے۔

انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں روایت کی ہے:

((مَنْ سَرَّہ أن يَقْرَأ القرآن غَضًّا كما أنزل فليقرأ على ابن أم عبد)) [1]

''جو شخص قرآن مجید کو اس انداز سے پڑھنا چاہے جیسا یہ نازل ہوا ہے تو وہ ابن ام عبد کے سامنے پڑھے (یعنی

[1] ابن ماجہ (۱۳۸) مسند احمد (۱۲۶/۱) معجم کبیر (۶۷/۹) مستدرک حاکم (۲۲۷/۲) اتحاف (۲۹۸/۴)

ان سے سیکھے)''۔

خیثمہ بن عبدالرحمٰن اور قرثع الضبی نے ان سے روایت کیا ہے، یہ دونوں حضرات ان کے ہم صدی ہیں۔ ابراہیم النخعی عن علقمہ عن قرثع عنہ (قیس بن مروان) روایت کیا گیا ہے، مگر اس طریق میں علقمہ اور عمر کے درمیان ایک راوی کا ذکر نہیں کیا گیا، جبکہ صفیہ عن عمارہ بن عمیر عن قیس بن مروان میں اس کا ذکر ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کچھ یوں ہے: عن ابی معاویہ أیضا عن الاعمش، عن خیثمہ بن عبدالرحمٰن عن قیس بن مروان۔ قیس کہتے ہیں: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، ان سے کہا: میں کوفہ سے آیا ہوں، اور میں ایسا آدمی چھوڑ آیا ہوں جو مصاحف کو زبانی لکھوا رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر غصے ہوئے اور پوچھا کہ وہ کون ہے؟ میں نے جواباً عرض کیا وہ عبداللہ بن مسعود ہیں..... [1]

ابن حبان ''ثقات التابعین'' میں لکھتے ہیں: قیس بن مروان نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اور حبیب نے ان سے روایت لی ہے، اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں، ان کو نہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تاریخ'' میں ذکر کیا ہے اور نہ ابن ابی حاتم نے۔

۷۳۱۲ قیس بن المضارب

ان کا تذکرہ عبداللہ بن حزن کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

۷۳۱۳ قیس بن المغفل

قیس بن المغفل بن عوف بن عمیر العامری۔ ان کا نسب نامہ ان کے بھائی حکم بن مغفل کے ذیل میں گزر چکا ہے۔ قیس بن مغفل کو ادراک حاصل ہے۔ ابن الکلبی کہتے ہیں کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جنگ قادسیہ میں شہید ہوئے ہیں۔

۷۳۱۴ قیس بن المکشوح المرادی [2]

ابوشداد ان کی کنیت اور المکشوح ان کے والد کا لقب ہے، ان کے نام اور نسب میں علماء کا اختلاف ہے۔ ابن کلبی کہتے ہیں: یہ ہبیرہ بن عبدیغوث، بن العزیل ابن بداء بن عامر بن عوبتان بن زاہر بن مراد ہیں۔

ابوعمر کہتے ہیں: [3] یہ عبدیغوث بن ہبیرہ بن ہلال بن الحارث بن عمرو بن عامر بن علی بن اُسلم بن احمس بن اغار البجلی، مراد کا حلیف، ہیں۔

ذیل میں ابوموسیٰ کا ان کے بارے یہ کہنا ہے کہ یہ قیس بن عبدیغوث بن مکشوح ہیں۔ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ابن (الف کے ساتھ) لکھا جائے، یہ ان کے والد کا لقب ہے نہ کہ ان کے دادا کا لقب۔ ابن کلبی کہتے ہیں: ان کو مکشوح بھی کہا گیا ہے، کیونکہ ان کا کشح [4] مضروب تھا یا داغا گیا تھا۔

انہوں نے صحبت پائی ہے یا نہیں؟ اس میں بھی اختلاف ہے، کہا گیا ہے کہ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلام لائے تھے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں لیکن یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اسود العنسی مدعی نبوت

---

[1] مسند احمد (۱/۱۰۲۶) [2] اسد الغابہ (۴۳۹۹) الاستیعاب (۲۱۷۹) تجرید (۲/۲۵)

[3] الاستیعاب (۳/۳۵۹) [4] کشحة کہتے ہیں پہلو اور پسلیوں کے درمیانی حصہ کو۔

کو قتل کرنے میں اعانت کی تھی، یہ بات تو اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ وہ آپ ﷺ ہی کے زمانہ میں اسلام لے آئے تھے، کیونکہ آپ ﷺ اس دجال و کذاب (اسود عنسی) کے اسی رات خبر دی تھی جس رات وہ جہنم واصل ہوا تھا، یہ واقعہ آپ ﷺ کی رحلت اِلی الآخرۃ سے تھوڑا عرصہ ہی قبل کا ہے۔ اس بات کا ذکر کرنے والوں میں محمد اسحاق بھی ہیں انہوں نے یہ بات "السیرۃ" میں ذکر کی ہے۔

قیس گھوڑ سوار اور بہادر تھے، وہ عمرو بن معدیکرب کا بھانجا تھا، یہ دونوں (قیس اور معدیکرب) ایک دوسرے سے دور تھے۔ عمرو کے بارے میں کہتا ہے:

فَلَو لَا قیتني لاقیتَ قِرنا وَوَدَّعت الأحبة بالسَّلَامِ

"اگر مجھ سے تیرا مقابلہ ہوتا تو ایک بہادر سے ہوتا اور دوستوں کو سلام کہہ کر الوداع کرتا"۔

اور یہی عمرو کے قول کی مراد ہے، کہتا ہے:

أرید حیاته و یرید قتلي عذیرك من خلیلك من مراد

"میں اس کی زندگی اور وہ میرا قتل چاہتا ہے، مراد کی طرف سے تیرے دوست کا عذر قبول کرنے والا ہے"۔

یہ ان لوگوں میں تھا جنہوں نے یمن میں ارتداد کیا تھا، یعنی اسلام سے پھر گئے تھے، اس نے داذویہ الفارسی کو قتل کیا تھا، جیسا کہ اس کے تعارف کے ذیل میں تفصیل گزر چکی ہے، فیروز نے اس کو بلایا تا کہ اس کو قتل کردے، مگر یہ بھاگ کر خولان کے پاس آ پہنچا، پھر یہ اسلام کی طرف لوٹ آئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے، انہوں نے ہجرت بھی کی، اور فتوحات میں شریک رہے۔ فتح عراق، جنگ قادسیہ میں ان کے غیر معمولی اثرات ہیں، علاوہ ازیں فتح نہاوند وغیرہ میں شریک رہے جیسا کہ معدیکرب کے ترجمہ میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

واقدی نے اپنی سند کے ساتھ یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ عمر نے فیروز کو کہا: اے فیروز! آج آپ کی سچائی کا پتہ چلے گا جو پوچھا جائے سچ بتانا، داذویہ الفارسی کو کس نے قتل کیا تھا؟ فیروز نے کہا: قیس بن مکشوح نے۔

کہا جاتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کوئی بات کہی تو اس نے کہا: اے امیر المومنین! میں جس بادشاہ کے بھی پیچھے چلا ہوں اس کے قتل کی خواہش ضروری ہوئی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: کیا تو اس طرح کرنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اگر تو "ہاں" میں جواب دیتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا: کیا واقعی اس طرح کرنا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: نہیں، میرے کہنے کا مقصد صرف رعب اور دھمکانا تھا۔

ابو عمر [1] کہتے ہیں، یہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، اور اس میں شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کا سبب یہ بنا کہ اس جماعت کے معززین نے کہا: اے ابوشداد! آج کے دن آپ ہمارا جھنڈا پکڑلو۔

ابوشداد نے جواب دیا کہ میرے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس کے لیے زیادہ بہتر ہوگا۔ تو انہوں نے کہا: ہمیں آپ کے علاوہ

---

[1] الاستیعاب (۳۵۹/۳)

کسی کی ضرورت نہیں۔ ابوشداد نے کہا: اللہ کی قسم! اگر میں نے جھنڈا تھاما تو میں میری انتہاء "صاحب الترس المذہب" (سونے کی ڈھال) پر ہی ہوگی۔ یہ ایک آدمی کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بالکل قریب تھا، چنانچہ انہوں نے جھنڈا تھاما یہاں تک کہ "صاحب الترس" تک پہنچ گئے، رومی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے ہوئے ان کو پیچھے کی طرف دھکیلا، تو اس نے رومی کی ٹانگ پر مارا اور اس کو کاٹ لیا، بالآخر میں نے اس کو قتل کر لیا۔ پھر قیس پر تیر برسنے لگے۔ مگر اس نے پھرتی دکھائی۔ یہ بات اس شخص کی تائید کرتی ہے جو کہتا ہے کہ قیس بجلی ہے، کیونکہ انمار بنی بجیلہ میں تھا۔ پھر مجھے ابن درید کے قول سے صحیح بات کی رہنمائی ملتی ہے کہ ابن درید نے قیس بن مکشوح جس نے اسود عنسی کو قتل کیا تھا اور قیس بن مکشوح البجلی جو جنگ صفین میں شریک ہوئے تھے، ان دونوں میں فرق کیا ہے۔ اور یہی درست بات ہے۔

دعبل بن علی نے "طبقات الشعراء" میں جزم سے کہا ہے کہ ان کو شرف صحابیت (زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم) حاصل ہے، کہتے ہیں: سعد بن ابی وقاص نے فتح عراق میں قیس بن مکشوح کو امیر بنایا، عمرو بن معدیکرب اسی لشکر میں تھے، جب انہیں معلوم ہوا کہ قیس امیر بنا دیا گیا ہے تو وہ غصے ہو گئے۔

۷۳۱۵ قیس بن مکشوح البجلی

ان کا تذکرہ ماقبل (قیس بن مکشوح) کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

۷۳۱۶ قیس بن ملجم

قیس بن ملجم بن عمرو بن یزید المرادی، سکونت کوفہ میں تھی عبدالرحمٰن ان کا بھائی، جس نے علی کو قتل کیا تھا۔ ان کو ادراک حاصل ہے، یہ اور ان کا بھائی عبدالرحمٰن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ آئے اور یہیں رہنے لگے۔ قیس فتح مصر میں شریک تھے، ابن یونس نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کا ذکر ملتا ہے۔

۷۳۱۷ قیس بن نخرہ الصدفی*

ان کو ادراک حاصل ہے، یہ فتح مصر میں شریک تھے، ابن یونس نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۷۳۱۸ قیس بن ہبیرہ المرادی

ابن کلبی نے "فتوح الشام" میں ان کا ذکر کیا ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب جہاد کے نفر عام کیا گیا تو یہ اپنی قوم کے ساتھ یمن سے آئے تھے۔

۷۳۱۹ (ز) قیس بن یزید

قیس بن یزید بن قیس العامری الکلابی، مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ مخضرمی تھے۔

---

* اسد الغابہ (۴۳۲۱) تجرید (۱۸۳) (۱۸/۲)

۷۳۲۰ (ز) قیس الخارجی

کہا گیا ہے کہ اس کے والد کا نام سعد ہے، ان کو ادراک حاصل ہے۔ ابن سعد [1] نے ان کی سند سے ذکر کیا ہے، قیس کہتے ہیں: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا: میرے اہل وعیال ہجرت کرنا چاہتے ہیں..... پھر قصہ ذکر کیا۔ [2]

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو کنیت میں ذکر کیا ہے۔ نسائی کہتے ہیں: ابو مغیرہ قیس الخارجی، انہوں نے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ان سے ابو اسحاق سبیعی وغیرہ نے روایت کی ہے، ابن حبان نے ان کو ثقہ تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۷۳۲۱ (ز) قیس العبدی

اسود کے والد ہیں، ان کے ادراک اور روایت کا ثبوت ہے۔ یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ فتح عراق کے اوائل میں اہل حیرہ کی لڑائی میں تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [3] نے ''تاریخ'' میں سند صحیح کے ساتھ بطریق عن الاسود بن قیس عن ابیہ ذکر کیا ہے۔ قیس کہتے ہیں: ہماری انتہاء حیرہ کے مقام پر ہوئی، ہم نے ان کے ساتھ ہزار درہم اور زادِ راہ پر صلح کی، میں نے اپنے والد سے پوچھا: آپ زادِ راہ سے کیا کرو گے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جس شخص کے پاس نہیں ہے ہم اس کو دیں گے۔ ابن سعد کہتے ہیں: جمعہ کے باب میں ان کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

۷۳۲۲ (ز) قیس الیربوعی

عبداللہ کے والد ہیں، ان کو ادراک حاصل ہے۔ امام بخاری [4] کہتے ہیں کہ انہوں نے خالد بن ولید کے ساتھ مل کر غزوہ (جنگ) کی ہے، ان سے ان کے پوتے یونس بن عبداللہ بن قیس نے روایت کی ہے، اسی طرح ابن ابی حاتم [5] نے بحوالہ اپنے والد ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۳۲۳ (ز) قیس والد غنیم

ان کا ذکر پہلی قسم میں گزر چکا ہے۔

۷۳۲۴ (ز) قیس [6] (بے نسبت) فی کیسان۔

---

[1] الطبقات الکبریٰ (۱۱۱/۶) [2] ابن کثیر نے ''جامع المسانید والسنن'' میں ذکر کیا ہے۔

[3] تاریخ کبیر (۱۴۹/۴) [4] تاریخ کبیر (۱۴۸/۴) [5] جرح و تعدیل (۱۰۶/۷)

[6] اسد الغابہ

باب قاف کے بعد الف

۷۳۲۵ (ز) قابوس بن المخارق

قابوس بن مخارق یا ابن ابی مخارق الکوفی، مشہور تابعی ہیں، سماک بن حرب نے ان سے روایت کیا ہے، یہ چھوٹے تابعین میں ہیں۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: انہوں نے اپنے والد اور امّ الفضل سے روایت کیا ہے۔

ابن یونس کہتے ہیں: یہ مصر گئے، وہاں محمد بن ابی بکر الصدیق کی صحبت حاصل کی، ابن یونس کہتے ہیں: میں خطِ مغلطائی میں پڑھا ہے کہ ابن حزم نے ان کو بقی بن مخلد کی مسند کی ترتیب میں ذکر کیا ہے اور یہ کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ مرویات ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ مرویات مراسیل ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے:

((یُغسل من بَول الجارية، و ينفح من بَول الغلام)). ✿

''لڑکی جس چیز پر پیشاب کرے اسے دھویا جائے گا اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارنا کافی ہوگا''۔

کہا گیا کہ اس کی سند یوں ہے: سماك بن حرب عن قابوس أن أم الفضل سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ام فضل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا)، کہا گیا ہے کہ اس طرح ہے: عن قابوس عن ابیہ۔ اسے دارقطنی نے ''علل'' میں ذکر کیا ہے، اور مراسیل میں کہا ہے کہ اوّل سند صحیح ترین ہے۔ ان کی مراسیل میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! میرے پاس ایک آدمی آیا ہے جو میرا مال طلب کرتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کے خلاف بادشاہ سے مدد طلب کرو، وگرنہ اپنے مال کی حفاظت میں اس کو قتل کردو....''۔ ✿

دارقطنی کہتے ہیں: اس بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کی سند یوں ہے: عن قابوس عن ابیہ، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس طرح ہے: عن قابوس.... اس میں ''عن ابیہ'' نہیں ہے۔ تاہم مسند صحیح ترین ہے۔

۷۳۲۶ قارب التمیمی

التمیمی نہیں بلکہ درست الثقفی ہے۔ ماقبل گزر چکا ہے کہ ان کے نام میں اختلاف ہے، کہا ہے کہ ان کا نام قارب ہے۔ کہا گیا ہے کہ مارب ہے۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: اگر ان کا نام پہلے والا ہے تو ان کی نسبت غلط ہے۔ وگرنہ اس کا استدراک کر لیا جاتا۔

میں کہتا ہوں: یہ الثقفی ہے، وہ حدیث انہی کی حدیث ہے، لہٰذا استدراک میں ان کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

۷۳۲۷ (ز) القاسم بن صفوان الزهری

یہ تابعی ہیں، جب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں تو حدیث مرسلاً ذکر کرتے ہیں، جیسا کہ ان کے تعارف میں حرف

✿ مصنف لعبدالرزاق (۱۴۸۸) دلائل النبوت للبیهقی (۴۱۵/۲) ✿ نسائی (حدیث: ۴۰۸۷)

''صاد''❁ میں گزر چکا ہے۔

۴۳۲۸ القاسم❁

القاسم ابوعبدالرحمٰن الشامی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے غلام، عبدان المروزی نے ان کو ''الصحابہ'' میں ذکر کیا ہے، اور بطریق یزید بن ابی حبیب، عن داؤد بن حصین، عن عبدالرحمٰن بن ثابت عن القاسم مولیٰ معاویہ روایت ذکر کی ہے۔ انہوں نے یوم اُحد میں ایک آدمی کو مارا، اس نے کہا: اس کو پکڑو میں فارسی غلام ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آپ کو انصاری کہنے سے کس چیز نے منع کیا ہے؟ حالانکہ آپ تو اس سے ہیں، کیونکہ غلام اس قوم سے شمار ہوتا ہے جس قوم کا وہ غلام ہوتا ہے''۔❁

ابن اثیر کہتے ہیں:❁ اسی طرح ابوموسیٰ نے بھی ذکر کیا ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ یہ القاسم الشامی، مشہور تابعی ہیں، میرے خیال میں درست یہ ہے کہ قاسم مولیٰ ہیں معاویہ بن مالک بن عوف کے، قبیلہ انصار سے، نہ کہ معاویہ بن ابی سفیان۔

میں کہتا ہوں: اس سے مراد ابن اثیر کا روایت صحیح قرار دینا ہے، اور یہ ثابت کرنا ہے کہ قاسم جو کہ صحابی ہیں ان کا نام اور ان کے مولیٰ کا نام قاسم جو کہ مشہور تابعی ہیں ان کے نام اور ان کے مولیٰ کے نام کے ساتھ ملتا ہے/ موافقت رکھتا ہے۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ گمان کیا گیا ہے۔ باقی رہا علتِ خبر کہ اس خبر کا صحابی گر گیا ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ قاسم الشامی مشہور تابعی کی روایت میں سے ہے۔ اگر راوی نے اس کے نام کے ضبط کرنے کا اہتمام کیا ہو، ورنہ ان کا ذکر روایت ابن اسحاق کے تحت حرفِ عین میں گزر چکا ہے۔

روایت کیا گیا ہے بطریق داؤد بن حصین عن عبدالرحمٰن بن عقبہ مولیٰ الانصار عن ابیہ، قال: میں یومِ اُحد اپنے آقا کے ساتھ حاضر ہوا، میں نے ایک آدمی کو مارا..... (حدیث)

جریر بن حازم نے اس کی متابعت کی ہے داؤد کے ساتھ، داؤد کے بارے میں ایک اور اختلاف ہے، قاسم شامی کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے، شاید کہ رواۃ میں فی الجملہ تقلیب واقع ہوئی ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں عقبہ صحابی ہیں، جبکہ قاسم، یہ صحابی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

باب قاف کے بعد باء

۴۳۲۹ قبات بن رستم❁

بعض حضرات نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ مگر امام بخاری❁ نے اسے غلط قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ غلطی اس کے والد کے نام میں واقع ہوئی۔ درست اور ٹھیک نام اُشیم ہے، احمد نے اس رائے کو باوزن قرار دیا ہے۔ بغوی نے اس کے ترجمہ میں کہا ہے:

❁ بخاری نے تاریخ کبیر (۱۶۱/۴) میں ذکر کیا ہے۔ ❁

❁ جامع المسانيد (٣٤٦/١٠) ❁ اسد الغابه (٤٦٧/٣) ❁ تجريد (١٠/٢)

❁ تاريخ كبير (١٩٢/٤)

قبات بن اشیم، ابن رستم بھی کہا گیا ہے۔ قسم اوّل میں درست نام کے تحت ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۷۳۳۰ قبیصه والد وهب [1]

ابوموسیٰ نے اس بارے میں غلطی کی تصحیح کرتے ہوئے وہم کیا ہے اور بطریق علی بن سعید العسکری کی تخریج کی ہے اور ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے اور عوف الاعرابی سے روایت ذکر کی ہے بطریق **عوف عن حبان بن مخارق عن وهب بن قبیصه عن ابیه قال: قال رسول الله ﷺ:**

((العیافة [2] والطرق والجبت (جادوگری) من عمل الجاهلیة)). [3]

''فال معلوم کرنے کے لیے پرندے کو اڑانا کہ دائیں جاتا ہے یا بائیں اور کاہن نجومی کا کنکری مار کر بخت معلوم کرنا اور غیر اللہ کی پرستش جاہلیت کے اعمال ہیں''۔

اس سند میں تحریف ہوئی ہے، اور درست یوں ہے: **عن قطن بن قبیصه بن المخارق الهلالی**، اسی طرح ابوداؤد، نسائی اور طبرانی نے عوف کے طریق سے تخریج کی ہے۔ صحیح رائے کے مطابق ان کا ذکر قسم اوّل میں گزر چکا ہے۔

طبرانی کے ہاں سند میں حمادین واقع ہے، دونوں طریق **عن عوف عن حبان عن قطن بن قبیصه بن مخارق عن أبیه....** ہیں۔ پھر وہی حدیث ذکر کی ہے۔

۷۳۳۱ قبیصه البجلی [4]

امام بغوی، ابن ابی خیثمہ، ابن مندہ اور بقی بن مخلد نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ان حضرات نے بطریق عبدالوارث عن ایوب عن ابی قلابہ عن قبیصہ... قبیصہ کی روایت کی تخریج کی ہے، قبیصہ کہتے ہیں: **انکسفت الشمّس....** حدیث ذکر کی ہے، اس حدیث کے آخر میں ہے:

((فصلوا کأخفّ صلاة صلیتموها من المکتوبة)). [5]

''صلاۃِ کسوف کی ان رکعتوں کو ایسے پڑھو جیسے تم کوئی فرض نماز مختصر پڑھتے ہو''۔

بغوی کہتے ہیں: عباد بن منصور نے ایوب سے روایت کیا ہے، انہوں نے ابوقلابہ اور قبیصہ ہلال بن عامر کے درمیان اضافہ کیا ہے۔ اور بغوی قبیصہ الہلالی کے بارے میں کہتے ہیں: میں قبیصہ الہلالی کے علاوہ کسی دوسرے قبیصہ کو نہیں جانتا۔ انہوں نے قبیصہ بن المخارق الہلالی کو قبیصہ الہلالی کا غیر بنایا ہے، لیکن یہ ہے ایک ہی۔

ابن قانع، علی ابوبکر بن اُبی خیثمہ ابن شاہین اور علی ابن مندہ اُبونعیم نے بغوی پر تعقب کیا ہے۔ ابونعیم مزید کہتے ہیں کہ ہشام دستوائی نے ان کو ''البجلی'' کہہ کر تفرد اختیار کیا ہے۔ جبکہ بقیہ رواۃ نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے اس کو ''الہلالی'' کہا ہے۔ اور یہی درست ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے چنانچہ کہا ہے قبیصہ بن المخارق الہلالی، اور اس کو ''البجلی'' بھی کہا گیا

---

[1] اسد الغابه، تجرید (۲/۱۱) [2] ﴿العیافة﴾ کہتے ہیں پرندوں کی آوازوں اور ان کے نام سے تفاؤل پکڑنا۔

[3] ابوداؤد (۳۹۰۷) [4] اسد الغابه، تجرید (۲/۱۰) [5] ابوداؤد (۱۱۸۵) نسائی (۱۴۸۵) مسند احمد (۵/۶۰)

ہے، صحیح بات یہ ہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ ایک ہی شخص ہے۔

۷۳۳۲ قبیصہ ❶

بغیر کسی نسبت کے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کرتے ہوئے ایک روایت کی تخریج کی ہے بطریق محمد بن الفضل عن عطاء عن ابن عباس، قال: آپ ﷺ کے پاس ایک ان کے ماموں میں سے ایک قبیصہ نامی آدمی آیا، اس نے آپ ﷺ پر سلام کیا.....(حدیث) ❷

اس بات کی پیروی کرتے ہوئے ابونعیم نے کہا ہے کہ وہ قبیصہ بن المخارق الہلالی ہے، اسی طرح طبرانی نے ایک دوسرے طریق سے تخریج کی ہے: عن عطاء عن ابن عباس، قال: ابن عباس کہتے ہیں کہ قبیصہ بن المخارق الہلالی آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو سلام کیا، اوران کو اھلاً وسھلاً مرحبا (خوش آمدید) کہا..... پھر بعینہ اس طرح حدیث ذکر کی ہے۔ ❸

''من أخواله'' سے کیا مراد ہے؟ قبیصہ کی والدہ ہلالیہ ہے۔ ابن مندہ نے گمان کیا ہے کہ ''اُخوالہ'' کی ضمیر آپ ﷺ کی طرف لوٹ رہی ہے، جبکہ آپ ﷺ کے ماموں بنی ہلال سے نہیں ہے۔ لہٰذا ابن مندہ نے اس بات میں تفرد کیا ہے۔ اور مزید یہ ہے اگر یہ درست ہو تو اس سے قبیصہ نامی چار اشخاص بن جائیں گے، حالانکہ ایسی نہیں ہے۔

۷۳۳۳ قبیصہ بن شبرمہ ❹

قبیصہ کہتے ہیں: میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، پس میں نے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے:

((أحل المعروف في الدنيا أهل المعروف في الآخرة)). ❺

''دنیا میں معروف آخرت میں بھی معروف ہوں گے''۔

اسی طرح ابوموسیٰ نے روایت ذکر کی ہے، اور اس کو ابوبکر بن ابی علی کی طرف منسوب کیا ہے۔ مذکورہ ذیل طریق سے **محمد بن صالح عن علی بن ابی هاشم، عن نصیر بن عمیر بن یزید بن قبیصه بن شُبرمه،** شبرمہ کہتے ہیں: میں نے شبرمہ بن لیث بن حارثہ کو انہوں نے سنا ہے، قبیصہ بن شبرمہ الاسدی کو.....فذکرہ (پھر بقیہ حدیث ذکر کی)۔

یہی حدیث اسی سند کے ساتھ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق علی بن طبراخ (یہ علی بن ابی ہاشم ہی ہیں) تخریج کی ہے۔ البتہ اس میں قبیصہ بن برمہ کہا گیا ہے۔ درست رائے کے مطابق ان کا مفصل ذکر گزر چکا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن ابی ہاشم سے اسی سند سے قبیصہ بن برمہ کے ترجمہ میں ایک دوسری حدیث ذکر کی ہے، یوں محسوس ہوتا ہے جیسا کہ قبیصہ کے والد نے جب اپنا نام تبدیل کیا تو ابوبکر بن ابی علی کو یہ گمان ہوا کہ یہ کوئی دوسرا شخص ہے، حالانکہ فی الواقعہ یہ بات نہیں۔

---

❶ اسد الغابہ (٤٢٦٢) ❷ مسند احمد (٦٠/٥) جامع المسانيد (٢٦٠/١٠)

❸ اسد الغابہ (٤٧٢/٣، ٤٧٣) ❹ اسد الغابہ (٤٢٥٨)، تجريد (١١/٢)

❺ جامع المسانيد (٣٥٤/١٠) اسد الغابہ (٤٧١/٣)

باب قاف کے بعد تاء

۷۳۳۴ قتادہ اللیثی [1]

ابن شاہین نے ان کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر ہے، شمار کیا ہے اور ایک حدیث بھی ذکر کی ہے، بطریق عبداللّٰہ بن عبید بن عمیر اللیثی عن ابیه عن جده قال، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔ [2] ابن شاہین کہتے ہیں: عبداللہ بن عبید کے دادا کا نام قتادہ ہے۔

ابوموسیٰ نے ابن شاہین کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ ان کے دادا کا نام عمیر بن قتادہ ہے، جیسا کہ وہ کہتے ہیں: بیشک عمیر ابن قتادہ معروف صحابی ہیں، ان کا ذکر گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔

یہ حدیث قسم اوّل میں عمیر بن کعب کے ترجمے میں گزر چکی ہے (حرف عین میں)، وہاں میں نے واضح کیا تھا کہ یہ ابن ماجہ کا وہم ہے، مزید اس کی تخریج ابن السکن اور نعیم وغیرہ نے عبید بن عمیر کے والد عمیر بن قتادہ کے ذیل میں کی ہے۔

۷۳۳۵ قتادہ بن النعمان [3]

ابن حبان نے قتادہ بن النعمان کے ترجمہ (تعارف) میں اشارہ کیا ہے کہ یہ انصاری ہے اور مشہور صحابی ہیں، بعض حضرات کہتے ہیں کہ قتادہ بن النعمان دو شخص ہیں، اس پر ابن حبان کہتے ہیں: جو شخص یہ کہتا ہے کہ قتادہ بن نعمان دو ہیں، اس کو وہم ہوا ہے۔ [4] صحیح یہی ہے جو ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ ایک ہی شخصیت ہے۔

۷۳۳۶ قتر [5]

ابن الامین نے ''استیعاب'' میں اور ابوولید الوقشی نے حاشیہ میں اس کا ذکر کیا ہے، ان دونوں حضرات نے ان کی نسبت ابن قانع کی طرف کی ہے۔ معتمد نسخہ میں ''قانع'' کے بجائے قین کا لفظ مذکور ہے، اس پر مزید تفصیل آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

۷۳۳۷ قتیلہ [6]

مغیرہ بن شعد بن الاخرم کے والد ہیں، ان دونوں نے ان کا نام عبدان رکھا تھا۔ بخاری کہتے ہیں: ان کا نام عبداللہ ہے، یہی صحیح بات ہے۔

---

[1] اسد الغابہ، تجرید (۱۲۳) [2] ابن ماجہ (حدیث: ۸۶۵)

[3] اسد الغابہ (ت: ۴۲۷۱)، الاستیعاب (ت: ۲۱۳۱)

[4] جامع المسانید (۳۶۷/۱۰) [5] تجرید (۱۲/۲)

[6] تجرید اسماء الصحابة (۱۲/۲)

باب قاف کے بعد دال

۴۳۳۸ (ز) قدامہ بن حاطب

ابن قانع نے ان کا ذکر "الصحابہ" میں کیا ہے، یہ چھوٹے تابعی ہیں، ان کے نام میں نسبت کے پردادا کی طرف ہے۔ ان کے والد کا نام ابراہیم بن محمد بن حاطب ہے، قدامہ کی تابعین سے کثیر روایات ہیں، ابن قانع کی حدیث بطریق عن ابن قانع من روایت ہشام بن زیاد القرشی، سمعت عبدالملک بن قدامہ الحاطبی، یہ اپنے والد سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے عثمان بن مظعون پر چار تکبیریں پڑھیں..... (حدیث)

یہ حدیث یا تو مرسل ہے یا مُعضل۔ (تفصیل شروع میں اصطلاحاتِ حدیث میں دیکھیں۔ [عامر تقی ندوی])

۴۳۳۹ (ز) قدامہ ✿

(بغیر کسی نسبت کے) ابن شاہین نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے، ابوموسیٰ نے ان کا استدراک کرتے ہوئے وہم کیا ہے کہ یہ قدامہ بن عبداللہ العامری ہیں۔ اور بغوی اور ابن مندہ نے ان کے لیے اسی حدیث کی تخریج کی ہے جس حدیث کو ابن شاہین نے قدامہ بن عبداللہ کے ترجمہ (تعارف) میں ذکر کیا ہے۔ ان کا تفصیلی بیان قسم اوّل میں گزر چکا ہے۔

باب قاف کے بعد راء

۴۳۴۰ قردہ بن الناقرہ الجزامی

مرزبانی ✿ نے ان کو "معجم الشعراء" میں حرف قاف میں ذکر کیا ہے، اور مرزبانی ان کا ایک قصہ بھی ذکر کیا ہے، یہ قصہ ہم فروہ جذامی کے تعارف میں ذکر کر چکے ہیں۔ رضی شاطبی مرزبانی کا تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے کہ مرزبانی کو ان کے والد اور ان کے نام میں اشتباہ ہوا ہے، ان کا نام فروہ بن نُغاشہ ہے۔

باب قاف کے بعد سین

۴۳۴۱ قس بن ساعدہ ✿

قیس بن ساعدہ بن حذافہ بن زفر بن ایاذ بن نزار الایادی، مشہور خطیب اور بلیغ تھے، ابوعلی السکن، ابن شاہین، عبدان المروزی اور ابوموسیٰ نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا، ابن السکن نے صراحت کی ہے کہ یہ بعثت سے قبل فوت ہو گئے تھے۔ ابوحاتم السجستانی ✿

✿ اسد الغابة (ت: ٤٢٧٩) ✿ معجم الشعراء (٢٢٣)

✿ أسد الغابہ، تجرید (١٥/٢) ✿ المعمرين (٨٢)

نے ''معمرین'' میں ان کا ذکر کرتے ہوئے وہی نسب ذکر کیا ہے جس کا ابھی ہم اوپر ذکر کیا ہے۔

مزید فرماتے ہیں: انہوں نے تین سو اسّی (۳۸۰) سال زندگی پائی ہے، آپ ﷺ نے ان کی حکمت کے بارے سن رکھا تھا، یہ وہ پہلے شخص ہیں جو آپ ﷺ کی بعثت پر ایمان لائے جاہل لوگوں میں سے، اور یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے خطبہ میں عصا (لاٹھی) کا سہارا لیا، اور یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کلام میں ''امّابعد'' کہا۔ اور یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کتابت میں ''مِن فلانٍ إلى فلان'' لکھا۔

ابن کلبی نے ان کے آخری خطبہ سے کچھ کلام نقل کیا ہے:

''اگر زمین پر اس دین سے افضل کوئی دین ہوتا تو اس کا زمانہ تم کو تباہ و برباد کر چکا ہوتا، اور تم اس کا انجام دیکھ چکے ہوتے، پس خوش خبری ہے اس شخص کے لیے جس نے اچھا زمانہ پایا اور اس کی اتباع کی، اور ہلاکت اس شخص کے لیے جس نے اس کی ممانعت کی''۔

عرب ان (قعس بن ساعدہ) کی بہت تعظیم کرتے تھے، اور ان کے پُر حِکم اقوال کو شعراء اپنے شعروں میں ذکر کرتے۔ اعشٰی نے ان کے بارے قصیدہ میں کہا ہے:

وأحلم مِن قُسّ مِنَ الذى   بذى الغيل من خَفَّان أصبح حادرًا

''قیس سے زیادہ عقلمند جو ذی الغیل میں سے موٹا تازہ ہو گیا''۔

حطیہ کہتا ہے:

و أقول من قسّ و أمضى كما مضى   من الرمح إن مس النفوس نكالها

''قس سے زیادہ خطیب اور نیزہ جب اس کا پھل جسموں کو لگے اس سے زیادہ تیزی سے گزرنے والا''۔

اور لبید کہتا ہے:

و أخلف قساليتنى و لعلنى   و أعيا على لقمان حُكم الله بر

''قس کو میرے لیت ولعل نے چھوڑا اور لقمان کو تدبیر نے تھکا دیا''۔

اس شعر سے یہ شاعر قیس کی اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے:

وما قد تولى فهو قدفات ذاهبا   فهل ينفعنى ليتنى ولعلّى

''جو گزر گیا اس نے ختم ہو جانا ہے، بھلا مجھے لیت اور لعلّ کہنا کچھ فائدہ دے گا''۔

اور مرزبانی [1] کہتے ہیں: اکثر اہل علم نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ انہوں نے سو سال زندگی بسر کی اور یہ ایک اچھے خطیب، طبیب اور عقلمند تھے، ان کا ایک مقام و مرتبہ تھا۔ مرزبانی نے ان کے لیے مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں:

يا ناعي الموت والأموات في جدث   عليهمّ بقايا بزهم فرق

دعهم فإن لهم يومًا يصاح بهم   كما ينبّه نوماته الصعق

[1] مرزبانی (۲۲۲)

''اے موت کی خبر دینے والے مردے واموات تو قبروں میں ہیں ان کے کفن جو باقی رہ گئے ہیں وہ پھٹ رہے ہیں انہیں چھوڑ و، ان کا ایک دِن ہے جس میں انہیں آواز دی جائے گی جیسے مدہوش کو جگایا جاتا ہے''۔

بعض افراد نے قس کی حدیث ایک طریق کے ساتھ علیحدہ ذکر کی، اس حدیث میں شعر اور ان کا خطبہ بھی ہے، یہ حدیث طبرانی کی مطولات میں موجود ہے، مگر اس حدیث کے تمام طرق ضعیف ہیں۔ ان میں سے ایک وہ جس کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے زیادات الزہر تخریج کیا ہے، یہ روایت خلیف بن اعین کے طریق سے ہے، کہتے ہیں: جب بکر بن وائل کا وفد آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: قس بن ساعدہ الایادی کا کیا بنا؟ تو وفد نے جواباً کہا: وہ فوت ہو چکا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایسے لگ رہا ہے جیسے میں اس کو عکاظ کے بازار میں سرخ اونٹ پر سوار دیکھ رہا ہوں۔ (الحدیث) [1] (بعثت سے پہلے آپ نے انہیں بازارِ عکاظ میں دیکھا تھا)۔

جاحظ [2] نے ''البیان و التبیین'' میں قس اور اس کی قوم کا ذکر کیا ہے۔ کہتے ہیں: ان کو اور ان کی قوم کو وہ فضیلت حاصل ہے جو عرب میں کسی دوسرے کو نہیں، کیونکہ آپ ﷺ نے اس کی بات کو نقل کیا ہے اور عکاظ میں اونٹ کی صورت، اس کا موقف بھی اور اس کا وعظ بھی نقل کیا ہے، اس کے بہترین کلام کو آپ ﷺ نے پسند کیا ہے اور اس کی تصویب بھی فرمائی ہے۔ یہ ایسا شرفِ عظیم ہے جس کے بعد نہ تعریف کی ضرورت ہے اور نہ پاس و امید کی۔ اور اللہ کا کرم ہے جو اس نے ان پر کیا ہے تاکہ ان سے توحید الٰہی کے ساتھ اظہار اخلاص بھی ہو اور ساتھ بھی بعثت پر ایمان لانا، پھر قیس عرب کے مایہ ناز خطیب تھے۔

ان احادیث میں ایک وہ بھی ہے جس کی تخریج ابن شاہین نے کی ہے بطریق ابن ابی عیینہ المہلبی، عن کلبی، عن ابی صالح، عن ابن عباس، کہتے ہیں: جب ابوذر حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''قیس بن ساعدہ کا کیا ہوا؟'' ابوذر کہتے ہیں: میں نے جواب دیا کہ وہ تو فوت ہو گئے ہیں اے اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ قس پر رحم کرے، گویا میں اس کو جمل اورق پر دیکھ رہا ہوں، اس نے ایسی بات کی جس میں حلاوت تھی، مجھے اس کی وہ بات یاد نہیں ہے''۔ [3] حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے یاد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سناؤ''۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کی بات ذکر کی، اس میں شعر بھی، اس میں یہ تھا: قوم کے ایک آدمی نے کہا: میں نے قس کی ایک عجیب بات دیکھی ہے، میں شام میں سمعان نامی پہاڑی پر ایک درخت کے سائے تلے بیٹھا ہوا تھا، اس کے ایک جانب میٹھا چشمہ تھا، بہت سارے درندے، جانور اس چشمہ سے پانی پینے کے لیے آ رہے تھے، اگر ان میں سے کوئی دوسرے پر حملہ کرنے لگتا تو قس اس کو اپنی لاٹھی سے مارتا اور کہتا: صبر کرو، پہلے آنے والے کو پی لینے دو پھر پینا، جب میں نے یہ منظر دیکھا تو میرے دِل میں ان کا رعب بیٹھ گیا۔ قس کہنے لگے: آپ مت ڈریں، آپ کے لیے کوئی پریشانی نہیں۔

باب قاف کے بعد طاء

۷۳۴۲ قطبہ بن جُزي

ابوعمر نے ان کے اور قطبہ بن قتادہ میں فرق کیا ہے، اور ایک کی کنیت ابوحویصلہ ہے، ان کا تذکرہ ہو چکا ہے، اور جو راوی دو

---

[1] دلائل النبوۃ (حدیث: ۱۰۱/۲) [2] البیان والتبیین (۱۹۸/۱۱) [3] جامع المسانید (۴۲۹/۱۰)

جگہوں میں مذکور ہے وہ مقاتل بن معدان ہے، اس سے قبل میں ابن ابی حاتم کا وہم بیان کر چکا ہوں۔

باب قاف کے بعد عین

۷۳۴۳ القعقاع بن عبداللہ ✿

القعقاع بن عبداللہ بن ابی مدرالاسلمی، ابن عبدالبر ✿ نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے: اس نے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے: ((تمعدوا، ✿ واخشو شنوا)). ✿ ''معدّ کی مشابہت اختیار کرو اور کھردرا کپڑا پہنو''۔ اور دوسری حدیث مَرّ بقوم ینفسلون، فقال: ''تیراندازی کرو بے شک تمہارے آباء تیرانداز تھے''۔ ابوعمر ✿ کہتے ہیں: قعقاع کو صحبت رسول حاصل ہے اور ان کے والد کو بھی، بعض حضرات قعقاع کی صحبت کی تضعیف کی ہے کہ اس کی حدیث میں عبداللہ بن سعید المقبری راوی آتا ہے اور یہ ضعیف راوی ہے۔

میں کہتا ہوں: پہلی حدیث ابن ابی شیبہ وغیرہ نے اس کی تخریج کی ہے بطریق عبداللّٰہ بن سعید عن ابیه عن القعقاع بن ابی حدرد، وہ صحابی ہیں جیسا کہ قسم اوّل میں کہا جا چکا ہے۔ البتہ قعقاع بن عبداللہ تو یہ اس کے بھائی کا بیٹا ہے، ان کو کوئی صحبت حاصل نہیں ہے۔ باقی رہی دوسری حدیث اس کی سند یوں ہے: القعقاع بن عبداللّٰہ بن ابی حدرد عن أبیه۔ جیسا کہ حرف ''عین'' میں عبداللہ بن ابی حدرد کے ترجمہ میں گزر چکا ہے۔

انہوں نے ابوعمر کا اس بارے میں جو وہم ہے اس پر ابن فتحون نے تنبیہ کی ہے۔ خلیفہ سے نقل کیا گیا ہے وہ کہتے ہیں: عبداللہ اور القعقاع یہ دونوں ابوحدرد کے بیٹے ہیں، اور ان دونوں کو شرفِ صحابیت حاصل ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ القعقاع بن ابی حدرد ہیں اور ان کو صحبت حاصل ہے اور عبداللہ بن سعید سے ان کی روایت بھی لایُصح، ابن ابی حاتم بھی اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے یہی بات کہتے ہیں، مذکورہ بالا دونوں حضرات فرماتے ہیں: جس نے کہا: ''القعقاع بن عبداللّٰہ'' پس اس کو وہم ہے۔

ابن فتحون کہتے ہیں: اگر قعقاع بن عبداللہ کو صحبت حاصل ہے تو مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابوعمر کہیں کہ ان کو ان کے والد اور دادا کو صحبت حاصل ہے، کیونکہ ابوحدرد صحابی تھے۔

میں کہتا ہوں: جیسا کہ کہا گیا ہے کہ اس بارے بہترین بات یہ ہے کہ ان کو صحبت حاصل نہیں ہے، کیونکہ المقری کی روایت، ان کی روایت اپنے والد سے، لہٰذا صحبتِ ان کے والد کے لیے تو ثابت ہوئی مگر خود ان کے لیے نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

۷۳۴۴ القعقاع ✿ (بے نسبت)

ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، کہتے ہیں: واقعہ حنین میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ اس بات کا تعاقب کیا جاتا

✿ أسد الغابه (۴۳۰۸)، استیعاب (۲۱۴۴)، تجرید (۱۶/۲) ✿ استیعاب (۳۴۵/۳) ✿ تمعدد الغلام، إذا شبّ و غلظ

✿ طبرانی (حدیث ۸۴/۱۹) جامع المسانید (۳۱۶/۱۰) اسد الغابه (۴۸۸/۳) ✿ استیعاب (۳۴۵/۳) تجرید (۱۶/۲)

ہے کہ یہ القعقاع بن معبد بن زرارہ التمیمی ہیں، جیسا کہ قسم اوّل میں گزر چکا ہے۔

باب قاف کے بعد نون

۷۳۴۵ قنفذ التمیمی ✿

ابوموسیٰ نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یحییٰ بن عبدالوہاب بن مندہ اپنے دادا کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، مگر یہ غلطی ہے، انہوں نے اس کی تخریج کی ہے بطریق الحارث بن أبی اسامه، عن الواقدی، عن الولید بن کثیر، عن سعید بن أبی هند، حدثنی قنفذ التمیمی، یہ کہتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کو قبر اور منبر کے درمیانی جگہ پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، میں نے اس کو کہا، وہ کہتا ہے: میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''میری قبر اور منبر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے''۔ ✿ اور وہ جو مسند الحارث میں ہے: حدثنی قنفذ التمیمی، کہتے ہیں: میں نے ابن زبیر کو دیکھا... الخ۔ یہ بات درست ہے، اس حدیث میں صحابی ابن زبیر ہیں، بخلاف اس بات کے جس کو یحییٰ نے بیان کیا، کیونکہ اس بات کا تقاضا یہ ہے کہ قنفذ نے آپ ﷺ کو دیکھا ہے اور انہوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا ہے، اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے.... یہ تو واضح غلطی ہے۔

باب قاف کے بعد یاء

۷۳۴۶ (ز) قیس بن تمیم طائی

الکیلانی الاشج۔ عرب کے اشج کی طرز پر اور رتن الہندی کی لڑی سے الجندی کی تاریخ الیمن میں، میں نے پڑھا ہے انہوں نے پانچ سو سترہ ہجری (۵۱۷ھ) نبی کریم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حدیث بیان کی ہے۔ اس سے ابوالخیر الطالقانی، محمود بن صالح الطرازی، محمود بن عبیداللہ بن صاعد المروزی سب بحوالہ اس کے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے شہر سے نکلا ہم ساڑھے چار سو (۴۵۰) افراد تھے۔ چلتے چلتے ہم راہ بھول گئے۔ ہمیں ایک شخص ملا، جس نے ہم پر حملہ کر دیا، ہر وار میں اس نے ہمارے سو سے زیادہ افراد قتل کر دیئے۔ اب ہمارے تراسی (۸۳) آدمی رہ گئے۔ ان لوگوں نے اس سے امان کا مطالبہ کیا تو اس نے انہیں امان دے دی۔ تو وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ ہمیں لے کر حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے، آپ بدر کی غنیمتیں تقسیم کر رہے تھے۔ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا تو میں آپ کے ساتھ رہنے لگا، پھر میں نے آپ سے اپنے اہل وعیال کے پاس جانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت دی، میں روانہ ہو گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد لوٹ آیا، اور آپ کی خدمت میں مشغول ہو گیا۔ آپ کی سواری کی خدمت پہ مامور تھا۔ مجھے ایک خچر نے لات ماری جس سے میری پیشانی سے خون کا فوارہ

✿ اسد الغابہ (٤٣١٧) استیعاب (٢١٩٦) تجرید (١٧/٢)

✿ صحیح لابن حبان کتاب الحج باب فضل المدینہ (٣٧٥٠) جامع المسانید (٤١٨/١٠)

چھوٹا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرے سر پہ ہاتھ پھیرا، آپ فرما رہے تھے: ''اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں بہت اضافہ فرمائے''۔ [1] کہتے ہیں: میں اس کے بعد اپنے گھر واپس آ گیا اور عبادت میں مشغول ہو گیا یہاں تک کہ الپ ارسلان بادشاہ بنا، اس نے میرا تذکرہ سنا، میری طرف پیام بھیجا، میں نے خواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ مجھے منع کر رہے ہیں۔ تو میں مدینہ بھاگ گیا وہاں سے طبرستان پھر گیلان جا پہنچا، پھر اس نے چالیس احادیث سنائیں جن کے بارے میں اس کا گمان ہے کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں۔

۷۳۴۷ (ز) قیس بن الحارث [2]

تابعی ہیں، ایک مرسل حدیث نقل کی ہے جس کے وہم کی وجہ سے بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ روایت یہ ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پہرہ داروں کی حفاظت کرنے والے پر رحم فرمائے''۔ [3] ابن السکن لکھتے ہیں: قیس بن حارث تمیمی ایک شخص ہیں جن سے عمر بن عبدالعزیز روایت کرتے ہیں، بقول بعض: صحابی ہیں، مشہور نہیں۔ پھر لکھتے ہیں: ان کا صحابی ہونا ثابت نہیں۔ یہ حدیث جو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، ان کے والد سے بحوالہ عقبہ بن عامر ہے سنداً صحیح نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کا مدار صالح بن محمد پر ہے جو ابو واقد المدنی ہے اور ضعیف راوی ہے۔

۷۳۴۸ قیس بن حارث التمیمی [4]

ابن فتحون نے ان میں اور قیس بن حارث بن یزید تمیمی میں فرق کیا ہے، جبکہ دونوں ایک ہیں۔ ابن سعد [5] نے ان کا نسب بیان کیا ہے اور ابن اسحاق [6] نے نہیں کہا جس کی وجہ سے ابن فتحون نے سمجھا دو آدمی ہیں۔

۷۳۴۹ (ز) قیس بن الخطیم انصاری

عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو وہم ہے، کیونکہ اہل مغازی کا بیان ہے وہ مکہ آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور ان کے سامنے قرآن پڑھا، جس پر انہوں نے کہا: میں نے عجیب کلام سنا ہے، اس سال مجھے اپنے بارے میں غور کا موقعہ دیجئے، پھر میں آپ کے پاس آؤں گا لیکن سال سے پہلے وہ فوت ہو گئے۔ یہ اوس کے مشہور شاعر تھے۔ جنگ بعاث جو اوس و خزرج میں ہوئی اس میں ان کے بہت سے اشعار ہیں۔

---

[1] اللآلی المصنوعة (۱۰۱/۱)

[2] اسد الغابہ (۴۳۳۰) استیعاب (۲۱۴۹) تجرید (۱۹/۲)

[3] ابن ماجہ کتاب الجهاد باب فضل الحرس والتکبیر فی سبیل اللہ (۲۷۶۹)
سنن الدارمی (۲۰۳/۲) السنن الکبریٰ (۱۴۹/۹)

[4] اسد الغابة (۴۳۲۸) تجرید (۱۹۳)

[5] الطبقات الکبریٰ (۲۹۴/۱)

[6] السیرة النبویة (۱۵۸/۴)

۴۳۵۰ (ز) قیس بن رافع [1]

تابعی ہیں، کوئی حدیث مرسل بیان کی ہے جس کی وجہ سے عبدان مروزی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کر دیا ہے جو وہم ہے، قسم ثانی میں مَیں ان کا ذکر کر چکا ہوں۔

۴۳۵۱ (ز) قیس بن زہیر

ابن جذیمہ بن رواحہ.... العبسی مشہور شہسوار جاہلیت میں جن کے ہاتھ پر جنگ داحس اور غبراء بنی عبس اور بنی فزارہ کے درمیان جاری رہی۔ [2] حسن بن عَرَفہ نے اپنی ''کتاب الخیل'' میں لکھا ہے: یہ خلافت فاروقی تک حیات رہے، لوگوں نے ان سے گھوڑوں کے متعلق پوچھا، وہ کہنے لگے: میں نے تو جنگوں میں سب سے زیادہ صبر آزما سرخ سیاہ (کمیت) گھوڑا پایا ہے۔ شاید اس روایت سے ابن کا لفظ چھوٹ گیا ہے۔ ابن میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن قیس سے پوچھا، ادھر اہل مغازی کا بیان ہے: وفد بنی عبس میں ابن قیس بن زہیر تھے۔ قسم ثالث میں ان کے پوتے کا تذکرہ حرف میم میں مساور بن ہند بن قیس بن زہیر میں ہوگا۔ مشہور یہ ہے کہ قیس بن زہیر بعثت سے پہلے فوت ہو گئے۔

ابوالفرج اصبہانی کا قول ہے: ابن درید نے اپنے امالی میں بحوالہ ابو حاتم [3] انہوں نے اصمعی سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: قیس ابن زہیر نے نمر بن قاسط کے پڑوس میں رہے، تاکہ وہ ان کے ہاں قیام کریں، ان لوگوں نے ان کا اکرام کیا اور جگہ دی، انہوں نے کہا: میں مسافر اور جنگجو ہوں میرے لیے ایسی خاتون تلاش کرو، جسے امیر شخص نے ادب سکھایا ہو اور فقیر نے رسوا کیا ہو، وہ حسب اور جمال والی ہو، میں اس سے شادی کروں گا، انہوں نے اس شرط کے مطابق اس کا نکاح کر دیا، وہ اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ ان کے ہاں اولاد ہوئی، جب وہ ابتداء میں ان کے پاس ٹھہرا تو کہا میں اس وقت تک تمہارے پاس نہ ٹھہروں گا جب تک اپنا اخلاق تمہیں نہ بتا دوں، میں فخر کرنے والا، غیرت والا اور متکبر ہوں، لیکن میں اس وقت تک غیرت نہیں کرتا جب تک دیکھ نہیں لیتا، میں فخر نہیں کرتا جب تک ابتداء نہ کی جائے اور میں تکبر نہیں کرتا جب تک ظلم نہ کیا جائے، جب وہ ان سے جدا ہوا تو ان سے اپنی وصیت بیان کی۔

مرزبانی [4] کا قول ہے: شریف، شاعر، باہمت، صاحب رائے تھے۔ قبیلہ عبس ان کی رائے سے جنگوں میں نکلتے تھے، وہ داحس گھوڑے والے ہیں، جنہوں نے حذیفہ بن بدر سے ان کے گھوڑے غبراء کے ساتھ مقابلہ کیا، قیس جیت گئے، ان دونوں کا جھگڑا ہو گیا یہاں تک کہ معاملہ جنگ تک جا پہنچا، حذیفہ بن بدر لڑائی میں قتل ہوا، قیس نے اس کا مرثیہ کہا، ان کے والد زہیر کے دس (۱۰) بیٹے، دس (۱۰) بھتیجے، دس (۱۰) بھائی اور دس (۱۰) بھانجے تھے۔ جاہلیت میں پورے قبیلے غطفان کے سردار رہے، اس سے پہلے کسی کی قیادت میں اکٹھے نہیں ہوئے، ان کے والد قیس سرخ رنگت، دائیں بائیں دونوں ہاتھوں سے کام کرنے والے اور والدین

---

[1] اسد الغابہ (۴۳۳۹) تجرید (۲۰/۲)
[2] جامع المسانید (۴۲۶/۱۰)
[3] الجرح والتعدیل (۹۸/۷)
[4] معجم الشعراء (۱۹۷)

کے پہلو ٹھے تھے، انہوں نے یہ شعر کہا:

''میں نے اپنے بھائیوں کے بدلے اپنی قوم کے سرداروں کو قتل کیا جو زمانے کے لیے امان تھے، اگر میں نے اس سے اپنے دل کی بھڑاس نکال لی ہے تو ان کی وجہ سے میں نے اپنے ہی پورے کاٹے ہیں''۔

۷۳۵۲ قیس بن زید [1]

چھوٹے طبقے کے تابعی ہیں، مرسل حدیث روایت کی، اسے ایک جماعت نے صحابہ میں ذکر کیا ہے، ان میں سے حارث ابن ابواسامہ ہیں، ابن ابی حاتم وغیرہ نے بخاری کی متابعت میں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ ابوفتح ازدی نے ضعفاء میں ان کا ذکر کیا ہے، حارث کا قول ہے: ہم سے غطفان نے بحوالہ قیس بن زید نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی، ان کے پاس ان کے ماموں قدامہ اور عثمان جو مظعون کے بیٹے ہیں، آئے وہ رونے لگیں..... (الحدیث) اس میں ہے: ''مجھ سے جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کرلیں وہ روزہ رکھنے والی، قیام کرنے والی ہیں، وہ جنت میں آپ کی بیوی ہیں''۔ [2]

اسے ابن ابی خیثمہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی سوانح میں اس طریق سے نقل کیا ہے، اسی طرح حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے۔ متن کے سیاق میں ایک اور وہم ہے کیونکہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح سے پہلے وفات پاگئے، کیونکہ وہ بالاتفاق اُحد سے پہلے وفات پا گئے تھے، اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے شوہر اُحد سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ اور بالاتفاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اُحد کے بعد نکاح کیا تھا۔

ابوحاتم نے اسی طرح فرمایا: قیس بن زید، یہ وہی ہیں جنہوں نے بحوالہ شریح قاضی روایت کیا، اس سے ان کی مراد وہ حدیث ہے جسے صدقہ بن موسیٰ نے بحوالہ اہل مصر کے قاضی سے روایت کیا اور وہ شریح ہیں، انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

۷۳۵۳ قیس بن سعد [3]

ابن ثابت انصاری، مستغفری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق عیسیٰ بن حماد، بحوالہ قیس بن سعد بن ثابت انصاری ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار تھے، انہوں نے حج کا ارادہ کیا اور اپنے سر کی ایک جانب کنگھی کی، تو ان کا غلام کھڑا ہوا اور ان کی تقلید کرنے لگا، قیس نے دیکھا کہ ان کی تقلید کی گئی ہے تو انہوں نے بائیں جانب کنگھی نہیں کی۔ [4]

ابوموسیٰ نے ذیل میں فرمایا: میرا خیال ہے کہ وہ قیس بن سعد بن عبادہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسے اسماعیلی نے اپنے مستخرج میں اس طریق سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم سے حسن بن سفیان نے بحوالہ عقیل نقل کیا ہے، لیکن فرماتے ہیں: حضرت قیس بن سعد انصاری، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار تھے، انہوں نے حج کا ارادہ کیا تو

---

[1] اسد الغابہ (۴۳۴۳) استیعاب (۲۱۵۶) تجرید (۲/۲۰)

[2] مستدرک حاکم (۱۵/۴) المعجم الکبیر (۹۳۴/۱۸) مجمع الزوائد (۲۴۵/۹) اسد الغابہ (۴۹۶/۳)

[3] اسد الغابہ (۴۳۴۷) تجرید (۲/۲۰) [4] المعجم الکبیر (۲۹۷۴) مجمع الزوائد (۲۸۸/۳)

کنگھی کی، ❶ اسی طرح معجم طبرانی میں ہے، لیکن ان کے دادا کا نام نہیں لیا، اسے ابوداؤد نے مسند مالک میں ان کی روایت سے بحوالہ زہری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: قیس، ان کے والد کا نام نہیں لیا۔

اسے اسماعیلی نے بطریق یونس بحوالہ زہری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: قیس بن سعد بن عبادہ، اسے حمیدی نے مسند قیس بن سعد بن عبادہ میں نقل کیا ہے، اطراف کے مصنفین نے ان کی پیروی کی ہے، اسی طرح رجال البخاری میں ہے، اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جسے بغوی نے اپنے معجم میں بطریق یونس بن یزید، بحوالہ زہری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انصار کے علمبردار تھے، احتمال ہے کہ سند میں یوں تھا: عن قیس بن سعد بن ابی ثابت، ''ابی'' میں لفظی غلطی سے ''ابن'' ہوگیا۔ سعد بن عبادہ کی کنیت ابوثابت ہے۔

۷۳۵۴ قیس بن شماس انصاری ❶

ثابت کے والد ہیں، علی بن سعید عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق ابن عطاء بن ابی مسلم، بحوالہ ان کے والد، عن ثابت بن قیس بن شماس، عن ابیہ مروی ہے میں مسجد آیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے، جب سلام پھیرا تو میری طرف متوجہ ہوئے۔ میں نماز پڑھ رہا تھا...... (الحدیث) ❷ اس میں ہے: میں نے کہا: یہ فجر کی دو رکعتیں ہیں، میں اپنے گھر سے نکلا اور میں نے انہیں نہیں پڑھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہ فرمایا۔ اسی طرح بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں اس طریق سے نقل کیا ہے۔

ابوموسیٰ کا قول ہے: اسے ابن جریج نے بحوالہ قیس بن سہل اسی طرح نقل کیا ہے۔ حدیث قیس بن سہل، اس سیاق کے علاوہ نقل کی ہے۔ ان کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

اختلاف کا بیان ان کے والد کے نام کے بارے میں ہے۔ ابن عطا کے حوالے سے جو اس کا راوی ہے، اس سے غلطی ہوئی ہے، وہ ہلاک ہونے والا ہے، قیس بن شماس جاہلیت میں فوت ہوگیا، ہوسکتا ہے کہ سند میں عن ابن ثابت بن قیس بن شماس، عن ابیہ ہو، اور لفظ ابن رہ گیا ہے۔

ثابت بن قیس بن شماس معروف صحابی ہیں۔ اپنی جگہ پہ ان کے حالات گزر چکے ہیں۔ بحوالہ قیس بن شماس ایک اور حدیث ہے، جس سے ان کے صحابی ہونے کا وہم ہوتا ہے، اسے ابوداؤد نے بطریق فرج بن فضالہ، بحوالہ عبدالخیر بن ثابت بن قیس بن شماس، عن ابیہ، عن جدہ نقل کیا ہے۔ اس نسب سے ایک نام رہ گیا ہے، اس کا تقاضا ہے کہ قیس صحابی ہوں جبکہ ایسا نہیں۔ عبدالخیر، وہ قیس بن ثابت بن قیس ہیں، پہلا قیس رہ گیا ہے اور حدیث ثابت سے مروی ہے۔

۷۳۵۵ قیس بن شیبہ ❶

ذہبی نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، اور یعقوب بن شیبہ کی طرف اس کی نسبت کی ہے۔ انہوں نے اس میں ابن امین کی پیروی کی ہے، اور ان کے دادا کا نام عامر لیا ہے، وہ خطا ہے جو ان کے والد کے نام میں لفظی غلطی سے پیدا ہوئے

---

❶ بخاری (۲۹۷٤) ❶ اسد الغابہ (٤٣٥٣) تجرید (٢١/٢)

❷ المعجم الکبیر (١٣١٩/٢) مجمع الزوائد (٢٢٨/٢) ❶ تجرید (٢١/٢)

وہ نُجبہ ہیں، پہلی قسم میں صحیح گزر چکا ہے۔

۴۳۵۶ قیس بن صعصعہ [1]

ابوعمر [2] کا قول ہے: مجھے ان کا نسب معلوم نہیں، ان کی حدیث ابن لہیعہ کے ہاں بحوالہ حبان بن واسع، عن ابیہ، عنہ مروی ہے، فرماتے ہیں: میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں کتنے عرصے میں قرآن ختم کروں؟ (الحدیث) [3]

یہ وہی قیس بن ابی صعصعہ انصاری ہیں، ابوعلی بن سکن نے کہا: قیس بن ابی صعصعہ انصاری، بعض کا قول ہے: قیس بن صعصعہ، پھر بطریق ابی مریم، بحوالہ ابن لہیعہ حدیث نقل کی، ابن عبدالبر [4] نے قیس بن صعصعہ کا ایک اور عنوان قائم کیا ہے۔ لیکن انہوں نے اس میں یہ حدیث ذکر نہیں کی، ابن مندہ نے قیس بن ابی صعصعہ کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن اثیر [5] نے یقین کیا ہے کہ وہ دونوں ایک ہیں۔

۴۳۵۷ قیس بن طلق [6]

ابن علی حنفی یمانی، مشہور تابعی ہیں، عبدان مروزی مستغفری، اور ابوبکر بن ابی علی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، عبدان کا قول ہے: ہم سے ابواشعث عجلی نے بحوالہ قیس بن طلق ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت طلق بن علی کو نبی کریم ﷺ کے پاس بچھو نے کاٹ لیا، آپ ﷺ نے اس پر دم کیا اور ہاتھ پھیرا۔ [7] انہوں نے یہ روایت قیس بن طلق سے انہوں نے اپنے والد سے سنی ہے۔ اسی طرح اسے ابن حبان اور حاکم نے نقل کیا ہے۔ مستغفری نے بطریق محمد بن جُحادہ، بحوالہ محمد بن قیس، عن ابیہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ مسجد کی تعمیر کررہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے دائیں جانب مٹی ملاؤ''۔ [8]

ابوموسیٰ کا قول ہے: اس میں محفوظ یہ ہے: عن محمد بن حجادہ، عن قیس بن طلق، عن ابیہ، اس میں محمد کا ذکر نہیں۔

ابوبکر بن ابی علی نے بطریق ابوبکر بن ابی شیبہ، بحوالہ قیس بن طلق نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے کہ وفد عبدالقیس آیا.... پھر مشروبات کے بارے میں حدیث ذکر کی۔

اس میں عن ابیہ رہ گیا ہے، اسی طرح ابن ابی شیبہ کی مسند اور مصنف میں ہے، اسی طرح اسے جوالیقی اور عبید بن غنام وغیرہ نے بحوالہ ابوبکر نقل کیا ہے، محدثین کے ہاں مخفی نہیں کیونکہ وہ مشہور تابعی ہیں۔

۴۳۵۸ (ز) قیس بن عباد [9]

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق بدیل بن میسرہ، بحوالہ عبیداللہ بن شقیق، ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ سے کہا گیا: فلاں شہید ہوگیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس عباء کی وجہ سے جو اس نے خیانت کی وہ آگ میں

---

[1] اسد الغابہ (۴۳۵۵) استیعاب (۲۱۶۲) تجرید (۲۱/۲) [2] استیعاب (۳۵۳/۳)

[3] المعجم الکبیر (۸۷۷/۱۸) مجمع الزوائد (۲۶۹/۲) [4] استیعاب (۳۵۳/۳)

[5] اسد الغابہ (۵۰۰/۳) [6] اسد الغابہ (۴۳۶۱) تجرید (۲۱/۲) [7] اسد الغابہ (۵۰۲/۳)

[8] السنن الکبریٰ (۱۳۵/۱) [9] اسد الغابہ (۴۳۶۶) تجرید (۲۲/۲)

ہے''۔ اس سند سے صحابی کا نام رہ گیا، قیس بن عباد مشہور تابعی ہیں، بعض نے کہا: مخضرمی ہیں، جیسا کہ قسم ثالث میں گزر چکا ہے۔

۷۳۵۹ (ز) قیس بن عبداللہ

یحییٰ بن یونس شیرازی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابن ہبیرہ، ان کے حوالے سے، خندق کے دن، عصر کی نماز کے بارے میں اسے نقل کیا ہے۔ مستغفری نے تعاقب کیا ہے کہ حدیث مرسل ہے اور قیس تابعی ہیں۔

۷۳۶۰ (ز) قیس بن عدی

ابن سعید بن سہم سہمی، ابن جوزی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، مغلطائی نے ان کا تعاقب کیا ہے، جو میں نے ان کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا ہے کہ وہ جاہلیت میں فوت ہو گئے۔

پہلی قسم میں ان کے پوتے قیس بن حارث بن قیس بن عدی میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۳۶۱ قیس ابو أقلح

ابن عصمہ بن مالک بن امیہ بن ضبیعہ، اوس کے حلیف ہیں، بدر میں شریک ہوئے، ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اثیر نے ان کا تعاقب کیا ہے کہ ان کا دادا عاصم بن ثابت بن ابی اُقلح جاہلیت میں فوت ہو گیا، اسی طرح ان کا بیٹا ثابت بھی فوت ہو گیا، جو صحابی ہیں اور بدر میں شریک ہوئے وہ عاصم ہیں، ان کا یہ قول کہ وہ اوس کے حلیف ہیں غلط ہے، بلکہ وہ انہی میں سے ہیں۔ ضبیعہ وہ ابن زید بن مالک، اوس کے بطن سے ہیں جو معروف ہیں۔ فرماتے ہیں: ابوموسیٰ نے یہ کسی سے روایت نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: بلکہ مستغفری نے مغازیٔ ابن اسحاق سے ان کا ذکر کیا ہے۔ یا تو ثابت اور عاصم کاتب سے رہ گئے ہیں، یا کسی راوی نے یہ سند اپنی یادداشت سے نقل کی ہے، جس سے وہم ہوا۔

۷۳۶۲ قیس بن مخلد

ابن ثعلبہ بن مازن بن نجار، ابوموسیٰ نے ان کے اور قیس بن مخلد بن ثعلبہ بن حبیب بن حارث بن ثعلبہ بن مازن کے درمیان فرق کیا ہے، نسب میں ثعلبہ اور ثعلبہ کے درمیان نام رہ گیا ہے، قسم اوّل میں صحیح گزر چکا ہے، وہ بدری ہیں۔

۷۳۶۳ (ز) قیس بن ہنام

عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، دوسرے راویوں کا قول ہے: تابعی ہیں، انہوں نے مرسل حدیث نقل کی ہے، ابن ابی حاتم قیس بن عبداللہ بن حارث بن قیس نے ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میرے دادا قیس بن ہنام، بروایت مغیرہ بن مقسم، بحوالہ

التاریخ الکبیر (۱۴۵/۴) اسد الغابہ (۴۳۶۹) تجرید (۲۲/۲)

اسد الغابہ (۴۳۱۹) تجرید (۱۷/۲) اسد الغابہ (۴۹۰/۳)

اسد الغابہ (۴۳۹۶) استیعاب (۲۱۷۸) تجرید (۲۵/۲)

14 قیس بن عبداللہ، اسلام لائے، ان کے نام کے بارے میں قول ہے کہ وہ ہمام ہیں، ایک قول ہے کہ ہیان ہے، بقول بعض: ہبار، ایک قول ہے: ہبان۔ مشروبات کے بارے میں ان کی حدیث نسائی میں ان کی روایت سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے، احتمال ہے کہ وہ اس کے علاوہ ہوں جن کا عسکری نے ذکر کیا ہے۔

۴۳۶۴ (ز) قیس ❶

ابواسرائیل، ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے، اور لفظی غلطی کی ہے، صحیح قُشیر ہے۔

۴۳۶۵ (ز) قیس

ابی ہبیرہ کے دادا ہیں، ابوموسیٰ کا قول ہے: بعض نے ان کا نام قیس لیا ہے۔ صحیح سند یوں ہے: ان کے دادا کے حوالے سے شیبان۔ فجر سے پہلے اذان کے بارے میں ان کی حدیث ہے، اسی طرح سحری کے بارے میں روایت ہے، حرف شین میں صحیح گزر چکا ہے۔

۴۳۶۶ قیس جعدی ❷

ذہبی نے تجرید میں ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے ❸ اور مسند بقی بن مخلد کی طرف اس کی نسبت کی ہے۔ یہ نابغہ جعدی ہیں، قیس بن عبداللہ بن عدس میں ان کا ذکر ہے۔

۴۳۶۷ قیس ❹

ابوجبیرہ، وہ ابن ضحاک ہیں، جنہوں نے ان کا تنہا ذکر کیا ہے، اس کے بارے میں وہم پہلے گزر چکا ہے۔

۴۳۶۸ قیس

عطیہ کلابی کے والد ہیں، تابعی ہیں، میں نے ابن قانع کی اس کے بارے میں وہم پر پہلی قسم میں قیس بن کلاب میں متنبہ کر دیا ہے، نسائی میں حدیث طخفہ بن قیس میں جونیند کے بارے میں ان کی سند سے لکھا ہے، جب اس میں اوزاعی وغیرہ سے آگے اختلاف کا ذکر کیا تو اس کے بعض طرق میں ہے: اسے قیس بن اسماعیل نے بحوالہ محمد بن ابراہیم نقل کیا ہے کہ مجھ سے عطیہ بن قیس نے بیان کیا۔

۴۳۶۹ (ز) قیصر ❺

ندوی نے مختصر المبہمات میں فرمایا: وہ ابواسرائیل ❻ ہیں۔ گویا نسخے میں لفظی غلطی ہوئی ہے۔ جو خطیب کے مبہمات میں اصل نسخے میں ہے وہ قشیر ہے۔

---

❶ اسد الغابہ (۴۲۹۶) تجرید (۱۵/۲) ❷ تجرید (۲۵/۲) ❸ التجرید (۱۲۴)

❹ اسد الغابہ (۴۳۲۴) استیعاب (۲۱۸۳) تجرید (۱۸/۲) ❺ اسد الغابہ (۴۲۹۶) تجرید (۱۵۶)

❻ طبقات الکبریٰ (۲۵۹/۱) (۲۶۱)

۷۳۷۰ قیس [1]

ابوموسیٰ نے اسماء میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، اس میں وہم ہے، چاہیے تو یہ تھا کہ مبہمات میں ان لوگوں میں ان کا ذکر ہوتا، جن کا نسب مذکور ہے لیکن نام نہیں لیا گیا، ان کا ذکر آئے گا، نسائی میں ان کی حدیث ہے۔

۷۳۷۱ قین أشجعی [2]

اصحابِ عبداللہ بن مسعود میں سے ہیں، تابعی ہیں، ان کے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان قصہ پیش آیا، ابن مندہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق یحییٰ بن ابی کثیر، بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیس اشجعی نے کہا: ہم جوف دار پتھر جس سے وضو کیا جاتا ہے، اس کا کیا کریں؟

یہ حدیث بروایت محمد بن عمرو، بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ معروف ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نیند سے اٹھے تو برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالے''۔ ان سے قین اشجعی نے کہا: جب پتھر کے وزنی برتن میں پانی ہو تو ہم کیا کریں؟ [3]

اعمش نے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث نقل کی ہے، اعمش کا قول ہے: میں نے اسے ابراہیم کے لیے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: اصحابِ عبداللہ بن مسعود نے کہا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پتھر کے وزنی برتن جس سے وضو کیا جاتا ہے، کیا کرتے تھے؟

۷۳۷۲ (ز) قین (بےنسبت)

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے، انہیں وہم ہوا، وہ ابوقین ہیں جیسا کہ صحیح کنیتوں میں آئے گا۔ ابن امین نے ذیل کے استیعاب میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کے ہاں اس کے آخر میں را ہے، نون نہیں ہے۔ انہوں نے نون کے ساتھ ابن قانع کی طرف منسوب کیا ہے۔ میں نے استیعاب کے حاشیہ میں ابوولید وقشی کی طرف منسوب دیکھا ہے کہ انہوں نے قاف تشدید اور راء کے ساتھ لکھا ہے، پہلا قول قابل اعتماد اور صحیح ہے۔ واللہ اعلم

---

[1] اسد الغابہ (٤٤١٠) تجريد (٢٦/٢) [2] اسد الغابہ (٤٤١٣) تجريد (٢٦/٢)

[3] مسند احمد (الحديث: ٣٨٢/٢)

حرف کاف

قسم اوّل از حرف کاف

باب کاف کے بعد باء

۷۳۷۳ کباثہ[1]

ابن اوس بن قیظی انصاری، حارثی، عرابہ کے بھائی ہیں، دارقطنی نے اسے لکھا ہے، ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: اُحد میں شریک ہوئے۔ ابن ابی حاتم نے کنانہ نامی لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۷۳۷۴ کبیر[2]

ازدی، ابوامیہ، جنادہ کے والد ہیں، ان کے بیٹے جنادہ کی سوانح میں ان کا ذکر ہے، دارقطنی نے اسے باء کے ساتھ لکھا ہے، کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۳۷۵ کُبیس[3]

تصغیر کے ساتھ ہے، ابن ھوذہ سدوسی، ابن شاہین اور ابن مندہ نے بطریق سیف بن عمر، بحوالہ ایاد بن لقیط، انہوں نے کبیس بن ھوذہ سے جو بنو حارث بن سدوس میں سے ہیں کہ وہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس آئے، آپ سے بیعت کی، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے انہیں ایک تحریر لکھوا کر دی۔[4]

ابن مندہ کا قول ہے: غریب ہے، بحوالہ حدیث ابن شبرمہ، اس طریق کے علاوہ ثابت نہیں، میں نے معجم ابن شاہین کے قدیم نسخے میں اسے باء کے بجائے نون کے ساتھ پایا ہے۔

باب کاف کے بعد ثاء

۷۳۷۶ کثیر[5]

ابن زیاد بن شاس بن ربیعہ بن رباح بن عوف بن ہلال بن شمخ بن فزارہ فزاری، ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں:

---

[1] مسند احمد (٣٨٢/٢) [2] تجريد (٢٦/٢) [3] اسد الغابه (٤٤١٦) تجريد (٢٧/٢) [4] اسد الغابه (٥١٧/٣)

[5] اسد الغابه (ت: ٤٤٢٠) تجريد اسماء الصحابة (٢٧/٢)

نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے، قادسیہ میں شریک ہوئے، اسی طرح طبری نے ان کا ذکر کیا ہے، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۳۷۷ کثیر بن سائب قرظی ❶

ابن شاہین، ابن مندہ اور ابونعیم نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور کئی طرق سے اسے نقل کیا ہے، ان میں سے یہ ہے: عن حجاج بن منہال، عن حماد بن سلمہ، عن ابی جعفر خطمی، عن عمارہ بن خزیمہ، عن کثیر بن سائب، فرماتے ہیں: ہمیں قریظہ کے دن پیش کیا گیا، جو بالغ ہوتا یا زیر ناف بال ہوتے، اسے قتل کر دیا جاتا، ورنہ چھوڑ دیا جاتا۔ ❷

یہ حسن سند ہے، ابن مندہ کے ہاں یوم حنین لکھا ہے، ابونعیم نے اس میں غلطی کی ہے۔

نسائی نے حدیث بطریق اسد بن موسیٰ، بحوالہ حماد نقل کی ہے، انہوں نے سند میں کثیر بن سائب کے بعد یہ اضافہ کیا ہے: مجھ سے قریظہ کے نوجوانوں نے بیان کیا کہ وہ پیش کیے گئے، اگر اسد نے اسے یاد رکھا ہے تو کثیر کے صحابی ہونے پر دلالت نہیں کرتا، لیکن حجاج، اسد کے مقابلے میں زیادہ حافظے والے ہیں۔ احتمال ہے کہ وہ بھی ان لوگوں میں سے ہوں جو پیش کیے گئے، لیکن انہوں نے اپنی قوم سے باوجود صغرسنی کے حدیث یاد رکھی، ابن ابی حاتم نے اسی روایت کو بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: کثیر بن سائب، انہوں نے قریظہ کے نوجوانوں سے روایت کیا، ان سے عمارہ نے نقل کیا ہے۔

ابن حبان نے ثقات تابعین میں کثیر بن سائب کو ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے محمود بن لبید سے روایت کیا، ان سے عمارہ بن خزیمہ اور عروہ بن زبیر نے روایت کیا۔ واللہ اعلم!

۷۳۷۸ کثیر بن سعد جذامی ❸

پھر عبدی، بنو عبداللہ بن غطفان سے ہیں، عبدان مروزی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ربیع بن موسیٰ نقل کیا ہے کہ میں نے اپنے دادا حکم بن محرز بن زُمذر سے بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا عباد بن عمرو بن شیبان سے انہوں نے کثیر بن سعد عبدی سے جو جذام کے قبیلہ غطفان سے ہیں، کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے آپ نے انہیں جبرین کے ضلع میں عمیق مقام بطور جائیداد دیا، عبدان کا قول ہے: اس کی اسناد مجہول ہیں، ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۳۷۹ کثیر بن شہاب بن حصین ❹

ابن یزید بن قنان بن سلمہ بن وہب بن عبداللہ بن ربیعہ بن حارث بن کعب، ابوعبدالرحمٰن مازنی، کوفہ میں فروکش ہوئے، بعض کا قول ہے: یہ وہی ہیں جنہوں نے قادسیہ کے دن جالینوس کو قتل کیا تھا۔

ابن عساکر کا قول ہے، بعض نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ابن سعد کا قول ہے: ان کے دادا حصین ارتداد میں قتل

---

❶ اسد الغابہ (۴۴۲۱) تجرید (۲/۲۷) ❷ جامع المسانید والسنن (۱۰/۴۷۷) اسد الغابہ (۳/۵۱۸)

❸ اسد الغابہ (۴۴۲۲) تجرید (۲/۲۷) ❹ اسد الغابہ (۴۴۲۳) استیعاب (۲۲۰۰) تجرید (۲/۲۷)

ہوئے، ان کے بیٹے شہاب نے اپنے دادا کے قاتل کو قتل کر دیا۔ کثیر بن شہاب مذحج کے سردار بن گئے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ابن عبدالبر [1] کا قول ہے: ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے۔ ابن کلبی کا قول ہے: کثیر بن شہاب کو بہت زیادہ بخیل کہا جاتا تھا۔ وہ سردار رہے، یہاں تک کہ کوفہ میں مذحج کے سردار تھے، معاویہ کی طرف سے رَی وغیرہ کے امیر تھے۔ مرزبانی نے عبداللہ بن حجاج بن محصن کے سوانح میں فرمایا: شاعر تھے، بہادر تھے، ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے شراب پی، تو کثیر بن شہاب نے انہیں شراب پینے کی وجہ سے کوڑے لگائے۔ اس وقت وہ رَی میں تھے۔ رات کو وہ آئے اور ان کے چہرے پر اتنے زور سے مارا کہ نشان پڑ گیا، یہ واقعہ کوفہ میں پیش آیا، وہ بھاگ گئے۔ انہیں عبدالملک بن مروان نے طلب کیا، انہوں نے اس کے بارے میں شعر کہے، عبدالملک نے اس کے بعد انہیں امان دی۔

عجلی کا قول ہے: کوفی، تابعی اور ثقہ ہیں، بخاری کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، اس پر اضافہ نہیں کیا، ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد فرمایا: تابعی ہیں، ابوزرعہ کا قول ہے: قزوین فتح کرنے والوں میں سے ہیں، ابن عساکر نے بطریق حبریز، بحوالہ حمزہ زیات نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کثیر بن شہاب کو لکھا: اپنے لوگوں کو حکم دیں کہ وہ تازی روٹی پنیر کے ساتھ کھائیں، وہ زیادہ دیر تک پیٹ میں رہتی ہے۔

میں کہتا ہوں: جس روایت سے تقویت ملتی ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، پہلے گزر چکا ہے کہ وہ صحابہ کے علاوہ کسی کو امیر نہیں بناتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انہیں خط لکھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ امیر تھے۔

ہم نے بغوی کی جعدیات میں بحوالہ ابن اسحاق نقل کیا ہے کہ میں نے قرظہ بن ارطاۃ سے کثیر بن شہاب کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے سنا، میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پنیر کے بارے میں پوچھا، فرمایا: پنیر دودھ اور کھیس سے بنایا جاتا ہے، لہٰذا اسے کھاؤ اور اللہ کا نام لو، تمہیں اس کے دشمن دھوکے میں نہ ڈالیں۔

۷۳۸۰ (ز) کثیر بن شہاب [2]

دوسرے ہیں، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، ابن اثیر [2] نے انہیں پہلے والے کے ساتھ ملایا ہے۔ وہ بہتر نہیں ہے، کیونکہ ابن مندہ نے بطریق احمد بن عمار بن خالد، بحوالہ عمر بن حفص بن غیاث نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم سے ہمارے والد نے حدیث بیان کی ہے جو میں اعمش سے، عن عثمان بن قیس، عن ابیہ، عن عدی بن حاتم، عن کثیر بن شہاب اس شخص کے بارے میں روایت کرتا ہوں جس نے دوسرے شخص کو طمانچہ مارا، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے اوپر کئی والی ہوں گے، ہم زیادہ صالح اور زیادہ متقی کے بارے میں سوال نہیں پوچھتے بلکہ اوروں کے بارے میں پوچھتے ہیں: "سنو اور اطاعت کرو"۔ [2]

ابونعیم کا قول ہے: احمد بن عمار نے اسے یاد نہیں رکھا، پھر بطریق حسن بن سفیان، بحوالہ عدی بن حاتم نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں، ہم نے کہا: یا رسول اللہ! پھر اسے ذکر کیا، اس میں اعمش اور کثیر بن شہاب کا ذکر نہیں کیا، پھر طبرانی نے اسے بحوالہ علی بن

---

[1] استیعاب (۳۶۸/۳) [*] اسد الغابہ (۴۴۲۳) استیعاب (۲۲۰۰) تجرید (۲۷/۲) [*] اسد الغابہ (۵۱۸/۳)

[2] جامع المسانید والسنن (۴۸۰/۵) مختصر تاریخ دمشق (۱۳۸/۲۱) کنز العمال (۱۴۳۹۵)

عبدالعزیز اور ابوزرعہ دمشقی، دونوں نے عمر بن حفص سے نقل کیا ہے، اسی طرح ان تینوں نے احمد بن عمار کے خلاف روایت کی ہے۔ انہوں نے سند میں اعمش اور کثیر بن شہاب کا ذکر نہیں کیا۔ اس میں احتمال ہے، وہ مازنی کے علاوہ ہیں، کیونکہ مازنی کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ اگر راوی نے اسے یاد رکھا ہے تو وہ یقیناً صحابی ہیں۔ واللہ اعلم

۷۳۸۱ کثیر بن عبداللہ [1]

بخاری [2] نے ان کا ذکر کیا ہے، اسی طرح ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کی روایت نقل نہیں کی۔

میں کہتا ہوں: مجھے خدشہ ہے کہ وہ عتبہ بن مسلم کے شیخ ہیں، جن کا ذکر آ رہا ہے۔

۷۳۸۲ کثیر بن عمرو سلمی [3]

ابوالعباس سراج نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور محمد بن حسن کے طریق سے بحوالہ ابواسحاق [4] نقل کیا ہے کہ انہوں نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن عبدالبر [5] کا قول ہے: اس روایت کے علاوہ مجھے ان کا ذکر نہیں ملا۔ ابن ہشام نے ان کا ذکر نہیں کیا، احتمال ہے کہ وہ ثقف بن عمرو ہوں جن کا ذکر حرف ثاء میں گزر چکا ہے، دونوں ناموں میں سے ایک لقب ہے۔

۷۳۸۳ کثیر [6]

براء بن عازب کے ماموں ہیں، براء کا قول ہے: میرے ماموں کا نام قلیل تھا، نبی کریم ﷺ نے ان کا نام کثیر رکھا اور ان سے فرمایا: "اے کثیر! ہم نماز کے بعد قربانی کریں گے"۔ [7]

اسے ابن مندہ نے بطریق جابر جعفی، بحوالہ براء نقل کیا ہے، محفوظ یہ ہے کہ براء کے ماموں ابوبردہ بن نیار ہیں، مشہور یہ ہے کہ ان کا نام ہانی ہے، عنقریب ان کا ذکر آئے گا۔

۷۳۸۴ کثیر [8] (بے نسبت)

بخاری کا قول ہے، نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں، ان سے عقبہ بن مسلم تجیبی نے روایت کیا ہے، ابن سکن کا قول ہے: صحابہ میں سے ہیں، مجھے ان کے نسب کے بارے میں پتہ نہیں چل سکا، اہل مصر میں ان کا شمار ہے، ان سے ایک حدیث مروی ہے، بعض کا قول ہے: وہ انصار میں سے ہیں، ابوعمر کا قول ہے: وہ ازدی ہیں، ابن یونس کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ حسن بن سفیان، بغوی، ابن قانع اور ابن مندہ نے بطریق ابن وہب نقل کیا ہے کہ میں نے حیوۃ بن شریح سے سنا، میں نے عقبہ بن مسلم سے آگ پر پکی ہوئی چیزیں کھانے کے بعد وضو کرنے کے بارے میں پوچھا، فرماتے ہیں: کثیر جو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب

---

[1] اسد الغابہ (٤٤٢٦) تجرید (٢٧/٢) [2] التاریخ الکبیر (٢١٧/٤)

[3] اسد الغابہ (٤٤٢٧) استیعاب (٢٢٠٣) تجرید (٢٨/٢) [4] السیرۃ النبویۃ (٢٤٣/٢)

[5] اسیتعاب (٣٦٩/٣) [6] اسد الغابہ (٤٤/٩) استیعاب (٢١٩٩) تجرید (٢٧/٢)

[7] اسد الغابہ (٥١٧/٣) [8] تجرید (٢٨/٢)

میں سے ہیں، فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے، آپ ﷺ کے سامنے کھانا رکھا گیا، ہم نے کھایا پھر نماز کی اقامت کہی گئی، پھر ہم کھڑے ہوئے، نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا، اس کے رجال ثقات ہیں۔

ابن یونس نے ذکر کیا ہے کہ وہ معلول ہیں، گویا انہوں نے عقبہ بن مسلم سے آگے اختلاف کی طرف اشارہ کیا، کیونکہ یہ ان سے ایک اور طریق سے عن عبداللہ بن حارث بن جزد، کثیر کے بجائے مروی ہے۔ الجیزی نے مصری صحابہ میں لکھا ہے کہ کثیر اہل مصر کی ان سے ایک روایت ہے، اگر صحیح ہے تو وہ حدیث حیوہ عن عقبہ بن مسلم ہے، پھر اس کا ذکر کیا، اس میں مشہور یہ ہے: عقبہ بن مسلم عن عبداللہ بن حارث ہے۔

۷۳۸۵ کثیر [1]

بے نسبت، دوسرے ہیں بقول ابن مندہ، ان سے ایک منکر حدیث بروایت حسن عن عبدالرحمٰن بن عوف عن ابیہ مروی ہے کہ میں نے کثیر سے کہا: وہ صحابی تھے اسی طرح انہوں نے اس کا مختصر ذکر کیا ہے، ابونعیم نے اس سے زیادہ ان کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔

باب کاف اس کے بعد دال

۷۳۸۶ کدن [2]

میں نے سلفی کے قلم سے ایسا ہی لکھا دیکھا ہے: بقول بعض: کدُر جیسا کہ منذری کے قلم سے لکھا دیکھا ہے، پہلا زیادہ بہتر ہے، ابن عبد، بقول بعض عبید بن کلثوم عکی، ابن قانع، طبرانی [3] اور دولابی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سب نے بطریق امیہ، بحوالہ لفاف عن ابیہ کدن بن عبد روایت کی ہے کہ میں یمن سے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر بیعت ہوا اور اسلام قبول کیا۔ [4]

۷۳۸۷ کدُیر [5] ضبی

بعض کا قول ہے: ابن قتادہ، ان کی حدیث زہیر بن معاویہ نے بحوالہ کدیر ضبی نقل کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ کے پاس ایک اعرابی آ کر کہنے لگا: اللہ کے رسول! آپ مجھ سے وہ بات کیوں نہیں بیان کرتے جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم حق بات کہو اور زائد مال عطاء کرو.....(الحدیث) [6]

اسے احمد بن منیع نے اپنی مسند میں، بغوی نے اپنے معجم میں اور ابن قانع نے ان سے نقل کیا ہے۔ اس کے رجال ابی اسحاق تک صحیح کے رجال ہیں، لیکن ابوداؤد نے احمد سے اپنے سوالات میں لکھا ہے کہ میں نے احمد سے کہا: کیا کدیر صحابی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، میں نے کہا: زہیر ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ نبی علیہ السلام کے پاس آئے، انہوں نے فرمایا کہ زہیر نے تو ابواسحاق سے سنا ہے۔ اسے طیالسی [7] نے اپنی مسند میں بحوالہ ابواسحاق نقل کیا ہے کہ میں نے کدیر ضبی سے پچاس (۵۰) سال ہوئے سنا ہے،

---

[1] اسد الغابة (٤٤٣١)، تجريد (٢٨/٢) [2] اسد الغابة (٤٤٣٢)، تجريد (٢٨/٢) [3] معجم الكبير (٤٤١/١٩)
[4] معجم الكبير (١٨٧/١٩) مصنف عبدالرزاق (١٩٦٩١) [5] اسد الغابه (٤٤٣٣) تجريد (٢٨/٢)
[6] المعجم الكبير (١٨٧/١٩) [7] مسند طيالسى (٣٦١)

فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا.... پھر حدیث کا ذکر کیا۔ اسی طرح اسے ابن خزیمہ نے بطریق اعمش، بحوالہ ابواسحاق نقل کیا ہے، فطر بن خلیفہ، ثوری اور معمر وغیرہ نے جو اصحاب ابواسحاق ہیں ان کی متابعت کی ہے، ابن خزیمہ کا قول ہے: مجھے معلوم نہیں کہ ابواسحاق نے کدیر سے سنا ہے۔

میں کہتا ہوں: شعبہ نے عن ابی اسحاق اس کی صراحت کی ہے۔ ابن شاہین نے اسے بطریق سعید بن عامر ضبی، بحوالہ شعبہ نقل کیا ہے کہ میں نے ابواسحاق سے چالیس (۴۰) سال ہوئے سنا ہے، فرماتے ہیں: میں نے کدیر ضبی سے تیس (۳۰) سال ہو گئے سنا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کتاب الضعفاء میں فرماتے ہیں: کدیر ضبی ان سے ابواسحاق نے اور ان سے سماک بن سلمہ نے روایت کیا ہے اور انہیں ضعیف قرار دیا ہے، جب مغیرہ بن مقسم نے اس روایت کو عن سماک بن سلمہ نقل کیا کہ میں کدیر ضبی کی عیادت کے لیے ان کے پاس گیا تو وہ نماز پڑھتے ہوئے یہ دعا کر رہے تھے: اَللّٰھُمَّ صلّ علی النبی والوصی. میں نے کہا: اللہ کی قسم! اب میں کبھی تمہاری عیادت کے لیے نہیں آؤں گا۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: میں نے ان سے متعلق اپنے والد سے پوچھا، انہوں نے فرمایا: کتاب الضعفاء سے منتقل ہو گئے ہیں، اور مراسیل میں بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ یہ صحابی نہیں ہیں۔

باب کاف کے بعد راء

۷۳۸۸ (ز) کرام الجزار

زقاق والے ہیں، جو مدینہ میں مشہور ہیں۔ بنوکعب بن عمرو نے جب ہجرت کی تو زقاقہ کی جانب فروکش ہوئے۔ عمرو بن شبہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۳۸۹ کرامہ بن ثابت انصاری [1]

جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے والے صحابہ میں ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۳۹۰ کردم بن ابی سائب انصاری [2]

بخاری اور ابن سکن فرماتے ہیں: صحابی ہیں، ابن حبان فرماتے ہیں: بقول بعض صحابی ہیں پھر تابعین میں ان کا دوبارہ ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں، مرسل روایات نقل کرتے ہیں۔ ابوعمر لکھتے ہیں: [3] کردم بن ابی سنابل انصاری، ایک قول ہے: ثقفی ہیں، ایک قول ہے: صحابی ہیں، مدینہ کے رہائشی تھے، اہل کوفہ سے ان کی حدیث مروی ہے، ابن فتحون نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان سے لفظی غلطی ہوئی ہے۔ جتنے لوگوں نے صحابہ کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں انہوں نے انہیں ابن ابی صائب لکھا ہے، وہ لکھتے ہیں: انہوں نے جو یہ کہا ہے بقول بعض ثقفی، مجھے اس کا ان سے پہلے کوئی پیرو نہیں ملا، ان کی حدیث بغوی اور ابن سکن وغیرہ کی کتابوں میں ہے، جس کی طرف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے اور وہ عقیلی کی کتاب میں حارث کے حالات میں جو عبدالرحمٰن کے والد ہیں،

---

[1] اسد الغابہ (٤٤٣٤) [2] اسد الغابہ (٤٤٣٦) استیعاب (٢٢٠٨) تجرید (٢/٢٨) [3] استیعاب (٣/٣٧٠)

بطریق عبدالرحمٰن بن اسحاق، عن ابیہ عن کردم بن ابی سائب انصاری مرقوم ہے۔ فرمایا: میں اپنے والد کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا، یہ پہلی بات ہے جو انہوں نے ذکر کی۔ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایک بکری والے کے پاس رات ہوگئی، جب آدھی رات ہوئی تو ایک بھیڑیا آیا، اس نے بکری کا میمنہ اٹھالیا، وہ چرواہا بوکھلا کر اٹھا اور کہنے لگا: اے اس وادی کے آباد کرنے والے، تیرا پڑوسی، اتنے میں ایک منادی نے آواز دی، اے سرحان! اسے چھوڑ دے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ میمنہ بھاگتا ہوا آیا اور بکریوں میں داخل ہوگیا اور اسے خراش تک نہ پہنچی، جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی: ﴿اور یہ کہ انسانوں کے کچھ مرد، جنات کے کچھ مردوں کی پناہ طلب کرتے تھے، جس سے ان کی سرکشی بڑھ گئی﴾۔ [1]

ابن مردویہ نے تفسیر میں اسی سند سے اسے نقل کیا ہے اور حدیث معاویہ بن قرہ عن ابیہ سے اس کا شاہد نقل کیا ہے۔ عقبہ نے بطریق شعبی، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ جاہلیت میں لوگ جب کسی وادی پر سے گزرتے تو کہتے: ہم اس وادی کے غالب کی پناہ چاہتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے مخالف روایت بھی ہے۔

حدیث معاویہ بن قرہ سے جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا تو میں مسلمان ہونے کے لیے گیا، حدیث کردم کا شاہد نقل کیا ہے۔ اس کے آخر میں ہے: میں نے نبی علیہ السلام سے بیان کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔

۷۳۹۱ کردم بن سفیان [2] ثقفی

طارق بن مرقع کے حالات میں ان کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، بخاری، ابن سکن اور ابن حبان کا قول ہے: صحابی ہیں، احمد نے بطریق میمونہ بنت کردم نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نذر کے بارے میں پوچھا، جو انہوں نے جاہلیت میں مانی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا کسی بت کے لیے یا کسی نُصب کے لیے؟'' انہوں نے کہا: ''نہیں! اللہ کے لیے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی نذر پوری کرو''۔

ابن ابی شیبہ نے اس طریق سے اسے بیان کیا تو فرمایا: حضرت میمونہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ان کے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے، وہ ان کے پیچھے سوار تھیں، انہوں نے عرض کی: میں نے نذر مان رکھی ہے.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔

امام احمد اور بغوی نے اسے ان الفاظ میں طویل نقل کیا ہے، میں نے جاہلیت میں نذر مانی کہ بوانہ کے آستانے پر کئی بکریاں ذبح کروں گا۔ پھر وہ واقعہ نقل کیا۔ اور یہ اضافہ نقل کیا ہے۔ کردم نے کہا: مجھے بدلے کے ساتھ ایک نیزہ کون دے گا؟.... پھر مکمل [3] حدیث ذکر کی۔ جسے میں میمونہ بنت کردم کے حالات میں بیان کروں گا۔

۷۳۹۲ کردم بن قیس

ابن ابی السائب بن عمران بن ثعلبہ الخشنی۔ ابن السکن نے ان کا ذکر کیا ہے ان میں اور کردم بن سفیان ثقفی میں، اسی طرح ابوحاتم الرازی اور طبرانی نے بھی ان دونوں میں فرق کیا ہے اور سب نے یہ روایت نقل کی ہے کہ کردم بن قیس فرماتے ہیں: میں اور

---

[1] سورۃ الجن الآیۃ (٦) [2] اسد الغابہ (٤٤٣٥) استیعاب (٢٢٠٧) تجرید (٢٨/٢)

[3] مسند امام احمد (٤١٩/٣) المعجم الکبیر (٤٢٧/١٩) جامع المسانید والسنن (٤٩٤/١٠)

میرا چچازاد بھائی جن کا نام ابوثعلبہ تھا، سخت گرمی کے دِن باہر نکلے میرے پاس جوتے تھے اور وہ جوتوں کے بغیر تھے، مجھے کہنے لگے: مجھے اپنے جوتے دے دو، میں نے کہا: ہاں! اگر مجھ سے اپنی بیٹی کی نسبت کردیں۔ انہوں نے کہا: مجھے دو، میں نے تم سے اس کا نکاح کردیا۔ جب ہم واپس ہوئے تو انہوں نے میری طرف میرے جوتے بھیج دیئے اور کہنے لگے: ہمارے پاس تمہاری بیوی نہیں، میں نے نبی علیہ السلام سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چھوڑو اسے، اس میں تمہارے لیے بہتری نہیں''۔ میں نے عرض کی کہ میں نے فلاں جگہ یہ اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہاں جاہلیت کی کوئی عید یا قطع رحمی کی کوئی رسم یا کوئی غیر مملوک چیز ہوئی ہے؟'' انہوں نے عرض کی: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر پوری کرو، پھر فرمایا: ''قطع رحمی اور غیر مملوک چیز میں نذر نہیں ہے''۔ (الحدیث) [1]

اس حدیث کی سند ضعیف ہے، کیونکہ وہ بروایت اسماعیل بن عیاش اور عبدالعزیز بن عبیداللہ مروی ہے، ابن مندہ کا قول ہے: میرے خیال میں وہ ایک ہیں یعنی ابن سفیان اور ابن قیس، کیونکہ ان دونوں کی حدیث کے الفاظ ایک ہیں، اسی طرح مروی ہے، فرق واضح ہے، کیونکہ اس روایت میں طارق کے ساتھ قصہ پیش آیا، اور اس روایت میں ابوثعلبہ کے ساتھ مروی ہے، اس روایت میں نیزہ مانگنے کے بارے میں ہے اور دوسری روایت جوتا مانگنے کے بارے میں مروی ہے، انہوں نے اپنی غیر موجود بیٹی کے ساتھ معلق کیا، انہوں نے موجودہ بیٹی سے نکاح کرنے کا وعدہ کیا۔ ابن اثیر نے ابن مندہ پر ان کا نسب خشنی بتانے پر نکیر کی ہے، باوجودیکہ خود انہیں ثقفی کہنا جائز سمجھتے ہیں، لکھتے ہیں: کیسے دونوں جمع ہوسکتے ہیں۔ یہ بات قابل توجہ ہے۔ فرماتے ہیں: اگر وہ ان دونوں کو ثقفی قرار دیتے تو پھر قابل توجہ تھا کہ دونوں واقعے ایک ہیں۔

صحیح یہ ہے کہ نسبت اور قصے میں فرق ہے، ادھر سکن نے نسبت اور واقعے میں دونوں نسبوں اور اسباب کے اختلاف کی وجہ سے فرق کو قوی قرار دیا ہے۔ لیکن ثقفی اور خشنی کا یکجا ہونا بعید نہیں، جس کا یہ احتمال ہے کہ ایک نسبی اعتبار سے اور دوسرا حلیف ہونے کے اعتبار سے ہوجائے۔

۷۳۹۳ (ز) کردمہ

بغوی کا قول ہے: صحابی ہیں۔

۷۳۹۴ کردوس [2] (بے نسبت)

حسن بن سفیان، عبدان مروزی، ابن شاہین اور علی بن سعید وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے بطریق مروان بن سلم، بحوالہ ابن کردوس، عن ابیہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عید کی رات اور نصف شعبان کی رات عبادت کی اس کا دِل اس وقت نہیں مرے گا، جب دِل مرجائیں گے۔ [3] یہ مروان متروک راوی ہے، اس پر کذب کی تہمت ہے۔

---

[1] مسند احمد (۴۱۹/۳) معجم الکبیر (۴۲۷/۱۹) جامع المسانید والسنن (۴۹۴/۱۰)

[2] اسد الغباہ (۴۴۳۹) [3] جامع المسانید والسنن (۴۹۶/۱۰) اسد الغابہ (۵۲۳/۳)

۷۳۹۵ کُرز بن جابر [1]

ابن حسل بن اُجب بن حبیب بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر قرشی فہری، اسلام لانے سے پہلے مشرکین کے سردار تھے، ایک مرتبہ مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کیا تو نبی کریم ﷺ اسے تلاش کرنے کے لیے نکلے، یہاں تک کہ سفوان پہنچے، کرز غائب ہو گئے، یہ غزوہ بدر اولیٰ کہلاتا ہے، پھر اسلام لے آئے۔

طبرانی نے بطریق موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تیمی، عن ابیہ بحوالہ سلمہ بن اکوع نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: جب عرنیین نے نبی کریم ﷺ کے غلام پر حملہ کیا اور اونٹوں کو ہنکا کر لے گئے، نبی کریم ﷺ نے ان کے پیچھے شہسوار بھیجے، ان کے امیر کرز بن جابر فہری تھے..... (الحدیث) موسیٰ ضعیف راوی ہیں، لیکن یزید بن رومان نے ان کی پیروی کی ہے، واقدی کا قول ہے: ہم سے خارجہ بن عبداللہ نے بحوالہ یزید بن رومان نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: عرینہ سے آٹھ (۸) آدمی آئے اور اسلام لائے، مدینہ کی فضا انہیں موافق نہ آئی..... (الحدیث)

اس میں ہے: یہاں تک کہ وہ تندرست اور صحت مند ہو گئے تو اونٹنیوں پر حملہ کیا اور انہیں ہانک کر لے گئے۔ یسار مولیٰ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جا پکڑا اور ان سے لڑنے لگے۔ ان لوگوں نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے، ان کی زبان اور آنکھوں میں کانٹے چبھوئے، وہ فوت ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو ان کے پیچھے بیس (۲۰) شہسوار بھیجے، ان کے امیر کرز بن جابر تھے۔ صبح ہوئی تو ایک عورت اونٹ کا کندھا اٹھائے ہوئے آ رہی تھی، کہنے لگی: میں ان لوگوں کے پاس سے گزری، انہوں نے اونٹ ذبح کیا تھا، انہوں نے مجھے یہ دیا ہے۔ وہ لوگ اسی میدان میں تھے، چنانچہ وہ چلے اور ان لوگوں کو جا پکڑا اور انہیں قیدی بنا لیا..... (الحدیث)

موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں بحوالہ ابن شہاب اور ابواسود، انہوں نے عروہ اور محمد بن اسحاق وغیرہ سے نقل کیا کہ فتح مکہ کے دن شہید ہوئے، وہ اور حبیش بن خالد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، ابن اسحاق [2] کا قول ہے: لشکر سے جدا ہو گئے تھے اور دوسرے راستے پر چل پڑے، اور شہید کر دیئے گئے۔ اسی طرح بخاری کے ہاں بروایت ہشام بن عروہ، عن ابیہ مروی ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ مکہ کے بالائی حصے سے داخل ہوں، اس دن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے شہسواروں میں سے دو شخص شہید ہوئے۔ وہ حبیش بن اُشعر خزاعی اور کرز بن جابر فہری ہیں۔

۷۳۹۶ (ز) کرز بن حبیش

کرز بن علقمہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۳۹۷ کرز بن زھدم انصاری [1]

حافظ رشید الدین بن عطار نے خطیب کی کتاب مبہمات کے حاشیے میں ان کا ذکر کیا ہے، جس میں میں نے ان کی تحریر سے پڑھا، فرماتے ہیں: یہ وہی ہیں جو اپنی قوم کو نماز پڑھا رہے تھے اور پڑھ رہے تھے ﴿کہہ دو! اللہ ایک ہے﴾..... (الحدیث) اس میں ان

---

[1] اسد الغابہ (۴۴۴۳) استیعاب (۲۲۱۱) تجرید (۲/۲۹) [2] السیرة النبویة (۴/۳۹)

[1] اسد الغابہ (۴۴۴۴) استیعاب (۲۲۱۲) تجرید (۲/۲۹)

کا قول ہے: یہ رحمٰن کی صفت ہے، مجھے پسند ہے کہ میں اسے پڑھوں۔ انہوں نے ذکر کیا کہ انہوں نے ابن طاہر کی صفة التصوف میں یہ نقل کیا ہے، انہوں نے بحوالہ عبدالوہاب بن ابی عبداللہ بن مندہ، عن ابیہ نقل کیا ہے۔

میں نے اپنے شیخ سراج الدین بلقینی کی تحریر سے پڑھا کہ ان کا نام کلثوم بن زہدم ہے، فرماتے ہیں: اسے وہم ہوا ہے جس نے کہا کہ وہ کلثوم بن ہدم ہیں جو ان کا بیٹا ہے۔ وہ اس قصے سے بہت پہلے وفات پا گئے تھے، گویا انہوں نے رشید عطار کی تحریر پر اعتماد کیا ہے۔

۷۳۹۸ کرز بن علقمہ [1]

ابن ہلال بن جُریبہ، ابن عبدنہم بن حلیل بن حُبشیہ بن سلول خزاعی، بعض کا قول ہے: کرز بن حبیش، ابن سکن نے بخاری کی پیروی کرتے ہوئے اسے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن سکن کا قول ہے: فتح مکہ [2] کے دن اسلام لائے اور طویل عمر پائی، آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حدود حرم کے پتھروں کی تجدید کی تھی۔

بغوی کا قول ہے: مجھ سے میرے چچا نے بحوالہ ابوعبیدہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: کرز بن علقمہ خزاعی، بنوعبدنہم سے ہیں، یہ وہی ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے گئے تھے جب وہ غار میں داخل ہوئے تھے، یہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حدود حرم کے پتھروں کی تجدید کی تھیں وہ آج تک ایسے ہی ہیں۔

ابن کلبی نے اس قصے کو ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: حرم کی بعض حدود لوگوں سے مخفی ہو گئیں، مروان نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کے بارے میں لکھا، انہوں نے انہیں جواب میں لکھا کہ اگر کرز زندہ ہیں تو انہیں کہو کہ وہ حدود حرم کی تجدید کریں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ فرماتے ہیں: یہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حدود حرم کی تجدید کی۔ یہ مینار آج تک مکہ میں موجود ہے۔

بغوی کا قول ہے: مدینہ میں رہائش تھی، ابن شاہین کا قول ہے: عسقلان آتے تھے، ابوسعد نے شرف المصطفیٰ میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہجرت کی تو مشرکین انہیں اجرت پر ساتھ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گئے، یہاں تک کہ غار ثور تک پہنچ کر رُک گئے۔ اس نے غار کے دروازے پر مکڑی کا جالا دیکھا، اور کہا: یہاں تک ان کے پاؤں کے نشانات ختم ہو گئے ہیں، پھر مجھے معلوم نہیں، دائیں یا بائیں چلے گئے ہیں یا پہاڑ پر چڑھ گئے ہیں۔ یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے نشانات دیکھے تو کہا: یہ قدم، مقام ابراہیم پر قدم کے نشانات کی طرح ہیں۔

اوزاعی نے بحوالہ عروہ بن زبیر نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم سے کرز بن علقمہ خزاعی نے بیان کیا، فرماتے ہیں: ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: یا رسول اللہ! کیا اسلام کی کوئی انتہاء ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں! اللہ تعالیٰ عرب یا عجم میں سے جس کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اسے اس میں داخل کر دیتا ہے۔ پھر فتنے بادلوں کی طرح نمودار ہوں گے اور تم ایک دوسرے کی گردنیں مارتے پھرو گے۔ اس دن لوگوں میں سے افضل وہ شخص ہوگا جو پہاڑ کی کسی گھاٹی میں فتنوں سے الگ ہو کر اپنے رب کی عبادت کرے

---

[1] اسد الغابہ (٤٤٤٥) استیعاب (٢٢١٣)

[2] مسند احمد (٤٧٧/٣) مصنفہ (٢٠٧٤٧/١١) المعجم الکبیر (٤٤٢/١٩) مجمع الزوائد (٣٠٥/٧) جامع المسانید والسنن (٥٠٢/١٠)

اور لوگوں کو اپنے شر سے بچائے''۔ [1]

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے نقل کیا ہے اور عالی سند سے اسے بحوالہ عروہ نقل کیا ہے۔ ابن حبان نے اس طریق سے اسے درست قرار دیا ہے۔ احمد کی روایت میں اس سند سے کرز بن حبیش ہیں، اسے حاکم نے اس سند سے بطریق سفیان نقل کیا ہے، ابن عدی نے بطریق اوزاعی اس ارشاد سے نقل کیا ہے، حدیث متن کے لحاظ سے غریب ہے۔

۷۳۹۹ (ز) کرز

بعض کا قول ہے: کوز بن علقمہ بکری نجرانی، نجران کے وفد میں تھے، مغازی میں ابن اسحاق نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے بریدہ بن سفیان نے بحوالہ کرز بن علقمہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجران کے نصاریٰ میں سے ستر (۷۰) سوار آئے، ان میں سے چوبیس (۲۴) آدمی ان کے معزز اور مختلف کاموں کے نگران تھے۔ ان میں سے تین افراد یہ ہیں: العاقب ان کا امیر اور علمبردار تھا، اس کا نام عبدالمسیح تھا۔ ان کے لیے پانی کا انتظام کرنے والا۔ ان کی سواریوں اور اجتماع کے نگران کا نام ''ایھم'' تھا۔ ابوحارثہ بن علقمہ جو بنو بکر بن وائل میں سے تھے۔ تورات پڑھنے کی جگہ کے نگران تھے، ابوحارثہ ان میں سے معزز تھا۔ روم کے بادشاہوں نے اسے معزز اور امیر بنایا تھا، جب انہیں ان کے علم اور دین میں اجتہاد کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے اس کے لیے کنیسہ بنایا، جب وہ لوگ نجران سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ابوحارثہ اپنے خچر پر بیٹھا تھا، اس کی ایک طرف اس کا بھائی کرز بن علقمہ تھا، وہ دونوں ساتھ ساتھ جا رہے تھے، اچانک ابوحارثہ کا خچر پھسل گیا، کرز نے کہا: ہلاک ہو دور والا، اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے، اس سے ابوحارثہ نے کہا: بلکہ تم ہی ہلاک ہو۔ اس نے کہا: کس لئے اے بھائی!؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! یہ وہ نبی ہیں جن کے ہم منتظر تھے۔ پھر کرز نے اس سے کہا: تم یہ جانتے ہو تو تمہیں ان کی اتباع سے کس نے روکا ہے؟ اس نے کہا: ان لوگوں نے جو کچھ ہمارے ساتھ کیا ہے، ہمیں معزز بنایا، مال دیا اور ہماری عزت کی۔ ان لوگوں نے ان کی پیروی نہیں کی۔ اگر میں ان کی پیروی کروں جو کچھ میرے پاس ہے وہ مجھ سے چھین لیں۔

ان کے بھائی کرز بن علقمہ نے ان سے اصرار کیا۔ یہاں تک کہ اس کے بعد وہ اسلام لے آئے۔ اسی طرح ابن اسحاق کے ہاں کرز ہے۔ ابن مندہ نے اسے کرز بن علقمہ خزاعی کی سوانح میں نقل کیا ہے، خطیب اور ابن ماکولا [2] نے ان کی مخالفت کی ہے، کیونکہ قصے والے صاحب بکری ہیں جو بنو بکر بن وائل سے ہیں، جیسا کہ ابن اسحاق کے سیاق میں ہے۔ انہوں نے ٹھیک قرار دیا کہ وہ کوز ہے، طبقات ابن سعد میں کرز ہے، جیسا کہ ابن اسحاق کے ہاں ہے، انہوں نے بحوالہ علی بن محمد قرشی ذکر کیا، وہ نوفلی ہیں، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران کی طرف لکھا، آپ کے پاس ان کے ہاں ان کے معزز نصاریٰ چودہ (۱۴) آدمی وفد میں آئے، ان میں عابث کندہ کا شخص تھا، اور ابوحارث بن علقمہ بن ربیعہ تھا، اس کا بھائی کرز، سید اور اوس جو حارث کے بیٹے تھے، پھر قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے: ابوحارث بن علقمہ کا بھائی کرز ان سے آگے بڑھ گیا۔ وہ کہہ رہا تھا: ع

''اس کی اونٹنی آپ کی طرف دوڑ رہی ہے، جس کے پیٹ میں بچہ چوڑائی میں پڑا ہوا ہے، اس کا دین نصاریٰ

---

[1] السیرة النبویة (۱۶۳/۲) [2] اسد الغابه (۵۲۵/۳)

کے دین کے خلاف ہے"۔

وہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہلے آیا، اس کے بعد وفد آیا، ابن اثیر [1] نے دوسروں کی پیروی کرتے ہوئے ملا دیا ہے: خزاعی اور نجرانی، صحیح یہ ہے کہ الگ الگ ہیں۔ واللہ اعلم!

(۷۴۰۰) کرز تمیمی [2]

ابوحاتم رازی، بغوی اور مطین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن شاہین اور ابن مندہ نے بطریق یحییٰ بن معین نقل کیا ہے کہ ہم سے ابن مہدی نے بحوالہ بنت کرز تمیمی، عن ابیہا نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس پہاڑ پر چٹان کے پاس کھڑے اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ کے پیچھے دو صفیں تھیں جنہوں نے پہاڑوں کے درمیان راستے کو بند کر دیا تھا۔ [3] مطین نے اضافہ کیا ہے: یوم حدیبیہ تھا۔

اسے ابن ابی عاصم نے الآحاد والمثانی میں اس طریق سے نقل کیا ہے۔ عجلی نے ثقات میں فرمایا: کرز تمیمی، ثقہ تابعی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ ان کے علاوہ ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، ان کی حدیث نسائی کی مسند علی میں ہے، وہ دوسرے ہیں، لیکن نسائی کی روایت میں تمیمی ہے۔

ابن ابی حاتم [4] نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: کرز، فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، عبداللہ بن بدیل نے بنت کرز سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔

(۷۴۰۱) کرکرہ [5]

مولیٰ رسول اللہ ﷺ تھے۔ وہ نوبی تھے، آپ ﷺ کو ھوذہ بن علی حنفی یمامی نے ہدیہ میں دیا، آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا، ابوسعد نیشاپوری نے شرف مصطفیٰ ﷺ میں ذکر کیا ہے، ابن مندہ کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ان کی کوئی روایت مشہور نہیں، واقدی کا قول ہے: [6] خیبر کے دن لڑائی کے وقت نبی کریم ﷺ کی سواری کی لگام پکڑتے تھے، بلاذری کا قول ہے کہ بعض نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں وفات پائی جبکہ وہ غلام تھے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جانوروں پر کرکرہ نامی ایک شخص مامور تھا، پھر وہ فوت ہو گیا، پھر ترہیب میں خیانت کے بارے میں حدیث ذکر کی۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے زبر یا زیر کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ابن قرقول نے نقل کیا ہے کہ بعض نے کہا: دو کاف کے ساتھ اور زیر کے ساتھ ہے۔ جس کا تقاضا ہے کہ اس میں چار (۴) لغات ہوں، نووی کا قول ہے: اختلاف پہلی کاف میں ہے۔ رہی دوسری کاف تو اس میں یقینی طور پر زیر ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۵۲۵/۳) [2] اسد الغابہ (۴۴۴۲) تجرید (۲۹/۲)

[3] الجرح والتعدیل (۱۷۰/۷) [4] جامع المسانید والسنن (۵۰۴/۱۰) اسد الغابہ (۵۲۴/۳)

[5] الجرح والتعدیل (۷۰/۷) [6] تجرید (۲۹/۲) [7] مغازی (۶۸۱)

۷۴۰۲ کریب بن ابرھہ

قسم ثالث میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۴۰۳ کریز بن سامہ[1]

ابونعیم کا قول ہے: اکثر کے نزدیک تصغیر کے ساتھ ہے، ابونعیم فرماتے ہیں: وہ بنو عامر بن لوی سے ہیں، ابن سکن کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، بطریق رحّال بن منذر عامری کہ ہم سے میرے والد نے بحوالہ اپنے والد، انہوں نے کریز بن سامہ سے نقل کیا ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد میں آئے کہ نابغہ جعدی نے کہا:

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جب آپ ہدایت لے کر آئے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہارا منہ سلامت رکھے''۔

فرماتے ہیں: ان کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال تھی، جب ان کا کوئی دانت گرتا تو اس کی جگہ دوسرا دانت نکل آتا۔

ابونعیم نے اس طریق سے نقل کیا ہے، حدیث کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو سلیم کو سرخ جھنڈا باندھ کر دیا، اس طریق سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا: بنو عامر پر لعنت کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! بنو عامر کو ہدایت دے، رحال، ان کا، ان کے والد کا اور ان کے دادا کا حال معلوم نہیں''۔

ابن اثیر[2] نے بیان کیا ہے کہ وہ ابن مندہ کے ہاں کثیر بن سلمہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: جو مجھے معلوم ہوا ہے، اس میں ہے: ابن سامہ مگر ابو عمر نے ذکر کیا ہے کہ وہ اُسامہ ہے۔

۷۴۰۴ کریم بن حارث[3]

ابن عمرو سہمی، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی، ابن قانع نے ان کی حدیث نقل کی ہے، جسے ان کے پوتے یحییٰ بن زُرارہ بن کریم بن حارث نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے کہ ان کے دادا نے ان سے بیان کیا ایسا لگتا ہے کہ انہیں وہم ہوا ہے کہ ضمیر یحییٰ کے لیے ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ وہ زرارہ کے لیے ہیں، اسے نسائی نے ان الفاظ سے نقل کیا ہے: میں نے اپنے والد سے فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے اپنے دادا سے سنا ہے۔ طبرانی میں بحوالہ یحییٰ بن زرارہ بن کریم بن حارث کہ مجھ سے میرے والد نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے، ابوداؤد کے ہاں ہے کہ بحوالہ زرارہ بن کریم، انہوں نے اپنے دادا حارث بن عمرو سے روایت کیا ہے، اس کی مراد واضح ہے۔

بزار کے ہاں بطریق ابی عاصم مروی ہے کہ مجھ سے یحییٰ بن زرارہ بن کریم بن حارث نے جو بنو سہم کے ایک شخص ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد اور دادا نے بیان کیا، فرماتے ہیں، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے کہا: اللہ تعالیٰ سے میرے لیے بخشش طلب کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تمہیں بخش دے....''۔[4] (حدیث) فرع اور عتیرہ کے بارے میں ہے، یہ

---

[1] اسد الغابہ (۴۴۵۰) تجرید (۲/۲۹) [2] اسد الغابہ (۵۲۷/۳)

[3] اسد الغابہ (۴۴۵۲) تجرید (۳۰/۲) [4] ابوداؤد (۱۷۴۲) نسائی (۴۲۳۸)

بغوی کی روایت کی نظیر ہے۔

صحیح یہ ہے کہ حدیث حارث بن عمرو کی ہے۔ اگر بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ منقول نہ ہوتا کہ حضرت کریم کو شرف صحابیت حاصل ہے تو میں آخری قسم میں ان کا ذکر کرتا۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو بغیر سوچے سمجھے بات کردیں۔

حارث بن عمرو کا ذکر بروایت زید بن حباب گزر چکا ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ حدیث، حارث کے والد عمرو سے مروی ہے۔

باب کاف کے بعد سین

۷۴۰۵ کسد جھنی ✿

عمر بن شبہ نے اخبارِ مدینہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحونؒ نے ان کے حوالے سے اپنے استدراک میں بطریق واقد بن عبداللہ جھنی، عن عمہ، عن جدہ کسد بن مالک، نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ابوسفیان کے قافلے کی نگرانی کے لیے کسد بن مالک کا امیر بنا کر بھیجا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ینبع مقام پر قبضہ کیا تو وہ کسد بن مالک کو جاگیر میں دے دیا۔

انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں بڑا ہوں، لیکن یہ میرے بھتیجے کو دے دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ انہیں دے دی۔ ان سے حضرت عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ نے تیس (۳۰) ہزار میں خرید لی، اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد کو اس کا نگران بنا دیا۔

ابن فتحون کا قول ہے: میں نے طویل حدیث سے اسے مختصر کیا ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: واقدی نے بحوالہ واقد ان کی حدیث روایت کی ہے۔ اگر وہ محفوظ ہو، ابونعیم نے اس کی پیروی کی ہے۔

میں کہتا ہوں: عمر بن شبہ کی روایت، واقدی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق کے علاوہ ہے۔

باب کاف کے بعد عین

۷۴۰۶ (ز) کعب بن ثعلبہ

جہینہ سے ہیں۔ بنوظفر کے حلیف ہیں، یہ بعد والے ہیں، اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں، یحییٰ بن سعید اموی کی روایت میں بحوالہ ابن اسحاق ✿ مروی ہے۔ بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۴۰۷ کعب بن حمان

ابن ثعلبہ بن خرشہ، بعض کا قول ہے: ابن ثعلبہ بن عثمان، بنوساعدہ جھنی کے حلیف ہیں۔ بعض نے کہا: غسانی ہیں، موسیٰ بن عتبہ نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، بنوساعدہ سے ہیں جو غسان سے ان کے حلیف ہیں، اسی طرح ابن اسحاق نے کہا ہے، لیکن فرماتے ہیں: جہینہ سے ان کے حلیف ہیں، ابن کلبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

✿ اسد الغابہ (٤٤٥٣) تجريد (٢/٣٠) ✿ السيرة النبوية (٢/٢٥٦)

ان کے والد کا نام ابن حبیب نے بحوالہ ابن کلبی لکھا ہے: حِمّان۔ دارقطنی، ابن ماکولا، [1] اور ابوعمر نے جماز، بعض کا قول ہے: وہ لفظی غلطی ہے۔ مغازی کے نسخے میں، اموی کی روایت ہے کہ بنوطریف کے حلیف ہیں، وہ ابن خزرج بن ساعدہ ہیں۔

۷۴۰۸ کعب بن حیان قرظی

ابن سلیم کی سوانح میں ان کا ذکر ہے۔ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔

۷۴۰۹ کعب بن خداریہ کلابی [2]

بنوبکر بن کلاب سے ہیں، صحابی ہیں۔ ابی رزین عقیلی کی طویل حدیث میں ان کا ذکر ہے۔ اس میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ دونوں یعنی ابورزین اور ان کا ساتھی ان لوگوں میں سے ہیں، جن کے بارے میں میں نے بتایا کہ دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ متقی ہیں''۔ [3] کعب بن خداریہ نے ان سے کہا: بنوابوبکر بن کلاب میں سے ایک ہیں، یا رسول اللہ! وہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنومنتفق ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تین بار کہا۔

حدیث کی سند حسن ہے، جیسا کہ حرف لام میں لقیط بن عامر کی سوانح میں مَیں اسے بیان کروں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اسے ابن ابی خیثمہ وغیرہ نے بروایت دلہم بن اسود بن عبداللہ بن حاجب بن عامر بن منتفق، عن جدہ، عن عمتہ لقیط بن عامر نقل کیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد میں گئے، ان کے ساتھ ان کے ساتھ نہیک بن عاصم تھے، پھر طویل حدیث ذکر کی۔

۷۴۱۰ کعب بن جمّاز

یا ابن حمار، ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۴۱۱ کعب بن خزرج أنصاری [4]

بنوحارث بن خزرج سے ہیں، ابن مندہ کا قول ہے: بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، تاریخ میں، محمد بن میمون ابن کعب بن خزرج کی سوانح میں فرماتے ہیں کہ ہم سے محمد بن عبدالرحمٰن انصاری نے محمد بن میمون سے، عن ابیہ، عن جدہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: غزوۂ تبوک میں حکم بن ابی حکم میرے ساتھ تھے، وہ اچھے ساتھی تھے۔ [5]

ابوحاتم کا قول ہے: محمد بن میمون مجہول ہیں، ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۴۱۲ کعب بن زہیر [6]

ابن ابی سُلمی، ان کا نام ربیعہ بن ریاح ہے، ابن قرط بن حارث بن مازن بن خلاوہ ابن ثعلبہ بن ثور بن لاطم بن عثمان بن مزینہ المزنی، مشہور شاعر اور معروف صحابی ہیں، ابن ابی عاصم نے الآحاد والمثانی میں نقل کیا ہے کہ ہم سے یحییٰ بن عمر بن جریج بحوالہ

---

[1] الإكمال (٢٢٤/١) [2] اسد الغابہ (٤٤٥٦) تجرید (٣٠/٢)

[3] مسند احمد (١٦١٨٦) [4] اسد الغابہ (٤٤٥٧) تجرید (٣٠/٢)

[5] جامع المسانید والسنن (٥٠٩/١٠) [6] اسد الغابہ (٤٤٥٨) استیعاب (٢٢١٨) تجرید (٣١/٢)

حجاج بن ذی رُقیبہ بن عبدالرحمٰن بن کعب بن زہیر، عن ابیہ، عن جدہ، فرماتے ہیں: کعب اور بجیر دونوں روانہ ہوئے اور ابرق کے پاس پہنچے، بجیر، کعب سے کہنے لگے: تم یہاں ہماری بکریوں میں ٹھہرو، یہاں تک کہ میں اس آدمی سے مل آؤں اور دیکھوں وہ کیا کہتا ہے۔ تو بجیر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، کعب کو معلوم ہوا تو اس نے کہا: ع

''میری طرف سے بجیر کو یہ پیغام پہنچا دو تمہیں ہلاکت کا رستہ کس نے بتایا، ایسے اخلاق جس پہ تم نے نہ اپنے ماں باپ کو پایا ہے، نہ اپنے بھائی کو، تمہیں ابوبکر نے سیراب کرنے والا ایسا جام پلایا ہے جسے حکم دیا گیا، ہلاک ہو کر رہ گیا''۔

رسول اللہ ﷺ کو ان کے اشعار کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کعب سے جو ملے، اسے قتل کر دے اور اس کا خون معاف کر دیا۔ بجیر نے ان کی طرف یہ بات لکھی بھیجی کہ بچاؤ کی کوئی صورت تلاش کرو، پھر انہیں لکھا کہ جو شخص ان کے پاس مسلمان ہو کر آئے تو یہ ان کا عذر قبول کر لیتے ہیں اور اس کی سابقہ لغزشیں معاف کر دیتے ہیں۔ چنانچہ کعب مسلمان ہو کر آ گئے، مسجد کے دروازے پر اپنی سواری باندھی، کہتے ہیں کہ میں نے نشانیوں سے رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا، چند قدم بڑھا کر آپ ﷺ کی مجلس میں پہنچا اور آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور اسلام قبول کر لیا، پھر میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! امان کا طلبگار ہوں، میں کعب بن زہیر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم وہی ہو جو کہتے ہو، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: سنانا وہ شعر کیسے ہیں؟ تو انہوں نے تینوں اشعار ذکر کیے۔ فنهلك المامور پہ پہنچے، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے یوں نہیں کہا تھا، میں نے تو کہا تھا: مامون۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! امن میں رہے۔ پھر انہوں نے اپنا قصیدہ بان السوار سنایا، ہمیں ابراہیم بن دیزیل، الکبیر کے رسالہ میں عالی سند سے روایت ملی ہے۔ ابن قانع نے زبیر بن بکار روایت نقل کی ہے کہ جب کعب بن زہیر کو ابن خطل کے قتل کا علم ہوا اور انہیں یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بھی وہی وعید سنائی ہے جو ابن خطل کو سنائی تھی تو کسی نے کعب سے کہہ دیا کہ اگر تم نے اپنی جان کا تدارک نہ کیا تو قتل کر دیئے جاؤ گے۔ چنانچہ وہ مدینے آ گئے اور پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا سب سے نرم دِل ساتھی کون ہے؟ تو کسی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پتہ بتایا، ان سے ساری بات کی، چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے آگے اور کعب ان کے پیچھے پیچھے نقاب اوڑھے چلتے رہے، یہاں تک کہ نبی علیہ السلام کے سامنے جا بیٹھے، عرض کی: ایک آدمی ہے جو بیعت ہونا چاہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور انہوں نے ساتھ ہی چہرے سے نقاب اتار دیا اور اپنا یہ قصیدہ سنانا شروع کر دیا: ع

''مجھے بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ڈانٹ پلائی ہے۔ جبکہ اللہ کے رسول سے عفو و درگزر کی اُمید کی جاتی ہے۔ رسول تو ایک نور ہیں، جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور اللہ کی تلواروں میں سے بے نیام تلوار ہیں''۔

نبی علیہ السلام نے انہیں پہننے کے لیے ایک چادر دی، جسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی اولاد سے خرید لیا، جسے خلفاء عیدین میں پہنا کرتے تھے، ابن ابی دنیا کی روایت ہے کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نابغہ ذبیانی نے نعمان بن منذر کے سامنے یہ شعر پڑھا:

''زمین تجھے اس حیثیت سے دیکھتی ہے کہ اگر تو فوت ہو گیا تو ہلکا پھلکا ہو گا اور اگر زندہ رہا تو زمین کو بوجھ کی پروا نہیں''۔

تو نعمان نے اس سے کہا، یہ ایسا شعر ہے کہ جب تک دوسرا شعر اس کی وضاحت میں بیان نہیں کرو گے ہجو کے زیادہ قریب

ہے، تو نابغہ کے لیے شعر کہنا مشکل ہوگیا تو نعمان نے اسے تین دِن کی مہلت دی اور کہا اگر تم نے شعر کہہ لیا تو تمہیں پالان والے سو (۱۰۰) اونٹ دوں گا، ورنہ تلوار کی ضرب ہے جہاں تک پہنچ جائے۔ نابغہ وہاں سے گھبرائے ہوئے آئے، ان سے زہیر بن ابی سلمی کی ملاقات ہوئی، انہوں نے ان سے ذکر کیا، انہوں نے کہا: چلو جنگل کی طرف چلتے ہیں، کعب ان کے پیچھے گئے تو زہیر نے لوٹا دیا، نابغہ نے اس سے کہا: چھوڑ دو، اپنا بھتیجا ہے، ہمارے ساتھ آئے گا، پھر اسے پیچھے بٹھالیا، ان دونوں کے ذہن میں کچھ نہ آیا تو کعب نے نابغہ سے کہا: اے چچا! آپ اس طرح کیوں نہیں کہتے: ع

''اگر تو اس تلوار کے ذریعے کسی کم عقل کو مار کر دندانہ دار کرے گا تو اس کی دونوں جانب کو مائل ہونے سے روک دے گا''۔

نابغہ کو یہ شعر پسند آیا، صبح وہ نعمان کے پاس گیا، اس کے سامنے شعر کہا، اس نے اسے سو (۱۰۰) اونٹ دے دیئے، اس نے کعب بن زہیر کو وہ اونٹ دیئے اس نے لینے سے انکار کیا، ابن درید نے اپنے امالی میں اس طریق کے علاوہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم سے سکن بن سعید نے بحوالہ ابن کلبی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نابغہ نے زہیر سے ملاقات کی، اس نے اونٹ نحر کیا، اس کی عزت کی اور شراب لے آیا، وہ دونوں بیٹھے تو اس نے ان دونوں کے سامنے اپنا شعر پیش کیا، نابغہ نے پہلا شعر کہا، اس کے بعد یہ کہا:

''تم اس میں سے عزت کے مقام پر فروکش ہوئے''۔

رُک کر زہیر سے کہا: اسے پورا کرو۔ وہ تھوڑی دیر گنگنائے، لیکن ذہن میں کچھ نہ آیا، اس وقت یہ بچوں کے ساتھ مٹی سے کھیل رہے تھے، دیکھا کہ دونوں سر بگریبان ہیں، تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہا: ابا جان! کیا ہوا؟ میں آپ کو غمگین دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے کہا: پرے ہٹ! تیری ماں نہ ہو۔ تو نابغہ نے انہیں بلایا اور بلا کر اپنی ران پر بٹھالیا اور ان کے سامنے شعر پڑھا، اس نے کہا: آپ اس طرح کیوں نہیں کہتے: ع

''اس کی دونوں جانب کو مائل ہونے سے روک دے گا''۔

اس کے والد نے اسے سینے سے لگالیا، ربّ کعبہ کی قسم! میرا ہی بیٹا ہے۔

عسکری فرماتے ہیں: زہیر کی وفات بعثت سے پہلے ہوئی، ابن اسحاق [1] کا قول ہے: کعب بن زہیر، غزوۂ طائف کے بعد آئے۔ خلف الأحمر فرماتے ہیں: اگر زہیر کے قصائد نہ ہوتے تو میں کبھی بھی انہیں ان کے بیٹے پر فضیلت نہ دیتا، زہیر اور ان کے دونوں بیٹے بجیر اور کعب اور کعب کے دونوں بیٹے عقبہ اور ذوالعوام شعراء گزرے ہیں۔ حطیہ شاعر نے کعب بن زہیر سے کہا: تمہارا گھرانہ ایسا ہے کہ شعر میں تمہیں سند سمجھا جاتا ہے، لہٰذا اپنے شعروں میں میرا ذکر کیا کرو، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

ابوعمر [2] کا قول ہے کہ کعب کے عمدہ اشعار میں سے چند ایک یہ ہیں: ع

''اگر میں کسی چیز پہ تعجب کرتا تو مجھے نوجوان کی کوشش پر تعجب ہوتا، جس کے لیے تقدیر چھپی ہوئی ہے۔ جوان ایسے کاموں کے لیے کوشش کرتا ہے جنہیں وہ نہیں کرسکتا، دل ایک ہے اور پریشانیاں کئی، آدمی جب تک زندہ

---

[1] السيرة النبوية (١١٥/٤) [2] استيعاب (٣٧٦/٣)

رہتا ہے، اس کی امید بڑھتی رہتی ہے، جب تک عمر ختم نہیں ہوتی آنکھ نہیں بھرتی''۔ [1]

۷۴۱۳ کعب بن زید بن قیس [2]

ابن مالک بن کعب بن حارثہ بن دینار بن نجار انصاری، موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، اسی طرح ابن اسحاق [3] نے ان کا ذکر کیا ہے، خندق میں شہید ہوئے۔ ابن اسحاق کا قول ہے: انہیں نامعلوم تیر لگا جس سے شہید ہوگئے۔ واقدی [4] کا قول ہے: انہیں ضرار بن خطاب نے شہید کیا، ابونعیم نے غفاریہ عورت کی سوانح میں ذکر کیا ہے، انہوں نے اس میں غلطی کی، وہ دوسرے ہیں، انہیں زید بن کعب کہا جاتا ہے، بعض کا قول ہے: کعب بن زید۔

۷۴۱۴ کعب بن زید [5]

جمیل بن زید کے شیخ ہیں، بقول بعض: زید بن کعب (ترجمہ نمبر ۲۹۳۰ ج ۱)۔ بعض نے کہا: عبداللہ بن کعب، غفاریہ کے قصے میں ان کی حدیث ہے، ان کے پہلو پر برص کا نشان تھا، اس میں اختلاف کا بیان حرف زاء میں گزر چکا ہے۔

۷۴۱۵ کعب بن سلیم [6]

ابن اسد، بعض کا قول ہے: کعب بن حبان قرظی، محمد کے والد ہیں، قریظہ کے ان قیدیوں میں سے تھے جن کا نسب معلوم نہیں، نہ ان سے کوئی روایت ہے، یہ ابن عبدالبر [7] کا قول ہے، اسے ابن حبان نے ثقات تابعین میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی، ان سے ان کے بیٹے نے روایت کی، ابن مندہ نے اپنے سوانح میں حدیث نقل کی ہے، جس میں وہم ہے، عبدالرحمٰن بن خطمی کے سوانح میں ذکر کیا ہے۔

۷۴۱۶ (ز) کعب بن ضِنّه

وہ یسار بن ضِنّہ ہیں، اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں.... ان کا ذکر آئے گا۔

۷۴۱۷ کعب بن عاصم اشعری [8]

مزنی کا قول ہے: صحیح یہ ہے کہ وہ ابو مالک اشعری ہیں، جن سے عبدالرحمٰن بن غنم نے روایت کی، وہ اپنی کنیت سے معروف ہے، یہ اپنے نام سے مشہور ہیں، کنیت سے نہیں۔ جس نے کنیتوں کے بارے میں کتاب لکھی، انہوں نے ان کی یہی کنیت لکھی ہے: ابو مالک۔ ان میں نسائی، دولابی، ابواحمد حاکم ہیں، ابواحمد نے اس کے بارے میں طویل بحث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے ان کی کنیت کے بارے میں حدیث اسماعیل بن عبداللہ بن خالد پر عن ابیہ، عن جدہ اعتماد کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۵۲۹/۳) استیعاب (۳۷٦/۳) [2] اسد الغابہ (٤٤٥٩) استیعاب (۲۲۱۹) تجرید (۳۱/۲)

[3] السیرة النبویة (۲٦۳/۲) [4] مغازی (۱٦۵) [5] اسد الغابہ (٤٤٦٠)

[6] اسد الغابہ (٤٤٦۱) استیعاب (۲۲۲۰) تجرید (۳۱/۲) [7] استیعاب (۳۷٦/۳)

[8] اسد الغابہ (٤٤٦۳) استیعاب (۲۲۲۲) تجرید (۳۱/۲)

فرماتے ہیں: میں نے ابو مالک اشعری کعب بن عاصم کو فرماتے ہوئے سنا.... پھر حدیث ذکر کی۔

بخاری کا قول ہے: صحابی ہیں، اسماعیل بن اویس کا قول ہے: ان کی کنیت ابو مالک ہے، بغوی کا قول ہے: کعب بن عاصم مصر میں رہائش پذیر تھے، ان سے ام درداء نے روایت لی ہے۔ احمد، نسائی اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کے ہاں ان کی حدیث ہے: ''سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں''۔ ✿

احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں لام تعریف کے بجائے تینوں بر، صوم اور سفر میں میم کے ساتھ ہے۔ ان سے ایک اور حدیث مروی ہے بروایت جابر بن عبداللہ، ان کے حوالے سے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایام نحر کے درمیانے دن، جمرہ کے پاس خطاب کرتے ہوئے دیکھا، اسے بغوی نے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: غریب ہے، اسے ابن سکن نے نقل کیا ہے۔

۷۴۱۸ کعب بن عامر سعدی ✿

صحابی ہیں، یہ جعفر مستغفری کا قول ہے: ابن حبان نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: الساعدی، اسی طرح باوردی نے بطریق عبیداللہ بن ابی رافع، صحابہ میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں شریک ہونے والوں کے ناموں میں کعب ابن عامر کا ذکر کیا ہے، بنوساعدہ سے ہیں، بدری ہیں، اس کی سند بہت ضعیف ہے۔

۷۴۱۹ کعب بن عامر

کعب بن عمرو میں ان کا ذکر ہے، بہت ضعیف ہیں۔

۷۴۲۰ کعب بن عجرہ ✿

ابن امیہ بن عدی بن عبید بن خالد بن عمرو بن عوف بن غنم بن سواد بن مري بن اُراشہ بلوی، بقول بعض: ابن خالد بن عمرو ابن زید بن لیث بن سواء بن اسلم قضاعی۔ انصار کے حلیف ہیں، واقدی کا دعویٰ ہے کہ وہ انصاری ہیں، ان کے کاتب محمد بن سعد نے اسے ردّ کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے انصار میں ان کا نسب تلاش کیا، مجھے نہیں ملا، اسی طرح مطلق کہا ہے کہ وہ انصاری ہیں۔ فرماتے ہیں: مدنی ہیں، صحابی ہیں، ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ ابن سعد نے اپنی اسناد سے ان کا ذکر کیا ہے، بعض نے کہا: ان کی کنیت ان کے بیٹے اسحاق پر ابو اسحاق ہے، بعض نے کہا: ابوعبداللہ ہے۔

انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کیں، عمرۂ حدیبیہ میں شریک تھے۔ ان کے قصے میں فدیہ کے بارے میں آیات نازل ہوئیں، صحیحین میں یہ کئی طرق سے مروی ہے، اس میں ابن ابی نجیح کی بحوالہ کعب بن عجرہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے، وہ حالت احرام میں تھے۔ ہنڈیا کے نیچے آگ سلگ رہی تھی اور ان کے چہرے سے جوئیں گر رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''اپنا سر مونڈو اور چھ (۶) مساکین کو ایک فرق کھلاؤ...''۔ (الحدیث) ✿ اس کے بعض طرق

✿ نسائی (۲۲۵٤) ابن ماجہ (۱٦٦٤) مسند احمد (٤۳٤/٥) سنن کبریٰ (۲٤۲/٤) طبرانی (۳۸٥/۱۹) جامع المسانید والسنن (٥۱٤/۱۰) ✿ اسد الغابہ (٤٤٦٤) تجرید (۳۱/۲)

✿ اسد الغابہ (٤٤٦٥) استیعاب (۲۲۲۳) تجرید (۳۱/۲) ✿ ترمذی (۹٥۳)

میں ہے: میرا خیال ہے کہ وہ تکلیف اتنی بڑی نہیں تھی جتنی ہم سمجھتے ہیں، اس میں ہے: کعب فرماتے ہیں: یہ حکم میرے لیے خاص ہے اور تمہارے لیے عام ہے۔ اس کے واقعے کے طرق میں سے ایک عجیب طریق وہ ہے جسے ابن مقری نے اپنے فوائد میں بطریق عبداللہ بن سلیمان طویل، بحوالہ نافع نقل کیا ہے کہ انصار کے ایک شخص نے انہیں بتایا کہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ جو بنوسالم سے تھے، انہیں سر میں تکلیف ہوئی تو انہوں نے سر منڈوا دیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: میں اس کی کیا قربانی دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک گائے کے گلے میں قلادہ ڈال کے ہانک دو، پھر اسے عرفہ میں روکو، پھر لوگوں کے ساتھ روانہ ہو، اسی طرح ہدی کے ساتھ کر۔

بغوی کی روایت بطریق ابان بن صالح، بحوالہ حسن اس کے معارض ہے۔ فرماتے ہیں: ایک شخص نے کعب بن عجرہ سے کہا: اے ابومحمد! تمہارا کیا فدیہ تھا، انہوں نے کہا: ایک بکری طبرانی نے اوسط میں بطریق ضمام بن اسماعیل، بحوالہ کعب بن عجرہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ایک دِن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، میں نے آپ کا چہرہ متغیر دیکھا، میں گیا، ایک یہودی اپنے اونٹوں کو پانی پلا رہا تھا، میں نے ایک ڈول کے بدلے ایک کھجور پر اس کے لیے پانی پلایا، جب کچھ کھجوریں جمع ہوگئیں تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا..... (الحدیث) [1]

ابن سعد نے جید سند سے بحوالہ ثابت بن عبید نقل کیا ہے کہ کعب کا ہاتھ کسی غزوہ میں شہید ہوگیا تھا، پھر کوفہ میں رہائش پذیر ہوئے۔

ان سے حضرت ابن عمر، حضرت جابر، ابن عباس، طارق بن شہاب، زید بن وہب اور دوسرے لوگوں نے روایت کی، اسی طرح ان سے ان کی اولاد نے بھی روایت کی: اسحاق، محمد، عبدالملک، ربیع، بعض کا قول ہے: مدینہ میں ۵۱ ھ میں فوت ہوئے، بقول بعض: ۵۲ ھ یا ۵۳ ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی پچھتر (۷۵) یا چوہتر (۷۴) سال عمر تھی۔ [2]

۷۴۲۱ کعب بن عدی تنوخی [3]

اہل مصر کے ہاں ان کی حدیث ہے، ان سے ناعم بن اجیل نے حسن حدیث روایت کی، اسی طرح ابن عبدالبر [4] نے اسے مختصر کیا ہے، ابن مندہ نے بحوالہ ابن یونس ان کا نسب بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: ابن عدی بن عمرو بن ثعلبہ بن عدی بن ملکان، بن عذرہ بن زید الات، یہ وہی ہیں جنہیں تنوخی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ملکان بن عوف، تنوخ کے حلفاء ہیں، وہ حیرہ کے عباد ہیں، اسی طرح ابن یونس نے تاریخ مصر میں فرمایا ہے۔

ابن سکن کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، بغوی، اور ابن قانع نے ان کے حوالے سے فرمایا: ہم سے ابواحوص، محمد ابن ہیثم نے بحوالہ کعب بن عدی بیان کیا، فرماتے ہیں: میں اہل حیرہ کے وفد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر اسلام پیش کیا، ہم اسلام لے آئے، پھر ہم حیرہ واپس چلے گئے، ہم تھوڑا عرصہ ہی رہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ملی،

---

[1] مختصر تاریخ دمشق (۷۸/۲)

[2] المعجم الکبیر (۲۰۷/۱۹) جامع المسانید والسنن (۵۱۷/۱۰) اسد الغابہ (۵۳۳/۳)

[3] اسد الغابہ (٤٤٦٦) استیعاب (٢٢٢٤) تجرید (۳۱/۲) [4] استیعاب (۳۷۹/۳)

میرے ساتھی شک میں پڑ گئے، کہنے لگے: اگر وہ نبی ہوتے تو وفات نہ پاتے۔ میں نے کہا: آپ سے پہلے انبیاء وفات پا چکے ہیں، میں اسلام پر ثابت قدم رہا۔ پھر میں مدینہ کے ارادے سے نکلا اور راہب کے پاس سے گزرا، ہم اپنا کوئی کام اس کی رائے کے بغیر نہ کرتے تھے، میں اس کے پاس آیا، اور کہا: مجھے ایسے کام کے بارے میں بتائیں جس کا میں نے ارادہ کیا ہے، میرے دِل میں اس کے بارے میں کھٹک ہے، اس نے کہا: اپنا کچھ نام بتاؤ، میں نے کعب بتایا، اس نے کہا: ان بالوں میں اسے ڈال دو، جسے وہ لے کر آیا تھا۔ میں نے ''کعب'' نام اس میں ڈال دیا، تو اس سے نبی کریم ﷺ کی صفات ظاہر ہوئی جیسا کہ میں نے انہیں دیکھا تھا، اور ان کی وفات جس وقت انہوں نے وفات پائی، میری ایمانی بصیرت مضبوط ہوگئی، میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ کو بتایا، کچھ عرصہ آپ کے پاس ٹھہرا، آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے مقوقس کے پاس بھیجا، میں وہاں سے واپس آیا، پھر مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی بھیجا۔ میں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس واقعۂ یرموک کے بعد اس کا خط لے کر آیا، مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس میں کیا ہے۔ انہوں نے مجھ سے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ رومیوں نے عربوں کو قتل کیا اور ان کو شکست دی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں؟ میں نے کہا: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے وعدہ کیا ہے کہ اپنے دین کو سب پہ غالب کرے گا، وہ اپنے وعدے کے خلاف کرنے والا نہیں۔ فرمایا: عرب نے رومیوں کو عار کی طرح قتل کر دیا، تمہارے نبی نے سچ فرمایا۔ پھر مجھ سے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں پوچھا، اور انہیں ہدیہ بھیجا۔ میں نے ان سے کہا: آپ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ زندہ ہیں، انہیں بھی ہدیہ بھیجیں۔

کعب فرماتے ہیں: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا شریک تھا، جب فوجیوں کی رجسٹریشن ہوئی تو میرا نام بنوعدی بن کعب میں لکھا۔ [1]

بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: مجھے کعب بن عدی کی اس کے علاوہ روایت معلوم نہیں، اسی طرح ابن قانع نے اسے بحوالہ بغوی نقل کیا ہے، لیکن اس قول تک نقل نہیں کیا کہ ان سے پہلے انبیاء وفات پا گئے، ابن شاہین نے بحوالہ ابوالاحوص نقل کیا ہے، ابونعیم نے بحوالہ بغوی طویل نقل کیا ہے۔ اسے ابن سکن نے طویل روایت بحوالہ ابواحوص، بروایت عبداللہ بن سعید بن عفیر ان کے والد کے حوالے سے طویل نقل کیا ہے، اس میں یہ اضافہ کیا ہے: میں نے کعب نام اس میں ڈال دیا، اس میں لفظی غلطی ہے، فرماتے ہیں: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کپڑے کی تجارت میں شریک تھا۔

ابن سکن کا قول ہے: یہ سعد کے علاوہ مروی ہے، انہوں نے عمرو بن حریث اور ناعم کے درمیان یزید بن ابی حبیب کا اضافہ کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن یونس نے تاریخ مصر میں بطریق ابراہیم بن ابی داؤد برلسی روایت کیا ہے کہ انہوں نے عمرو بن حارث کی کتاب میں ان کی تحریر سے پڑھا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے بیان کیا کہ ناعم نے بحوالہ کعب بن عدی ان سے بیان کیا، فرماتے ہیں: میرے والد حیرہ کے پادری تھے، جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے تو فرمایا: تم میں سے ایک جماعت کو اس شخص کی

---

[1] جامع المسانید والسنن (۱۰/۵۴۵)

طرف جانا چاہیے تا کہ تم اس کی بات سنو، کل وہ فوت ہوگیا تو تم کہو گے: کاش! ہم اس کی بات سنتے، وہ حق پر تھا۔ ان لوگوں نے چار (۴) آدمیوں کو چنا اور انہیں بھیجا، میں نے اپنے والد سے کہا: میں ان کے ساتھ جاؤں گا، انہوں نے کہا: تم کیا کرو گے؟ میں نے کہا: میں دیکھوں گا۔ تاہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھتے، جب صبح کی نماز پڑھتے تو ہم آپ کی بات اور قرآن سنتے۔ ہمیں کوئی منع نہ کرتا۔ ہم تھوڑے دن ٹھہرے کہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی تو چاروں آدمیوں نے کہا: اگر ان کا معاملہ سچا ہوتا تو نہ مرتے، واپس چلو۔ میں نے کہا: تھوڑا سا ٹھہروں یہاں تک کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ ان کا قائم مقام کون ہوگا۔ یہ دین ختم ہو جائے گا یا پورا ہوگا؟ وہ لوگ چلے گئے اور میں ٹھہرا رہا، نہ میں مسلمان تھا نہ نصرانی، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یمامہ کی طرف لشکر بھیجا تو میں ان کے ساتھ گیا، جب وہ لوگ فارغ ہوگئے تو میں ایک راہب کے پاس سے گزرا، پھر اس کے ساتھ اپنا قصہ ذکر کیا، اس میں کہتے ہیں: میرے دِل میں ایمان گھر کر گیا۔ جس وقت میں حیرہ سے گزرا تو اس وقت ایمان لے آیا، ان لوگوں نے مجھے عار دلائی، میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وفات پا چکے تھے۔ انہوں نے مجھے مقوقس کے پاس بھیجا، پھر اسی مفہوم میں روایت کی۔

پھر ابن یونس نے سعید بن عفیر کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں: صحیح وہ ہے جو کتاب میں ہے۔ اس میں عمرو بن ناعم کا نام نہیں لیا۔

میں کہتا ہوں: ابن یونس نے اس پر اعتماد کیا ہے جو اس روایت میں ہے، وہ سوانح کے شروع میں فرماتے ہیں: اہل حیرہ کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور وہ لوگ اسلام نہیں لائے، یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلام لائے، وہ جاہلیت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کپڑے کی تجارت میں شریک تھے۔ ۱۵ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے مقوقس کی طرف قاصد بن کر اسکندریہ آئے، فتح مصر میں شریک ہوئے، وہاں انہیں حکومت کی طرف سے گھر ملا، ان کی اولاد مصر میں بنوعدی بن کعب میں وظیفہ لیتی تھی، یہاں تک کہ امیر مصر نے یزید بن عبدالملک کے زمانے میں انہیں دیوانِ قضاعہ کی طرف منتقل کر دیا، مصر میں ان کی اولاد عبدالحمید بن کعب بن علقمہ بن کعب بن عدی سے ہے، مصر میں ان کی ایک حدیث بھی ہے جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے۔

ابن یونس کی ابوعبداللہ ابن مندہ نے پیروی کی ہے اور بحوالہ ابن یونس، بطریق یزید بن ابی حبیب نقل کیا ہے، ابن یونس فرماتے ہیں: میں نے اسی طرح پرانی تحریر اور نوشتہ میں دیکھا ہے جیسا کہ مجھ سے محمد بن موسیٰ نے عن ابن ابی داؤد، عن کتاب عمرو بن حارث بیان کیا ہے، ابن مندہ فرماتے ہیں: غریب روایت ہے، ہم اسے اس سند سے جانتے ہیں۔ سعید بن عفیر کی سند کا سیاق جوان کی عالی روایت سے، عن احمد، عن قاری، عن عبیداللہ بن سعید، عن ابیہ مروی ہے اس کا متن بیان نہیں کیا بلکہ اسے یزید بن ابی حبیب کی روایت سے جوڑ دیا ہے، دونوں میں اختلاف ہے۔ سعید بن عفیر کی روایت میں ہے کہ وہ نبی علیہ السلام کے پاس مسلمان ہوئے اور یزید بن ابی حبیب کی روایت میں ہے کہ وہ عہد صدیقی میں ہی مسلمان ہوئے۔ دونوں روایتوں کو یوں جمع کیا جا سکتا ہے کہ یزید بن ابی حبیب کی روایت میں یہ نہیں کہ وہ مسلمان نہیں ہوئے، بلکہ اس کے بارے میں خاموشی ہے، یہ ذکر کیا ہے کہ وہ نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد نہ مسلمان ہوئے نہ نصرانی رہے۔ سعید کی روایت میں نبی علیہ السلام کے پاس ان کے اسلام لانے کی صراحت ہے، اور اس کے بعد

ذکر کیا کہ ان کا ایمان اور یقین بڑھ گیا، جس کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ نبی علیہ السلام کے بعد ان کی حالت ایسی ہوگئی تھی جیسے کسی شخص کو اسلام کے بارے میں تردد ہوا اور وہ اسلام سے پھر گیا ہو، جب وہ مسلمانوں کی مدد کا مشاہدہ کرتا ہے تو دوبارہ اسلام کی طرف لوٹ آتا ہے، اور پھر اسے یقین ہو جاتا ہے، لہٰذا اس بناء پر انہیں صحابہ میں شمار کیا جائے گا، اس واسطے کہ اگر ان کے لیے واضح طور پر ارتداد واقع ہوا پھر وہ اسلام کی طرف لوٹ آئے تو صحابی ہونے کا نام برقرار رہے گا۔ جیسے اشعث بن قیس وغیرہ جو مرتد ہونے کے بعد پھر اسلام لے آئے، میں نے پہلے ابن یونس کے قول پر اعتماد کیا تھا، اور ان کا تذکرہ مخضرمین میں کر دیا تھا۔ پھر میرے نزدیک ابن عقیر کی روایت راجح معلوم ہوئی تو میں نے اس قسم میں انہیں منتقل کر دیا۔ وباللہ التوفیق

ابن مندہ نے ان کے حالات میں ایک واقعہ نقل کیا ہے، جو ان سے ابو ثور فہمی کی روایت کو شامل ہے، جسے بطریق ابن وہب نقل کیا ہے کہ مجھے عبدالرحمٰن بن شریح، عن یزید بن عمرو، عن ابی ثور الفہمی بتایا ہے کہ کعب العبادی جاہلیت میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے۔ اسکندریہ آئے تو ان لوگوں کی عید تھی جو سو (۱۰۰) سال بعد آتی تھی۔ وہ لوگ اکٹھے تھے، یہ لوگ ان میں شامل ہوئے یہاں تک کہ جب عید کی رسومات سے فارغ ہوئے تو ان میں ایک شخص کھڑے ہو کر کہنے لگا: لوگو! ہماری پچھلی عید تم میں سے کس نے دیکھی ہے، وہ بتائے کہ ان دونوں عیدوں میں سے کون سی افضل ہے، یہ یا پچھلی؟ تو کسی نے جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ اس نے کئی بار یہ سوال دہرایا، تو وہ کہنے لگا: جان رکھو! جس نے ہماری گزشتہ عید دیکھی ہے وہ اس عید میں شامل نہیں ہوا، وہ ہماری آئندہ عید میں شامل نہیں ہو سکے گا۔ ابن یونس فرماتے ہیں کہ اسکندریہ میں ان کی یہ عید تین سو (۳۰۰) سال کے بعد آتی تھی۔

اسد الغابہ کے مصنف کی کتاب میں ان کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ خلافت صدیقی میں حیرہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آنے والے وفد کے ایک رُکن تھے۔ جاہلیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک تھے۔ ۱۵ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے مقوقس کی طرف قاصد بن کر آئے، فتح مصر میں شریک تھے۔ یہ ابن مندہ کے کلام سے منقول ہے جن لوگوں نے ان کے حالات بیان کئے ہیں، انہوں نے نقل کیا ہے کہ وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے شریک تھے، لیکن ابن مندہ کے ہاں ایسا نہیں ہے۔ ابو ثور فہمی کی روایت میں بھی ایسا ہی مروی ہے۔

۷۴۲۲ (ز) کعب بن عمرو [1]

ابن زید انصاری، عبداللہ بن وہب نے قریش کے ایک شخص کے حوالے سے ان کی حدیث نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کیا تو بعض لوگوں کو بہت بھوک لگی، انہوں نے ان کا ایک قلعہ فتح کیا تو کسی مسلمان نے چربی کی تھیلی لے لی، حضرت کعب بن عمر بن زید انصاری جو غنیمتوں کے نگران تھے، انہوں نے اسے دیکھ لیا تو ان سے وہ تھیلی لے لی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انہیں یہ تھیلی دے دو''۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس اسے لے گئے، اس کی سند میں انقطاع کے ساتھ ضعف ہے۔

صحیح میں بحوالہ عبداللہ بن مغفل ان کا خیبر کے دن قیدی کی تھیلی لے لینے کا قصہ ہے۔ گویا اس روایت میں بعض المسلمین سے وہی مراد ہیں۔ ابو عمر نے عبادلہ میں ان کا ذکر کیا ہے: عبداللہ بن کعب بن عمرو بن عوف۔ بدر کی غنیمتوں کے نگران تھے، معلوم ہوتا

[1] اسد الغابہ (٤٤٦٦) استیعاب (٢٢٢٤) تجرید (٣١/٢)

ہے کہ وہ اس کے علاوہ ہیں۔

۷۴۲۳ کعب بن عمرو

ابن عباد بن عمرو بن سواد بن غنم انصاری۔ ابوالیسر۔ اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۴۲۴ کعب بن عمرو

ابن عبید بن حارث بن کعب بن معاویہ بن مالک بن نجار انصاری، اُحد اور اس کے بعد کے واقعات میں شریک ہوئے۔ یمامہ [1] میں شہید ہوئے۔ عدوی نے ان کا ذکر کیا ہے، ابن فتحون اور ابن اثیر [2] نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۴۲۵ کعب بن عمرو

ابن مصرف الیامی، ابن مُصَرّف کے دادا ہیں، بعض کا قول ہے: عمرو بن کعب بن مُصَرّف ہیں، ابوداؤد کے پاس ان کی حدیث ہے۔ مبہمات میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۴۲۶ کعب بن عمرو[3]

ابوشریح خزاعی، بعض کا قول ہے: خویلد بن عمرو کا نام ہے، خویلد مشہور ہیں، کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۴۲۷ کعب بن عمرو

ابوزعنہ شاعر ہیں، کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: کعب، بعض کا قول ہے: عبداللہ، ایک قول ہے: عامر بن کعب، ایک قول ہے: کعب بن عامر، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۴۲۸ کعب بن عمیر غفاری[4]

ابوعمر [5] کا قول ہے: کبار صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سریہ پر امیر بنایا وہ شہید ہوگئے۔

موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور ابواسود نے بحوالہ عروہ ان کا ذکر کیا ہے، دونوں فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن عمیر انصاری کو بلقاء سے ذاتِ اُطلاح کی طرف بھیجا، کعب اور ان کے ساتھی شہید ہوگئے۔ [6]

ابن سعد [7] نے طبقۂ ثالثہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کا قصہ ربیع الاوّل ۸ھ میں پیش آیا، اس میں ہے، ان کے تمام ساتھی شہید ہوگئے، وہ سوار ہو کر مدینہ آ گئے، ان کے شیخ واقدی [8] نے قصہ نقل کیا ہے۔ لیکن اس میں فرمایا: شہیدوں میں ایک شخص زخمی تھا، جب رات ہوئی تو آ گیا۔ اسی طرح ابن اسحاق [9] نے بحوالہ عبداللہ بن ابی بکر ذکر کیا ہے، حضرت کعب بن عمیر اس دِن شہید ہوئے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳/۵۳۵) [2] اسد الغابہ (۳/۵۳۵) [3] اسد الغابہ (٤٤٦٨) استیعاب (۲۲۲۵) تجرید (۲/۳۲)

[4] اسد الغابہ (٤٤٧٢) استیعاب (۲۲۲۹) تجرید (۲/۳۲) [5] استیعاب (۳/۳۸۰) [6] مختصر تاریخ دمشق (۲/۱۸۰)

[7] طبقات کبریٰ (۲/۱۲۷) [8] مغازی (۷۵۲) [9] السیرۃ النبویۃ (٤/۲۰۳)

۷۴۲۹ کعب بن عیاض اشعری ✿

بخاری نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اہل شام میں ان کا شمار ہے، ابن سکن کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ مسلم کا قول ہے: حضرت جبیر بن نفیر ان سے روایت کرنے میں متفرد ہیں، ابن سکن اور ازدی نے ان کی متابعت کی ہے۔ ابن عبدالبر ✿ نے فائدے کی بات لکھی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ نے ان سے روایت کی، بغوی کا قول ہے: ان سے ایک حدیث مروی ہے، جسے ترمذی اور نسائی نے مال کمانے کے باب میں ذکر کیا ہے۔

ابن قانع اور ابن سکن نے ایک اور حدیث نقل کی ہے وہ یہ ہے: ''قصاص، تین چیزوں میں ہے''۔ جبیر بن نفیر کی روایت میں بھی اسی طرح مروی ہے۔ دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی ایک اور حدیث نقل کی ہے وہ یہ ہے: ''اگر ابن آدم کے لیے مال کی دو وادیاں ہوں....''۔ ✿ یہ سب عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر کی روایت ہے، عن ابیہ، عنہ مروی ہے۔ دارقطنی نے ان کی چوتھی حدیث بروایت خالد ابن معدان ان کے حوالے سے نقل کی ہے، وہ منقطع ہے، اسے ابن ابی داؤد اور ابن شاہین نے بطریق معاویہ بن صالح اسی طرح نقل کیا ہے۔ لیکن عن ابی زاہریہ، عن جبیر بن نفیر، عنہ، بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں بحوالہ ابوصالح اسی طرح تصریح ہے، لیکن بحوالہ معاویہ ابوصالح انہوں نے نبی علیہ السلام سے سنا، ابوعمر ✿ کا قول ہے: مال جمع کرنے کے باب میں ان کی حدیث صحیح ہے، ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کی، بعض کا قول ہے: ام درداء نے ان سے روایت کی۔

ان کے قول ''جابر'' میں تردد ہے، جابر نے بحوالہ کعب بن عاصم روایت کی ہے، اسی طرح ام درداء کی روایت بحوالہ کعب ابن عاصم مروی ہے۔

۷۴۳۰ کعب بن عیینہ

ابن عائشہ تیمی۔ حرف عین میں ان کے والد کا ذکر گزر چکا ہے، حاکم نے اپنی تاریخ میں فرمایا: کعب بن عیینہ صحابی ہیں، سلمویہ بن صالح نے ذکر کیا کہ وہ حضرت عبداللہ بن عامر کے ساتھ خراسان آئے، ان کی اولاد مرو میں ہے، یحییٰ بن عبدالوہاب بن عبداللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اپنے دادا کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۴۳۱ (ز) کعب بن فہر قرشی

وثیمہ نے ذکر کیا ہے کہ فتح یمامہ کے بعد وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قاصد تھے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ اس وقت جتنے بھی قریش میں لوگ باقی رہے اسلام لے آئے اور حجۃ الوداع کے موقع پر موجود تھے۔

۷۴۳۲ کعب بن قطبہ ✿

طبرانی ✿ نے معجم الکبیر میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ان سے کوئی حدیث روایت نہیں کی، ابواحمد عسکری کا قول ہے: میرا خیال

✿ اسد الغابہ (٤٤٨) استیعاب (٢٢٣٠) تجرید (٣٢/٢) ✿ استیعاب (٨١/٣)

✿ ترمذی (٢٣٣٦) مسند احمد (١٦٠/٤) مستدرک (٣١٨/٤) طبرانی (٤٠٤/١٩) بخاری (٢٢٢/٧)

✿ استیعاب (٣٨١/٣) ✿ اسد الغابہ (٤٤٧٦) ✿ معجم الکبیر (١٨٢/١٩) اسد الغابہ (٥٣٧/٣)

ہے، ان کی روایت مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: گویا ان کے ہاں معنعن حدیث ہے، لیکن دوسروں کے ہاں اس کی تصریح ہے۔

ابن مندہ کا قول ہے: حدیث ابی رزین عقیلی میں ان کا ذکر ہے، اسی طرح ابن امین کا قول ہے، انہیں وہم ہوا ہے۔ ابن مندہ کا یہ قول حضرت کعب بن خداریہ کے بارے میں مروی ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

طبرانی نے اوسط میں احمد بن زہیر تستری کی سوانح میں ان کی سند سے علی بن ربیعہ تک، بحوالہ کعب بن قُطبہ نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''مجھ پر جھوٹ گھڑنے والا کسی اور پر جھوٹ گھڑنے والے جیسا نہیں ہے''۔ (الحدیث) [1] اس کی سند صحیح ہے۔ لیکن ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، اسے اسحاق اُزرق نے بحوالہ علی بن ربیعہ اسی طرح نقل کیا ہے، ابونعیم نے ان کی مخالفت کی ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ سعید، عن علی بن ربیعہ، عن مغیرہ بن شعبہ۔

اسے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الأدب میں، بحوالہ ابونعیم نقل کیا ہے اور طبرانی نے مغیرہ بن شعبہ کی سوانح میں بحوالہ ابونعیم نقل کیا ہے، اس میں قرظہ بن کعب پر نوحے کا ذکر ہے۔ اسی طرح مسلم اور ترمذی نے اسے کئی طرق سے بحوالہ سعید بن عبید نقل کیا ہے۔ اسے ابن قانع نے بطریق اسحاق اُزرق، بحوالہ شیخ الطبرانی نقل کیا ہے: فرماتے ہیں: کعب بن علقمہ اور وہ وہم ہے ہوسکتا ہے کہ وہم کا سبب قرظہ بن کعب کا ذکر ہو، ہوسکتا ہے کہ اس میں لفظی غلطی ہو اور وہ بدل گیا ہو۔ واللہ اعلم

۷۴۳۳ (ز) کعب أعور بن مالك

ابن عمرو بن عون بن عامر بن ذبیان بن ذہل بن صباح، عبدی صباحی، رشاطی نے بحوالہ ابوعمرو شیبانی ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ قبیلہ عبدالقیس کے شہسوار اور معزز لوگوں میں سے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے پاس اشج عبدالقیس میں آئے، ابن امین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۴۳۴ کعب بن مالك بن ابی کعب [2]

ابن قین بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ، ابن سعد بن علی بن اُسد بن ساردہ، ابوعبداللہ انصاری سلمی، بعض کا قول ہے: ابوبشیر، ایک قول ہے: ابوعبدالرحمٰن۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ہم سے عبداللہ بن احمد نے بحوالہ اسماعیل جو کعب بن مالک کی اولاد میں سے ہیں نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: جاہلیت میں حضرت کعب بن مالک کی کنیت ابوبشیر تھی، نبی ﷺ نے ان کی کنیت ابوعبداللہ رکھی۔ کعب جو مشہور شاعر ہیں، مالک کی ان کے علاوہ اولاد نہ تھی، بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، بدر سے پیچھے رہ گئے تھے، اُحد اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے، تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ وہ ان تین لوگوں میں سے تھے جن کی توبہ قبول ہوئی۔

انہوں نے صحیحین میں اچھے سیاق سے قصہ نقل کیا ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ، اسید بن حضیر سے روایت کی، ان سے ان کی اولاد: عبداللہ، عبدالرحمٰن، عبیداللہ، معبد، محمد، ان کے پوتے عبدالرحمٰن ابن عبداللہ، اسی طرح حضرت ابن عباس، حضرت جابر،

---

[1] بخاری (۱۰٦) ابوداؤد (۸٦۵۱) ابن ماجه (۳٦) [2] اسد الغابه (٤٤٧٨) استیعاب (۲۲۳۱) تجرید (۲/۳۳)

ابوامامہ باہلی، عمرو بن حکم، عمر بن کثیر بن افلح وغیرہ نے روایت کی۔ ابن سیرین کا قول ہے: کعب بن مالک نے دو ایسے شعر کہے جو قبیلہ دوس کے اسلام لانے کا سبب بنے، وہ یہ ہیں: ع

''ہم نے تہامہ اور خیبر سے ہر طاق کام کر کے تلواروں کو نیام میں کرلیا، اگر ان کی زبانیں ہوتیں تو ہمیں بتاتیں، دوس اور ثقیف [1] کو ان تلواروں میں سے زیادہ کاٹنے والی ہوتیں''۔

جب قبیلہ دوس کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہ کہنے لگے: اپنے بچاؤ کا سامان کروایسا نہ ہو جو آفت ثقیف پہ پڑی تم پہ نہ آپڑے، ابن حبان کا قول ہے: جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا انہیں دنوں وفات پائی۔ ابن ابی حاتم نے عن ابیہ فرمایا: خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ میں ان کی بینائی چلی گئی۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی وفات کا مختصر ذکر کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مرثیہ کہا، ہمیں حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کی لڑائی کے بارے میں ان کی کوئی بات معلوم نہیں ہوئی۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ وہ خلافت معاویہ میں شام میں فوت ہوئے، ابوفرج اصبہانی نے کتاب الأغانی میں شامی سند سے نقل کیا ہے، جس میں ضعف اور انقطاع ہے کہ حضرت حسان بن ثابت، کعب بن مالک اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، اور ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں بحث کی۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں شعر کہا، پھر وہ ان کے پاس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے، انہوں نے ان کا اکرام کیا۔

۷۴۳۵ کعب بن مُرّہ بہزی [2]

بعض کا قول ہے: مرہ بن کعب بہزی سلمی۔ بصرہ میں رہائش پذیر تھے۔ پھر اردن رہے، ابن سکن کا قول ہے: اکثر کا قول ہے: کعب بن مُرّہ، اسی طرح ابوعمر [3] کا قول ہے، بغوی کا قول ہے: انہوں نے احادیث روایت کیں، پھر بطریق سالم بن ابی جعد، بحوالہ شرحبیل بن سمط نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے حضرت کعب بن مرہ سے کہا: ''اے کعب! پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنایئے''۔ انہوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، ایک شخص آیا اور کہا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے مضر کے لیے پانی کی دعا فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ''اے اللہ! ہمیں ایسی بارش عطا فرما جو بھرپور سیراب کرنے والی ہو''۔ [4] اس میں ہے: وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بارش کی شکایت لے کر آئے۔ انہوں نے کہا: گھر گر گئے...... (الحدیث)

بعض کا قول ہے: وہ دو ہیں، ایک وہ جو بصرہ میں رہائش پذیر تھے، ان سے اہل بصرہ نے روایت کی، اور دوسرے وہ جو شام کے رہائشی تھے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، ان سے ابواشعث صنعانی اور شرحبیل بن سمط نے روایت کی، بعض کا قول ہے: عن سالم بن ابی جعد، شرحبیل نے کہا: اے کعب بن مُرّہ! ہم سے ایسی بات بیان کریں جس سے ہمارے دِل خوفزدہ ہوں، انہوں نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص حالت اسلام میں بوڑھا ہو گیا وہ اس کے لیے قیامت کے دِن نور ہوگا''۔ [5] اسے ترمذی نے اس طرح نقل کیا ہے، ابن ماجہ نے طویل حدیث نقل کی ہے، اس کے بعض طرق میں نسائی ہیں۔ بعض

---

[1] اسد الغابہ (۵۳۸/۳) استیعاب (۳۸۱/۳) مختصر تاریخ دمشق (۱۹۶/۲۱)

[2] اسد الغابہ (۴۴۷۹) استیعاب (۲۲۳۲) تجرید (۳۳/۲) [3] استیعاب (۳۸۳/۳)

[4] ابوداؤد (۱۱۶۹) ابن ماجہ (۱۲۶۹) [5] ترمذی (۱۶۳۴) نسائی (۳۱۴۴) طبرانی (۳۰۴/۱۸)

میں کعب بن مرہ بغیر شک کے ہے، ابن قانع کی کتاب میں تینوں طرح ہے لیکن انہوں نے اسی کے مطابق ان کا شمار کیا ہے۔

۷۴۳۶ کعب بن یسار ✿

ابن ضَنَّہ، ابن ربیعہ بن قرعہ بن عبداللہ بن مخزوم بن غالب بن قطیعہ بن عبس عبسی، ابن بنت خالد بن سنان عبسی، جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ نبی تھے، وہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں، ابن یونس کا قول ہے: وہ صحابی ہیں، فتح مصر میں شریک ہوئے، وہاں انہیں حکومت کی طرف سے گھر ملا، بعض کا قول ہے: وہ اس میں قاضی تھے۔

انہوں نے ضحاک بن شرحبیل کے طریق سے نقل کیا ہے کہ عمار بن سعد تجیبی نے انہیں بتایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص کی طرف خط لکھا کہ کعب بن ضِنہ کو قاضی بنا دیں، عمرو نے ان کی طرف پیغام بھیجا تو کعب نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اسے جاہلیت سے نجات نہیں دے گا کہ پھر وہ اس میں لوٹ آئے جبکہ اللہ نے اسے اس سے نجات دی، عمرو نے انہیں چھوڑ دیا۔

ابوعمر کندی نے قضاۃ مصر میں بطریق عبدالرحمٰن بن سائب بن عیینہ بن سائب بن کعب بن ضنہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میرے دادا مصر کے دو ماہ قاضی رہے، پھر ان کی معزولی کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا، ابن لہیعہ کے طریق سے بحوالہ حارث بن یزید مروی ہے کہ حضرت کعب تھوڑا عرصہ قاضی رہے پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کا استعفیٰ قبول کر لیا۔

۷۴۳۷ (ز) کعب أقطع ✿

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، یمامہ کے دِن ان کا ہاتھ کٹ گیا، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عمرو بن حارث بحوالہ بکر بن سوادہ نقل کیا ہے کہ زیاد بن نافع نے ان سے بحوالہ کعب بیان کیا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے، یمامہ کے دِن ان کا ہاتھ کٹ گیا تھا، وہ فرماتے ہیں کہ صلاۃ الخوف ہر جماعت پر ایک رکعت اور دو سجدے ہیں، میرا خیال ہے کہ اس کی اسناد میں انقطاع ہے۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ ✿ میں فرمایا: حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا غزوۂ یمامہ میں ہاتھ کٹ گیا تھا، انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے، ان سے زیاد بن نافع نے روایت کیا۔

۷۴۳۸ (ز) کعب (بے نسبت)

ابن مندہ نے بطریق عبدربہ بن عطاء عن ابن قاری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں علقمہ بن نضلہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے کہا: مجھے کعب نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص دس (۱۰) آدمیوں پر بھی امیر ہے اسے قیامت کے دِن بندھا ہوا لایا جائے گا، یہاں تک کہ اللہ اس پر رحم کرے یا اس کے علاوہ اس کے بارے میں فیصلہ کرے''۔ ✿

✿ اسد الغابہ (۴۴۸۰) استیعاب (۲۲۳۳) تجرید (۳۳/۲)

✿ اسد الغابہ (۴۴۸۱) استیعاب (۲۲۳۴) تجرید (۳۳/۲) ✿ تاریخ کبیر (۲۲۴/۴)

✿ مسند احمد (۱۸۴/۵) المعجم الکبیر (۲۲/۶) مجمع الزوائد (۲۰۵/۵) اسد الغابہ (۵۴۰/۳)

باب کاف کے بعد لام

۷۴۳۹ کلاب بن امیہ

ابن اُسکر جندعی۔ ان کے والد کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، ابوموسیٰ نے بحوالہ عبداللہ نقل کیا کہ انہوں نے اپنے دادا کا نام اُشکر لیا ہے، بعض کا قول ہے: مہملہ اور نون کی زیادتی کے ساتھ، وہ واضح لفظی غلطی ہے۔ مستغفری نے بحوالہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، اس کی کنیت ابوہارون تھی۔ ابوحاتم بجستانی [1] نے کتاب المعمرین میں لکھا ہے، بصرہ میں فروکش ہوئے ان کی طرف ''مربعہ کلاب'' منسوب ہے۔ ابن قانع نے بطریق خُلَید بن دعلج، بحوالہ کلاب بن امیہ نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو بخش دیتے ہیں جو استغفار کرے سوائے بدکار عورت کے اور بددیانت عشر لینے والے کے اس سند میں ضعف ہے''۔

ابن عساکر نے اسے اس طریق سے نقل کیا ہے جس سے ابن قانع نے بیان کیا ہے، اس میں فرماتے ہیں: ان سے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: تم یہاں کیوں آئے ہو؟ انہوں نے کہا: مجھے ابلہ پر عشر لینے کے لیے عامل بنایا گیا ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے امیہ بن اُسکر کی سوانح میں اسی طرح گزر چکا ہے کہ کلاب بن امیہ نے یہ حدیث بحوالہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ روایت کی، اسی طرح حاکم ابواحمد نے ذکر کیا ہے کہ کلاب نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اسی طرح بطریق علی بن زید بن جُدعان، بحوالہ حسن نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: زیاد نے کلاب بن امیہ لیثی کو اُبلہ پر بھیجا ان کے پاس سے حضرت عثمان بن ابی العاص گزرے تو فرمایا: اے ابوہارون!.... پھر حدیث ذکر کی، اسے ابواحمد نے نقل نہیں کیا، وہ احمد، ابویعلی کے ہاں اس طریق سے ہیں، اس کے آخر میں ہے۔ تمہیں یہاں کس نے بٹھایا؟ پھر اس کا ذکر کیا، فرماتے ہیں: اپنے کام کے درمیان ٹیکس وصول کرنے کے لیے انہوں نے فرمایا: کیا میں آپ سے وہ حدیث بیان نہ کروں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے: ''حضرت داؤد علیہ السلام رات کو اپنے گھر والوں کو اٹھاتے اور فرماتے: اے آل داؤد، اٹھو! نماز پڑھو، اس گھڑی میں دعا قبول ہوتی ہے سوائے جادوگر اور بددیانت عشر لینے والے کے''۔ [2] فرماتے ہیں: امیہ نے کشتی منگوائی، اس پر سوار ہوئے پھر زیاد کی طرف لوٹ کر گئے اور کہا: اپنے کام کے لیے جسے چاہیں نگران بنا کر بھیجیں۔

صاحب تاریخ مظفری نے ذکر کیا ہے کہ کلاب بن امیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی، تو ان کے والد نے ان کے اشتیاق میں شعر کہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے والد سے نیکی کرنے کا حکم دیا، بعض کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب امیہ کے وہ اشعار سنے جن کے شروع میں ہے: ع

''ان بوڑھوں میں سے جنہوں نے کلاب کو باندھا ہوا ہے''۔

---

[1] معمرین: (۸۵) [2] کنز العمال (۳۳۹۵) مختصر تاریخ دمشق (۲۲۷/۲۱)

امیہ کے لیے ان کا دِل نرم پڑ گیا۔ انہوں نے کلاب کو بھیجا، انہیں ایک ناگ نے ڈس لیا جس سے وفات پا گئے۔

امیہ کی سوانح میں گزر چکا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص تھا، بعض کا قول ہے: کلاب نے جب اپنے والد کے پاس جانے میں دیر کر دی تو ان کے والد بہک گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں لے کر آئے، وہ امیہ کے انہیں پہچاننے سے پہلے آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اونٹنی کا دودھ دوہنے اور امیہ کو پلانے کا کہا، جب اس نے دودھ پیا تو کہا: مجھے اس میں سے کلاب کے ہاتھوں کی خوشبو آ رہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا: یہ کلاب ہے، اسے اپنے ساتھ ملا لو۔

۷۴۴۰ (ز) کلاب جھنی

کلیب میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۴۴۱ کلاب

مولیٰ عباس بن عبدالمطلب، ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اس ایک سند سے جس میں واقدی بھی ہیں، بحوالہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دِن مسجد میں کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے خطبہ دے رہے تھے، فرمایا: ''کھڑے ہونا میرے لیے دشوار ہے''۔ [1] ان سے تمیم داری نے فرمایا: کیا آپ کے لیے منبر بنا دوں جیسا کہ میں نے دیکھا ہے کہ شام میں بنائے جاتے ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے اس کے بارے میں مشورہ لیا، انہوں نے منبر بنانے کی رائے دی۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا ایک کلاب نامی غلام ہے جو لوگوں میں سب سے زیادہ کام کرنے والا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے کہو کہ اسے بنائے''۔ انہوں نے اسے جنگل میں لکڑی لینے کے لیے بھیجا، اس نے اسے کاٹا اور اس سے دو سیڑھیاں اور بیٹھنے کی جگہ بنائی، پھر آئے اور اسے اس جگہ پر رکھ دیا جہاں آج موجود ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''میرا منبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ پر ہے''۔

۷۴۴۲ (ز) کلاح

وہ ذُوَیب بن شعثم ہیں، ان کا یہ نام تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بدل دیا، ذویب میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۴۴۳ کلثوم بن حصین

ابورہم غفاری، اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔

۷۴۴۴ (ز) کلثوم بن قیس

ابن خالد بن وہب بن ثعلبہ بن واثلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر قرشی فہری، ضحاک بن قیس کے بھائی ہیں۔ وہ بڑے ہیں۔ زبیر بن بکار نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کا بیٹا سوید دمشق کا گورنر رہا۔

---

[1] اتحاف السادة والمتقين (١٧٧/٧) طبقات الكبرىٰ (٩/١) فتح البارى (٣٩٨/٢)

۷۴۴۵ کلثوم بن ہدم ❶

ابن امرئ القیس بن حارث بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن مالک بن اوس انصاری اوسی، موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے اہل مغازی میں ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ آئے تو قباء میں ان کے پاس فروکش ہوئے، بعض نے کہا: سعد بن خیثمہ کے ہاں فروکش ہوئے۔ واقدی کا قول ہے: کلثوم کے ہاں فروکش ہوئے، سعد بن خیثمہ کے گھر بات چیت کرتے تھے، کیونکہ ان کا گھر عربوں کا گھر تھا۔

طبری اور ابن قتیبہ کا قول ہے: وہ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں میں وفات پانے والے پہلے ہیں، ان کے بعد اسعد بن زُرارہ نے وفات پائی۔ ان کے غلام نجیح کی سوانح میں ان کا ذکر ہے۔

۷۴۴۶ کلثوم خزاعی ❷

مطین نے وحدان میں ان کا ذکر کیا ہے، انہوں نے اور ابن ماجہ نے بطریق جامع بن شداد بحوالہ کلثوم خزاعی ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا: یا رسول اللہ! اس وقت میری کیا حالت ہوگی جب میں یہ جانتے ہوئے نیکی کروں کہ میں نے نیکی کی ہے۔ (الحدیث) ❷ اسی طرح وہ مسند ابوبکر بن ابی شیبہ میں ہے، ان میں سے کسی نے ان کے والد کا نام نہیں لیا۔

مزی نے اطراف میں فرمایا: کلثوم بن مصطلق، ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، پھر ابن ماجہ کی حدیث ذکر کی، اس سے پہلے مسند ابن مسعود میں فرمایا: کلثوم بن مصطلق، انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے، یہ بحوالہ ابن مسعود مروی ہے، پھر بروایت زبیر ابن عدی، عنہ، عن ابن مسعود ایک حدیث نقل کی، بعض کا قول ہے: وہ اپنے جدّ اعلیٰ کی طرف منسوب ہیں، وہ کلثوم بن علقمہ بن ناجیہ بن حارث بن مصطلق ہیں، اس قول کے مطابق وہ تابعی ہیں، بعض کا قول ہے: وہ کلثوم بن عامر بن حارث بن ابی ضرار بن مصطلق بن اخی جویریہ ام المؤمنین ہیں، انہوں نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، وہ بھی تابعی ہیں۔

بخاری اور ابن ابی حاتم نے اور ابن حبان نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ اور مطین کے قول کا تقاضا ہے کہ وہ دوسرے کلثوم ہیں، اسی طرح بخاری نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے۔

۷۴۴۷ کلدہ بن حنبل ❸

بعض کا قول ہے: ابن عبداللہ بن حنبل، ابن قانع کے ہاں ہے: کلدہ بن قیس بن حنبل اسلمی، بعض کا قول ہے: غسانی ہیں، بنوجُمح کے حلیف ہیں، وہ صفوان بن امیہ کے ماں شریک بھائی ہیں، بعض کا قول ہے: بھتیجے ہیں، ابن کلبی کا قول ہے: وہ ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن حنبل ان لوگوں میں سے ہیں جو یمن سے مکہ کی طرف نکلے۔ ابن اسحاق ❹ کا قول ہے: یہ وہی ہیں جنہوں نے حنین کے

---

❶ استیعاب (۲۲۳۷) ❷ اسد الغابہ (٤٤٨٧) استیعاب (۲۲۳٦)

❷ ابن ماجہ (٤٢٢٢) جامع المسانید والسنن (۱۰/٦۲۳) بخاری تاریخ کبیر (٤/٢٢٦)

❸ اسد الغابہ (٤٤٨٩) ❹ السیرة النبویة (٤/٦٧)

دِن جب کہ وہ اپنے بھائی صفوان کے ساتھ شریک تھے، کہا: مسلمانوں کو شکست ہوگئی ہے، جادو باطل ہو گیا ہے، تو حضرت صفوان نے اسے ڈانٹا، یہ مشہور قصہ ہے۔ پھر اس کے بعد کلدہ اسلام لے آئے اور صفوان مکہ میں رہائش پذیر ہوئے۔

بخاری [1] کا قول ہے: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے، ابن کلبی کا قول ہے: عمر بن حبیب جمحی کے مولیٰ ہیں، پھر بنو جمح میں ان کا نسب ہے، بعض نے کہا: ابن حنبل بن مالک، بقول بعض: ملیک بن عائقہ بن محمد بن کلدہ۔

اصحاب سنن ثلاثہ نے بطریق ابن جریج نقل کیا ہے کہ مجھے عمرو بن ابوسفیان نے بتایا کہ عمرو بن عبداللہ بن صفوان نے انہیں بحوالہ کلدہ بن حنبل بتایا کہ صفوان بن امیہ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ، کھیس اور چھوٹی ککڑیاں دے کر بھیجا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے بالائی مقام پر تھے۔ فرماتے ہیں: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سلام کیے بغیر گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوٹ جاؤ اور کہو السلام علیکم''۔ [2]

یہ صفوان کے اسلام لانے کے بعد کا واقعہ ہے، عمرو فرماتے ہیں: مجھے صفوان نے اس کے بارے میں بحوالہ کلدہ بن حنبل بتایا، یہ نہیں کہا کہ میں نے آپ سے سنا، ابوداؤد کے الفاظ یحییٰ بن حبیب کی روایت میں جو کہ ان کی کتاب میں امیہ بن صفوان ہے، اسی میں ہے کہ کلدہ بن حنبل نے انہیں خبر دی، ترمذی فرماتے ہیں کہ حسن غریب ہے، اسے ہم ابن جریج کی حدیث سے جانتے ہیں۔

۷۴۴۸ (ز) كليب بن ابرهه أصبحی

ابن حبان کا قول ہے: بعض نے کہا: صحابی ہیں، اسی طرح صدر بکری کی تحریر سے میں نے پڑھا، احتمال ہے کہ وہ ان کے بھائی ہوں، مشہور یہ ہے: کریب، جیسا کہ گزر چکا ہے۔

۷۴۴۹ (ز) كليب بن اساف جهنی

ابن شاہین کا قول ہے: میں نے ابن ابی داؤد سے فرماتے سنا: اُحد میں شریک ہوئے، خالد کے بھائی ہیں۔

۷۴۵۰ كليب بن اساف [3]

ابن عبید بن عمرو بن خدیج.... بقول عدوی، ابن سعد اور طبری، اُحد میں شریک ہوئے اور یہ حبیب بن اساف کے بھائی ہیں، انہیں اور سابقہ شخصیت کو ابن یساف بھی کہا جاتا ہے۔

۷۴۵۱ كليب بن اسد

ابن کلیب حضرمی شاعر، ابن سعد کا قول ہے: ہم سے ہشام بن محمد نے بیان کیا کہ حضرموت میں تھناہ بنت کلیب نامی ایک عورت تھی، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کپڑا بنایا پھر اپنے بیٹے کلیب بن اسد بن کلیب کو بلایا کہ یہ کپڑا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ، چنانچہ یہ آپ کے پاس آکر مسلمان ہو گئے، آپ نے انہیں دعا دی، وہ آپ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں: ع

---

[1] تاريخ بخاير (٢٤١/٤) جامع المسانيد والسنن (٦١٥/١٠)

[2] ابو داؤد (٥١٨٥) ترمذی (٢٧١٠) [3] تجريد (٨٤/٢)

''آپ وہی نبی ہیں جن کے بارے میں بتایا جاتا رہا اور علماء اور رسول ہمیں بشارت دیتے رہے۔ خوفزدہ کے دین سے جو مشقت میں قصد کرتا ہے ننگے پیر اور جوتا پہن کر چلنے والوں میں سب سے زیادہ بہتر میں تدبیر کر رہا ہے دو ماہ میں نے ڈرتے ڈرتے یہ کپڑا اتیار کیا جس سے اللہ کے ثواب کی اُمید کرتا ہوں''۔

۷۴۵۲ (ز) کلیب بن بکیر لیثی

ایاس اور اس کے بھائیوں کے بھائی ہیں، ابن عبدالبر کا قول ہے: کلیب کو ابولؤلؤ نے اس وقت شہید کیا تھا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

میں کہتا ہوں: ابن ابی شیبہ نے اپنی روایت میں بحوالہ محمد بن عمرو بن ابی سلمہ اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے شیوخ میں ان کے والد کا نام لیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ مرغ نے چونچ ماری.... پھر طویل حدیث نقل کی۔ اس میں ہے، ابولؤلؤ نے کلیب بن بکیر کو خنجر مارا اور انہیں شہید کر دیا۔ عبدالرزاق نے بھی ان کی شہادت کا قصہ بحوالہ زہری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ابولؤلؤۃ نے بارہ (۱۲) آدمیوں پر خنجر سے وار کئے، ان میں سے چھ (۶) وفات پا گئے۔ ان میں حضرت عمر اور کلیب ہیں، ان کا نسب بیان نہیں کیا، بحوالہ معمر، عن ایوب، عن نافع اسی مفہوم میں مروی ہے۔ ہم نے جزء ابی جہم میں بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا، اسی اثناء میں کہ کلیب مسجد کے پاس وضو کر رہے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قاتل ابولؤلؤۃ آیا، اور ان کا پیٹ پھاڑ دیا۔ نافع فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سات (۷) افراد شہید کئے گئے۔

۷۴۵۳ مکلیب بن تمیم [1]

ابن نسر بن تمیم ہیں۔ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔ انصاری، بنو حارث بن خزرج میں سے ہیں۔

واقدی کا قول ہے: ان کے حلیف تھے، عدوی کا قول ہے: اُحد اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ بعض کا قول ہے: ان کے دادا کا نام عمرو بن حارث بن کعب بن زید بن حارث بن خزرج ہے۔ ابن اسحاق نے یمامہ میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ان کے والد کا استیعاب میں نام لکھا ہے۔ ابن اثیر [2] نے ان کا تعاقب کیا ہے کہ وہ نون اور مہملہ کے ساتھ ہے۔

۷۴۵۴ کلیب بن حزن [3]

ابن معاویہ بن خفاجہ بن عمرو بن عقیل عقیلی، بعض کا قول ہے: ان کے والد کا نام جزی ہے، ابن شاہین نے اسے صحیح قرار دیا ہے، فرماتے ہیں: ابن ابی داؤد کا قول ہے۔ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، استیعاب میں ابن جُرز ہے، جو لفظی غلطی ہے، ابن حبان کے ہاں کلیب بن حزم ہے۔ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ان کے ہاں نون کے بدلے میم کے ساتھ ہے۔

بغوی، ابن قانع، ابن شاہین اور ابن مندہ نے بطریق یعلی بن اصدق، بحوالہ کلیب بن حزن نقل کیا ہے، فرماتے ہیں:

---

[1] اسد الغابہ (٤٤٩١) تجرید (٣٥/٢) [2] اسد الغابہ (٥٤٤/٣) [3] اسد الغابہ (٤٤٩٢) تجرید (٣٥/٢)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جتنا ہو سکے جہنم سے دور بھاگو اور جتنا ہو سکے جنت کو طلب کرو"۔ (الحدیث) [1]

یعلی متروک راوی ہے، ابن شاہین کا قول ہے کہ اَنباری یعنی ان کے شیخ اس کے بارے میں فرماتے ہیں: کلیب بن حزن، میرے نزدیک صحیح ابن جزئ ہے۔ یہ روایت جسے انہوں نے درست کہا ہے اس روایت کے مخالف ہے جو ان کے علاوہ لوگوں نے نقل کی ہے، کیونکہ ان لوگوں نے یہ حدیث نقل کی ہے تو ان کی کتابوں میں حاء کے زبر، زاء کے سکون اور اس کے بعد۔

۷۴۵۵ (ز) کلیب بن عهمه

بنوظفر بن حارث بن بھثہ بن سلیم سے ہیں۔ فاکہی نے کتاب مکہ میں فرمایا..... [2] ابن حرب بن امیہ، مرداس بن ابی عامر سلمی، رجیع کے نواح میں بستی ہے، پھر ان دونوں کا قصہ نقل کیا جس میں انہوں نے حسین کو قتل کیا تھا، اسی میں ان دونوں کی موت کا واقعہ ہے۔ فرماتے ہیں: لوگوں نے اس بستی کو بانٹ لیا اور وہ ویران ہوگیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا تو کلیب بن عہمہ نے اس پر حملہ کر دیا، اس کے بارے میں عباس بن مرداس نے اس سے فیصلہ مانگا تو کلیب نے کہا: ع

"عباس تمہارا ہر دِن کسی ظالم سے کیا واسطہ، ظلم کا چہرہ تو بھیانک اور ملعون ہے"۔

۷۴۵۶ (ز) کلیب بن نسر

بن تمیم، ابن تمیم میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۴۵۷ (ز) کلیب بن یساف جهنی

ابن اساف میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۴۵۸ کلیب بن یساف انصاری

ان کا ذکر بھی گزر چکا ہے۔

۷۴۵۹ (ز) کلیب جرمی

قسم رابع میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۴۶۰ (ز) کلیب جهنی [3]

ابوداؤد کے ہاں بطریق ابن ابی جریج ان کی حدیث ہے، میں نے بحوالہ غنیم بن کلیب، عن ابیہ، عن جدہ، بتایا۔

اسے ابن مندہ نے بطریق ابراہیم بن ابی یحییٰ، عن غنیم بن کلیب، عن ابیہ، عن جدہ نقل کیا ہے، ابراہیم ضعیف راوی ہیں۔

ابن ابی حاتم نے کثیر بن کلیب کی سوانح میں فرمایا: انہوں نے اپنے والد غنیم سے روایت کی، میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا۔ [4]

اسے ابن قانع نے بطریق ابراہیم نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: کلاب، وہ اس حدیث میں ابن جریج کے شیخ ہیں۔ ان کی شدت ضعف کی وجہ سے انہیں متہم قرار دیا ہے۔ کلیب کی اس اسناد سے دوسری دو احادیث، بروایت واقدی، ان کے حوالے سے مروی ہیں، ان میں سے ایک آخری قسم میں کنیتوں میں ابوکلیب کی سوانح میں آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ابن قانع نے اسے وہاں نقل

---

[1] معجم الكبير (۱۹/۲۰۰) مجمع الزوائد (۱۷۷۰۸)

[2] بياض فى الاصل [3] استيعاب (۲۲۴۱) تجريد (۳۵/۲)

[4] معجم الكبير (۱۹/۲۰۰) مجمع الزوائد (۱۳۴۳۸) جامع الجوامع (۶۲۰/۱۰)

کیا ہے۔

۷۴۶۱ کلیب حنفی

کلیب بن منفعہ نے عن ابیہ، عن جدہ، بِرّ کے بارے میں حدیث روایت کی، اسے ابوداؤد[1] اور بخاری نے تاریخ میں نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: عن جدہ، انہوں نے عن ابیہ نہیں لکھا، اور نہ ان کے دادا کا نام لیا ہے، ابن مندہ نے اسے بطریق یحییٰ حمانی کلیب نقل کیا ہے، ابونعیم نے اسے غریب سمجھا ہے، ابن ابی خیثمہ کا قول ہے: ان کا نام معروف نہیں۔

۷۴۶۲ (ز) کلیب (بے نسبت)

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ ابوبکر بن ابوعلی نقل کیا ہے کہ انہوں نے بطریق صخر بن عکرمہ، بحوالہ کلیب نقل کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کے لیے گناہ، خود پسندی سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے مومن اور گناہ کے درمیان کبھی دوری پیدا نہیں کی''۔[2]

باب کاف کے بعد نون

۷۴۶۳ کناز بن حصین غنوی

ابومرثد، صحابی ہیں، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۴۶۴ کنانہ بن عبدیالیل

آخری قسم میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۴۶۵ کنانہ بن عدی[3]

ابن ربیعہ بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس، ابن اخی ابوالعاص بن ربیع، ابوعمر[4] نے ان کا ذکر کیا ہے۔[5]

میں کہتا ہوں: وہ ابوالعاص کے چچازاد ہیں، حضرت ابوالعاص نے ان کے ساتھ اپنی زوجہ حضرت زینب کو بھیجا، ان کے سامنے ہبار بن اسود اور نافع بن عبدقیس آ گئے، ہبار کے سوانح میں اس کا ذکر آئے گا۔

باب کاف کے بعد ھاء

۷۴۶۶ (ز) کہاس روسی

وثیمہ نے کتاب الردہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ یمامہ میں شریک ہوئے اور وہاں بہت سے کارنامے سرانجام دیئے۔

---

[1] ابوداؤد (٣٥٦) [2] جامع المسانيد والسنن (٦٢٢/١٠) اتحاف السادة المتقين (٤٤٠/٩)

[3] استيعاب (٢٢٤٤) تجريد (٣٥/٢) [4] استيعاب (٣٨٧/٣) [5] تجريد (٣٦/٢)

۷۴۶۷ کھمس ھلالی [1]

بخاری کا قول ہے: صحابی ہیں، انہوں نے طیالسی اور سمویہ نے اپنے فوائد میں بطریق معاویہ بن قرہ، بحوالہ کھمس ہلالی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں اسلام لایا، پھر آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اپنے اسلام لانے کی خبر دی، پھر تھوڑے عرصے بعد میں آپ ﷺ کی خدمت میں آیا، میں کمزور ہو چکا تھا اور میرا جسم نحیف ہو چکا تھا، آپ ﷺ نے نظر بھر کر مجھے دیکھا، پھر نظر اٹھالی، میں نے کہا: میں نے آپ کے بعد افطار نہیں ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں کس نے کہا تھا کہ اپنی جان کو اذیت میں رکھو؟ صبر کے مہینے کا روزہ رکھو اور ہر مہینے ایک روزہ رکھ لو''۔ (الحدیث) [2]

طیالسی نے اسے طویل نقل کیا ہے اور ابن قانع نے اپنے طریق سے نقل کیا ہے، کنیتوں میں ابوسلمہ کی سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۴۶۸ کھیل أزدی

صحابی ہیں، اُحد کے دن بہت سے مسلمان شہید ہوئے، بہت سے زخمی تھے، ایک شخص آیا اور آپ ﷺ کو اس کی خبر دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ اور راستے میں کھڑے ہو جاؤ، تمہارے پاس سے جو زخمی گزرے تو کہو: اللہ کے نام سے، پھر اس کے زخم پر دم کرو''۔ (الحدیث) [3] اسے حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں بروایت علقمہ بن عبداللہ، بحوالہ قاسم بن محمد، ان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

باب کاف اس کے بعد واؤ

۷۴۶۹ کور بن علقمہ

کرز میں راء کے ساتھ گزر چکے ہیں۔

۷۴۷۰ کوکب [4]

ایک انصاری ہیں، جن کی طرف حش کوکب منسوب ہے۔ جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دفن کئے گئے۔ ذہبی [5] نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ایسی کوئی بات ذکر نہیں کی جس سے ان کے صحابی ہونے کا پتہ چلتا ہو۔

---

[1] تجرید (۳۶/۲)

[2] معجم الکبیر (۴۳۵/۱۹) مجمع الزوائد (۱۹۷/۳) جامع المسانید والسنن (۶۲۵/۰۱)

[3] جامع المسانید والسنن (۶۲۵/۱۰) مختصر تاریخ دمشق (۲۲۶/۲۱)

[4] تجرید (۳۶/۲)

[5] التجرید (۱۲۷)

باب کاف اس کے بعد یاء

۷۴۷۱ کیسان بن جریر [1]

مولیٰ خالد بن عبداللہ بن اسید اموی ہیں، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز کے بارے میں روایت کیا، ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمٰن نے روایت کیا، اسے ابن ماجہ نے حسن حدیث سے نقل کیا ہے۔

ابن مندہ کیسان بن عبداللہ کا قول ہے، بعض نے کہا: ابن بشر، اہل حجاز میں ان کا شمار ہے، ان سے ان کے دونوں بیٹوں عبدالرحمٰن اور نافع نے روایت کیا، اسی طرح ابن مندہ نے انہیں کیسان بن عبداللہ بن طارق کے ساتھ ملا دیا ہے۔ بخاری، بغوی، طبرانی نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے۔ ابونعیم اور ابن عساکر نے اسے درست قرار دیا ہے، وہی صحیح ہے۔

احمد کا قول ہے: ہم سے یونس بن محمد نے بحوالہ عمر بن کثیر مکی نقل کیا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن کیسان مولیٰ خالد بن اسید سے پوچھا: کیا تم مجھے اپنے والد کے حوالے سے حدیث نہیں سناؤ گے؟ انہوں نے کہا: مجھ سے میرے والد نے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ مطابخ سے نکلے یہاں تک کہ کنوئیں پر تشریف لائے، آپ ﷺ ازار پہنے ہوئے تھے اور آپ پر چادر نہ تھی۔ آپ ﷺ نے کنوئیں کے پاس چند غلاموں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ پھر آپ علیہ السلام نے اپنا ازار کھول کر اس کا کچھ حصہ کندھے پہ ڈال لیا۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں، مجھے معلوم نہیں کہ ظہر کی تھیں یا عصر کی۔

ابن ماجہ [2] نے اور ابن ابی خیثمہ نے دوسرے طریق سے، بحوالہ عبدالرحمٰن اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔ اسے بغوی نے بحوالہ یونس انہی الفاظ میں اسی طرح نقل کیا ہے۔

عن عمرو ناقد، عن حماد بن خالد خیاط، عن عمر بن کثیر، عن عبداللہ بن کیسان، عن ابیہ نقل کیا ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو بالائی کنوئیں، بئر ابن مطیع جو ابطح میں کپڑے میں لپٹے ہوئے، ظہر یا عصر کی دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھا، اسے احمد نے بحوالہ حماد اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔

ابن شاہین کا قول ہے: کیسان میرا خیال ہے کہ وہ مولیٰ بنو مازن بن نجار ہیں، پھر اس حدیث کو تین طریق سے نقل کیا: عن عمر بن کثیر اور بطریق معروف بن مشکان، عن عبدالرحمٰن بن کیسان، اس طریق کو ابن ماجہ نے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اپنے حساب میں خطا کی، کیونکہ جو اُحد میں شہید ہو اور ان کے بیٹے نے ان کے حوالے سے روایت نقل کی تو وہ بھی صحابی ہیں۔ جبکہ ایسا نہیں، پھر ائمہ نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے، کیونکہ مازنی انصاری میں سے یا ان کے حلیف ہیں، جیسا کہ آگے آئے گا، یہ موالی آل اُسید میں سے ہیں جو بنو امیہ سے ہیں۔

۷۴۷۲ کیسان بن عبداللہ بن طارق [3]

بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی پیروی کرنے والوں نے ان کا نسب بیان کیا ہے، ابن سکن کا قول ہے: طائف میں رہائش پذیر تھے۔ ان سے ان کے بیٹے نافع نے روایت کیا۔ احمد، بغوی اور رویانی نے بطریق ابن لہیعہ، بحوالہ نافع بن کیسان دمشقی نقل کیا

---

[1] استیعاب (۲۲۴۵) تجرید (۳۶/۲) [2] ابن ماجہ (۱۰۵۱) مسند احمد (۱۵۴۴۶) [3] استیعاب (۲۲۴۶) تجرید (۳۶/۲)

ہے کہ ان کے والد کیسان نے انہیں بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تجارت کرتے تھے، انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اچھی شراب لے کر آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے کیسان! وہ تمہارے بعد حرام کر دی گئی''۔

انہوں نے کہا: پھر اسے بیچ دیتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حرام ہے اور اس کی قیمت بھی حرام ہے''۔ [1]

سلیمان خولانی نے بحوالہ نافع بن کیسان ان کی متابعت کی ہے، اسے ابونعیم نے بطریق یحییٰ بن ابی کثیر، بحوالہ محمد بن عبداللہ طائفی، عن نافع اسے نقل کیا ہے۔

ابن سکن نے اسے بطریق عامر بن یحییٰ معافری نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے ان سے بیان کیا کہ کیسان نے ان سے بیان کیا کہ دو آدمی.... پھر اس کے بارے میں قصہ ذکر کیا۔

بخاری، ابن سکن، طبرانی اور ابن مندہ نے بطریق ربیعہ بن ربیعہ، بحوالہ نافع بن کیسان، عن ابیہ نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''حضرت عیسیٰ بن مریم دمشق میں مشرقی سفید منارے کے پاس اتریں گے''۔

اسی طرح ربعی نے اسے فضائل شام اور تمام نے اپنے فوائد میں بطریق ہشام بن خالد، عن ربیعہ نقل کیا ہے، اس کے رجال ثقات ہیں۔

بعض کا قول ہے: اس میں بحوالہ نافع بن کیسان ہے، عن ابیہ نہیں ہے۔ حرف نون میں اس کا ذکر آئے گا۔

میں نے بخاری کے بعض نسخوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں حدیث کے راوی کیسان اور شراب کی حرمت [2] کے بارے میں حدیث کے راوی کیسان میں فرق کیا ہے، ابن ابی حاتم نے عن ابیہ نقل کیا ہے کہ جس نے حدیث نزول عیسیٰ میں یہ لکھا ہے: عن نافع بن کیسان، عن ابیہ تو اس نے خطا کی ہے، یہ اس طرح ہے: عن نافع بن کیسان، عن النبی ﷺ۔

۷۴۷۳ کیسان [3]

مولیٰ عتاب بن اسید اُموی، ان کے مولیٰ عتاب کے سوانح میں ان کا ذکر ہے۔ ابونعیم نے ان کے ذکر میں یہ اشکال پیش کیا ہے کہ مولیٰ عتاب ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صحابی ہیں۔

میں کہتا ہوں: جس نے ان کا نام شامل کیا ہے اس نے حضرت عتاب رضی اللہ عنہ کی اس بات کو بنیاد بنایا ہے: مجھے اپنے عہدے (نبی ﷺ نے انہیں مکہ کا گورنر بنایا) صرف ایک کپڑا ملا جو میں نے اپنے مولیٰ کیسان کے لیے دے دیا۔ [4] اس کا تقاضا یہ ہے کہ حضرت کیسان عہدے کے زمانے میں تھے، نبی کریم ﷺ نے اس کے بعد حج کیا اور سب لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ مکہ کے تمام قریشی اور تمام موالی اسلام لے آئے اور آپ ﷺ کو دیکھا، میں نے کئی سوانح میں یہ بات ذکر کی ہے۔

۷۴۷۴ کیسان مولی النبی ﷺ

مہران میں ان کا ذکر آئے گا، انہیں ہرمز بھی کہا جاتا تھا۔

---

[1] مسند احمد (۳۳۵/۴) [2] المعجم الکبیر (۱۸۶/۱) تاریخ کبیر (۲۳۳/۷) جامع المسانید والسنن (۶۳۳/۱۰)

[3] تجرید (۳۷/۲) [4] اسد الغابہ (۵۵۱/۳)

۷۴۷۵ کیسان (مولی النبی ﷺ)

دوسرے ہیں، ذکوان میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۴۷۶ کیسان (مولی انصار)

کیسان نامی لوگوں کے آخر میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۴۷۷ کیسان ✿

قریش کے ایک شخص ہیں، دمشق میں پیدا ہوئے، یمن کے مہاجرین میں سے ہیں، ابوحسن بن سمیع اور عبدالصمد بن سعید نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوزرعہ دمشقی نے صحابہ کے طبقہ میں فرمایا: کیسان قریش سے ہیں، ان کی شام میں حدیث ہے۔ ابن عساکر نے یہ کلام کیسان کے سوانح میں، جو نافع کے والد ہیں، نقل کیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی اور ہیں۔ ابن سکن کے قول سے اس کی تائید ہوتی ہے جو گزر چکا ہے، نافع کے والد طائف میں رہائش پذیر ہوئے۔

۷۴۷۸ (ز) کیسان هذلی

ابوطریف، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا، ابن قانع نے ان کا نام لیا ہے۔

۷۴۷۹ کیسان، مولی بنومازن ✿

ابن نجار، ابن اسحاق نے اُحد میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ابوعمر ✿ کا قول ہے: کیسان انصاری مولیٰ بنوعدی بن نجار، اُحد میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بعض کا قول ہے: بنومازن بن نجار سے ہیں، بعض کا قول ہے: ان کے مولیٰ ہیں، بعض کا قول ہے، احتمال ہے کہ وہ دو ہیں۔

القسم الثانی **ازحرفِ کاف - ان لوگوں کے بیان میں جنہیں دیدار حاصل ہے**

باب کاف کے بعد ثاء

۷۴۸۰ کثیر بن صلت ✿

ابن معدیکرب بن ولیدہ کندی، ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے، قریش کے حلیف ہیں، بنوجمح میں ان کا شمار ہے، پھر عباس کی طرف منتقل ہوگئے، ان کے بھائی زبید کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔

ابن سعد کا قول ہے: ان کے چچا وفد میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام لائے۔ پھر یمن لوٹ گئے، پھر مرتد ہوگئے

✿ تجرید (۳۷/۲) ✿ استیعاب (۲۲۴۷) تجرید (۳۶/۲) ✿ استیعاب (۳۸۷/۳)

✿ استیعاب (۲۲۰۱) تجرید (۵۵۳۷) تجرید (۲۷/۲)

اور نحر کے دِن قتل کئے گئے۔ پھر بنو صلت کے بیٹوں کثیرہ زبید اور عبدالرحمن نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

ابن سعد کا قول ہے: حضرت کثیرہ، نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے، وہ معزز تھے اور ان کا حال اچھا تھا، اسی طرح بخاری، ابن ابی حاتم، [1] ابن حبان، عسکری، اور ابن مندہ نے یقین کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے، ابن حبان نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے، بخاری کا قول ہے: انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا، ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد فرمایا: انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، ابن مندہ نے صحیح سند سے نافع تک نقل کیا ہے، فرماتے ہیں، کثیر بن صلت کا نام قلیل تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا نام کثیر رکھا، ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں دوسرے طریق سے بحوالہ ابن عمر نقل کیا ہے، اس میں ہے نبی کریم ﷺ نے ان کا نام رکھا، ابن مندہ نے اسے غریب سمجھا ہے، اس کی سند میں ضعیف راوی ہے۔

پہلا قول زیادہ صحیح ہے، لیکن موصول کے لیے شاہد ہے، فاکہی نے میمون بن حکم کی روایت سے بحوالہ ابن جریج ان کا ذکر کیا ہے۔ اس وجہ سے ان کا ذکر اس قسم میں مشہور ہو گیا ہے۔ گویا وہ اپنے والد کے ہجرت کرنے سے پہلے پیدا ہوئے، اور ان کے ساتھ ہجرت کی، پھر اپنے ملک واپس لوٹ آئے۔ پھر کثیر نے ہجرت کی، حضرت کثیر بن صلت نے اسی طرح بحوالہ ابوبکر، عمر، زید بن ثابت وغیرہ ہجرت کی۔

ان سے یونس بن جبیر اور ابوعلقمہ نے روایت کی، نسائی میں ان کی حدیث ہے۔ صحیح میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ان کا ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدالاضحیٰ کے دِن نکلے..... (الحدیث) اس میں ہے: یہاں تک کہ مروان بن حکم کا دور آ گیا، میں نکلا یہاں تک کہ ہم عیدگاہ پہنچے تو دیکھا کہ کثیر بن صلت نے مٹی اور کچی اینٹوں سے منبر بنایا ہے..... پھر قصہ ذکر کیا۔

محمد بن سلام جمحی [2] نے طبقات الشعراء میں شماخ کی سوانح میں فرمایا: شماخ اور ان کی زوجہ حضرت کثیر بن صلت کے پاس جھگڑے کا فیصلہ کروانے آئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کیا تھا۔ وہ کندہ سے ہیں، بنو جمح میں ان کا شمار ہے، پھر بنو عباس کی طرف منتقل ہو گئے..... پھر قصہ ذکر کیا۔

۷۴۸۱ کثیر بن عباس [3]

ابن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد ہیں، ان کی کنیت ابوتمام ہے، ان کی والدہ رومی ہیں، بعض کا قول ہے: حمیریہ ہیں، ابوعلی بن سکن کا قول ہے: انہوں نے کم سنی میں نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا ہے، ان کا آپ ﷺ سے سماع درست نہیں۔

ابن سعد نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طبقۂ رابعہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کوئی روایت کی ہو، خطابی نے ان لوگوں کی کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے جنہوں نے اور ان کے والد نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی

---

[1] استیعاب (۲۲۰۱) تجرید (۵۵۳۲) تجرید (۲۷/۲)

[2] الجرح والتعدیل (۱۵۳/۷)

[3] اسد الغابہ (٤٤٢٥) استیعاب (۲۲۰۲) تجرید (۲۷/۲)

ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ ابوعلی بن سکن اور ابن مندہ نے بطریق صباح بن یحییٰ، بحوالہ عباس بن کثیر بن عباس عن ابیہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ مجھے، عبداللہ، قثم اور ایک بچے کو جمع کرتے تھے، بازو پھیلا کر فرماتے: ''جو آگے نکل گیا اس کو انعام ملے گا''۔ (الحدیث) [1]

جریر بن عبدالحمید نے ان کی مخالفت کی ہے، فرماتے ہیں: عن یزید بن عبداللہ بن حارث آپ ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد، عبداللہ، عبیداللہ اور کثیر کو قطار میں کھڑا کرتے، پھر فرماتے: ''جو آگے نکل گیا، اسے انعام ملے گا''۔ یہ صباح کی روایت سے زیادہ قوی ہے۔

دوسرے راویوں کا قول ہے: ۱۰ھ میں پیدا ہوئے، یہ ثابت نہیں، دارقطنی نے کتاب الاخوہ میں فرمایا: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرسل حدیث روایت کی، اسی طرح کثیر نے حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، حجاج بن عمرو بن غزیہ انصاری سے روایت کیا، ان سے زہری، اُعرج وغیرہ نے روایت کیا۔

یعقوب بن شیبہ کا قول ہے: اہل مدینہ کے ان لوگوں میں ان کا شمار ہے، جو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے، مصعب زبیری کا قول ہے: فقیہ تھے، صاحب فضیلت ہیں، ان کی اولاد نہیں تھی۔ ابن حبان کا قول ہے: مدینہ میں خلافت عبدالملک میں فوت ہوئے۔

باب کاف کے بعد نون

۷۴۸۲ کنانہ بن عباس

ابن مرداس سلمی، ابن مندہ نے تاریخ میں فرمایا: انہیں دیدار حاصل ہے، معرفۃ الصحابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا، بخاری [2] کا قول ہے: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا۔ ان کے بیٹے نے ان سے روایت کیا، ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے پھر ان سے غافل ہو گئے اور ضعفاء میں ان کا ذکر کر دیا، فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ یہ خلط ملط ان سے ہوا ہے یا ان کے بیٹے سے؟ ان کی حدیث ان کے والد سے عرفہ کی شام اور مزدلفہ کی صبح دعا کے بارے میں ہے، اس میں ہے کہ حاجیوں کے تمام گناہ یہاں تک کہ تبعات بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ان کی حدیث صحیح نہیں۔

۷۴۸۳ کندیر بن سعید

ابن حیوۃ، ابن ابی حاتم [3] نے ان کا ذکر کیا ہے، بیان کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے جاہلیت میں حج کیا، میں ایک شخص

---

[1] معجم الکبیر (۴۲۳/۱۹) مجمع الزوائد (۲۶۳/۵) جامع المسانید والسنن (۴۸۱/۱۰)

[2] تاریخ کبیر (۲۳۶/۱۱) [3] ابن ماجہ (۳۵/۳) [4] الجرح والتعدیل (۱۷۳/۷)

کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا..... (الحدیث) اس میں بہت بڑا وہم ہوا ہے، ان سے ان کے والد سعید کا نام رہ گیا ہے۔ سعید بن کندیر نے صحیح میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن مندہ کا قول ہے: بعض نے کہا: انہیں دیدار حاصل ہے۔ اور ان کی مذکورہ حدیث نقل کی ہے، ان سے بھی ان کے والد کا ذکر رہ گیا ہے، حدیث ان کے والد سے مروی ہے، جیسا کہ گزر چکا ہے، ابن حبان نے ثقات تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

القسم الثالث ازحرفِ کاف - مخضرمین کے بیان میں

باب کاف کے بعد ثاء

۷۴۸۴ کثیر بن عبداللہ بن مالک ❶

ابن ہبیرہ بن صخر بن نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلہ، ابن غریزہ نہشلی کے نام سے معروف ہیں، مرزبانی ❷ نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مخضرمی شاعر ہیں، حجاج کی حکومت تک باقی رہے، یہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کا مرثیہ کہتے ہوئے قصیدہ کہا: ؏

''تیرے والد کی زندگی کی قسم! تو ہرگز بے صبری نہ کرنا، بھلائی ختم ہوگئی ہے صرف تھوڑی رہ گئی ہے۔ لوگ اپنے دین کے بارے میں فتنے میں پڑ گئے اور ابن عفان ایک لمبے شر کو چھوڑ کر گزر گئے۔ امامہ ہم تمہارے پاس بہت دور سے آئے ہیں، محبت نے تم پر بڑی مشقت ڈال دی ہے''۔

ابوفرج اصبہانی ❸ کا قول ہے، مخضرمی شاعر ہیں، جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت عباس ابن مرداس اور ان کے بھائی کے ساتھ طالقان کا جہاد کیا۔ انہوں نے اس کے بارے میں شعر کہے، اس میں سے یہ ہیں: ؏

''پانی کے بادلوں نے گرج کر جوز جان کے جوانوں کی گرنے کی جگہ کو سیراب کیا ہے، میں نے رات کا سفر اس لیے اختیار نہیں کیا کہ میں اپنے پڑوسی کی شادی پر پہنچوں اور نہ اپنی قوم پر اپنی زبان سے چرچا کیا ہے، لیکن میں ایسا ہوں کہ جب لوگ مجھے بھڑکاتے ہیں، پڑوسی کا محافظ ہوں اور بلند شان والا ہوں''۔

۷۴۸۵ (ز) کثیر بن قُلیب صدفی

اُعرج، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: فتح مصر میں شریک تھے۔

۷۴۸۶ کثیر بن مرہ حضرمی ❹

حمص میں فروکش ہوئے، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابوزرعہ نے اس طبقہ علیا میں ان کا ذکر کیا ہے جو صحابہ سے ملا ہوا ہے۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ❺ کا قول ہے: کثیر بن مُرّہ، ابوشجرہ حضرمی۔ انہوں نے معاذ سے سنا، ان کی ایک مرفوع حدیث ہے، جسے انہوں

---

❶ اسد الغابہ (٤٤٢٦) تجرید (٢٧/٢) ❷ معجم الشعراء (٢٤٠) ❸ الأغانی (٢٧٨/١١)

❹ اسد الغابہ (٤٤٢٩) تجرید (٢٨/٢) ❺ التاریخ الکبیر (٢٠٨/٤)

نے مرسل نقل کیا ہے۔ عبدان مروزی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اسی وجہ سے ابوموسیٰ نے کہا: ان کے علاوہ کسی نے ان میں ان کا ذکر نہیں کیا، وہ تابعی ہیں، اسی طرح خلیفہ، ابن خیاط، ابن سمیع، ابن سعد، ابن حبان وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

عسکری کا قول ہے: ابن ابی خیثمہ نے ان صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو اپنی کنیت سے معروف ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح بغوی نے کنیتوں میں ان کا ذکر کیا ہے، لیکن انہوں نے ان کا یہ نام لیا ہے: کثیر بن مرہ۔ پھر فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں شک ہے۔ قدیم الاسلام ہیں، پھر بطریق ابی زاہریہ، بحوالہ ابوشجرہ ان کی ایک حدیث ذکر کی، ان کا نسب بیان نہیں کیا، نہ ہی ان کا نام لیا ہے۔ کنیتوں میں اس کا بیان آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

نصر بن علقمہ بن محفوظ کے نسخہ میں، بحوالہ ابن عائذ مروی ہے، فرماتے ہیں: کثیر بن مرہ فرماتے ہیں: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے فقہی مسائل بیان کرتے تھے، ہم لوگ اس وقت جابیہ میں تھے مومن کون لوگ ہیں؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے برسام والے! تم ایسا سوال کرتے ہو؟ میں تو تمہیں اس سے زیادہ سمجھدار سمجھتا تھا، مومن وہ لوگ ہیں جو اسلام لانے کے بعد نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور روزے رکھیں۔

کثیر نے بھی بحوالہ عمرو بن عبادہ، عوف بن مالک وغیرہ سے روایت کیا، ان سے شریح بن عبید، خالد بن معدان، مکحول اور دوسرے لوگوں نے روایت کیا۔

لیث نے بحوالہ یزید بن ابی حبیب فرمایا: عبدالعزیز بن مروان نے کثیر بن مرہ کو خط لکھا، انہوں نے ستر (۷۰) بدری صحابہ کا زمانہ پایا، ابن سعد، عجلی، نسائی [1] وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا ہے، اصحاب سنن اور بخاری نے قراءۃ خلف الامام کے بارے میں ان کی حدیث نقل کی ہے، ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو ہجرت کے آٹھویں عشرے میں فوت ہوئے۔

باب کاف کے بعد راء

۷۴۸۷ کردوس بن عمرو [2]

بعض نے کہا: ابن ہانی، بخاری نے بطریق شعبہ مختصر ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: کردوس بن ہانی، مجھ سے سلیمان نے بحوالہ کردوس بن عمرو فرمایا: وہ سابقہ کتب کا مطالعہ کرتے تھے، ابن ابی داؤد نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بطریق کردوس بن عمرو روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ بندے کو اس لیے آزماتا ہے اور وہ اس سے محبت کر رہا ہوتا ہے تاکہ اس کی آواز سنے۔ [2]

اسے ابونعیم نے بطریق زائدہ بحوالہ کردوس نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں انجیل میں لکھا ہوا پاتا، جب میں اسے پڑھتا: بے شک اللہ تعالیٰ بندے کو ایسی چیز سے آزماتے ہیں جسے وہ ناپسند کرتا ہے، کیونکہ وہ اس سے محبت کرتے ہیں تاکہ دیکھیں کہ وہ اس کی طرف کیسے عاجزی کرتا ہے۔ اس روایت میں ایسی کوئی بات نہیں جس سے ان کا صحابی ہونا ثابت ہو۔ لیکن اس سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے

---

[1] نسائی، کتاب البیعة، باب الحث علی الهجرة (الحدیث: ٤١٦٧)

[2] تجرید (٢٩/٢) [2] جامع المسانید والسنن (٤٩٦/١٠) اسد الغابه (٥٢٣/٣)

نبوت کا زمانہ پایا۔ بعض کا قول ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کردوسیہ کے مشہور علاقے سواد میں انہیں زمین کا ٹکڑا دیا۔ بعض کا قول ہے: وہ اس کی طرف منسوب ہے۔

ابونعیم نے انہیں اس کردوس سے ملا دیا ہے، جن کی حدیث مروان بن سالم نے بحوالہ ابن کردوس، عن ابیہ نقل کی ہے۔
ابوموسیٰ نے ان دونوں میں فرق کیا ہے۔ انہوں نے ٹھیک کیا، ابن اثیر [1] نے اس پر نکیر کی ہے، انہوں نے درست نہیں کیا کیونکہ وہ دو ہیں۔

۷۴۸۸ (ز) کرز بن ابی حبة

ابن اصحم بن عائذ بن ثعلبہ بن قرہ بن جیش بن عمرو عذری، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ہدبہ بن خشرم اور زیادہ بن زید کے دادا ہیں، جو کرز کے بیٹے ہیں، ہدبہ اور ان کے چچا زاد زیادہ میں کوئی رنجش تھی، ہدبہ نے اسے عمداً قتل کر دیا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے سات سال تک قید رکھا، یہاں تک کہ مسور بن زیادہ بالغ ہوگیا تو اس نے سعید بن العاص سے قصاص طلب کیا، انہوں نے اسے اس کے سپرد کر دیا، اس نے اسے حرہ میں قتل کر دیا۔ ہدبہ کے اس بارے میں اشعار ہیں، مذکورہ قصہ کامل المبرّد وغیرہ میں ہے۔

۷۴۸۹ کریب بن أبرھه [2]

ابن صباح بن مرثد بن یکف اُصحی، ابورشدین، ابن عساکر کا قول ہے: ان کی کنیت ابورشدین ہے، بعض کا قول ہے: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ بغوی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں بطریق علی جہضمی، عن کریب بن ابرہہ اُصحی، جو اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں، عن ابی رحیانہ، جو صحابی ہیں، فرماتے ہیں: ''تکبر، حق کو ٹھکرانا اور لوگوں کو نظروں سے گرانے کا نام ہے''۔ [2]

ابن عساکر [3] نے اسے بطریق بغوی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: اس میں تین وہم ہیں: ان میں سے ایک یہ قول ہے: سعید ابن مُرّہ، صحیح یہ ہے کہ سعید بن مرثد، دوسرا یہ قول ہے: عن حوشب، صحیح عبدالرحمٰن بن حوشب ہے، تیسرا یہ کہ ان سے کریب اور ابن حوشب کے درمیان ایک شخص رہ گیا ہے، وہ ثوبان بن شہر ہیں۔
اسے یعقوب بن سفیان نے ابویمان اور علی بن عیاش نقل کیا ہے، دونوں نے صحیح قول کے مطابق حریز بن عثمان سے نقل کیا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: عن سعید بن مرثد، میں نے عبدالرحمٰن بن حوشب سے سنا کہ بحوالہ ثوبان بن شہر حدیث بیان کر رہے تھے کہ میں نے کریب بن ابرہہ سے سنا، وہ عبدالملک کے ساتھ بدیرمرّان کی چھت پر بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے تکبر کا ذکر کیا تو کریب نے فرمایا: میں نے ابوریحانہ سے فرماتے ہوئے سنا: جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس میں تھوڑا سا بھی کبر ہو، ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! مجھے یہ پسند ہے کہ میرے کوڑے کا دستہ اور میرے جوتے کا تسمہ اچھا ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ تکبر نہیں، اللہ تعالیٰ جمیل

---

[1] اسد الغابہ (۵۲۲/۳) [2] اسد الغابہ (۴۴۴۸) تجرید (۲۹/۲)
[2] مجمع الزوائد (۸۵۸۸) الدر المنثور (۱۱۵/۴)
[3] مختصر تاریخ دمشق (۱۶۸/۲۱) طبقات الکبریٰ (۱۴۴/۷) مختصر تاریخ دمشق (۱۶۶/۲۱)

ہے، جمال کو پسند کرتا ہے۔ تکبر، حق کو جھٹلانا اور لوگوں کو نظروں سے گرانے کا نام ہے''۔ [1]

پھر ابن عساکر نے سند میں ان کے اس قول کہ کریب بن ابرہہ، اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں، تردد ہے، ہم نے اسے کئی طرق سے روایت کیا ہے۔ یہ اضافہ اس میں شامل نہیں ہے۔

بخاری، عجلی، ابن ابی حاتم، ابن حبان وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے بحوالہ جعفر مستغفری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ابی حاتم کے علاوہ کسی نے ان کا صحابی ہونا ثابت نہیں کیا، اسی طرح فرماتے ہیں: ہم نے ان کے والد کی کتاب میں سے کچھ نہیں دیکھا۔ کریب نے بھی بحوالہ ابودرداء مرّہ بن کعب، کعب احبار روایت کیا، ان سے ثوبان بن شہر، سلیم بن عقر، ہیثم بن خالد وغیرہ نے روایت کیا۔

ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک تھے، جیزہ میں انہیں حکومت کی طرف سے گھر ملا، جہاں تین سو (۳۰۰) کے بعد تک ان کا محل وہاں رہا، عبدالعزیز کی طرف سے کریب اسکندریہ کے رابطے پر مامور تھے، اور اپنے مصر کے زمانے میں صاحبِ شرافت تھے۔

بطریق یعقوب بن عبداللہ بن اُشج مروی ہے: میں عبدالعزیز بن مروان کے دور میں مصر آیا۔ میں نے کریب بن ابرہہ کو اس کے پاس سے جاتے ہوئے دیکھا، ان کی سواری کے ساتھ پانچ سو (۵۰۰) حمیر کے نوجوان بھاگ رہے تھے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: کریب بن ابرہہ، رشدین کے والد ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام میں حمیر کے سردار تھے۔ صفین میں شریک ہوئے، حجاج کا زمانہ پایا، وہ بہت بوڑھے تھے۔

ابوعمر کا قول ہے: ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے، انہوں نے صرف صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی، اس کے ساتھ انہوں نے شام کے کبار تابعین سے بھی روایت کی، ان میں سے کعب احبار، سلیم بن عامر، مرہ بن کعب وغیرہ ہیں۔ ابن یونس کا قول ہے: کریب ۷۸ھ میں فوت ہوئے۔ یعقوب بن سفیان نے بحوالہ یحییٰ بن بکیر ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: میرا خیال ہے کہ وہ ۵۸ھ میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: میں نے اس قسم میں ان کا ذکر کیا ہے، کیونکہ ابن کلبی نے ان کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے حجاج کا زمانہ پایا اور بہت بوڑھے تھے، حجاج اس کے بعد تیرہ (۱۳) یا سولہ (۱۶) برس زندہ رہے۔ اس اعتبار سے انہیں ادراک حاصل ہے۔ پھر میں نے تاریخ ابن عساکر میں ایسی روایت پائی جس سے اس کا پتہ چلتا ہے اور یزید بن ابی حبیب تک اپنی سند میں ذکر کیا ہے کہ عبدالعزیز بن مروان نے کریب سے کہا: کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جابیہ میں خطبے کے وقت آپ موجود تھے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

۷۴۹۰ کریب بن صباح حمیری [2]

صفین کے دن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے، یہ عمرو بن شمر کا قول ہے، میں نے ذہبی کی تحریر سے اسے پڑھا ہے، وہ ابن عساکر [3] کے حوالے سے مشہور ہے۔ پھر ابراہیم بن دیزیل کی کتاب صفین میں ذکر کیا اور بطریق عمرو بن شمر، بحوالہ

---

[1] الطبقات الکبریٰ (۱٤٤/۷) مختصر تاریخ دمشق (۱٦٦/۲۱) [2] تجرید (۳۰/۲) [3] مختصر تاریخ دمشق (۱٦۸/۲۱)

صعصعہ بن صوحال نقل کیا ہے کہ کریب بن صباح نے صفین کے دن مبارزت طلب کی، وہ شام میں لوگوں میں سب سے بڑے جنگجو تھے، ان سے لڑنے ایک ایک کر کے تین شخص آئے، اس نے انہیں قتل کر دیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے میں آئے اور اسے قتل کر دیا۔

میں کہتا ہوں: ان کے قصے میں ایسی کوئی بات نہیں جس سے معلوم ہو کہ وہ صحابی ہیں، نہ ان کے زمانہ نبوت پانے کا پتہ چلتا ہے، اس لیے میں نے احتمال کی وجہ سے اس قسم میں ذکر کر دیا ہے۔

باب کاف کے بعد عین

۷۴۹۱ (ز) کعب بن جعیل

ابن قمیر بن عجرہ بن ثعلبہ بن عوف بن مالک بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب تغلبی، مشہور شاعر ہیں، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کا خیال ہے کہ بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آنے والا قصہ ذکر کیا ہے، جس میں انہوں نے ان سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا۔

میں کہتا ہوں: زبیر نے وہ واقعہ اپنے چچا مصعب سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: لوگوں کا کہنا ہے کہ امیر معاویہ نے کعب بن جعیل سے فرمایا: شاعر کا کوئی زمانہ نہیں ہوتا، عبدالرحمٰن تمہارا دوست تھا اب جب اس کی وفات ہو گئی ہے تو تم اسے بھول گئے ہو، وہ کہنے لگے: میں نے تو ایسا کچھ نہیں کیا، پھر انہیں وہ اشعار سنائے جو انہوں نے ان کے مرثیے میں کہے تھے۔ ابن عساکر فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن بن خالد کے بارے میں ان کے مدحیہ قصائد ہیں اور اتنا عرصہ زندہ رہے یہاں تک کہ ولید بن عبدالملک کے پاس آئے، وہ شام کے شاعر تھے۔ جیسے نجاشی حارثی اہل کوفہ کا شاعر تھا، جنگ صفین میں دونوں کے درمیان سوال و جواب ہوئے۔

میں کہتا ہوں: میرے پاس جو ''معجم البغوی'' کا نسخہ ہے اس میں مجھے ان کا نام نہیں ملا، پھر ابن فتحون کی کتاب کے نسخے میں مل گیا۔ مطین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور امیر معاویہ کے ساتھ ان کا واقعہ ذکر کیا۔ خطیب اور ابن ماکولا وغیرہ نے ان کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا کہ امیر معاویہ کے دور میں تھے۔ محمد بن سلام نے شعراء اسلام کے تیسرے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بعید نہیں کہ انہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ مرزبانی [1] لکھتے ہیں: اسلام کے آغاز میں وہ عجیب الکلام شاعر تھے، اہل شام کے شاعر تھے، امیر معاویہ کے ساتھ جنگ صفین میں تھے، انہوں نے یہ شعر کہے: ؏

''خاندان کے گزر جانے کے بعد میں ان کی مجلس میں شریک رہا اور اشعار کو نقل کرنے والوں کے طریقے پرانے ہو گئے، جو گزر گیا میں اسے لوٹا سکنے والا نہیں، جیسے دودھ دوہنے والا دودھ کو تھن میں نہیں لوٹا سکتا''۔ [2]

۷۴۹۲ (ز) کعب بن خفاجہ

ابن عمرو بن عقیل..... عامری عقیلی، توبہ بن حمیر بن کعب مشہور شاعر کے دادا ہیں، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، عبدالملک بن

---

[1] معجم الشعراء (۲۳۳) [2] مختصر تاریخ دمشق (۱۷۰/۲۱)

مروان کے زمانے میں توبہ کا پہلی اخیلیہ کے ساتھ قصہ مشہور ہے۔

۷۴۹۳ (ز) کعب بن ربیعہ سعدی

مشہور شاعر ہیں۔ وہ مخضرم ہیں، حرف میم میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۴۹۴ کعب بن سور[1]

ابن بکر بن عبید بن ثعلبہ بن سلیم بن ذُہل بن لقیط بن حارث بن مالک بن فہم بن غنم بن دوس، اَزدی، ابن ابی حاتم[2] کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ابن ابی حاتم کے بعد بصرہ کا قاضی بنا دیا۔ بخاری[3] کا قول ہے: جمل کے دِن قتل ہوئے، ابن حبان کا قول ہے۔

یہ بصرہ کے پہلے قاضی ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے دورِ نبوی پایا ہے، جبکہ ابن ابی حاتم بحوالہ ابوزرعہ فرماتے ہیں: یہ صحابی نہیں ہیں۔ ابوعمر کا قول ہے کہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمان تھے لیکن آپ کا دیدار نصیب نہیں ہوا۔ اکابر تابعین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کا ایک عجیب واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرہ کا قاضی بنا دیا تھا۔ ہوا یہ کہ ایک دفعہ ایک خاتون فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اپنے خاوند کی شکایت کرنے آئی وہ کہنے لگی: میرا خاوند رات بھر قیام کرتا اور دن بھر روزہ رکھتا ہے لیکن چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ایسا کرتا ہے اس لیے مجھے آپ سے اس کی شکایت کرنا اچھا نہیں لگتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی بات کا مقصد نہ سمجھ پائے۔ وہیں یہ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے بتایا یہ خاتون اس بات کی شاکی ہے کہ اسے اپنے خاوند سے حق نہیں ملتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ ان میں تم ہی فیصلہ کر دو، تو انہوں نے عورت کے لیے چار ایام میں سے ایک دِن اور چار راتوں میں سے ایک شب کا فیصلہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اس کی وجہ دریافت فرمائی۔ انہوں نے کہا: چونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد (مومن) کے لیے صرف چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی ہے، تو (اگر اس کی چار بیویاں ہوتیں تو ان میں) اس کے حصہ میں ایک رات آتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے حد خوش ہوئے اور انہیں قاضی بنانے کا فرمان جاری کر دیا۔ یہ اس واقعہ کا عجوبہ پن تھا۔ اسی واقعہ کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے محمد بن سیرین کے طریق سے اور شعبی نے بھی روایت کیا ہے۔

اور زبیر بن بکار نے ''موفقیات'' میں محمد بن معن کے طریق سے، جبکہ ابن درید نے ''الاخبار المنثور'' میں ابوحاتم بجستانی سے بحوالہ ابوعبید نقل کیا ہے اس کے اور بھی طرق ہیں۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: ان سے یزید بن عبداللہ بن شخیر وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ کعب بن سور نے جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فوج کا ساتھ دیا۔ جب لوگ دونوں جانبوں سے صف آراء ہوئے تو کلام شریف لے کر دونوں گروپوں کو جنگ سے باز رہنے کا قرآنی واسطہ دے رہے تھے، اتنے میں ایک ہوائی تیر آیا جس کے لگنے سے شہید ہو گئے۔ جنگ جمل ۳۶ھ جمادی الاولیٰ میں ہوئی۔

---

[1] اسد الغابہ (٤٤٦٢) تجرید (٣١/٢)

[2] الجرح والتعدیل (١٦٢/٧)

[3] تاریخ کبیر (٢٢٣/٤)

۷۴۹۵ کعب بن عاصم صدفی

بقول ابن یونس فتح مصر میں شریک ہوئے، فتح مصر کی کتب میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

۷۴۹۶ کعب بن عبداللہ

ابن عمرو بن سعد بن صریم انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا۔ ان کے بیٹے عبداللہ بن کعب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے شہید ہوئے، انہی کے ہاتھ جھنڈا تھا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے، ان کے بھائی خالد بن عبداللہ بن عمرو جاہلیت کے شاعر تھے ان کا بھی ابن کلبی نے تذکرہ کیا ہے۔ تاریخ بخاری [1] میں ہے: کعب بن عبداللہ العبدی۔ اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی جرابوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دیکھا تھا (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ جرابیں پہنے تھے پہلے سے وضو تھا گرد وغبار دور کرنے کے لیے آپ نے ان پر تر ہاتھ پھیرا تھا نہ کہ بطور مسح علی الخفین جیسا کہ بعض لوگ سمجھیں گے۔ اس واسطے کہ جن روایات میں مسح علی الجوربین کا ذکر ہے وہ درجہ کے اعتبار سے کمزور ہیں۔ تفصیل کے لیے ''نمازِ پیغمبر'' دیکھیں۔ [عامر تقی ندوی]) پھر اس روایت کو بطریق ثوری زبرقان سے بحوالہ ان کے نقل کیا ہے، گویا وہ یہی ہیں۔

۷۴۹۷ کعب بن ماتع [2]

الحمیری۔ ابواسحاق ''کعب احبار'' سے مشہور ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: انہیں کعب الحبر بھی کہا جاتا ہے۔ کنیت ابواسحاق تھی۔ آلِ ذی رعین یا ذوالکلاع سے تعلق تھا۔ طبرانی نے یحیٰی بن ابی عمرو شیبانی کے طریق سے بحوالہ عوف بن مالک روایت کی ہے کہ وہ ذوالکلاع کے کندھے پر ہاتھ رکھے مسجد میں داخل ہوئے، کعب لوگوں سے وعظ کر رہے تھے تو عوف نے ذوالکلاع سے کہا کیا تم اپنے بھتیجے کو ایسا کرنے سے روک نہیں سکتے؟ پھر آنے والی حدیث ذکر کی۔ کعب نے دورِ نبوت اس وقت پایا جب وہ بھرپور جوان مرد آدمی تھے، صدیق اکبر یا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اسلام لائے، بقول بعض زمانہ نبوی میں مسلمان ہوئے۔ بہرکیف راجح قول یہ ہے کہ وہ خلافت فاروقی میں مشرف با اسلام ہوئے تھے۔ چنانچہ ابن سعد بطریق علی بن زید بن جدعان سعید بن المسیّب سے روایت کرتے ہیں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کعب سے فرمایا کہ تم عہد نبوی اور صدیقی میں مسلمان کیوں نہیں ہوئے؟ بلکہ عہد فاروقی میں اسلام لائے ہو؟ انہوں نے فرمایا: میرے والد نے میرے لیے تحریر لکھی تھی۔

رشاطی نے بحوالہ کعب اَحبار نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو میں ان کے پاس آیا اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے مجھے بتایا، تو میں مسکرایا، انہوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا: جو کچھ ہمارے پاس ہے اس کے موافق ہے، میں اسلام لایا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی، اور اپنے قریب کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی، پھر میں اپنے اسلام پر قائم رہا، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہجرت کی، اے کاش! میں ہجرت میں سبقت حاصل کرتا۔ [3]

واقدی کے سیر میں محمد بن شجاع ثلجی کی ان سے مروی روایت میں بحوالہ عمرو بن عبداللہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: کعب نے فرمایا: جب

---

[1] التاریخ الکبیر (۲۲٤/٤) [2] اسد الغابہ (٤٤٧٧) تجرید (۳۳/۲)

[3] مختصر تاریخ دمشق (۱۸۰/۲۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن آئے.... پھر اسی مفہوم میں اور اس سے زیادہ مکمل ذکر کیا۔

ابو مسہر کا قول ہے: کئی راویوں نے اسے مجھ سے بیان کیا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا مسکن یمن تھا، پھر اسی مفہوم میں روایت نقل کی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، پھر شام آ گئے اور وہیں وفات پا گئے۔

سیف نے اپنی اسانید سے ذکر کیا ہے کہ وہ ۱۲ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلام لائے۔

ابن سعد نے حسن سند سے بحوالہ سعید بن مسیب نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلام لانے سے کس نے روکا؟ انہوں نے فرمایا: میرے والد نے تورات میں سے میرے لیے ایک تحریر لکھی اور فرمایا: اس پر عمل کرو، تمام کتابوں پر مہر لگا دی مجھ سے وعدہ لیا کہ میں اس کی مہر نہیں توڑوں گا، جب میں نے دیکھا کہ اسلام پھیل چکا ہے تو میں نے کہا: شاید میرا والد مجھ سے علم کو غائب رکھنا چاہتے ہیں، پھر میں نے انہیں کھولا تو اس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اُمت کی صفت تھی، تو میں اب مسلمان ہو گیا۔

ہم نے مجالست میں حسن سند سے بحوالہ عبداللہ بن غیلان نقل کیا ہے کہ مجھ سے نیک بندے کعب احبار نے بیان کیا۔

ابن ابی خیثمہ نے حسن سند سے بحوالہ ایک صحابی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت کعب وعظ کیا کرتے تھے، انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث معلوم ہوئی کہ امیر یا وہ شخص جسے امیر نے مقرر کیا ہو یا متکبر کے علاوہ کوئی وعظ بیان نہیں کرتا، [1] تو انہوں نے وعظ ترک کر دیا، یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا تو وہ اس کے بعد وعظ کہنے لگے۔

انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل اور حضرت عمر، حضرت صہیب، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے حدیث نقل کی، ان سے صحابہ میں سے حضرت ابن عمر، ابوہریرہ، ابن عباس، ابن زبیر، معاویہ رضی اللہ عنہم اور کبار تابعین میں سے ابورافع صائغ، مالک بن عامر، سعید بن مسیب، ان کی بیوی کا بیٹا، تبیع حمیری، اور ان لوگوں میں سے جو ان کے بعد ہیں: عطاء، عبداللہ بن ضمرہ سلولی، عبداللہ بن رباح انصاری اور دوسرے لوگوں نے روایت کیا۔

ابن سعد نے اہل شام کے تابعین کے طبقہ اولیٰ میں فرمایا، وہ پہلے یہود کے دین پر تھے پھر اسلام لے آئے، اور مدینہ آ گئے، پھر شام چلے گئے اور حمص میں رہائش پذیر ہوئے، کہتے ہیں: ابن درداء نے کعب سے ذکر کیا کہ ابن حمیریہ کے پاس بہت سا علم ہے، اور بحوالہ ابن عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر فرماتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سن لو! ابودرداء صاحب حکمت ہیں اور کعب اُحبار صاحب علم ہے۔ بے شک اس کے پاس ایسا علم ہے جیسے سمندر، اگرچہ ہم اس کے بارے میں کوتاہی کرنے والے ہیں۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ان کے پاس مختار کا سر لایا گیا، میری حکومت میں جو واقعہ بھی پیش آیا، کعب نے مجھے اس کے بارے میں خبردار کیا، انہوں نے مجھے بتایا کہ مجھے ثقیف کا ایک شخص قتل کرے گا، یہ اس کا سر میرے سامنے ہے۔ انہیں معلوم نہیں تھا کہ حجاج ان کے لیے پوشیدہ ہے، اسے فاکہی وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ طبرانی نے بطریق ازرق بن قیس، بحوالہ عوف بن مالک نقل کیا ہے کہ وہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ وعظ و نصیحت کر رہے تھے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”لوگوں کے سامنے سوائے امیر یا اس شخص کے جسے امیر حکم دے یا بناوٹ کرنے والے کے کوئی وعظ و نصیحت نہ

[1] ابوداؤد (۳۶٦٥)

کرے۔[1] تو وہ وعظ ونصیحت کرنے سے رُک گئے۔ یہاں تک کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اس کا حکم دیا۔

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں: میں نے معاویہ کو مدینہ میں قریش کے ایک خاندان سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، کعب نے ذکر کیا، فرماتے ہیں: اہل کتاب میں سے محدثین سب سے زیادہ سچے ہوتے ہیں، اس کے باوجود ہم انہیں پرکھتے ہیں کہ کہیں اس میں کذب تو نہیں، بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے نقل کیا ہے کہ کذب سے مراد اس چیز کا عدم وقوع ہے، جس کے بارے میں خبر دی گئی کہ وہ واقع ہوگا، اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ جھوٹ گھڑلیں۔ ابن ابی خیثمہ نے حسن سند سے بحوالہ قتادہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حذیفہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ کعب فرماتے ہیں: آسمان قطب پر چکی کی طرح گردش کر رہا ہے، انہوں نے فرمایا: کعب نے جھوٹ کہا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو ٹلنے سے تھامے ہوئے ہے﴾۔[2]

صحیح میں کئی مقامات پر ان کا ذکر ہے، اس میں سے یہ ہے کہ مسلم کے ہاں، حدیث اعمش میں، بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: ''جب بندہ اللہ کا اور اپنے موالی کا حق ادا کرتا ہے تو اس کے لیے دو اجر ہیں''۔[3] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے: میں نے اسے کعب سے بیان کیا، فرماتے ہیں: اس پر اور مومن جو دنیا سے بے رغبت ہو اس پر کوئی حساب نہیں۔

ابن ابی دنیا نے بطریق اسامہ بن زید، عن ابی معن نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: عبداللہ بن سلام کعب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں ملے، انہوں نے پوچھا: اے کعب! علماء کون ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ لوگ جو علم پر عمل کرتے ہیں، انہوں نے کہا: علماء کے دلوں سے علم کس چیز سے جاتا ہے؟ انہوں نے کہا: طمع، نفس کے شر اور لوگوں سے حاجات طلب کرنے سے۔ انہوں نے فرمایا: آپ نے سچ کہا۔ ابن عساکر نے مسند محمد بن ہارون رویانی سے بطریق ابن لہیعہ، بحوالہ ابو اسود نقل کیا ہے کہ قوم جالوت کے سردار نے ان سے کہا: جو کچھ بھی تم کعب سے ذکر کرتے ہو کہ وہ ہوگی تو وہ ضرور ہوگی، اگر انہوں نے تم سے کہا: وہ تورات میں لکھا ہوا ہے تو انہوں نے تم سے جھوٹ کہا ہے، اس لیے کہ تورات تمہاری کتاب کی طرح ہے سوائے اس کے کہ تمہاری کتاب جامع ہے: ﴿اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے﴾[4] تورات میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سب پرندے اور شجر وغیرہ وغیرہ تسبیح کرتے ہیں، کعب بنی اسرائیل کے انبیاء کی کتب اور ان کے صحابہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں تو ایسا ہی ہے جو تم اپنے نبی اور صحابہ کے بارے میں بیان کرتے ہو۔

ابن سعد کا قول ہے: حمص میں ۳۲ھ میں وفات پائی۔ فرماتے ہیں: کئی لوگوں نے ان کی تاریخ وفات نقل کی ہے، ابن حبان نے ثقات میں فرمایا: ۳۴ھ میں وفات پائی، بعض نے کہا: ۳۲ھ۔ ان کی عمر ایک سو چار (۱۰۴) سال تھی، بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: حسن یعنی ابن رافع نے بحوالہ ضمرہ اور وہ ابن ربیعہ ہیں اور ابن عیاش وہ اسماعیل ہیں، اس وقت خلافت عثمانی کا ایک سال باقی تھا۔

میں کہتا ہوں: یہ ابن حبان کے موافق ہے، کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۳۵ھ کے آخر میں شہید ہوئے، ابن سعد کا قول ہے: ۳۲ھ میں حمص میں وفات پائی۔

---

[1] ابن ماجه (٣٧٥٣) [2] سورة فاطر الآية (٤١) [3] مسلم (٤٣) [4] سورة الجمعة الآية (١)

باب کاف کے بعد لام

۷۴۹۸ (ز) کلح ضبّی

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا اور فتوح عراق میں شہید ہوئے، یہ وہی ہیں جنہوں نے پل اٹھایا یہاں تک کہ باندھا گیا، وہ مثنی ابن حارثہ، عاصم بن عمرو، مذعور عجلی.... سیف بن عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب کاف کے بعد میم

۷۴۹۹ (ز) الکمیت بن ثعلبہ

ابن نوفل بن نضلہ بن اُشتر بن حجوان بن فقعس بن طریف بن عمرو بن قعین بن حارث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ اُزدی، ابو عبیدہ کا قول ہے: الکمیت تین شاعروں میں سے ہیں: ان میں سے پہلے یہ ہیں وہ مخضرمی ہیں، اسی طرح مرزبانی [1] نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: وہ بعد والے کے جد ہیں، تیسرے کمیت بن زید ہیں، وہ ان سب سے زیادہ شعر کہنے والے اور ان سب سے زیادہ مشہور ہیں، وہ اموی حکومت کے شعراء میں سے ہیں۔ ۱۲۲ھ میں وفات پائی۔

۷۵۰۰ (ز) الکمیت بن معروف

ابن کمیت بن ثعلبہ فقعسی، مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مخضرمی ہیں، ان کی کنیت ابوایوب ہے۔ انہوں نے سالم بن دارہ کے قصے میں یہ شعر کہا۔

مذکور ہے کہ وہ اپنے جد کی طرف منسوب ہیں، پہلا قول زیادہ ثابت ہے۔ ان کے یہ اشعار نقل کیے ہیں: ؏

"تم لوگ اس میں زیادہ نہ جھگڑو کیونکہ جو کچھ ابن دارہ نے کہا ہے، اس سب کو تلوار نے مٹا دیا ہے"۔

مذکور ہے کہ وہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں، پہلا قول زیادہ ثابت ہے:

"تھوڑی دیر رکنے والے کے ساتھ میں نیکی نہیں کرتا اور نہ اپنے آپ کو غیب سمجھتے ہوئے دیکھنے والے کے لیے سامان مہیا کرتا ہوں۔ بعض دوستوں سے نزدیکی کی اکتاہٹ کی وجہ سے مانوس ہوتا ہوں تو محبت کے ذریعے ان سے ملنے میں تاخیر کرتا ہوں"۔

۷۵۰۱ (ز) کمیل بن حبان بن سلمہ

حرف حاء کی قسم اوّل میں ان کے والد کا نام گزر چکا ہے۔ اس کا بیان کنیتوں میں ابو یزید لقیطی کے سوانح میں آئے گا کہ وہ اس قسم میں سے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

---

[1] معجم الشعراء (۲۲۷)

۷۵۰۲ (ز) کمیل بن زیاد

ابن نہیک، بعض کا قول ہے: ابن عبداللہ نخعی، مشہور تابعی ہیں، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابن ابی خیثمہ اور خلیفہ بن خیاط کا قول ہے: ۸۲ھ میں وفات پائی۔ ابن ابی خیثمہ نے اضافہ کیا ہے وہ ستر (۷۰) برس کے تھے، اس طرح ہوگا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں سے اٹھارہ (۱۸) سال پائے، انہوں نے حضرت عمر، علی، ابن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کی۔

ان سے عبدالرحمٰن بن عابس، ابواسحاق سبیعی، اعمش وغیرہ نے روایت کیا۔

ابن سعد [1] کا قول ہے: صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے، وہ صاحب شرافت، اطاعت گزار، ثقہ اور کم احادیث روایت کرنے والے تھے، ابن معین اور ایک جماعت نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے، ابن عمار کا قول ہے: شیعہ کے رؤساء میں سے تھے، ابن ابی دنیا نے بطریق اعمش نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہیثم بن اسود حجاج کے پاس آئے، انہوں نے ان سے کہا: کمیل بن زیاد کا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: وہ بہت بوڑھے ہیں اور گھر میں رہتے ہیں، انہوں نے کہا: تو وہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: وہ بہت بوڑھے ہیں اور بہک گئے ہیں، انہوں نے اسے بلایا اور کہا: تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہو؟ انہوں نے کہا: تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا کیا؟ انہوں نے مجھے طمانچہ مارا تو میں نے قصاص طلب کیا۔ انہوں نے کہا: بدلہ لے لو تو میں نے معاف کر دیا۔ فرماتے ہیں: حجاج نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ جریر کا بحوالہ جریر قول ہے کہ حجاج نے کمیل بن زیاد کو طلب کیا تو وہ بھاگ گیا، انہوں نے ان کی قوم کے عطیات روک لیے۔ جب کمیل نے یہ دیکھا تو کہا: میں بہت بوڑھا ہوں میری عمر ختم ہو چکی ہے یہ مناسب نہیں کہ میری وجہ سے میری قوم کے عطیات رُک جائیں تو وہ حجاج کے پاس گیا، میں چاہتا ہوں کہ تمہارے اوپر اچھا لباس دیکھوں۔ اس نے کہا: میری عمر میں سے تھوڑا باقی رہ گیا ہے۔ جو فیصلہ تم نے کرنا ہے کرلو، وعید سنانے والا تو اللہ تعالیٰ ہے۔ مجھے امیر المؤمنین نے خبر دی ہے کہ تم میرے قاتل ہو، انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ تم ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا۔ اس کی گردن مار دو، چنانچہ اس کو قتل کر دیا گیا۔

باب کاف کے بعد نون

۷۵۰۳ (ز) کنانہ بن بشر

ابن غیاث بن عوف بن حارثہ بن قتیرہ بن حارثہ بن تجیب تجیبی۔ ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک ہوا، فلسطین میں ۳۶ھ میں قتل ہوا، ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا، میں نے اس کا ذکر کر دیا ہے، کیونکہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن ملجم کا ذکر کیا ہے، کیونکہ اس نے نبوت کا زمانہ پایا۔ مناسب ہے کہ ان دونوں سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں لکھی گئی کتاب پاک ہو، ولید بن عقبہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مرثیے میں اس شعر میں کنانہ کی طرف اشارہ کیا ہے: ع

''سنو! تین کے بعد سب سے بہترین شخص اس تجیبی کے ہاتھوں جو مصر سے آیا تھا، قتل ہونے والا ہے''۔

[1] طبقات کبریٰ (۳۳/۵)

باب کاف کے بعد ھاء

۷۵۰۴ کھمس ھلالی [1]

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، ان سے معاویہ بن قرہ نے روایت کیا۔

باب کاف کے بعد واؤ

۷۵۰۵ الکواء یشکری

عبداللہ کے والد ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے۔ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، بلاذری نے بطریق عوانہ بن حکم ذکر کیا ہے کہ زیاد کی والدہ اہل زندورد میں سے تھیں جو کسکر کا ضلع ہے، اس کا نام یاسمیح تھا، اسے کوا یشکری نے چرالیا، اور اس کا نام سمیہ رکھا، وہ اس کے بعد ایک مدت رہی انہیں استسقاء کی بیماری ہوگئی وہ طائف گئے، اور عرب کے طبیب حارث بن کلدہ کے پاس گئے، اس نے اسے دوادی تو وہ تندرست ہوگیا، اس نے اسے سمیہ ہدیئے میں دی، پھر قصہ ذکر کیا، یہ جاہلیت کا واقعہ ہے، حارث کی سمیہ سے اولاد ہوئی، پھر اس نے اپنے مولیٰ عبید سے اس کی شادی کردی، جس سے زیاد کی ہجرت کے سال ولادت ہوئی۔ سمیہ کے سوانح میں اس کا بیان آئے گا۔ ان شاء اللہ

باب کاف کے بعد یاء

۷۵۰۶ کیسان عنزی

عباد بن ربیعہ میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۵۰۷ کیسان [2]

ابوسعید مقبری، مدنی، وہ ابوسعید ہیں۔ حضرت عباس والے ہیں، ام شریک کے مولیٰ ہیں، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جوان تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں مدینہ میں قبریں کھودنے پر مقرر کردیا۔

انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوشریح، ابوسعید، عقبہ بن عامر وغیرہ سے روایت کیا۔ لیکن ان کی احادیث کی تعداد زیادہ نہیں، اکثر احادیث ان کے بیٹے سعید سے مروی ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے سعید اور ان کے پوتے عبداللہ، عمرو بن ابی عمرو وغیرہ نے روایت کیا۔ ابن امین نے استیعاب کے ذیل میں بحوالہ واقدی بیان کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا۔

ابن سعد نے اہل مدینہ کے تابعین کے طبقہ اولیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں وفات

---

[1] اسد الغابہ (۴۵۰۲) تجرید (۲/۳۶) [2] تجرید (۹/۳۶)

پائی، بعض کا قول ہے: ۱۰۰ھ میں۔ طحاوی کا قول ہے: ۱۲۵ھ میں وفات پائی۔ یہ وہم ہے، کیونکہ یہ تو ان کے بیٹے سعید کی وفات کا سال ہے اور طحاوی نے اسی پر اپنی روایت بحوالہ ابورافع اور حسن بن علی نقل کی ہے، ابوداؤد نے بحوالہ ابورافع اپنی روایت میں سماع کی تصریح کی ہے۔ اور لہٰذا ان کا یہ روایت کرنا باطل ہے۔

نسائی نے اسے ثقہ کہا ہے اور ایک جماعت نے ان کی روایات کو حجت قرار دیا ہے۔ ابن حبان نے ابوسعید مولیٰ ام شریک اور وہ مقبری ہیں اور سعید صاحب عباس میں فرق کیا ہے۔

ابواحمد حاکم کا قول ہے: ہمیں بغوی نے بحوالہ ابوسعید مقبری بتایا، فرماتے ہیں: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس دو سو (۲۰۰) درہم لے کر آیا اور کہا: اے امیر المؤمنین! یہ میرے مال کی زکوٰۃ ہے، انہوں نے کہا: اے کیسان! تم تو بچ گئے ہو، میں نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے کہا: تم ہی اسے لے جاؤ اور تقسیم کر دو۔ حاکم کا قول ہے: انہیں مقبری اس وجہ سے کہا جاتا تھا کیونکہ وہ بنو دینار کی قبریں کھودتے تھے، بعض کا قول ہے: قبروں کے پاس رہتے تھے۔

میں کہتا ہوں: صحیح بخاری میں ثابت ہے کہ وہ قبروں کے پاس رہتے تھے۔ بیہقی نے معرفۃ میں بطریق سعید بن ابی سعید مقبری، عن ابیہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھے ایک عورت نے خریدا اور چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) پر مجھے مکاتب بنایا، میں نے اسے اس میں سے زیادہ ادا کر دیئے۔ پھر جو باقی رہ گئے میں اس کے پاس لے گیا، اس نے کہا: اللہ کی قسم! نہیں، میں اسے مہینہ وار یا سال بہ سال لوں گی۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا: اسے بیت المال لے جاؤ۔ پھر فرمایا: یہ تمہارا مال ہے۔ ابوسعید آزاد ہے، اگر تم چاہو تو اسے لے لو، اور اگر چاہو تو مہینہ وار یا سال بہ سال لے لو۔ انہوں نے کہا: اس نے پیغام بھیج کر اسے بیت المال سے لے لیا۔

۷۵۰۸ (ز) کیسان (بے نسبت)

کنیتوں میں جہاں ان کے والد کا ذکر ہوگا، ان کا ذکر آئے گا۔

القسم الرابع از حرف کاف

باب کاف کے بعد ثاء

۷۵۰۹ (ز) کثیر انصاری [1]

بصرہ میں رہائش تھی، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، میں نے انہیں دیکھا کہ جب فرض نماز پڑھتے تو اپنے بائیں طرف پھر جاتے۔

ان سے ان کے بیٹے جعفر بن کثیر نے روایت کیا، بعض کا قول ہے: ان کی حدیث مرسل ہے۔ یہ ابن عبدالبر [2] کا قول ہے، ابن عبدالبر [3] نے فرمایا: کثیر ہاشمی ہیں، پھر بطریق بکر بن کلیب لیثی عن جعفر بن کثیر ہاشمی، عن ابیہ نقل کیا ہے.... پھر اسی طرح

---

[1] استیعاب (۲۲۰۶) تجرید (۲۷/۲) [2] استیعاب (۳۶۹) [3] ایضًا

حدیث ذکر کی، اسی طرح ابونعیم نے کیا، انہوں نے یقین کیا ہے کہ وہ کثیر بن عباس بن عبدالمطلب ہیں۔ وہ ان سے اور ابن مندہ سے وہم ہے۔ جیسا کہ ہاشمی کا قول ہے: وہ سہمی ہیں۔ رہا ابوعمر کا قول کہ وہ انصاری ہیں۔ وہم سے بعید ہے، رہا ان کا قول: بقول بعض: ان کی حدیث مرسل ہے تو اس لائق ہے کہ اس پر یقین کیا جائے۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: جعفر بن کثیر بن مطلب بن ابی وداعہ سہمی، ان سے ان کے والد نے روایت کیا، اور ان سے بکر بن کلیب نے روایت کیا کہ میں نے اپنے والد سے یہ فرماتے ہوئے سنا۔

میں کہتا ہوں: اس سے ظاہر ہوا کہ وہ تابعی ہیں اور ان کی حدیث مرسل ہے، کثیر بن مطلب سہمی، معروف تابعی ہیں۔ ابوداؤد، نسائی کے ہاں ان کی حدیث ہے۔ کثیر بن عباس کا جعفر نامی کوئی بیٹا نہیں، زبیر نے سوائے یحییٰ کے ان کی کوئی اولاد ذکر نہیں کی، فرماتے ہیں: کثیر بن عباس کی اولاد کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

۷۵۱۰ کثیر ہاشمی [1]

ابن اثیر [1] نے انصاری سے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے، اگر وہ تھوڑا سا غور و فکر کر لیتے تو مذکورہ حدیث سے دونوں سوانح میں انہیں معلوم ہو جاتا کہ ان دونوں حدیثوں کا راوی ایک شخص ہے، صرف ان کی نسبت میں اختلاف ہے۔

۷۵۱۱ (ز) کثیر بن عبید التیمی

مولیٰ ابوبکر صدیق، ابوسعید ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی والد ہیں، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کی ہے۔

بخاری، ابن حبان وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے یہ گمان کرتے ہوئے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا یہ گمان کرتے ہوئے کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دودھ شریک بھائی ہیں، جو انہوں نے گمان کیا ایسا نہیں، یہ تو ان کے والد عبید کے بارے میں مروی ہے، ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۵۱۲ کثیر بن قیس [1]

ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہیں بہت برا وہم ہوا ہے، انہوں نے بطریق عاصم بن رجاء، بحوالہ کثیر بن قیس نقل کیا، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو علم کے کسی راستے پر چلا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیں گے''۔ [2]

اسے بحوالہ عاصم نقل کیا ہے۔ اس میں سے ایک صحابی رہ گئے ہیں، اسے ابوداؤد نے بحوالہ مسند دارمی اور اور ابن ماجہ، بحوالہ نصر بن علی، ان دونوں نے بحوالہ عبداللہ بن داؤد، اس سند سے کثیر تک، بحوالہ ابودرداء نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے سنا.... اسی طرح اسے ابن حبان نے بروایت عبدالاعلیٰ بن حماد، بحوالہ عبداللہ بن داؤد نقل کیا ہے، اسماعیل بن عیاش نے بحوالہ عاصم بن رجاء ان کی متابعت کی ہے۔ اس سند میں اختلاف ہے۔ یہ وہ مقام نہیں جس کا ذکر کیا، اس میں محمد بن یونس کے شیخ سے نہیں ابن قانع سے وہم

[1] اسد الغابہ (۴۴۳۰) [1] اسد الغابہ (۵۲۰/۳) [1] اسد الغابہ (۴۴۲۸) استیعاب (۲۲۰۴) تجرید (۲۸/۲)

[2] ابوداؤد (۳۶۴۱) ترمذی (۲۶۸۲) ابن ماجہ (۲۲۳)

ہے۔ ہمیں یہ روایت ان کی حدیث سے، حدیث کے عنوان میں صحیح طور پر عالی سند سے ملی ہے۔

۷۵۱۳ کردمہ

بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ میں کردم بن سفیان سے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے، وہ دونوں ایک ہیں۔ بغوی نے بطریق عبدالحمید بن جعفر، بحوالہ عمرو بن شعیب، عن بنت کردمہ، عن ابیہا نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! میں نے تین اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے..... (الحدیث) اسے بحوالہ عبدالحمید نقل کیا ہے، اور وہ وہم ہے۔ اسے ابن سکن نے بطریق بندار، بحوالہ ابوبکر حنفی اس سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: عن میمونہ بنت کردم بن سفیان عن ابیھا، اسے احمد نے کردم بن سفیان کے سوانح میں نقل کیا ہے۔ وہی صحیح ہے۔

باب کاف کے بعد راء

۷۵۱۴ کردوس بن قیس [1]

ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ غلطی ہے جو ایک حرف رہ جانے سے پیدا ہوئی۔ انہوں نے بطریق وہب ابن جریر، بحوالہ کردوس جو صحابہ میں سے ایک شخص ہیں، نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اس مجلس میں بیٹھنا چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے''۔ [2] اس حدیث کو علی بن جعد وغیرہ نے بحوالہ شعبہ روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: عن کردوس، عن رجل، مسند ابن شاہین سے رجل سے پہلے لفظ ''عن'' رہ گیا ہے۔

اسے احمد نے بحوالہ کردوس بن قیس نقل کیا ہے۔ وہ کوفہ میں قاضی تھے۔ فرماتے ہیں: مجھے ایک شخص نے بتایا، فرماتے ہیں: ابن ابی حاتم اور ابن حبان وغیرہ نے کردوس کا تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۷۵۱۵ کردوس

ایک جماعت نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا شمار کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے ان سے پہلے والے یعنی کردوس بن عمرو سے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے، اسی طرح میں نے ذہبی [3] کی تحریر سے تجرید میں پڑھا ہے۔

۷۵۱۶ کرز بن اسامہ [4]

ابوعمر [5] نے کرز نامی لوگوں میں بغیر تصغیر کے ان کا ذکر کیا ہے، پھر حرف کاف میں علیحدہ ان کا ذِکر کیا ہے، فرماتے ہیں: کریز (تصغیر کے ساتھ) ابن سامہ، صحیح یہی ہے، جیسا کہ پہلی قسم میں گزر چکا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۴۴۰) [2] مسند احمد (۳۶۶/۵) جامع المسانید والسنن (۴۹۹/۱۰)

[3] التجرید (۱۲۵) [4] الاستیعاب (۲۲۴۰) [5] استیعاب (۳۷۰/۳)

۷۵۱۷ کرز بن وبرہ ❶

حارثی عابد، تبع تابعین میں سے ہیں، انہوں نے مرسل روایت کی ہے۔ عبدان مروزی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ اعتراف کیا ہے کہ وہ صحابی نہیں، ابوموسیٰ نے اسے ذیل میں نقل کیا ہے۔

ابن ابی حاتم ❷ کا قول ہے: انہوں نے بحوالہ نعیم بن ابی ہند روایت کی، ان سے ثوری وغیرہ نے روایت کیا۔ ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: عبادت گزار لوگوں میں سے تھے، مکہ آئے تو وہاں کے عبادت گزاروں کو انہوں نے تھکا دیا۔ مستجاب الدعوات تھے، بادل ان پر سایہ کرتے، ابن شبرمہ کے ان کی بہت مدح لی۔

میں کہتا ہوں: حلیہ میں ابونعیم کے ہاں اس کے بارے میں واقعات ہیں، وہ شاعر کے اس قول کی مراد ہیں: ع

"اگر میں چاہتا تو عبادت گزاری میں کرز جیسا بن جاتا یا ابن طارق کی طرح بیت اللہ اور حرم کے آس پاس طواف کرتا، زندگی کی لذت کے درمیان دونوں کا حال رکاوٹ ہے اور وہ دونوں کامیابی اور سخاوت کی تلاش میں پہنچ گئے ہیں"۔

قطب یوسفی نے ذیل اطراۃ میں ذکر کیا ہے کہ کرز نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں اسم اعظم سکھا دیں کہ اس سے دنیا کی کسی چیز کا سوال کریں تو اسے عطا ہو اور انہوں نے یہ دعا کی کہ انہیں تلاوت قرآن کی قوت عطا فرمائیں، وہ ایک دن اور ایک رات میں تین مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے۔

۷۵۱۸ کُرز ❸

ابوعمر ❹ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ایک شخص ہیں، ان سے عبداللہ بن ولید نے روایت کی، پھر فرماتے ہیں: یہ دوسرے کرز ہیں، پھر ذکر کیا کہ ان سے ان کی بیٹی نے روایت کیا، پھر فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ آیا یہ وہی ہیں جن سے عبداللہ بن ولید نے روایت کی یا کوئی اور ہیں۔ جن لوگوں نے ان پر حاشیہ لکھا ہے، انہوں نے ان کا تعاقب کیا ہے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ وہ جن سے ابن الولید نے روایت کیا وہ کرز بن وبرہ ہیں۔ کرز بن وبرہ معروف تابعی ہیں جیسا کہ ابھی گزر چکا ہے۔ وصافی ان سے روایت کرنے میں معروف ہیں، بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ذکر کیا ہے۔ رہے وہ جن سے ان کی بیٹی نے روایت کیا ہے وہ دوسرے ہیں، صراحت کی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

۷۵۱۹ کریب ❺

مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، عبدان مروزی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ خطا ہے جو لفظی غلطی سے پیدا ہوئی، وہ حریث ابوسلمی راعی ہیں، حاء میں گزر چکا ہے اور کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

---

❶ اسد الغابہ (٤٤٤٥) ❷ الجرح والتعدیل (١٧٠/٧) ❸ اسد الغابہ (٤٤٤٦) الاستیعاب (٢٢١٣)

❹ الاستیعاب (٢٧١/٣) ❺ اسد الغابہ (٤٤٤٩)

۷۵۲۰ کریم بن جزی [1]

ابن ابی داؤد نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابونعیم کا قول ہے: وہ لفظی غلطی ہے۔ صحیح خزیمہ بن جزی ہے، خاء میں صحیح گزر چکا ہے۔

باب کاف کے بعد عین

۷۵۲۱ (ز) کعب بن ابی حزہ

اسی طرح شیخ تاج الدین فاکہی نے شرح عمدہ میں اسے لکھا ہے، ان کا خیال ہے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی پھر واپس لوٹ گئے۔ اس میں وہم ہے، یہ حدیث سنن ابی داؤد میں ہے۔ ان کا نام حزم بن ابی کعب لیا ہے۔ وہ شیخ تاج سے بدل گیا اور اس میں لفظی غلطی ہوئی، انہیں معلوم نہ ہوا، انہوں نے اس پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اسے حروف میں ضبط کیا، یہ اس شخص کا طریقہ ہے جو کتابوں سے حدیث لیتا ہے، ہمیں اس پر ہمارے شیخ سراج الدین بن ملقن نے شرح العمدہ میں متنبہ کیا ہے۔

۷۵۲۲ (ز) کعب بن علقمہ

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن قانع کی طرف اس کی نسبت کی ہے، ابن قانع نے اسے بطریق اسحاق أزرق، بحوالہ کعب بن علقمہ سے نقل کیا ہے حدیث یہ ہے: جس نے مجھ پر جھوٹ گھڑا....ان کے والد کے نام میں تبدیلی ہوئی ہے، وہ کعب بن قطبہ ہیں، اسے طبرانی [2] نے صحیح نقل کیا ہے، جیسا کہ پہلی قسم میں گزر چکا ہے، ابن فتحون نے اوہام ابن قانع میں اس پر متنبہ نہیں کیا۔

۷۵۲۳ کعب بن عیاض مازنی [3]

ابوموسیٰ نے ذیل میں فرمایا: اسے جعفر مستغفری نے نقل کیا ہے اور بطریق حارث بن عبداللہ بن کعب مازنی۔ بحوالہ جابر نقل کیا ہے، مجھے کعب بن عیاض نے بتایا، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عید الاضحیٰ کے دوسرے دن جمرہ کے پاس دیکھا۔ [4]

میں کہتا ہوں: اس میں دو مقامات پر خطا ہے، ایک قول مازنی ہے، حضرت کعب مازنی نہیں، گویا انہوں نے راوی الحدیث کے دادا کا نام کعب دیکھا اور وہ مازنی ہیں تو انہوں نے خیال کیا کہ یہ صاحب ترجمہ ہیں۔ دوسرا قول ابن عیاض ہے، وہ ابن عصام ہیں، بغوی، ابن سکن نے کعب بن عاصم کے سوانح میں اسے نقل کیا ہے، اسی طرح اسے طبرانی نے کعب بن عاصم اشعری کی احادیث میں نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس اسناد سے طویل حدیث ذکر کی ہے۔ اس میں اتنی مقدار ہے، میں نے کعب بن عیاض اشعری کے

---

[1] اسد الغابہ (٤٤٥١) [2] المعجم الکبیر (١٨٢/٢١) [3] اسد الغابہ (٤٤٧٤) تجرید (٣٣/٢)

[4] المعجم الکبیر (١٧٦/١٩) اسد الغابہ (٢٥٣/٣)

سوانح میں بیان کیا ہے کہ مسلم نے اعتماد کیا ہے کہ جبیر بن نفیر ان سے روایت کرنے میں تنہا ہیں، تو ثابت ہوا کہ وہ کعب بن عاصم ہیں۔ واللہ اعلم

۷۵۲۴ (ز) کعب بن مالك اشعری

ابو مالک، مسلم کی کنیتوں میں ان کا ذکر ہے، جو کچھ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں کنیتوں میں ابو مالک کے سوانح میں نقل کیا ہے۔ معروف کعب بن عاصم ہیں جیسا کہ ان کے سوانح میں گزر چکا ہے۔ بطریق جریر بن عثمان، بحوالہ حبیب بن عبید مسند اً نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! عبید ابن مالک اشعری پر اپنی رحمت نازل فرما اور اسے بہت سے لوگوں سے ممتاز کردے''۔ [1]

ابن عساکر کا قول ہے: یہ وہم ہے اور محفوظ یہ ہے کہ یہ دُعا عبید ابی عامر اشعری کے لیے تھی۔

میں کہتا ہوں: وہ ابو موسیٰ کے چچا ہیں، ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۵۲۵ (ز) کعب بن مرہ [2]

صحابی ہیں، بصرہ میں فروکش ہوئے، ان سے اہل بصرہ نے روایت کیا۔ ابن سکن نے بیان کیا ہے کہ بعض نے بحوالہ کعب بن مرہ بہزی ان کا تنہا ذکر کیا ہے، وہ وہم ہے کیونکہ بہزی، شام اور بصرہ فروکش ہوئے، ان سے ان کے رہنے والوں نے روایت کیا۔

ابن قانع رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: کعب بن مرہ اور ان کا نسب بیان نہیں کیا پھر بطریق ورقا، بحوالہ سالم وہ ابن ابی جعد ہیں، انہوں نے رات کے درمیانی حصہ میں نماز پڑھنے کے بارے میں کعب بن مرہ سے روایت کیا ہے۔ [3]

پھر عنوان کے بعد فرمایا: کعب بن مرۃ یا مرۃ بن کعب، ان کا اسی طرح نسب نہیں لکھا۔ عمر بن مرۃ کے طریق سے بحوالہ سالم ابن ابی جعد نقل کیا ہے کہ شرحبیل بن سمط نے کعب بن مرۃ یا مرۃ بن کعب سے کہا: ہم سے حدیث بیان کی، پھر عقبہ کی یہ طویل حدیث بیان کی۔

۷۵۲۶ (ز) کعب أنصاری

ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں اسے ذکر کیا ہے، اور ابن شاہین کی طرف بحوالہ ابو داؤد اس کی نسبت کی ہے، ابن شاہین کا قول ہے: ہم سے عبداللہ بن سلیمان نے بحوالہ کعب انصاری بیان کیا، فرماتے ہیں: عبداللہ بن سلیمان، وہ کعب بن مالک نہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی باندی کے بارے میں پوچھا کہ اس نے دھاری دار پتھر سے ذبح کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس میں کچھ حرج نہیں۔

میں کہتا ہوں: قول عبداللہ بن سلیمان، ولیس بکعب بن مالک یہ مردود ہے، اسے احمد بن حنبل اور مسدد نے اپنے اپنے مسند میں بحوالہ ابن کعب بن مالک، عن ابیہ اسے روایت کیا ہے، اس میں عن ابن کعب اضافہ کیا ہے، اور اسے کعب بن مالک کی طرف

---

[1] مسند احمد (٣٤٣/٥) [2] اسد الغابہ (٤٤٧٩) [3] مسند احمد (٢٣٥/٤)

منسوب کیا ہے۔ اسی طرح صحیح بخاری میں بروایت عبیداللہ بن عمر عُمَرِی، بحوالہ ابن کعب بن مالک، عن ابیہ حدیث مروی ہے۔ اس میں نافع پر اختلاف ہے یہ اس کے ذکر کا مقام نہیں، ان دونوں کے درمیان فرق کرنا مقصد ہے۔ واللہ المستعان

باب کاف کے بعد لام

۷۵۲۷ کلاب بن عبداللہ ۞ (بے نسبت)

ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور اس میں بطریق عیسیٰ بن موسیٰ غُنجار، بحوالہ کلاب بن عبداللہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ابوہیثم بن تیہان نے کھانا بنایا اور رسول اللہ ﷺ کو بلایا، ہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے، ہم نے کھانا کھایا اور پانی پیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بھائی کو بدلہ دو''۔ ہم نے کہا: یا رسول اللہ! کس چیز سے ہم اسے بدلہ دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے برکت کی دعا کرو، کیونکہ جس شخص کے ہاں کھانا کھایا اور پانی پیا جاتا ہے اور اس کے لیے برکت کی دعا کی جاتی ہے۔ تو وہ ان کی طرف سے اس کے لیے بدلہ ہو جاتا ہے''۔ ۞

میں کہتا ہوں: اس حدیث کی اصل ابن حبان نے بطریق ابی عبدالرحیم بحوالہ جابر بن عبداللہ نقل کی ہے، اسی طرح اسے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب المفرد میں بطریق عمارہ بن غزیہ بحوالہ جابر بن عبداللہ نقل کیا ہے۔ لیکن ان دونوں کے ہاں ابی ہیثم کا قصہ نہیں ہے۔ اسی طرح اسے ابوداؤد نے بروایت عمارہ بن غزیہ، عن جابر نقل کیا ہے، متنبہ کیا ہے کہ نامعلوم شخص شرحبیل بن سعد ہیں، میں نے احتمال کی وجہ سے اس قسم میں ان کا ذکر کر دیا ہے، ورنہ گمان غالب ہے کہ ان کا قول کلاب بعض راویوں سے بدل گیا وہ جابر ہیں۔ واللہ اعلم

۷۵۲۸ کلثوم بن علقمہ ۞

ابن ناجیہ بن حارث بن مصطلق خزاعی، معروف تابعی ہیں، ابوعمر ۞ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ان کا صحابی ہونا درست نہیں، ان کی حدیث مرسل ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور اس میں وہم پر متنبہ نہیں کیا، ابونعیم نے اس پر تنبیہ کی ہے، کلثوم بن مصطلق میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۵۲۹ کلفۃ بن ثعلبہ ۞

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: وہ خطا ہے جو بدل جانے سے پیدا ہوئے، کلفۃ تو بدر میں شریک ہونے والے کسی صحابی کے جد ہیں،

۞ تجرید (۳۴/۲) ۞ جامع المسانید والسنن (۶۲۹/۱۰)

۞ اسد الغابہ (۴۴۸۷) استیعاب (۲۲۳۶) تجرید (۱۳۴/۲)

۞ استیعاب (۳۸۴/۳) ۞ تجرید (۳۴/۲)

کتابِ موسیٰ بن ثعلبہ میں اسی طرح ہے۔سالم بن عمیر بن کلفۃ بن ثعلبہ، گویا ابن حلفون کے نسخے میں ''ابن'' کی جگہ ''واؤ'' ہے، جس سے سالم بن عمیر اور کلفہ بن ثعلبہ ہوگیا۔ابن عبدالبر نے، سالم بن عمیر کا صحیح نسب بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: سالم بن عمیر بن کلفہ بن ثعلبہ، انہوں نے ابن فتحون کے وہم پر تنبیہ کردی، اس میں شیخ ابوولید ہیں۔

۷۵۳۰ کلیب بن شهاب جرمی [1]

عاصم کے والد ہیں، ابوعمر [2] کا قول ہے: انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔قطبہ بن علاء بن منہال نے بحوالہ اپنے والد عاصم بن کلیب، عن ابیہ نقل کیا ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ اس جنازہ کے لیے نکلے جس میں رسول اللہ ﷺ موجود تھے..... (الحدیث) اسے ابن ابی خیثمہ، بغوی اور ابن قانع رحمۃ اللہ علیہم نے ان سے اور ابن سکن، ابن شاہین اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہم نے بطریق قطبہ نقل کیا ہے، وہ غلطی ہے جو رہ جانے سے پیدا ہوئے۔یہ اس لیے کہ زائدہ نے یہ حدیث بحوالہ عاصم بن کلیب نقل کی ہے، فرماتے ہیں: عن ابیہ، انہوں نے انصار کے ایک شخص سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں اپنے والد کے ساتھ نکلا.... پھر حدیث ذکر کی۔

ابوحاتم [3] رازی اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور کئی ائمہ نے یقین کیا ہے کہ کلیب تابعی ہیں، اسی طرح ابوزرعہ، ابن سعد اور ابن حبان نے ثقات تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

انہوں نے کلیب سے اسی طرح ابراہیم بن مہاجر سے روایت کیا، ابوداؤد نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: اہل کوفہ میں سب سے فضیلت والے تھے۔

باب کاف اس کے بعد نون

۷۵۳۱ کنانه بن اوس [4]

ابن قیظی انصاری، ابن فتحون نے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، ذہبی رحمۃ اللہ علیہ [5] نے اسد الغابہ پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، ان دونوں نے لفظی غلطی کی ہے۔وہ موحدہ اور ثاء کے ساتھ ہے، استیعاب اور اسد میں درست ہے۔ حرف کاف، پہلی قسم میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۵۳۲ کنانه بن عبدیا لیل ثقفی [6]

اپنے زمانے میں ثقیف کے رئیس تھے، ابوعمر [7] کا قول ہے: ثقیف کے ان معزز لوگوں میں سے تھے جو طائف کے محاصرے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہوئے، اسی طرح ابن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ اور کئی ائمہ نے ان کا ذکر کیا ہے، مدائنی نے ذکر کیا ہے کہ کنانہ کے علاوہ وفد ثقیف اسلام لے آئے تھے۔اس نے کہا: قریش میں سے کوئی میرا وارث نہ ہو۔نجران

---

[1] استیعاب (۲۲٤۰) تجرید (۳۵/۲) [2] استیعاب (۳۸۵/۳) [3] الجرح والتعدیل (۱٦۷/۷)

[4] تجرید (۳۵/۲) [5] التجرید (۱۲۷) [6] اسد الغابہ (٤٤۹۹) استیعاب (۲۲٤۳) تجرید (۳۵/۲)

[7] استیعاب (۳۸٦/۳)

کی طرف چلا گیا، پھر روم چلا گیا، وہاں حالت کفر میں مرگیا۔ مدائنی کے کلام کو ابن عبدالبر [1] کے قول سے تقویت ملتی ہے جو انہوں نے حنظلہ بن ابی عامر راہب کے سوانح میں ذکر کیا کہ ابو عامر جب روم کی سرزمین میں مسلمانوں کو نیچا دکھانے کے لیے مقیم ہوا اور نصرانیت قبول کر چکا تو ہرقل کے ہاں مرگیا، اس کی میراث میں علقمہ بن علاثہ عامری اور کنانہ بن ابو عبد یالیل ثقفی جھگڑا لے کر ہرقل کے پاس گئے، اس نے کنانہ کو میراث دے دی کیونکہ عامر کی طرح وہ اہل مدر میں سے ہیں۔ ابو عامر کی وفات ۱۰ھ میں ہوئی اور وہ ثقیف کے آنے اور ان کے اپنے شہروں کی طرف لوٹنے کے بعد مرا۔ واللہ اعلم

۷۵۳۳ کندیر بن سعد [2]

ابن حیوۃ، ابن ابی حاتم [3] نے ان کا ذکر کیا ہے، میں نے قسم ثانی میں وہم کی وضاحت کر دی ہے۔ واللہ اعلم!
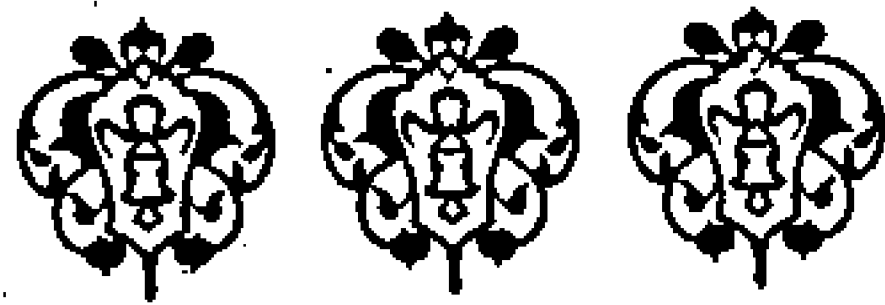
---

[1] استیعاب (۳۸۶/۳) [2] تجرید (۳۶/۲) [3] الجرح والتعدیل (۱۷۳/۷)

18

حرف لام

قسم اوّل از حرف لام

باب لام کے بعد الف

۷۵۳۴ لاحب بن مالک ❶

ابن سعد اللہ، بنو جعیل سے پھر بنو صحر سے ہیں، ابن عبدالحکم نے ان صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو مصر فروکش ہوئے، سعید بن عفیر کے حوالے سے منقول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ بیعت کی تو انہوں نے اپنے آپ کو جعل اور صحر کی طرف منسوب کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''صحر اور جعل کی طرف تمہاری نسبت نہیں تم بنو عبداللہ ہو''۔ ابن یونس کا قول ہے: لاحب بن مالک بلوی صحابی ہیں، فتح مصر میں شریک ہوئے، ان سے کوئی روایت مروی نہیں، انہوں نے اپنی کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۵۳۵ لاحق بن ضمیرہ باھلی ❷

ابوموسیٰ نے بطریق ابوشیخ، ان کی سند سے جس میں مجاہیل ہیں، سلیم ابی عامر تک نقل کیا ہے، میں نے لاحق بن ضمیرہ باہلی سے سنا، فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آیا اور آپ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو اجر اور شہرت کے لیے کوئی کام کرتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لیے کچھ نہیں، اللہ تعالیٰ کسی عمل کو اس وقت تک قبول نہیں کرتے جب تک وہ خالص اس کی رضا کے لیے نہ کیا جائے''۔ ❸

۷۵۳۶ لاحق بن مالک ❹

ابوعقیل ملیلی، تصغیر کے ساتھ، ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق اصمعی، بحوالہ ابی عقیل لاحق بن مالک نقل کیا: میں رسول اللہ ﷺ سے بنوجعل پر ملا، میں آپ ﷺ پر ایمان لایا، آپ ﷺ نے مجھے مشروب پلایا.... پھر قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حج سے واپس آنے سے پہلے وفات پا گئے۔ انہوں نے ان کے گھر والوں کو حکم دیا تو انہوں نے انہیں ان کے ساتھ سوار کرا دیا، وہ ان پر خرچ کرتے رہے یہاں تک کہ وہ وفات پا گئے۔ اسی طرح بطریق اصمعی اس اسناد سے مروی ہے،

---

❶ تجرید (۳۷/۲) ❷ اسد الغابہ (۴۵۱۱) تجرید (۳۷/۲) ❸ نسائی (۳۱۴۰)

❹ اسد الغابہ (۴۵۱۲) تجرید (۳۷/۲)

ابوعقیل کا قول ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''مجھ پر جھوٹ نہ گھڑو، جس نے مجھ پر جھوٹ گھڑا اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی''۔ [1]

۷۵۳۷ لاحق بن معد [2]

ابن ذُہل، ابوموسیٰ نے اسی طرح ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابوعناہیہ شاعر نقل کیا ہے اور ان کا نام اسماعیل بن قاسم ہے، بحوالہ عاصم بن حدثان نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا: ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں دیہاتوں میں قحط آیا، عرب کے وفود آئے، ہشام اپنے رؤساء کے لیے بیٹھا، وہ آئے، ان میں دِرواس بن حبیب بن دِرواس بن لاحق بن معدّ تھا، وہ لڑکا تھا، اس کی لٹیں اور دو شملے تھے، اس کی عمر چودہ (۱۴) برس تھی، اس نے کہا: میں اللہ کو حاضر ناظر سمجھ کر کہتا ہوں کہ میں نے ابوحبیب بن درواس سے بیان کرتے ہوئے سنا، عن ابیہ، عن جدہ لاحق بن معد بن ذہل کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد میں آئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا، والی کا رعیت سے ایسا ہی تعلق ہے جیسا کہ روح کا جسد سے اس کی زندگی اس کے ساتھ ہے''۔ [3] طویل قصہ ذکر کیا، سند میں کئی مجہول راوی ہیں، ابن عساکر نے اسے مناقب شیبان میں بطریق محمد بن احمد بن رجاء نقل کیا ہے کہ مجھ سے یزید بن عبداللہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں: ہم سے اُصمعی نے اسے طویل نقل کیا ہے، لیکن فرماتے ہیں: دریاس، میں نے اسے اپنے شیخ حافظ علائی کے شیخ کی تحریر میں باءِ موحدہ کے ساتھ دیکھا ہے جس کے نیچے نقطہ ہوتا ہے۔

۷۵۳۸ لاشر بن جُرثومہ

بعض کا قول ہے: وہ ابوثعلبہ خشنی ہیں، مسلم نے ان کا نام لیا ہے، کنیتوں میں ان کے حالات آئیں گے۔

باب لام کے بعد باء

۷۵۳۹ لبدہ بن عامر [4]

ابن خثعم، سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ نے، مرج صفر سے واقعۂ یرموک کے بعد، ایک لشکر کا قائد بنا کر بھیجا۔

ابن عساکر نے اسے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا۔

میں کہتا ہوں: کئی مرتبہ گزر چکا ہے کہ اس وقت وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ کسی کو امیر نہیں بناتے تھے۔

۷۵۴۰ لبدہ بن قیس [5]

ابن نعمان بن حسان بن عبید خزرجی، بدر میں شریک ہوئے، یہ ابن کلبی کا قول ہے۔ ابن اثیر [6] نے اپنے استدراک میں

---

[1] مستدرک (۱۳۸/۲) [2] اسد الغابہ (۴۵/۳) تجرید (۳۷/۲)

[3] بخاری (۸۹۳) سنن کبریٰ (۲۸۷/٦) مختصر تاریخ دمشق (۲۲۵/۵)

[4] اسد الغابہ (۴۵۱۳) تجرید (۳۷/۲) [5] اسد الغابہ (۴۵۱۸) تجرید (۳۷/۲) [6] ایضًا

اسے ذکر کیا ہے۔

۷۵۴۱ لبیہ أنصاری [1]

طبرانی [2] وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر کا قول ہے: وہ ابولبیہ ہیں، ابن حبان نے ان کے پوتے محمد بن عبدالرحمٰن بن لبیہ کی سوانح میں فرمایا: عبدالرحمٰن کا نام لبیہ اور ابولبیہ تھا، اسی وجہ سے کبھی انہیں لبیہ اور کبھی ابولبیہ کہا جاتا تھا۔ بیہقی نے بطریق اسد ابن موسیٰ، بحوالہ یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن لبیہ، عن جدہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں، سعد بن ابی وقاص نے دعا کی فرمایا: اے ربّ! میرے بیٹے چھوٹے ہیں، میری موت مؤخر کردے تاکہ وہ بالغ ہو جائیں، اس کے بعد وہ دس (۱۰) برس زندہ رہے۔

ابن قانع نے بطریق محمد بن شرحبیل، بحوالہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لبیہ، عن ابیہ، عن جدہ نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب لڑکا تین (۳) دِن لگاتار روزے رکھے تو اس پر رمضان کے مہینے کے روزے واجب ہو گئے''۔ [3]

۷۵۴۲ لبیّ بن لبا [4]

ان کے والد لبا، عصا کے وزن پر ہیں، بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: صحابی ہیں، ان سے ابوبلج صغیر نے روایت کی ہے، ابوحاتم رازی کا قول ہے: واسط میں ہوتے تھے، انہوں نے اور ابوحاتم بن حبان نے فرمایا: بعض کا قول ہے: صحابی ہیں، ابن سکن کا قول ہے: ہمیں ان کا رسول اللہ ﷺ سے سماع کرنا نہیں ملا۔

بخاری، ابن ابی خیثمہ، بغوی اور ابن سکن نے بطریق محمد بن یزید واسطی، بحوالہ لبی بن لبا جو اصحابِ رسول ﷺ میں سے ہیں، نقل کیا ہے: فرماتے ہیں: میں نے ابن فتحون کا قول دیکھا کہ ان پر ریشم کی سرخ چادر تھی اور ان کا گھوڑا آگے نکل گیا تھا تو انہوں نے اسے عدنی چادر کی جُھل ڈالی۔

ابن فتحون کا قول ہے: ہم نے اسے فقیہ ابی علی لبا بروزن عصا کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ [5] ہم نے اسے استیعاب [6] کے حوالے سے دیکھا ہے، میں نے ابن مُفرّج کی تحریر میں انہی الفاظ میں دیکھا ہے، اسی طرح لبی میں ہے۔

ابن دباغ نے ابوعلی کی متابعت کی ہے، اسی طرح ابن صلاح نے علوم حدیث میں فرمایا، سب نے ابن قانع کی مخالفت کی ہے، انہوں نے انہیں ابی بن کعب کے ساتھ ذکر کیا ہے، میں نے حرف الف میں اس کے بارے میں وہم کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

۷۵۴۳ لبید بن ربیعہ [7]

ابن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن صعصعہ کلابی جعفری، ابوعقیل، مشہور شاعر ہیں۔ مرزبانی نے اپنے معجم میں

---

[1] اسد الغابہ (٤٥٢٠) تجريد (٣٧/٢)

[2] المعجم الكبير (٤٩٢/١٩) مجمع الزوائد (٥/٧) جامع المسانيد والسنن (٦٣٩/١٠)

[3] المعجم الكبير (٤٩٣/١٩) مجمع الزوائد (٢٩٦/٨) جامع المسانيد والسنن (٦٣٨/١٠)

[4] اسد الغابہ (٤٥١٩) استيعاب (٢٢٦٨) تجريد (٣٧/٢)

[5] تاريخ كبير (٢٥٠/٧) الإكمال (١٤٦/٧) [6] استيعاب (٣٩٧/٣)

[7] اسد الغابہ (٤٥٢١) استيعاب (٢٢٦٠) تجريد (٣٨/٢)

فرمایا: شہسوار، بہادر، شاعر اور سخی تھے۔ بہت عرصہ تک جاہلیت میں شعر کہے پھر اسلام لے آئے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں اپنے عامل کی طرف لکھا: لبید اور اغلب عجلی سے پوچھو انہوں نے اسلام میں کون سے نئے اشعار کہے، لبید نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شعروں کے بجائے مجھے سورۂ بقرہ اور آل عمران عطاء کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے وظیفے میں اضافہ کر دیا، فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے: انہوں نے حالت اسلام میں ایک شعر کہا: ؏

''عقلمند آدمی نے اپنے نفس کی طرح عتاب نہیں کیا، اچھا ساتھی، آدمی کی اصلاح کر دیتا ہے''۔

بعض کا قول ہے: انہوں نے یہ شعر کہا: ؏

''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ابھی تک میری موت نہیں آئی یہاں تک کہ میں نے اسلام کا لباس پہن لیا''۔

جب اسلام لائے تو اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے، پھر کوفہ فروکش ہوئے، یہاں تک کہ ۶۱ ھ میں وفات پائی، جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ آئے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے صلح کی۔ اسی طرح عسکری کا قول ہے: ان کے بیٹے بستی میں چلے گئے، فرماتے ہیں: ان کی عمر ایک سو پینتالیس (۱۴۵) سال تھی، ان میں سے پچپن (۵۵) برس حالت اسلام میں اور نوے (۹۰) برس جاہلیت میں گزرے۔

میں کہتا ہوں: ان کی جو مدت حالت اسلام میں ذکر کی ہے وہ وہم ہے، صحیح یہ ہے کہ تیس (۳۰) سال، اس سے ایک یا دو سال زیادہ ہیں البتہ یہ کہ اس کی بنیاد یہ ہو کہ ان کی وفات کا سال ساٹھ سے زیادہ ہے جو دیگر اقوال میں سے ایک قول ہے۔ ابو عمر [1] کا قول ہے: وہ شعر جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے ''تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جب مجھے موت نہیں آئی'' یہ شعر لبید کا نہیں بلکہ قردہ ابن نفاثہ کا ہے، اس نے مشہور قصیدہ کہا جس کے شروع میں ہے: ؏

''خبردار! اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہونے والی ہے''۔

یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے سچی بات شاعر کا قول ہے، وہ لبید نے کہا''۔ [2] پھر یہ مصرعہ ذکر کیا۔
ابو عمر کا قول ہے: اس قصیدے سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے یہ حالت اسلام میں کہا: ؏

''ہر آدمی ایک دن اپنی محنت کا نتیجہ دیکھ لے گا جب معبود کے سامنے اعمال نامے کھولے جائیں گے''۔

میں کہتا ہوں: جو کچھ انہوں نے کہا، اس کا تعین نہیں بلکہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنی طرح کے جاہلیت کے عقلمند لوگوں جیسے قیس بن ساعدہ، زید بن عمرو کی طرح قیامت کے دن پر ایمان رکھتا تھا تو ابو عمر سے یہ بات کیسے مخفی رہ سکتی ہے کہ انہوں نے اسلام لانے سے پہلے یہ اشعار کہے تھے، جبکہ سیرت عثمان بن مظعون میں ان کا لبید کے ساتھ مشہور قصہ پیش آیا جب قریش نے یہ قصیدہ اسی طرح پڑھا، جب انہوں نے کہا الأکل شیء.... تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم نے سچ کہا، جب انہوں نے کہا: ''ہر نعمت یقینی طور پر ختم ہو جائے گی''۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم نے جھوٹ کہا، جنت کی نعمتیں ختم نہیں ہوں گی۔ لبید غصے میں آ گئے، قریب تھا کہ قریش کے لوگ اپنی تلواروں سے ان پر حملہ کر دیتے۔ یہ لبید کے اسلام لانے سے قبل کا

---

[1] دیوان لبید بن ربیعه (۳۴۹) السیرة النبویة (۲/۲۲) (۲/۱۷۵)

[2] بخاری (۳۸۴۱) مسلم (۵۸۴۸) ابن ماجه (۳۷۵۷)

واقعہ ہے۔

ہاں! یہ احتمال ہے کہ انہوں نے خاص طور پر اسلام لانے کے بعد اس شعر کا اضافہ کیا ہو، جس نے یہ کہا کہ انہوں نے اسلام لانے کے بعد کوئی شعر نہیں کہا، اس سے مراد پورا شعر ہوگا نہ کہ قصیدہ کی تکمیل جسے انہوں نے پہلے کہا ہے۔ وباللہ التوفیق

ابو حاتم سجستانی نے معمرین [1] میں بحوالہ اپنے شیوخ فرمایا: فرماتے ہیں: لبید ایک سو بیس (۱۲۰) برس زندہ رہے، اسلام کا زمانہ پایا اور اسلام لائے، فرماتے ہیں: میں نے اصمعی کو فرماتے ہوئے سنا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زیاد کی طرف لکھا کہ لوگوں کے وظائف میں دو ہزار (۲۰۰۰) کا اضافہ کر دو، لبید کا وظیفہ دو ہزار پانچ سو (۲۵۰۰) تھا، تو ان سے زیاد نے کہا: ابو عقیل! یہ دو تو خراج ہیں، اس کے علاوہ ہیں ان کا کیا کریں؟ تو انہوں نے کہا کہ ان دونوں خراجوں کو اس مستزاد کے ساتھ ملا دو۔ راوی کہتے ہیں کہ زیاد نے ان کا وظیفہ تو پورا کر دیا اور باقیوں کا مکمل نہیں کیا، لبید ابھی دوسرا وظیفہ لینے نہیں پائے تھے کہ فوت ہو گئے۔

ریاشی نے بیان کیا ہے کہ لبید کے شعری مجموعے میں ابو سعید یشکری کے روایت کے علاوہ ہے۔ فرماتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے مضر پر سخت قحط آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیس کا وفد آیا، ان میں لبید بھی تھے، انہوں نے یہ اشعار کہے: ع

''اے پوری مخلوق میں سے بہترین انسان! ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں تا کہ زمانے کی تنگی سے ہم پہ جو مصیبت ٹوٹی ہے آپ ہم پہ رحم کریں، ہم اس حال میں آپ کے پاس آئے ہیں کہ دوشیزاؤں کے دودھ خون آلود ہو گئے ہیں اور حالت یہ ہو گئی ہے کہ بچے کی ماں بچے سے غافل ہو گئی ہے۔ اگر آپ بارش کی اور معافی کی دعا کریں تو آسمان بارش برسائے گا اور معاملہ اپنی اصل پر باقی رہے گا۔ اس کی ایسی حالت ہو گئی ہے کہ بھوک سے کمزوری کی وجہ سے اسے خاموشی سے سانپ ڈس لے نہ وہ کڑوا ہو گا نہ میٹھا''۔

صحیحین میں بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً مروی ہے: سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی وہ لبید کی یہ بات ہے: ع

''خبردار! اللہ کے سوا ہر شے باطل ہونے والی ہے''۔ [2]

مرزبانی کی کتاب معجم الشعراء میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منبر پر فرمایا تھا، مدائنی نے بحوالہ یزید بن رومان وغیرہ فرمایا، وہ کہتے ہیں: بنو کلاب سے تیرہ (۱۳) لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد میں آئے، ان میں لبید بن ربیعہ بھی تھے۔ ابن ابی خیثمہ کا قول ہے: لبید اسلام لائے ان کا اسلام سنور گیا، ہشام بن کلبی وغیرہ کا قول ہے: ایک سو تیس (۱۳۰) برس زندہ رہے۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا عبد الملک بن مروان کے ساتھ ایک واقعہ ہے کہ وہ ایک سو چالیس (۱۴۰) برس زندہ رہے۔ بخاری [3] کا قول ہے: اویسی نے بحوالہ مالک فرمایا: لبید ایک سو ساٹھ (۱۶۰) برس زندہ رہے۔ ابن مندہ اور سعدان بن نصر نے اپنے فوائد میں دوسری روایت کو ذکر کیا ہے، بطریق ہشام بن لبید، عن ابیہ، عن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ وہ فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ لبید پر رحم کرے جو انہوں نے کہا: ع

''وہ لوگ چلے گئے جن کی پناہ میں زندگی گزاری جاتی تھی، میں پیچھے ایسے رہ گیا ہوں جیسے صحیح اونٹ میں سے

---

[1] المعمرین (۷۷) [2] بخاری (۶۴۹۸) مسلم (۵۸۴۸) مسند احمد (۳۹۱/۲) جامع المسانید والسنن (۶۳۸/۱۰)

[3] تاریخ کبیر (۲۴۹/۴)

خارش زدہ جلد''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اگر وہ ہمارا یہ زمانہ پاتے تو کیسا ہوتا؟ عروہ نے کہا: اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر رحم کرے، اگر وہ ہمارا یہ زمانہ پاتیں تو کیا کہتیں؟ ہشام نے کہا: اللہ تعالیٰ عروہ پر رحم کرے، اگر ہمارا یہ زمانہ پاتے تو کیسا ہوتا؟ اسی طرح سلسلہ سعدان اور ابن مندہ تک چلتا رہا۔

مبرد [1] نے کہا: جب لبید اسلام لائے تو نذر مانی کہ جب بادِ صبا چلے گی تو کھانا کھلاؤں گا، وہ شعر کہنے سے باز رہے، جب بادِ صبا چلی تو وہ محتاج تھے، انہوں نے اپنی بیٹی سے کہا: شعر کہو! یہ ولید بن عقبہ کی کوفہ پر حکومت کا واقعہ ہے، اس نے کہا:

''جب ابو عقیل کی ہوائیں چلتی ہیں تو ہم ان کے چلنے کے وقت ولید کو بلاتے ہیں''۔

پھر یہ اشعار اور واقعہ ذکر کیا اور ان کا عمدہ شعر یہ ہے: ؏

''جب تو نفس سے بات کرے تو جھوٹ بول، نفس کی سچائی، امید کو پامال کرتی ہے''۔

مرزبانی کا قول ہے: فرزدق نے ایک شخص کو لبید کا یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا: ؏

''سیلاب لمبائی سے ایسے ظاہر ہوئے جیسے کتابوں کے درمیان سے قلم''۔

تو وہ اپنے خچر سے اتر کر سجدہ کرنے لگا۔ اس سے کہا گیا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: میں شعری سجدہ جانتا ہوں کہ کہاں کرنا ہوتا ہے جیسے لوگ سجدہ قرآن کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: عامر بن مالک ان کے دادا ہیں، اگر وہ ابو براء ملاعب الاسنہ ہیں تو لبید کا ذکر ان لوگوں میں ہونا چاہیے جو خود ان کے والد اور دادا صحابی ہیں، حرف عین کے تحت عامر بن مالک کا اور جو کچھ ان کے بارے میں کہا گیا اور حرف راء میں ربیعہ بن عامر اور جو کچھ ان کے بارے میں کہا گیا، اس کا ذکر گزر چکا ہے، مگر میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے ربیعہ کے صحابی ہونے کی تصریح کی ہو لیکن انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان سے خط و کتابت کی ہے۔ واللہ اعلم

بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: اویسی نے کہا کہ ہم سے مالک نے بیان کیا، فرماتے ہیں: لبید بن ربیعہ ایک سو ساٹھ (۱۶۰) برس زندہ رہے۔

۷۵۴۴ لبید بن سہل [2]

ابن حارث بن عروہ بن رزاح بن ظفر انصاری، رفاعہ بن زید کے سوانح میں حدیث قتادہ بن نعمان میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، ابن عبدالبر [2] کا قول ہے: مجھے معلوم نہیں، وہ انہی میں سے ہیں یا ان کے حلیف ہیں۔

ابن کلبی نے قبیلہ کی طرف ان کی نسبت کی ہے جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں، لیکن عدوی کا قول ہے: وہ ابن کلبی سے وہم ہے، وہ ابو لبید بن سہل ہیں جو بنو حارث بن مازن بن سعد عشیرہ کے ایک شخص ہیں، انصار کے حلیف ہیں۔

---

[1] الاکمال (۶۳/۳) [2] اسد الغابہ (۴۵۲۲) استیعاب (۲۲۶۱) تجرید (۳۸/۲)

[2] استیعاب (۳۹۵/۳)

۷۵۴۵ لبید بن عُطارد [1]

ابن حاجب تمیمی، ان کے والد کا ذکر گزر چکا ہے۔ ابن عبدالبر [2] کا قول ہے: بنو تمیم میں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے والے وفد میں تھے، ان کے سرداروں میں سے ہیں۔ ۹ھ میں اسلام لائے، مجھے ان کے بارے میں اس کے علاوہ کچھ معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابراہیم حربی نے غریب حدیث میں بطریق ابن اسحاق، بحوالہ انس نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لبید ابن عطارد سے اس واقعہ میں ان کے ساتھ پیش آیا، کہا: تمہاری ماں نہ ہو، انہوں نے کہا: کیوں نہیں، اللہ کی قسم! وہ چچاؤں اور ماموؤں والی ہے۔ آمدی [3] نے کتاب الشعراء میں ذکر کیا ہے کہ لبید بن عطارد بن حاجب نے جاہلیت کا زمانہ پایا، ان کا اس کے بارے میں شعر نقل کیا ہے۔ ابن عساکر کا قول ہے: اہل کوفہ کے سرداروں میں سے تھے، انہوں نے ذکر نہیں کیا کہ وہ صحابی ہیں۔

۷۵۴۶ لبید بن عقبہ [4]

ابن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل انصاری، اشہلی۔ بعض نے ان کے نسب سے عقبہ کو ساقط کیا ہے، وہ محمود بن لبید کے والد ہیں۔ ابو عمر [5] کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۷۵۴۷ لبید ربّہ بن بعکك

بعض کا قول ہے: ابو سنابل کا نام ہے، کنیتوں میں ان کے حالات آئیں گے۔

باب لام کے بعد جیم

۷۵۴۸ اللجلاج بن حُکیم سلمی [6]

نجاف کے والد ہیں، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: صحابی ہیں، اہل جزیرہ میں ان کا شمار ہے، ان کی حدیث [7] نقل کی ہے جو انہوں نے بیان کی، میں نے اسے حرف زاء میں زید بن حارثہ کے سوانح میں بیان کیا ہے، کنیتوں میں ابو خالد سلمی کے سوانح میں ذکر آئے گا۔

۷۵۴۹ اللجلاج غطفانی

ابو عباس سراج نے اپنی تاریخ میں اور خطیب نے متفق میں اپنے شیخ یعقوب بن سفیان کے شیوخ سے، اپنے شیخ محمد بن ابی اسامہ حلبی، بحوالہ قیس نقل کیا ہے میں نے عبدالرحمٰن بن علاء بن لجلاج، عن ابیہ، عن جدہ سنا، فرماتے ہیں: جب سے میں رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا ہوں، اس وقت سے میں نے اپنا پیٹ نہیں بھرا، فرماتے ہیں: ایک سو بیس (۱۲۰) سال زندہ رہے۔ پچاس (۵۰) سال

---

[1] اسد الغابہ (٤٥٢٣) استیعاب (٢٢٦٢) تجرید (٣٨/٢) [2] استیعاب (٣٩٦/٣)

[3] الآمدی (٢٦٤) [4] اسد الغابہ (٤٥٢٥) الاستیعاب (٢٢٦٣) تجرید اسماء الصحابة (٣٨/٢)

[5] الاستیعاب (٣٩٦/٣) [6] اسد الغابہ (٤٥٢٧) [7] ابوداؤد (٣٠٩٠) جامع المسانید (٦٣٩/١٠)

جاہلیت میں اور ستر (۷۰) سال حالت اسلام میں گزارے۔

عسکری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے برعکس ذکر کیا ہے کہ وہ وفد میں آئے تو ان کی عمر ستر (۷۰) برس تھی۔ اس کے بعد پچاس سال زندہ رہے۔ ابوحسین بن سمیع کا قول ہے: لجلاج علاء غطفانی کے والد ہیں۔

۷۵۵۰ اللجلاج عامری [1]

خالد کے والد ہیں، بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: صحابی ہیں، تاریخ [2] میں ذکر کیا ہے۔ سیاق ان کا ہے، ادب المفرد میں، ابوداؤد اور نسائی نے کبریٰ میں بطریق محمد بن عبداللہ شعیثی بحوالہ خالد بن لجلاج، عن ابیہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم لڑکے تھے اور بازار میں کام کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص لایا گیا، اسے رجم کر دیا گیا، پھر ایک شخص آیا اور ہم سے پوچھا کہ ہم اس کی جگہ بتائیں، ہم اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، ہم نے کہا: یہ ہم سے اس ناپاک کے بارے میں پوچھ رہا تھا، جسے آج رجم کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے ناپاک نہ ہو، اللہ کی قسم! وہ اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے''۔ [3] بعض نے اسے طویل نقل کیا ہے اور بعض نے اسے مختصراً ذکر کیا ہے۔

اسے ابوداؤد [4] اور نسائی نے دوسرے طریق سے بحوالہ خالد بن لجلاح طویل نقل کیا ہے، ابن سمیع کا قول ہے: وہ مولی بنوزہرہ ہیں، دمشق میں فوت ہوئے، لجلاج، خالد کے والد اور لجلاج علاء کے والد ایک ہیں۔ مزی، اطراف میں اسی پر چلے ہیں۔ فرماتے ہیں: لجلاج علاء کے والد ہیں پھر حدیث خالد بن لجلاج، عن ابیہ ذکر کی ہے، تہذیب میں فرماتے ہیں: اسی طرح انہوں نے بحوالہ معاذ ذکر کیا ہے، ان سے اسی طرح ابوورد بن ثمامہ نے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن سمیع کے قول کو عامری کے قول سے تقویت ملتی ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لڑکے تھے، دوسرا قول کہ علاء کے والد ہیں، اس وقت وہ پچاس (۵۰) یا اس سے زیادہ سال کے تھے، اس لیے دونوں میں فرق کیا ہے۔

ابن حبان نے ثقات تابعین میں فرمایا: بعلاج حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں اور ان کا نسب بیان نہیں کیا جبکہ انہوں نے کتاب صحابہ میں اس سے پہلے لکھا ہے: لجلاج عامری مولی بنوزہرہ صحابی ہیں۔ شام کے رہائشی ہیں، ان کی حدیث ان کے دونوں بیٹوں علاء اور خالد سے مروی ہے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو وہ ایک سوبیس (۱۲۰) برس کے تھے، تو وہ اس پر چلے کہ یہ ایک شخصیت ہیں، یہ عمر تو علی کے والد پر منطبق (Fit) ہوتی ہے۔ وہی اتنی مقدار یا اتنا عرصہ زندہ رہے جیسا کہ اس حدیث میں بیان ہو چکا ہے، جسے سراج نے نقل کیا ہے۔

باب لام کے بعد حاء

۷۵۵۱ لحقُم الجنیّ

نصیبین کے جنوں میں سے ہیں، ارقم میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۵۲۸) استیعاب (۲۶۶۹) تجرید (۳۸/۲) [2] تاریخ کبیر (۲۵۰/۷)

[3] مسند احمد (۴۷۹/۳) المعجم الکبیر (۴۸۸/۱۹) جامع المسانید (۶۴۱/۱۰) [4] ابوداؤد (۴۴۳۵)

باب لام کے بعد صاد

۷۵۵۲ یُصب بن خیثم [1]

ابن حرملہ، ابن یونس کا قول ہے، فتح مصر میں شریک ہوئے، ان کی کوئی روایت معلوم نہیں، ابن مندہ نے یہ ابن یونس کے حوالے سے نقل کیا ہے، اس میں یہ اضافہ ہے: صحابہ میں ان کا ذکر ہے، یہ اضافہ میں نے ابن یونس کی کتاب میں نہیں دیکھا۔

باب لام اس کے بعد قاف

۷۵۵۳ لقمان بن شبّہ [2]

ابن معیط، ابوحصین عبسی، عبس کے وفد میں سے تھے، وہ نو (۹) لوگ تھے، ابوجعفر طبری نے ان کے نام لیے ہیں، حارث بن ربیع بن زیاد کے سوانح میں ان کے نام گزرے چکے ہیں، لقمان نے وہاں ان کی کنیت سے ذکر کیا ہے۔

۷۵۵۴ لقیط بن ارطاۃ سکونی [3]

ابن مندہ کا قول ہے: اہل شام میں ان کا شمار ہے، ابن ابی حاتم کا قول ہے، مسلمہ بن علی نے بحوالہ لقیط بن ارطاۃ ان کی حدیث روایت کی ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ننانوے (۹۹) مشرکین قتل کیے۔

میں کہتا ہوں: باوردی اور طبرانی [4] وغیرہ نے بطریق ہشام بن عمارہ، ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، مسلمہ ضعیف ہیں۔

طبرانی وغیرہ نے بطریق نصر بن خزیمہ، بحوالہ نصر بن علقمہ اس اسناد سے لقیط تک نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میرے دونوں پاؤں ٹیڑھے تھے، وہ زمین پر نہیں لگتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دُعا کی تو میں زمین پر چلنے لگا۔ [5]

۷۵۵۵ لقیط بن ربیع عبشمی

بعض کا قول ہے: وہ ابوالعاص کا نام ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔ اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۵۵۶ لقیط بن صبرہ [6]

ابن عبداللہ بن منتفق بن عامر بن عقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامری، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

---

[1] اسد الغابہ (٤٥٢٩) تجرید (٣٨/٢) [2] اسد الغابہ (٤٥٣١) استیعاب (٢٢٧٠) تجرید (٣٨/٢)

[3] اسد الغابہ (٤٥٣٢) استیعاب (٢٢٦٤) تجرید (٣٩/٢) [4] اسد الغابہ (٤٥٣٢) الاستیعاب (٢٢٦٤) تجرید (٣٩/٢)

[5] المعجم الکبیر (٤٨٥/١٩) مجمع الزوائد (٤٠٠/٩) [6] اسد الغابہ (٤٥٣٤) تجزید (٣٩/٢)

کی، ان سے ان کے بیٹے عاصم نے روایت کیا، میں نے فاطمہ بنت منجا پر بحوالہ عاصم بن لقیط بن صبرہ، عن ابیہ پڑھا، فرماتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کامل وضو کرو، انگلیوں کا خلال کرو اور ناک میں اچھی طرح پانی چڑھاؤ، سوائے اس کے کہ تم روزہ دار ہو''۔ [1]

یہ حدیث صحیح ہے، اسے احمد نے شیخ سے بحوالہ سفیان نقل کیا ہے، ہم نے ان کے شیخ کے شیخ میں عالی سند سے ان کی موافقت کی ہے، اسے ترمذی نے بحوالہ قتیبہ اور نسائی نے بحوالہ اسحاق بن ابراہیم، دونوں نے بحوالہ وکیع، نسائی نے بھی بحوالہ سفیان ثوری نقل کیا ہے، ہمیں اس سے دو درجہ عالی سند کے ساتھ یہ روایت ملی ہے۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے بروایت یحییٰ بن سلیم، بحوالہ اسماعیل بن کثیر بعض نے طویل نقل کیا ہے، اس میں ہے: میں بنو منتفق کا نمائندہ تھا، اس میں ان کا طویل قصہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ پیش آیا، اسے ابن حبان [2] نے اپنی صحیح میں طویل نقل کیا ہے۔

۷۵۵۷ لقیط بن عامر [3]

ابن منتفق بن عامر عامری، ابورزین عقیلی ہیں، بنو منتفق کے نمائندے تھے، ان سے ان کے بھتیجے وکیع بن عدس، عبداللہ بن حاجب، عمرو بن اوس ثقفی نے روایت کیا۔ علی بن مدینی، خلیفہ بن خیاط، ابن ابی خیثمہ، محمد بن سعد، مسلم، بغوی، دارمی، باوردی، ابن قانع وغیرہ کا خیال ہے کہ وہ لقیط بن صبرہ کے علاوہ ہیں، جن کا اس سے پہلے ذکر ہوا ہے۔

ابن معین کا قول ہے: وہ دونوں ایک ہیں، جس نے لقیط بن عامر کہا، انہوں نے ان کے جد کی طرف ان کی نسبت کی ہے، وہ لقیط بن صبرہ ہیں۔

جامع الاصول میں لقیط بن عامر بن صبرہ ہے، قتبہ نے اسے لکھا ہے اور بنو عامر کی طرف ان کی نسبت کی ہے، اثرم نے اسے بحوالہ احمد نقل کیا ہے۔ اس طرف امام بخاری کا میلان ہے۔ ابن حبان، ابن سکن، عبدالغنی بن سعید نے ایضاح اشکال میں اس کا یقین کیا ہے، فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے: وہ اس کے علاوہ ہیں، وہ صحیح نہیں۔ اسی طرح ابن عبدالبر [4] نے اس کے مقابلے میں کہا: ایسا کچھ بھی نہیں، مزی نے اس کا رد کیا ہے اور اطراف میں یقین سے کہا ہے کہ وہ دو ہیں، تہذیب میں ہے کہ وہ ایک ہیں، میرے خیال میں راجح یہ ہے کہ وہ دو ہیں۔ کیونکہ لقیط بن عامر، اپنی کنیت سے مشہور تھے، لقیط بن صبرہ کی کنیت مذکور نہیں، سوائے اس کے کہ ابن شاہین نے شاذ قول نقل کیا ہے، ابورزین عقیل نے بھی ایسا کہا ہے۔

ابورزین سے روایت کرنے والی ایک جماعت ہے، لقیط بن صبرہ کا سوائے ان کے بیٹے عاصم کے کوئی اور راوی مشہور نہیں، ان دونوں کا ایک ہونا اس شخص کے نزدیک قوی ہے جو اس پہ اعتماد کرتا ہے، کیونکہ دونوں کے بارے میں آیا ہے کہ وہ بنو منتفق کے

---

[1] ابوداؤد (۱۴۲) ترمذی (۳۸) نسائی (۱۱۴) ابن ماجہ (۴۴۸) مسند احمد (۳۳/۴) مستدرک (۱۴۸/۱) معجم الکبیر (۴۷۹/۱۹) بیہقی (۷۶/۱) جامع المسانید والسنن (۶۴۵/۱۰)

[2] ابن حبان (۱۰۵۴) [3] اسد الغابہ (۴۵۳۵) استیعاب (۲۲۶۶) تجرید (۳۹/۲) استیعاب (۳۹۷/۳)

[4] استیعاب (۳۹۷/۳)

نمائندے تھے، جو واضح نہیں، اس لیے کہ دونوں کے بارے میں احتمال ہے کہ سردار تھے۔

ان کی حدیث جسے حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل نے زوائد مسند میں اور ابوحفص بن شاہین اور طبرانی نے بطریق عبدالرحمٰن بن عیاش انصاری پھر سمعی بحوالہ لقیط بن عامر نقل کیا ہے کہ وہ نہیک بن عاصم بن مالک بن منتفق کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، فرماتے ہیں: ہم رجب کے اختتام پر مدینہ آئے.... قیامت کے دن اٹھنے کے بارے میں دو ورق کے برابر طویل حدیث ہے۔ یہ وہی ہیں جن کے بارے میں عمرو کی حدیث ہے۔ اس میں کعب بن خداریہ وغیرہ کا ذکر ہے۔ اس میں سے جو انہوں نے نقل کیا ہے..... رجب میں بتوں کے لیے بکری ذبح کرنے کا ذکر کیا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ [1] نے اسے اپنی تاریخ میں بطریق شعبہ، بحوالہ ابورزین عقیلی نقل کیا ہے، اسے مرفوع کہا ہے: ''مومن کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے جو صرف پاکیزہ چیز کھاتی ہے''۔ [2] کعب بن خداریہ کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، کنیتوں میں ان لوگوں میں ان کا ذکر آئے گا جن کی کنیت ابورزین ہے، ابن شاہین نے عجیب بات کہی ہے۔ فرماتے ہیں: ان کی کنیت ابومصعب ہے۔

۷۵۵۸ لقیط بن عباد سامی

ابن ماکولا [3] کا ہے: انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔

۷۵۵۹ لقیط بن عبدالقیس فزاری [4]

بنوظفر کے حلیف ہیں، انصاری ہیں، سیف بن عمر نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: یرموک کے دن گھڑ سواروں کے دستے پر امیر تھے۔

۷۵۶۰ لقیط بن عدی لخمی [5]

سوید بن حبان کے دادا ہیں، ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاص کے صاحب کمین تھے، سعید بن عفیر نے یہ ذکر کیا ہے۔

ابن مندہ نے بحوالہ ابن یونس فرمایا کہ انہوں نے فرمایا: صحابہ میں ان کا ذکر ہے۔ ان کی کوئی مستند روایت معلوم نہیں۔ اہل مصر میں ان کا شمار ہے۔

۷۵۶۱ لقیط بن عصر بلوی

وہ نعمان بن عصر ہیں، حرف نون میں ان کا ذکر آئے گا۔

---

[1] تاریخ کبیر (۲٤٨/٧)

[2] ابوداؤد (٥٠٢٠) ترمذی (٢٢٧٨) مسند احمد (١٢/٤) (١٣/٤) مستدرك حاكم (٣٩٠/٤١) معجم الكبير (٤٦١/١٩) مجمع الزوائد (٣٠١/١٠)

[3] الاكمال (٥٩/٦) [4] تجريد (٣٩/٢) [5] اسد الغابه (٤٥٣٧) تجريد (٣٩/٢)

۷۵۶۲ لقیم دجاج

جاحظ نے کتاب الحیوان میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے غزوہ خیبر میں ایک شعر میں نبی کریم ﷺ کی مدح کی: ع

''خیبر کی زمین نطاط میں بڑے لشکر میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تیر اندازی ہوئی جو سرخ اور کندھوں اور ریڑھ کی ہڈی والی ہے''۔

فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے انہیں خیبر کا ایک بڑا پرندہ دیا تو اس وقت سے انہیں لقیم دجاج کہا جاتا ہے۔ ابوعمرو شیبانی اور مدائنی نے بحوالہ صالح بن کیسان یہ ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کا یہ مذکورہ قصہ سیرت ابن اسحاق میں ہے، لیکن ابن لقیم کا قول ہے، احتمال ہے کہ ان کا نام اپنے والد کے نام کی طرح ہو۔

باب لام کے بعد میم

۷۵۶۳ لمیس [1]

ابوسلمی، بصرہ کے اعرابی ہیں، عمرو بن جبلہ نے ان کی حدیث روایت کی ہے۔ ابن مندہ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

باب لام کے بعد ہاء

۷۵۶۳ لُہیب [2]

تصغیر کے ساتھ ہے، ابن مالک لہبی، یہ ابن مندہ کا قول ہے: ابوعمر [3] نے اس میں بیان کیا ہے، لہب، اس پر رشاطی نے اعتماد کیا ہے۔

ابن مندہ کا قول ہے: ان کی حدیث ہے، اسے عبداللہ بن محمد عدوی نے ایسی اسناد سے اسے روایت کیا ہے جو ثابت نہیں۔

ابوعمر کا قول ہے: انہوں نے کہانت اور نبوت کی علامات کے بارے میں عجیب روایت کی ہے، عقیلی نے ان کی حدیث نقل کی ہے، فرماتے ہیں: ہمیں عبداللہ بن احمد بلوی نے بحوالہ لہیب بن مالک لہبی نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے کہانت کا ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پہ قربان ہوں ہمیں ہی سب سے پہلے آسمان کی حفاظت، شیاطین کی خبر اور چپکے سے ان کے کان لگانے کی ممانعت اور ان پر شہاب ثاقب پڑنے کا پتہ چلا، جس کا واقعہ یہ ہے کہ ہم اپنے ایک کاہن کے پاس جمع تھے، جس کا نام خطر بن مالک تھا، وہ انتہائی بوڑھا شخص تھا، جس

---

[1] اسد الغابہ (٤٥٣٧) تجرید (٣٩/٢) [2] اسد الغابہ (٤٥٣٩) تجرید (٣٩/٢)
[3] استیعاب (٣٩٨/٣)

کی دوسواسی (۲۸۰) برس عمر ہوگئی تھی، اور وہ ہمارے کاہنوں میں سب سے بوڑھا شخص تھا، ہم نے اس سے کہا: خطر! کیا آپ کے پاس ان ستاروں کے بارے میں کوئی علم ہے جو پھینکے جاتے ہیں، کیونکہ ہم تو خوفزدہ ہو چکے ہیں اور اپنے برے انجام سے ڈر رہے ہیں، تو اس نے کہا: ؏

''سحری تک میرے پاس لوٹ کر آنا، میں تمہیں اصل بات بتاؤں گا خیر ہے یا شر، امن کی بات ہے یا خطرے کی''۔

فرماتے ہیں: ہم سحری کے وقت اس کے پاس پہنچے تو وہ آسمان کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا، ہم نے اسے آواز دی، خطر! اس نے ہمیں اشارے سے کہا: ٹھہر جاؤ! اتنے میں بہت بڑا ستارہ آسمان سے ٹوٹ کر گرا تو وہ کاہن اپنی آواز بلند کر کے چیخنے لگا: ؏

''اسے لگ چکا ہے، اللہ کے عذاب نے اسے گھیر لیا ہے، اس کا عذاب بڑا جلدی ہے، اس کے شہاب نے اسے جلا ڈالا اور اس کے جواب نے اس کی عقل زائل کر دی ہے''۔

پھر اس کے بقیہ رجزیہ اور سجع پر مبنی اشعار ذکر کیے، جس میں سے چند یہ ہیں: ؏

''مجھے کعبہ اور ارکان کی قسم! سرکش جنوں کو کان لگانے سے روک دیا گیا ہے، اس شہابِ ثاقب کی وجہ سے جو طاقت والے کی ہتھیلی میں ہے۔ جس کی وجہ ایک عظیم الشان مبعوث ہونے والا نبی ہے، جو تنزیل اور فرقان لے کر مبعوث ہوگا''۔

اسی میں ہے: ہم نے اس سے کہا: خطر! آپ ایک عظیم بات کا ذکر کر رہے ہیں تو آپ اپنی قوم کے لیے کیا رائے دیں گے؟ اس نے کہا: میں جو اپنے لیے بہتر سمجھتا ہوں، اپنی قوم کو بھی وہی رائے دوں گا کہ وہ پوری انسانیت میں سے بہترین شخص کی پیروی کر لیں جس کا شہابِ ثاقب سورج کی شعاع جیسا ہے، پھر ایک واقعہ ذکر کیا جس کے آخر میں ہے: خطر کو تین دن کے بعد افاقہ ہوا تو وہ لا اِلٰہ الا اللہ پڑھ رہا تھا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اس نے نبوت جیسی بات کی ہے، یقیناً وہ قیامت کے دِن ایک امت بنا کر اٹھایا جائے گا، اسے ابوسعد نے شرف المصطفیٰ میں اس طریق سے نقل کیا ہے۔

ابوعمر [1] کا قول ہے: اس کی اسناد ضعیف ہے، اگر اس میں کوئی حکم ہوتا تو میں اسے ذکر نہ کرتا، کیونکہ اس کے راوی مجہول ہیں، اور عمارہ بن زید پر محدثین نے وضع حدیث کی تہمت لگائی ہے، لیکن نبوت کی علامات اور اُصول ختم نہیں ہوں گے بلکہ ان کی گواہی دی۔ جائے گی اور اسے صحیح قرار دیا جائے گا۔

میں کہتا ہوں: اس سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ موضوع حدیث کی روایت جائز ہے، اگر اس میں یہ دو شرطیں ہوں کہ اس میں حکم نہ ہو اور اس سے اصول کی گواہی دی جائے۔ یہ محدثین کے عدم جواز پر اتفاق کے خلاف ہے، ممکن ہے کہ کہا جائے کہ اس شرط کا ذکر کرنا بیان سے تعلق رکھتا ہے۔

---

[1] استیعاب (۳۹۸/۳)

باب لام کے بعد یاء

۷۵۶۵ لیث اللہ

حمزہ بن عبدالمطلب ہیں، یہ ابوسنان بن حریث کے شعر میں ہے، جیسا کہ کنیتوں میں آئے گا، مشہور یہ ہے کہ وہ اسد اللہ ہیں۔

۷۵۶۶ لیث بن جثامه کنانی لیثی

صعب بن جَثّامہ کے بھائی ہیں، ان کے بھائی کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ مرزبانی ✿ نے معجم الشعراء میں فرمایا: مخضرمی ہیں، میں نے علامہ رضی الدین شاطبی کی تحریر میں جس کی عبارت یہ ہے، پڑھا: جثامہ بن قیس کے ہاں صعب، لیث اور محلم پیدا ہوئے۔

ان کی والدہ فاختہ بنت حرب، حضرت ابوسفیان کی بہن ہیں، نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیبر کے واقعہ میں شریک ہوئے۔

۷۵۶۷ لیث

ابوہند داری کے نام میں جو کہا گیا، ان میں سے یہ ایک، کنیتوں میں ان کے حالات آئیں گے۔

۷۵۶۸ یشرح

ابن لحی بن تحمر، ابوتحمر رُعینی، ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے، ان کی کوئی روایت معلوم نہیں، ابن مندہ نے بحوالہ ابن یونس نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

قسم ثانی ازحرفِ لام

اس میں کسی کا ذکر نہیں۔

قسم ثالث ازحرفِ لام

باب لام کے بعد ہمزہ

۷۵۶۹ لام بن زنّار

ابن غطیف طائی، عدی بن حاتم کے ماں شریک بھائی ہیں، ان کے بھائی ملحان بن زنار کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔

✿ معجم الشعراء (۲۵۳)

باب لام کے بعد باء

۷۵۷۰ لبدہ بن کعب [1]

ابوتریس، اہل مصر میں ان کا شمار ہے، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق یحییٰ بن ایوب، بحوالہ ابوتریس لبدہ بن کعب نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے جاہلیت میں ایک مرتبہ حج کیا، پھر دوسری مرتبہ حج کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا۔ میں نے خون سے میٹھی کوئی چیز نہیں دیکھی جو میں نے جاہلیت میں کھایا، میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، انہوں نے سورۃ حج کی تلاوت کی پھر دو سجدے کیے۔

میں کہتا ہوں: میں نے تاریخ ابن یونس میں انہیں نہیں دیکھا، سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ وہ واقعہ فحل میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے ساتھ تھے جو یرموک کے بعد پیش آیا۔

باب لام کے بعد جیم

۷۵۷۱ بجلاج بن حصین ذبیانی

بنوثعلبہ میں سے ہیں، آمدی [3] کا قول ہے: جاہلیت کے شہسواروں میں سے تھے، اسلام کا زمانہ پایا۔

۷۵۷۲ بجلاج

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، قسم اوّل میں گزر چکے ہیں۔

باب لام کے بعد قاف

۷۵۷۳ لقس بن سلمان [2]

مولیٰ کعب بن عجرہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا، ان سے ان کے مولیٰ نے روایت کیا، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان سے مروی حدیث معجم طبرانی میں ہیں۔

۷۵۷۴ لقیط بن ناشرہ

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: قدیم الاسلام ہیں، احادیث میں ان کا ذکر

---

[1] اسد الغابہ (۴۵۴۳) تجرید (۲/۴۰)

[2] اسد الغابہ (۴۵۱۶) تجرید (۲/۳۷)

[3] الآمدی (٦٤،٧٥)

ہے، فتح مصر میں شریک ہوئے۔

۷۵۷۵ تُقَیم

تصغیر کے ساتھ ہے۔ ابن سرح تنوخی، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: فتح مصر میں شریک ہوئے۔

باب لام کے بعد ھاء

۷۵۷۶ لھب بن خندق[1]

ابوموسیٰ نے ذیل میں فرمایا: عبدان مروزی نے ان کا ذکر کیا ہے، بطریق عوام بن حوشب بحوالہ لھب بن خندق جو انہی میں سے ایک شخص ہے اس نے زمانہ جاہلیت پایا نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: عوف بن مالک نے سخت جاہلیت میں فرمایا: میں پیاسا مروں، مجھے یہ پسند ہے کہ میں وعدے کے خلاف کر کے مروں۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے یہ اثر اس طریق سے نقل کیا ہے، انہوں نے لھب بن خندق میں یہ نہیں فرمایا کہ انہوں نے دورِ جاہلیت پایا، ان کی روایت میں عوف بن نعمان ہیں جیسا کہ عوف بن نعمان کے سوانح میں گزر چکا ہے، بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے تابعین میں لھب کا ذکر کیا ہے۔

۷۵۷۷ لھیعہ بن مُخمر

ابن نعیم بن سلامہ یحصبی، افنوش سے ہیں جو یحصب کے بطن سے ہے۔ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے۔

القسم الرابع ازحرف لام

باب لام کے بعد یاء

۷۵۷۸ لبید بن زیاد[2]

ابن امین کے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مسند جوہری کی طرف اس کی نسبت کی ہے، انہوں نے علم کے اٹھالینے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے، ابن بشکوال اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی متابعت کی ہے۔ وہ بدل گیا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۵۳۰) تجرید (۳۸/۲)

[2] تجرید (۳۸/۲)

وہ زیاد بن لبید ہیں، حرف زاء میں جن کا ذکر گزر چکا ہے، حدیث انہی کی ہے۔نسائی کی روایت میں حدیث عوف بن مالک میں بھی الٹا لکھا ہوا ہے۔

۷۵۷۹ لبید [1]

یحییٰ بن عبدالرحمٰن کے دادا ہیں، انہوں نے بحوالہ اپنے والد، عن جدہٖ مرفوع نقل کیا ہے ''جب لڑکا تین (۳) دِن روزے رکھ لے، اس کے لیے رمضان کے روزے رکھنا آسان ہو جاتا ہے''۔ [2]

ابوموسیٰ نے اسے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: اسی طرح عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے، وہ وہم ہے۔ وہ لبیبہ ہیں، جن کا قسم اوّل میں ذکر گزر چکا ہے۔

باب لام کے بعد قاف

۷۵۸۰ لقیط سدوسی

ایاد کے والد ہیں، بعض نے ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ وہم ہے۔ اسلم تاریخ واسط میں فرماتے ہیں: بحوالہ ایاد بن لقیط، عن ابیہ مروی ہے فرماتے ہیں: آپ ﷺ کے بال کندھوں تک پہنچتے تھے، ابومحمد بن سفیان حافظ الراوی بحوالہ اسلم فرماتے ہیں: وہ ایاد بن لقیط ہیں۔ بحوالہ ابورمثہ۔

میں کہتا ہوں: کنیتوں میں اس کا بیان آئے گا۔

باب لام اس کے بعد ھاء

۷۵۸۱ لھیعہ حضرمی [3]

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے: ابوزرعہ رازی، صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، بطریق محمد بن عبیداللہ تمیمی، ان کے حوالے سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دِن سو گئے، آپ ﷺ کے پاس آپ کی بعض ازواج تھیں... پھر حدیث ذکر کی۔

یہ مرسل ہے، لھیعہ تابعین میں معروف ہیں، بخاری، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور ابن یونس میں ان میں ان کا ذکر کیا ہے اور محمد بن عبداللہ تمیمی کی روایت کا ان کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: وہ ۱۰۰ھ میں وفات پائی، اس میں ازدی نے کلام کیا ہے اور ابن حبان نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ [4]

---

[1] تجرید (۳۸/۲)

[2] معجم الکبیر (۲۲۱/۱۹) مصنف عبدالرزاق (۷۳۰۰)

[3] اسد الغابہ (۴۵۴۲) تجرید (۴۰/۲)

[4] جامع المسانید والسنن (۶۶۳/۱۰)

باب لام کے بعد یاء

۷۵۸۲ لیث بن معاذ

بعض نے ان کا ذکر کیا ہے، وہ صحیح نہیں۔ وہ تابعی ہیں۔ ان کی حدیث مرسل نقل کی ہے۔ فاکہی نے کتاب مکہ میں بحوالہ لیث بن معاذ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ پندرھواں گھر ہے، سات آسمان میں عرش تک ہیں، سات زمین کی آخری تہہ تک ہیں، ان گھروں میں سب سے اوپر والا عرش کے قریب بیت المعمور ہے، اس بیت اللہ کی حرمت سے ہر گھر کی حرمت ہے۔ اگر ان میں سے ایک گھر گر پڑے تو سب ایک دوسرے کے اوپر گر پڑیں۔ جیسے اس گھر کو تعمیر کرنے والے ہیں، اسی طرح ان گھروں کو تعمیر کرنے والے ہیں"۔ [1]

---

[1] در منثور (۱۲۸/۱)
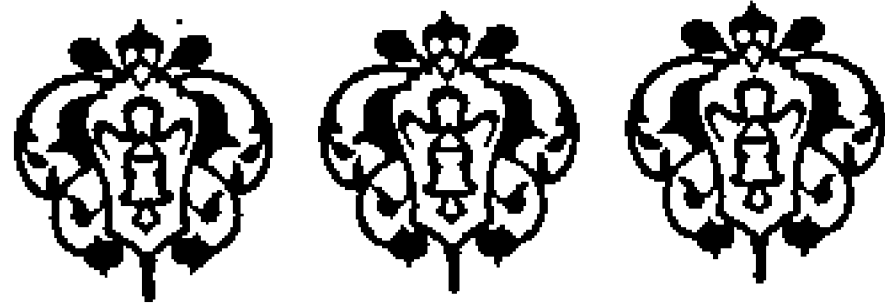
حرف میم

باب میم کے بعد الف

۷۵۸۳ مابور[1]

قبطی، خصی۔ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ دار ہیں، حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے سوانح میں ان کے بارے میں آئے گا کہ وہ بہت بوڑھے ہیں، کیونکہ وہ ان کے بھائی ہیں۔

میں کہتا ہوں: روایات میں ان کے بارے میں جو آیا ہے وہ اس کے منافی نہیں کہ وہ ان کے رشتہ دار ہیں یا نسبی تعلق دار یا ان کے چچازاد ہیں، اس احتمال کی وجہ سے کہ وہ ان کے ماں شریک بھائی ہیں۔ واللہ اعلم

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُم ولد حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ دار ہیں، ان کے ساتھ مصر سے آئے۔

حماد بن سلمہ نے بحوالہ انس بن مالک نقل کیا ہے کہ ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُم ولد سے تہمت لگائی جاتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ اس کی گردن مار دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے تو وہ چھوٹے حوض میں نہا رہا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: باہر آؤ، اس نے ہاتھ پکڑا یا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے باہر نکالا تو وہ مجبوب تھا، اس کا ذکر نہیں تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے قتل سے رُک گئے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ مجبوب ہے، اس کا ذکر نہیں۔

مسلم نے اسے نقل کیا ہے، اور ان کا نام نہیں لیا۔ ابوبکر بن ابی خیثمہ نے بحوالہ مصعب زبیری ان کا نام ''مابور'' لکھا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: پھر حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کی ولادت ہوئی، جنہیں مقوقس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ دیا تھا، اس کے ساتھ ان کی بہن سیرین اور مابور نامی خصی تھا۔

کئی روایات میں ان کا نام لیے بغیر ان کا ذکر آیا ہے، ان میں سے جو ابن عبدالحکم نے فتوح مصر میں اپنی سند میں، عن عبداللہ بن عمرو نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحبزادے ابراہیم کی والدہ حضرت ماریہ قبطیہ کے پاس آئے تو ان کے پاس ان کے رشتہ دار کو پایا جو ان کے ساتھ مصر سے آیا تھا، وہ ان کے پاس بہت زیادہ آتا جاتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دِل مین کوئی بات پیدا ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے، آپ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے پہچان لیا اور آپ سے اس کے بارے میں پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار لی پھر حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، ان کا رشتہ دار، ان کے

---

[1] اسد الغابہ (٤٥٤٤) تجرید (٢/٤٠)

پاس تھا، آپ نے اپنی تلوار اس پر سونت لی، جب اس نے یہ دیکھا تو اپنا کپڑا اٹھا دیا وہ مجبوب تھا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بری قرار دیا ہے اور وہ ان کا رشتہ دار ہے۔ اس کے بطن میں میرا بیٹا ہے وہ لوگوں میں سب سے زیادہ میرے مشابہ ہے، اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کا نام ابراہیم رکھوں اور میری کنیت ابوابراہیم رکھی''۔ [1]

اس کی سند میں ابن لہیعہ ہیں، کسی راوی کو اپنے شیخ کے بارے میں شک ہوا ہے۔ ابن عبدالحکم نے بھی بطریق یزید بن ابی حبیب، عن انس، خصی کے قصہ کے علاوہ اس کے کچھ حصے کا شاہد ہے۔ لیکن اس کے آخر میں فرمایا: بعض کا قول ہے: مقوقس نے ان کے ساتھ خصی کو بھیجا، وہ ان کے پاس رہتے تھے، پھر مجھے طبرانی کے معجم الکبیر میں اس طریق سے حدیث ملی ہے جسے اس سے ابن ابی خیثمہ نے نقل کیا ہے، اس میں ام ابراہیم کے قول کے بعد یہ اضافہ کیا ہے، اس وقت حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہونے والی تھی، انہوں نے ان کے پاس ان کے نسبی رشتہ دار کو دیکھا جو ان کے ساتھ مصر سے آیا تھا۔ وہ اسلام لائے اور ان کا اسلام سنور گیا، وہ حضرت ام ابراہیم رضی اللہ عنہا کے پاس آتا تھا۔ ان کے ہاں اپنی جگہ پانے کے لیے اس بات پر راضی ہوگیا کہ اپنے آپ کو مجبوب کر دے، اس نے اپنی ٹانگوں کے درمیان جو کچھ تھا کاٹ دیا تو اس میں سے قلیل یا کثیر کچھ باقی نہ بچا..... (الحدیث) یہ اس کے منافی نہیں جو پہلے گزر چکا ہے کہ وہ خصی تھا، مقوقس نے اسے ہدیہ میں بھیجا تھا کیونکہ یہ احتمال ہے کہ ان کے فوطے نہ ہوں اور آلہ تناسل باقی ہو اور جب آلہ بھی کاٹ ڈالا بالکل صفایا ہوگیا۔

حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے واقعات کو یوں جمع کیا جا سکتا ہے کہ یہ احتمال ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روانگی ان کی طرف نبی علیہ السلام کے نکلنے کے بعد ہو، لیکن جب آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں مجبوب پایا تو آپ کا دل مطمئن ہوگیا اور آپ کسی اور کام میں مشغول ہوگئے، تو یہ واقعہ پہلے ہوا، یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام کے اپنے گھر واپس آنے کے بعد تھوڑی تاخیر سے بھیجا ہو، بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ نہیں سنا گیا، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو آختہ کو ماریہ کے پاس سے نخلستان میں پانی میں نہاتے دیکھا، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا بتانا یا تو ایک ساتھ ہوا ہوگا اور ایک دوسرے کے بعد، پھر جبرائیل علیہ السلام اس سے زیادہ پکی بات لے کر نازل ہوئے۔

ابن شاہین نے بطریق سلیمان بن ارقم، عن عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کیا ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا اور ان کے چچا زاد ہدیئے میں ملے۔ پھر حدیث نقل کی، یہاں تک کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انہیں قتل کرنے کے لیے بھیجا، تو وہ مجبوب تھا، سلیمان ضعیف راوی ہے، حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے سوانح میں اس خصی کے کچھ حالات آئیں گے۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ہم سے یعقوب بن محمد بن ابی صعصعہ نے بحوالہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مقوقس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ماریہ، ان کی بہن سیرین، ہزار (۱۰۰۰) مثقال سونا، بیس (۲۰) نرم کپڑے، اپنا خچر دُلدُل، اور اپنا گدھا عفیر بقول بعض یعفور، ان کے ساتھ مابور نامی خص، بقول بعض ھابور تھا..... (الحدیث) اس میں ہے کہ خصی اپنے دین پر رہا، یہاں تک کہ بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام لے آیا۔

---

[1] مستدرک (۳۸/٤)

باب میم کے بعد تاء

۷۵۸۴ ماتع[1]

واقدی[2] نے ذکر کیا ہے، وہ مولیٰ فاختہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم، وہ اور ہیت نبی ﷺ کے گھروں میں جاتے تھے، جب انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ وہ کسی خاتون کی تلاش میں ہیں جسے وہ اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے لیے نکاح کا پیغام دیں تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: فلانی کا قصد کرو، وہ چار کے ساتھ آتی ہے اور آٹھ کے ساتھ واپس جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے سنا تو چراگاہ کی طرف اسے جلاوطن کر دیا، وہ خلافت عمر رضی اللہ عنہ تک وہاں رہا۔

میں کہتا ہوں: ابن اسحاق نے مغازی میں بحوالہ محمد بن ابراہیم تیمی ذکر کیا ہے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے بنتِ غیلان کے بارے میں کہا تھا کہ وہ چار (۴) کے ساتھ آتی ہے اور آٹھ (۸) کے ساتھ جاتی ہے وہ صحیح بخاری میں بحوالہ ابن جریج مروی ہے، جیسا کہ ان کے حالات میں آئے گا۔ ابن وہب نے اپنے جامع میں بحوالہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نقل کیا ہے کہ دو مخنث رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھے، ان میں سے ایک ہیت اور دوسرا ماتع تھا۔ ماتع فوت ہو گئے اور ان کے بعد ہیت باقی رہ گئے، ابن وہب کا قول ہے: مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے ابو معشر سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے اسے کوڑے لگائے جانے کا حکم دیا، پھر حدیث ذکر کی، ہیت کے سوانح میں اس کا بیان آئے گا۔

باب میم کے بعد راء

۷۵۸۵ مارب

سر منڈانے والوں کی دعا کے بارے میں حدیث روایت کی، جس پر صاحب ترمذی نے اپنی کتاب ترمذی میں اعتماد کیا ہے۔ حرف قاف، قارب میں اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے، ابن عیینہ اسے میم یا قاف کے ساتھ نقل کرتے ہیں، کیونکہ انہوں نے اسے اپنی کتاب میں اسے میم کے ساتھ اور زبانی قاف کے ساتھ یاد تھا، فرماتے ہیں: لوگ اسے قاف کے ساتھ بیان کرتے ہیں، وہ شک کے ساتھ اسے نقل کرتے تھے۔

باب میم کے بعد زین

۷۵۸۶ مازن بن خیثمہ سکونی کندی[1]

ابن عساکر نے ان کے پوتے عمرو بن قیس کے سوانح میں فرمایا، صحابی ہیں۔ ابن ابی حاتم نے عمرو بن قیس کے سوانح میں

---

[1] اسد الغابہ (٤٥٤٥) تجرید (٢/٤٠) [2] مغازی (٩٣٣)

[1] مسند احمد (١٥٢/٦) [2] اسد الغابۃ (٤٥٤٦) استیعاب (٢٢٧٢) تجرید (٢/٤٠)

ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اپنے دادا مازن کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ وہ وفد میں آئے..... (الحدیث)

اسے طبرانی نے اوسط [1] میں بطریق صفوان بن عمرو، بحوالہ عمرو بن قیس بن ثور ابن مازن بن خیثمہ اور ہسیل بن کعب جو مازن سے ہیں، ان دونوں کو حضرت معاذ بن جبل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سکاسک اور سکون کے پڑاؤ کرنے کے دن، وہ لڑے یہاں تک کہ اسلام لے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکاسک اور سکون کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا۔ [2] اسی طرح میں نے مؤتلف میں خطیب کی تحریر میں پڑھا ہے۔ زا کے زیر، میم کی تشدید، اس کے آخر میں نون ہے۔ اسے ابن سکن نے ہبیل بن کعب کے سوانح میں نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: بنوزمیل میں سے ہیں، فرماتے ہیں: مجھے مازن اور ہبیل کا اس مذکورہ حدیث کے علاوہ ذکر نہیں ملا..... میم کے ساتھ اس کے بعد لام، اسے ابن قانع نے اس طریق سے نقل کیا ہے، لیکن انہوں نے ہبیل میں لفظی غلطی کی اور اسے حبیل کہا، جیسا کہ آگے آئے گا۔

۷۵۸۷ مازن بن غَضُوبة [3]

ابن عراب بن بشر بن خطامہ بن سعد بن ثعلبہ بن نصر بن سعد بن اسود بن نبھان بن عمرو بن غوث بن لحی طائی پھر نبھانی پھر خطامی، ان کی والدہ زینب بنت عبداللہ ہیں، ابن سکن وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان کا قول ہے: بعض نے کہا: صحابی ہیں۔ طبرانی [4] اور فاکہی نے کتاب مکہ میں اور بیہقی نے دلائل میں، ابن سکن اور ابن قانع سب نے بطریق ہشام بن کلبی، عن ابیہ، نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے عبداللہ عمانی نے بیان کیا، فرماتے ہیں: مازن بن غَضُوبہ نے فرمایا.... پھر طویل حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے: پھر میں نے بتوں کو توڑا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اسلام لے آیا۔

اس میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا کی، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تکلیف دور کی۔ فرماتے ہیں: میں نے کئی حج کیے، نصف قرآن یاد کیا اور چار آزاد خواتین سے نکاح کیا۔ مجھے حبان بن مازن نے ہبہ کیا، اس میں ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر سنائے: ع

"آپ کی طرف یا رسول اللہ! میری سواری دوڑی [5] صحراؤں میں گھومتی ہوئی عمان سے عرج تک اے زمین پر چلنے والے سب سے بہتر شخصیت، تاکہ آپ میرے لیے شفاعت کریں اور میرا گناہ معاف ہو اور میں فلاح پاؤں"۔

رشاطی نے خطامی میں خاء کے ساتھ نقل کیا ہے۔

ان کی ایک اور حدیث ہے جسے ابن سکن، محمد بن خلف نے جو وکیع کے نام سے معروف ہیں، نوادر اخبار میں، ابن مندہ اور ابونعیم نے بطریق حسن بن کثیر، بحوالہ یحییٰ بن ابی کثیر عن ابیہ، نقل کیا ہے کہ میں نے مازن بن غضوبہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "سچ بولو! کیونکہ وہ جنت کی طرف لے جاتا ہے"۔ [6]

---

[1] معجم الکبیر (۳۴۰/۲۰) [2] استیعاب (۴۰۰/۳) [3] اسد الغابہ (۴۵۴۷) استیعاب (۲۲۷۳) تجرید (۴۰/۲)

[4] المعجم الکبیر (۷۹۹/۲۰) [5] استیعاب (۴۰۰/۳) [6] المعجم الکبیر (۳۳۷/۲۰) مجمع الزوائد (۹۳/۱)

ابن مندہ کا قول ہے: غریب ہے، اس اسناد کے علاوہ معروف نہیں۔

باب میم کے بعد شین

۷۵۸۸ ماشی

ابوبکر بن درید نے ذکر کیا ہے کہ وہ نصیبین کے ان جنوں میں سے ہیں جنہوں نے بطن نخلہ میں نبی کریم ﷺ سے قرآن سنا۔

باب میم کے بعد عین

۷۵۸۹ ماعز بن مالک اسلمی [1]

ابن حبان کا قول ہے: صحابی ہیں، یہ وہی ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جنہیں رجم کیا گیا۔ صحیحین وغیرہ میں حدیث ابوہریرہ اور زید بن خالد وغیرہ سے ان کا ذکر ثابت ہے۔ ابوبکر صدیق، ابوذر، جابر بن سمرہ، بریدہ بن حُصَیب، ابن عباس، نعیم بن ہزّال، ابوسعید خدری، نصر اسلمی، ابوبرزہ کی حدیث میں ان کا ذکر آیا ہے۔ بعض نے ان کا نام لیا ہے اور بعض نے مبہم رکھا ہے۔ اس کے بعض طرق میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر میری اُمت میں سے ایک جماعت ایسی توبہ کرتی تو ان کی طرف سے کافی ہو جاتی"۔ [2]

صحیح ابوعوانہ اور ابن حبان وغیرہ میں بطریق ابوزبیر، عن جابر مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب ماعز بن مالک کو رجم کیا تو فرمایا: "میں نے اسے جنت کی نہروں میں غوطہ زن دیکھا ہے"۔ [3] بعض کا قول ہے: ان کا نام عریب ہے اور ماعز لقب ہے، کنیتوں میں ابوفیل کے سوانح میں اس کا ذکر آئے گا، حدیث بریدہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ماعز کے لیے اللہ سے بخشش طلب کرو"۔ [4]

۷۵۹۰ ماعز بن مجالد [5]

ابن ثور بن معاذ بن عبادہ بن بکاء بکائی، ابن کلبی نے نسب میں ذکر کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس نمائندہ بن کر آئے۔ رشاطی کا قول ہے: ابوعمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: جمہرہ میں ابن کلبی کے الفاظ ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے۔ بشر بن معاویہ بن ثور میں ان

---

[1] اسد الغابہ (۴۵۵۰) استیعاب (۲۲۷۴) تجرید (۴۰/۲)

[2] مسند احمد (۲۴۵/۱) (۳۲۸/۱)

[3] کنز العمال (۳۳۶۴۷) استحاف السادۃ المتقین (۵۸۰/۸)

[4] سنن کبریٰ (۸۳/۶) سنن دارقطنی (۹۲/۳) طبقات کبریٰ (۲۵/۲)

[5] اسد الغابۃ (ت: ۴۵۵۱) تجرید اسماء الصحابۃ (۴۰/۲)

کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۵۹۱ ماعز ✿ (بے نسبت)

ابو عمر ✿ کا قول ہے: مجھے ان کا نسب معلوم نہیں، مسند احمد وغیرہ میں ان کی حدیث ہے، ابن مندہ نے ان کا نسب بیان کیا ہے، تمیمی کا قول ہے: بصرہ میں رہائش تھی۔ احمد اور بخاری رحمۃ اللہ علیہما نے تاریخ میں بطریق ابو مسعود جریری، بحوالہ ماعز نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: سب سے افضل کون سا عمل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک اللہ پر ایمان لانا، پھر جہاد، پھر مقبول حج، باقی تمام اعمال سے ایسے ہی افضل ہیں جیسے سورج کے طلوع اور غروب ہونے میں فرق"۔ ✿ اسے ثقات نے روایت کیا ہے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ ✿ نے اسے دوسرے طریق سے اور بغوی نے دو طریق سے اور جریری نے بحوالہ ماعز نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اعمال میں سے افضل کون سے عمل ہیں؟ پھر اسی کا مفہوم ذکر کیا، ایسا لگتا ہے کہ جریری کے اس میں دو شیخ ہیں۔

۷۵۹۲ ماعز (دوسرے)

بخاری اور بغوی رحمۃ اللہ علیہما نے، پہلے والے ہیں، ان کا الگ ذکر کیا ہے۔ اور ان کے لیے ماعز والد عبداللہ کا عنوان قائم کیا ہے۔ ابن مندہ نے یہ جواز پیش کیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ دونوں ایک شخص ہوں، اسے بطریق ہنید بن قاسم، بحوالہ جُعَید بن عبدالرحمن ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن ماعز نے ان سے بیان کیا کہ ماعز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک تحریر لکھ کر دی کہ ماعز اپنی قوم میں سے سب سے آخر میں اسلام لائے، اور وہ صرف اپنے کئے کا سزاوار ہوگا۔ ✿

بعض کا قول ہے: عن عبداللہ بن ماعز، عن ابیہ، عبداللہ بن ماعز میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔

مالک نامی لوگوں کا ذکر

باب میم کے بعد لام

۷۵۹۳ مالك بن احمر ✿

شام میں رہائش پذیر تھے، یہ بغوی کا قول ہے۔ ابن شاہین کا قول ہے: مالک بن احمر جذامی عوفی۔ بطریق یزید بن عبد ربہ، بحوالہ ولید بن مسلم نقل کیا ہے کہ مجھے سعید بن منصور بن محرز بن مالک بن احمر جذامی، عن ابیہ مالک بن احمر عوفی کہ جب انہیں تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کا پتہ چلا تو ان کے پاس مالک بن احمر آئے اور اسلام لائے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ انہیں تحریر لکھ کر

✿ اسد الغابہ (٤٥٥٨) استیعاب (٢٢٧٥) ✿ استیعاب (٤٠١/٣)

✿ مسند احمد (٣٤٢/٤) المعجم الکبیر (٣٤٤/٢٠) ✿ تاریخ کبیر (٣٧/٢)

✿ مجمع الزوائد (٢٩/١) کنز العمال (٣٣٦٤٦) ✿ اسد الغابہ (٤٥٥٢) استیعاب (٢٢٧٦) تجرید (٤٠/٢)

دیں جس میں وہ اسلام کی دعوت دیں۔ آپ نے انہیں چمڑے کے ایک ٹکڑے پر لکھ دیا، ولید فرماتے ہیں: میں نے سعید بن منصور سے پوچھا کہ مجھے وہ تحریر پڑھ کر سنائیں، انہوں نے اپنی عمر رسیدگی اور نظر کی کمزوری کا ذکر کیا اور فرمایا: ایوب بن محرز سے اس کے بارے میں پوچھو۔ میں ان سے ملا اور چمڑے کا ایک ٹکڑا نکالا، اس کی چوڑائی چار انگلی اور اس کی لمبائی بالشت برابر تھی، اس کی تحریر مٹ چکی تھی، حضرت ایوب نے مجھے پڑھ کر سنایا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ محمد بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ابن احمر کے لیے تحریر ہے، اور جس نے مسلمانوں میں سے ان کی پیروی کی، جب تک نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں، غنیمت میں سے خمس دیں اور مشرکین کی مخالفت کریں ان کے لیے امان ہے''۔

اسی طرح اسے بغوی نے بطریق ہارون بن عمر مخزومی دمشقی، بحوالہ ولید نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے اس اسناد سے اس کے علاوہ کوئی اور حدیث نہیں ملی۔

اسے طبرانی نے اوسط میں بطریق صفوان بن صالح، بحوالہ ولید نقل کیا ہے، یہ ساری روایت انہوں نے یزید بن عبدربہ کی طرح علیحدہ ذکر کرنے کے بغیر مدرج نقل کی ہے۔ [1]

۷۵۹۴ مالك بن اخامر [2]

یمامی۔ بعض کا قول ہے: ابن اخیمر تصغیر کے ساتھ ہے۔ بخاری، بغوی، ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہم نے بطریق موسیٰ بن یعقوب ربعی، بحوالہ مالک بن اخامر ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی اور ابن شاہین کی روایت میں ابن اخیمر ہے، بغوی کے ہاں بے نقط اور ابن شاہین کے ہاں نقطوں کے ساتھ ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ صقور کے قیامت کے دن نہ فرض قبول کریں گے نہ نفل، ہم نے کہا: یا رسول اللہ! صقور کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنی بیوی سے زنا کروائے۔ [2]

ابن حبان نے ترجیح دی ہے کہ ان کے والد اخیمر ہیں، جس نے اس میں اخامر کہا ہے۔ اسے وہم ہوا ہے۔

۷۵۹۵ مالك بن امیه [3]

ابن عمرو سلمی، بنو اسد بن خزیمہ کے حلیف ہیں، بدر میں شریک تھے، یمامہ میں شہید ہوئے، ابو عمر [3] نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۵۹۶ مالك بن اوس بن عبدالله [4]

ابن حجر اسلمی، انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔

ابو نعیم نے تاریخ ابو عباس سراج میں ان کی حدیث بطریق عبداللہ بن یسار نقل کی ہے، فرماتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تو جحفہ میں ہمارے اونٹوں کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اونٹ کس کے ہیں؟''

---

[1] المعجم الاوسط (٨٦١٥) مجمع الزوائد (٢٩/١) [2] اسد الغابہ (٤٥٥٣) استیعاب (٢٢٧٧) تجرید (٤١/٢)

[2] التاریخ الکبیر (٣٠٤/٧) [3] اسد الغابہ (٤٥٥٧) استیعاب (٢٢٧٩) تجرید (٤١/٢)

[3] استیعاب (٤٠٢/٣) [4] اسد الغابہ (٤٥٦٠) استیعاب (٢٢٨٠) تجرید (٤١/٢)

کسی نے کہا: اسلم قبیلے کے ایک شخص کے ہیں۔ آپ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ان شاء اللہ! تم سلامت رہو گے۔ تو آپ ﷺ کے پاس میرے والد آئے، انہوں نے آپ ﷺ کو اونٹ پر سوار کرایا...... [1] (الحدیث)

اوس بن عبداللہ کے سوانح میں اسی مفہوم کی روایت بطریق صخر بن مالک بن ایاس بن مالک بن اوس بن عبداللہ بن حجر اسلمی گزر چکی ہے۔ جو اہل عرج میں سے ہیں: انہیں بتایا کہ ان کے والد مالک بن اوس نے انہیں بتایا کہ ان کے والد اوس ان کے پاس سے گزرے۔ وہ مغازی موسیٰ بن عقبہ میں بحوالہ ابن شہاب مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب ہجرت میں عرج آئے تو قبیلہ اسلم کے مالک بن اوس نامی شخص نے آپ ﷺ کو ابن اللقاح نامی اونٹ پر سوار کرالیا، اور آپ ﷺ کے ساتھ مغیث نامی اپنا غلام بھیجا، وہ اسے چلا کر لے گیا۔

زبیر بن بکار کی اخبار مدینہ میں بحوالہ صخر بن مالک بن ایاس بن کعب بن مالک بن اوس اسلمی، عن ابیہ، عن جدہ منقول ہے کہ آپ ﷺ نے کنویں سے حوض کی طرف نکلنے والی نالی کی جگہ میں نماز پڑھی اور اس جگہ مسجد بنائی۔

۷۵۹۷ مالك بن اوس بن حدثان [2]

ابن طوف نصری، ان کی کنیت ابوسعید ہے، ان کے والد کا ذکر گزر چکا ہے، ابوعمر [3] کا قول ہے: احمد بن صالح مصری کا خیال ہے کہ وہ صحابی ہیں، ابن رشدین نے ان کے حوالے سے اور سلمہ بن وردان نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک جماعت کو دیکھاہ، ان کا اس میں شمار کیا۔

واقدی نے بحوالہ اپنے شیوخ نقل کیا ہے کہ یہ مالک بن اوس جاہلیت میں گھوڑے پر سوار ہوئے، اسی طرح واقدی کے حوالے سے مذکور ہے۔

انس بن عیاض نے بحوالہ مالک بن اوس، بن حدثان نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی، واجب ہوگئی''۔ (الحدیث) ابن رشدین فرماتے ہیں: میں نے احمد بن صالح سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا: وہ صحیح ہے، ابوعمر کا قول ہے: مجھے ان کے صحابی ہونے کے بارے میں اس سے زیادہ کوئی بات یاد نہیں جو میں نے ذکر کی ہے۔ رہی بحوالہ عمران کی روایت تو وہ ذکر کرنے سے زیادہ مشہور ہے۔ انہوں نے دس (۱۰) مہاجرین اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، ان سے محمد بن جبیر، زہری، محمد بن منکدر اور ایک جماعت نے روایت کیا ان میں سے عکرمہ بن خالد، ابوزبیر، محمد ابن عمرو بن حلحلہ ہیں، ۹۲ھ میں وفات پائی، بقول بعض ۹۰ھ میں، وہ چورانوے (۹۴) سال کے تھے۔

بغوی کا قول ہے: مجھے ابن ابی خیثمہ نے بحوالہ مصعب وغیرہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: مالک بن اوس جاہلیت میں گھوڑے پر سوار ہوئے۔

ابن برقی نے باب من ادرک النبی ﷺ میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کی آپ سے روایت کرنا ثابت نہیں۔

---

[1] استیعاب (۴۰۲/۳) [2] اسد الغابہ (۴۵۵۹) استیعاب (۲۲۸۱) تجرید (۴۱/۲)

[3] استیعاب (۴۰۲/۳)

ابن سعد [1] نے اس طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے، جنہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا، آپ کو دیکھا اور آپ سے کوئی چیز یاد نہیں کی، اسی طرح تابعین کے طبقہ اولیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ قدیم الاسلام ہیں۔ لیکن تاخیر سے اسلام لائے۔ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ انہیں رؤیت یا روایت حاصل ہے۔

بخاری، ابوحاتم رازی اور ابن حبان کا قول ہے: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح فرمایا، بقول بعض: صحابی ہیں، تاریخ صغیر میں فرمایا، مجھ سے عبدالرحمٰن بن شیبہ نے بحوالہ سلمہ بن وردان نقل کیا ہے کہ میں نے مالک بن اوس کو دیکھا، وہ صحابی ہیں۔ ابن حبان کا قول ہے: جس کا یہ خیال ہے کہ وہ صحابی ہیں، اسے وہم ہوا ہے۔ بغوی کا قول ہے، بعض نے کہا: انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، فرماتے ہیں: مجھے محدثین میں سے ایک شخص نے بتایا جسے یہ حدیث یاد تھی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، یحییٰ بن معین کا قول ہے: صحابی نہیں، بغوی نے حسن سند سے بحوالہ مالک بن اوس نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ناظم تھا، صحیحین میں بطریق زہری مروی ہے کہ مجھے مالک بن اوس نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ اپنی قوم میں مال تقسیم کریں، اس کا طویل قصہ ہے، اس میں حضرت عباس و علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے، ابن مندہ کا قول ہے: ابن خزیمہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، وہ ثابت نہیں پھر اس کے طریق سے بحوالہ مالک بن اوس نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، ابن مندہ کا قول ہے: وہ وہم ہے، صحیح بحوالہ انس بن مالک ہے، یہ وہی ہیں جن کی طرف اشارہ کیا ہے، اسے ابویعلی نے بطریق ابن ابی فدیک، عن انس نقل کیا ہے، اس کے شروع میں ہے: ''جو تم میں سے روزہ دار ہو، اس کے آخر میں ہے ''واجب ہوگئی، واجب ہوگئی''۔ [2]

اسماعیل قاضی نے کتاب فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ میں بطریق سلمہ بن وردان نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: انس بن مالک اور مالک بن اوس نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے، آپ ﷺ کو ساتھ لے جانے کے لیے کوئی آدمی نہ ملا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیچھے لے گئے، ابواحمد حاکم کا قول ہے: انہوں نے حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہ وغیرہ سے سنا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اپنی قوم کے ناظم تھے، ذہلی کا قول ہے: یحییٰ بن بکیر نے فرمایا: ۹۱ھ میں وفات پائی، یحییٰ بن حمزہ کا قول ہے: ۹۲ھ میں وفات پائی۔

میں کہتا ہوں: وہ جمہور کا قول ہے۔

۷۵۹۸ مالك بن اوس بن عتيك [3]

ابن عمرو بن عبداُعلم بن عامر بن زعوراء بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری، بغوی نے بحوالہ ابن سہل ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اُحد، خندق اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے، وہ اور ان کے بھائی عمیر یمامہ میں شہید ہوئے۔

---

[1] طبقات الكبرىٰ (٤٠/٥)

[2] مسند احمد (١١٨/٣) مجمع الزوائد (١٦٣/٣) مصنف ابن ابی شیبه (٢٣٦/٣) كنز العمال (٣٥٨٩)

[3] اسد الغابه (٤٥٦١) استيعاب (٢٢٨٢) تجريد (٤١/٢)

۷۵۹۹ مالک بن ایاس انصاری [1]

بخاری، موسیٰ بن عقبہ نے اُحد میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ہشام نے ابن اسحاق [2] کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۶۰۰ مالک بن ایفع

ابن کرب ہمدانی، ناعطی، مالک بن نمط میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۶۰۱ مالک بن بحینہ [3]

ابن عبدالبر [4] کا قول ہے: عبداللہ اور ان کے والد کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ بحینہ، ام مالک ہیں، بعض کا قول ہے: وہ ان کے بیٹے عبداللہ کی والدہ ہیں، فرماتے ہیں: ابن بحینہ، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہوئے۔

مراد کی وضاحت نہیں، لیکن مالک کے حالات میں ان کا نام شامل کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ مالک مراد ہیں، لیکن اس کی وضاحت انہوں نے عبداللہ کے حالات میں کی ہے کہ وہ ان کی مراد ہیں، وہی صحیح ہے۔ جمہور نے مروان کی مدینہ پر گورنری کے زمانے میں ان کی تاریخ بیان کی ہے۔ بلاشبہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بات ہے۔ بعض نے ۵۶ھ لکھا ہے۔

مجھے سوائے دو حدیثوں کے مالک کی کوئی ایسی روایت معلوم نہیں جس سے یقین ہو کہ وہ صحابی ہیں، بعض راویوں نے ان دونوں کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ آیا وہ عبداللہ کی ہیں، یا مالک کی صحابہ میں بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا عنوان قائم کیا ہے، نہ ہی ابن ابی حاتم نے۔ نہ ان کے متبعین نے یہاں تک کہ ابن ابی حاتم نے جن لوگوں کے والد کا نام مالک ہے، حروف پر مرتب کیا ہے کہ جب حرف باء کے نام شروع کیے تو وہ جگہ خالی چھوڑ دی، وہاں کسی کا ذکر نہیں کیا۔ سب سے پہلے ابن شاہین نے مالک بن بحینہ کا عنوان قائم کیا ہے، انہوں نے کہا: مالک بن بحینہ، اس پر اضافہ نہیں کیا، نہ ہی ان کی کوئی روایت نقل کی ہے۔ ابن عبدالبر [5] نے اپنی عادت کے مطابق ان کی پیروی کی ہے۔

لواب میں صحابہ میں ان کے ذکر کے بارے میں اس شخص کا شبہ ذکر کروں گا، ابن مندہ کا قول ہے: مالک بن بحینہ، سعد ابن ابراہیم نے بحوالہ مالک بن بحینہ ان کی حدیث نقل کی ہے، صحیح یہ ہے: عبداللہ بن مالک بن بحینہ۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق بہز بن عبداللہ، بحوالہ مالک بن بحینہ نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھا، نماز ہو چکی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم صبح کی نماز چار رکعت پڑھتے ہو؟'' [6]

اس کے بعد فرمایا: غندر اور معاذ نے بحوالہ شعبہ [7] ان کی پیروی کی ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۵۶۲) استیعاب (۲۲۸۳) تجرید (۴۱/۲) [2] السیرۃ النبویۃ (۹۸/۳)

[3] اسد الغابہ (۴۵۶۴) استیعاب (۲۲۸۵) تجرید (۴۲/۲) [4] استیعاب (۴۰۳/۳)

[5] بخاری (۶۶۳) مسلم (۱۶۴۷) مستدرک حاکم (۳۰۷/۱) مصنف عبدالرزاق (۴۰۰۶)

[6] مسند احمد (۳۴۵/۵) [7] المعجم الکبیر (۶۶۳/۱۹)

ابن اسحاق نے بحوالہ مالک فرمایا: اسے مسلم نے بحوالہ ابراہیم بن سعد، عن ابیہ نقل کیا ہے، بطریق ابوعوانہ، عن سعد، دونوں نے بحوالہ حفص، عن ابن بحینہ [1] نقل کیا ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: قعنبی نے فرمایا: عبداللہ بن مالک بن بحینہ، عن ابیہ، ان کا قول عن ابیہ غلط ہے۔ بحینہ وہ ام عبداللہ ہیں، ابن مسعود کا قول ہے کہ مسلم [2] نے بحوالہ قعنبی اپنی روایت میں "عن ابیہ" کو پہلے حذف کیا، پھر اس پر تنبیہ کی تاکہ غلطی ظاہر ہو۔

اہل عراق میں سے شعبہ، حماد بن سلمہ، ابوعوانہ، وغیرہ کا قول ہے: عن سعد، عن حفص، عن مالک بن بحینہ، اہل حجاز کا قول ہے: عبداللہ بن مالک بن بحینہ یہی صحیح ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ کی معرفت میں حماد بن سلمہ کی روایت ہمیں عالی سند سے ملی ہے، دو مقامات پر ان کا اختلاف ہے، پہلا یہ کہ کیا بحینہ مالک کی والدہ ہیں یا عبداللہ کی؟ اس سے حضرت مالک کا صحابی ہونا ثابت نہیں ہوتا، نہ ہی نفی ہوتی ہے۔ دوسرا یہ کہ کیا حفص کے ہاں حدیث بحوالہ مالک بن بحینہ بلاواسطہ ہے یا بحوالہ عبداللہ بن مالک عن ابیہ، یا بغیر واسطہ بحوالہ عبداللہ چاہے وہ اپنے والد کی طرف منسوب ہوں یا اپنی والدہ کی طرف؟ ان میں سب سے زیادہ صحیح قول تیسرا ہے۔ اسی پر بخاری نے یقین کیا ہے۔

نسائی نے بطریق وہب بن جریر، عن شعبہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا: اس میں ہے: عن مالك بن بحينه، یہ خطا ہے۔ صحیح یہ ہے: عن عبدالله بن مالك بن بحينه۔ ابومسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے: اسی طرح خطا ہے، جیسا کہ قعنبی نے اپنی روایت میں بحوالہ عبداللہ بن مالک بن بحینہ، عن ابیہ نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ کے ہاں ہے کہ یونس بن محمد مؤدب نے قعنبی کی موافقت کی ہے۔ اسی طرح اسے ابونعیم نے معرفت میں بطریق محمد بن خالد واسطی نقل کیا ہے، دونوں نے بحوالہ ابراہیم بن سعد نقل کیا ہے، پھر ابن مندہ کا قول ہے: مشہور عن عبداللہ بن مالک بن بحینہ ہے۔

اسے ابن ماجہ نے بحوالہ ابراہیم بن سعد نقل کیا ہے، انہوں نے اس میں عن ابیہ نہیں فرمایا۔ دوسری حدیث میں اختلاف ہے کہ وہ عبداللہ ہیں یا مالک؟ صحیحین میں کئی طرق سے بحوالہ عبداللہ بن بحینہ، پہلے تشہد میں سہو کے بارے میں حدیث ہے۔ [3] اس میں زہری اور جعفر بن ربیعہ ان کے حوالے سے روایت ہے، اصحاب سنن ثلاثہ کے ہاں اسی طرح ہے۔ اس میں یحییٰ بن سعید انصاری، بحوالہ اعرج اسی طرح بطریق مالک، بخاری کے ہاں ہے، بطریق حماد بن زید اور ابن مبارک، آخرین میں ہے۔ وہ سب ان سے روایت کرتے ہیں، نسائی کے ہاں بطریق عبدربہ بن سعید، عن مالک بن بحینہ مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح دارمی نے بطریق حماد بن سلمہ اور ابونعیم نے معرفہ میں بطریق حماد بن زید، دونوں نے بحوالہ مالک بن بحینہ سکن نقل کیا ہے، نسائی کا قول ہے: یہ خطا ہے، صحیح یہ ہے: عن عبدالله بن مالك بن بحينه۔ واللہ اعلم۔

---

[1] المعجم الكبير (١٩/٦٦٣) [2] مسلم (١٦٤٧) [3] بخاری (١٢٢٤)

۷۶۰۲ مالك بن بُرهة

ابن نہشل مجاشعی، مالک بن عمرو بن مالک بن برہہ میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۶۰۳ مالك بن تيهان انصاری

ابوہیثم ہیں، اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ محمد بن فضیل کی کتاب الزہد میں تفسیر بن مردویہ میں ﴿اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ﴾ کی تفسیر میں، ابن سکن کی کتاب میں، اور جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں، ان میں سے کئی ایک میں ان کا نام ہے، اسی طرح ابن کلبی اور کئی لوگوں نے یقین کیا ہے کہ ان کا نام مالک ہے، مغازی موسیٰ بن عقبہ، ابوہیثم میں بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا نام مالک بن تیہان ہے، ان کے بھائی عبید بن تیہان کے سوانح میں اس کی نظیر گزر چکی ہے۔ ان کے نام کے بارے میں اور بھی اقوال ہیں، کنیتوں میں اس کا ذکر آئے گا۔

۷۶۰۴ مالك بن ثابت انصاری[1]

اوسی، بنونبیت سے ہیں۔ واقدی کا قول ہے: بئر معونہ کے دن شہید ہوئے۔

۷۶۰۵ مالك بن ثعلبه انصاری[2]

ابوموسیٰ کا قول ہے: میں نے ابن مندہ کے جزء مالی کے پیچھے ان کی سند سے مقاتل بن سلیمان تک، بحوالہ جابر پایا، فرماتے ہیں: وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نوجوان تھے، انہیں مالک بن ثعلبہ انصاری کہا جاتا تھا، مدینہ میں کوئی نوجوان ان سے غنی نہیں تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے۔ آپ اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے ﴿جو لوگ سونے، چاندی کے خزانے بنا کر رکھتے ہیں﴾ اس آیت تک ﴿پس چکھو جو کچھ تم خزانے بنا کر رکھتے تھے﴾۔[3] تو نوجوان پر غشی طاری ہوگئی، جب افاقہ ہوا تو کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، ضرور مالک کی وہ حالت ہوگی کہ اس کے پاس نہ درہم ہوگا نہ دینار ہوگا۔ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنا سارا مال صدقہ کر دیا، اس روایت میں ضعف اور انقطاع ہے۔

۷۶۰۶ مالك بن جبير[4]

ابن حبال بن ربیعہ بن دعبل بن انس بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم اسلمی۔ وہ اور ان کے چچا حارث بن حبال، طبری نے ان دونوں کا ذکر کیا ہے۔ ابن اثیر[5] نے اسے بحوالہ ابن کلبی نقل کیا ہے، وہ جمہرہ میں ہے، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۶۰۷ مالك بن جبير

ابن عتیک انصاری، بنومعاویہ بن مالک بن اوس سے ہیں، بدر میں شریک ہوئے، یہ ابوعبید کا قول ہے، ابن فتحون نے اپنے

---

[1] اسد الغابہ (۴۵۶۷) استیعاب (۲۲۸۷) ۴۰۴/۳ تجرید (۴۲/۲) [2] اسد الغابہ (۴۵۶۸) تجرید (۴۲/۲)

[3] سورۃ توبہ الآیات (۳۴، ۳۵) [4] اسد الغابہ (۴۵۷۰) تجرید (۴۲/۲) [5] اسد الغابہ (۲۲۵/۴)

استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۶۰۸ مالك بن جبير طائی

بنومعن بن عتود سے ہیں، انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے، رشاطی نے بحوالہ ابن کلبی ان کا ذکر کیا ہے، ابوعمر نے نہ ہی ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۶۰۹ مالك بن جُلاح

۷۶۱۰ مالك بن حارثه [1]

ابواسماء بن حارثہ اسلمی، ابوعمر نے ان کے بھائی ہند کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ وہ سات تھے، بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔ بغوی، طبری اور ابن سکن رحمۃ اللہ علیہم نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ طبری نے اضافہ کیا ہے، بقول بعض: وہ آٹھ تھے، جو یہ ہیں: اسماء، حمران، خراش، ذؤیب، سلمہ، فضالہ، مالک، ہند۔

۷۶۱۱ مالك بن حارث قشيری

عامری، مالک بن عمرو میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۶۱۲ مالك بن حارث ذهلی

مخام میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، بقول بعض: مالک بن حملہ ہیں۔

۷۶۱۳ مالك بن حارث [2]

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق حماد بن زید، بحوالہ مالک بن حارث ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تقریباً بیس (۲۰) راتیں ٹھہرے۔ [3]

یہ مالک بن حویرث لیثی کی حدیث ہے، انہوں نے بطریق حماد بن زید، عن ایوب ان کی حدیث نقل کی ہے، گویا حویرث کا نام حارث تھا، ان کا لقب حویرث تھا، اسی سے مشہور ہو گئے۔

ابن سکن نے ذکر کیا ہے کہ ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے، جیسا کہ میں مالک بن حویرث میں ذکر کروں گا، اسی طرح بخاری نے تاریخ [4] میں مالک بن حویرث لکھا ہے۔ ان کے سوانح میں بروایت حسین بن عبداللہ بن مالک بن حویرث عن ابیہ، عن جدہ حدیث نقل کی ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۵۷۵) تجرید (۴۳/۲) [2] اسد الغابہ (۴۵۷۴) تجرید (۴۲/۲)
[3] بخاری (۶۸۵) مسند احمد (۵۳/۵) [4] تاریخ کبیر (۳۰۷/۴)

۷۶۱۴ مالك بن حبيب

بعض کا قول ہے: وہ ابومحجن ثقفی کا نام ہے، کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۶۱۵ مالك بن حسحاس

ابن خشخاش میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۶۱۶ مالك بن حِسل ✿

ابوعلی جیانی، ابن فتحون، ابن اثیر ✿ نے استیعاب پر ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ میں آئے، ہجرت کے بارے میں قصہ ہے، ان سے عبداللہ اشعری نے روایت کی، میں نے تاریخ بخاری ✿ کے قدیم نسخے میں بروایت حسین بن محمد بن حسین بزار، نیشاپوری، ان کے حوالے سے دیکھا ہے، جو وہاں اضافے کے بغیر ذکر ہے۔

۷۶۱۷ مالك بن حمره ✿

ابن ایضع بن کرب ہمدانی، ابن عبدالبر ✿ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ اور ان کے دو چچا عمرو اور مالک اسلام لائے۔

۷۶۱۸ مالك بن حمله

ابن ابی اسود بن حمدان بن حارث بن سدوس بن سفیان بن ذُہل بن ثعلبہ ذہلی، شیرازی نے القاب میں ان کا ذکر کیا ہے۔
فرماتے ہیں: ان کا لقب مخام ہے۔
میں کہتا ہوں: حرفِ خاء میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۶۱۹ مالك بن حويرث ✿

ابن اشیم بن زبالہ بن خشیش بن عبد یالیل بن ناشب بن نمیرہ بن سعد بن لیث لیثی، بغوی کا قول ہے: انہیں ابن حویرثہ کہا جاتا تھا، وہ لیثی ہیں، بصرہ میں رہائش پذیر تھے، ان سے کئی احادیث مروی ہے۔
ابن سکن کا قول ہے: مالک بن حارث، ان کا نسب بیان کیا ہے، پھر فرمایا: بعض کا قول ہے: مالک بن حویرث۔ شعبہ کا قول ہے: مالک بن حویرثہ، ان کی کنیت ابوسلیمان ہے، بصرہ کے رہائشی تھے۔ صحیحین اور سنن میں بطریق ایوب، بحوالہ مالک بن حویرث انکی حدیث ہے، فرماتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، ہم قریب العمر بوڑھے تھے، ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیس (۲۰) راتیں

✿ اسد الغابہ (۴۵۷۶) تجرید (۴۳/۲) ✿ اسد الغابہ (۱۵/۴) ✿ تاریخ کبیر (۳۰۰/۱)
✿ اسد الغابہ (۴۵۷۹) استیعاب (۲۲۸۸) تجرید (۴۳/۲) ✿ استیعاب (۴۰۰/۳)
✿ اسد الغابہ (۴۵۸۰) استیعاب (۲۲۸۹) تجرید (۴۳/۲)

ٹھہرے پھر حدیث ذکر کی، حدیث میں ہے: "اس طرح نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو"۔ [1]

صحیحین میں اسی طرح بحوالہ ابوقلابہ مروی ہے، فرماتے ہیں: مالک بن حویرث ہمارے پاس آئے اور کہا: میں تمہارے سامنے نماز پڑھتا ہوں، میرا نماز پڑھنے کا ارادہ تو نہیں، لیکن میں چاہتا ہوں کہ تمہیں دکھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسی تھی۔ [2]

بخاری میں [3] اور سنن ثلاثہ میں بطریق ابی قلابہ اسی طرح، بحوالہ مالک بن حویرث مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ طاق رکعتوں میں جب تک سیدھا نہ بیٹھ جاتے کھڑے نہ ہوتے تھے۔ ان سے اسی طرح نصر بن عاصم اور ان کے بیٹے حسن بن مالک نے روایت کی، بصرہ میں ۶۴ھ میں وفات پائی، استیعاب میں ۹۴ھ ہے۔ پہلا قول صحیح ہے، اس پر ابن سکن وغیرہ نے اعتماد کیا ہے۔

۷۶۲۰ مالك بن حيده قشيرى [4]

معاویہ کے بھائی ہیں، بہز بن حکیم کے دادا ہیں، اسے احمد نے بطریق ابی قزعہ، بحوالہ حکیم بن معاویہ، عن ابیہ نقل کیا ہے کہ ان کے بھائی مالک نے کہا: اے معاویہ! محمد ﷺ نے میرے پڑوسیوں کو قید کر لیا ہے۔ آپ ہمارے ساتھ ان کی طرف چلئے، وہ آپ کو جانتے ہیں اور مجھے نہیں جانتے، وہ آپ سے بات کریں گے، میں ان کے ساتھ گیا اور کہا: میرے پڑوسیوں کو چھوڑ دیجئے، وہ اسلام لا چکے ہیں پھر ان سے اعراض کیا۔ پھر ان کے پڑوسیوں کو چھوڑ دیا، حدیث میں ان کا قصہ ہے، اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریق سے نقل کیا ہے، ان کی روایت میں ہے: مالک بن حیدہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اسلام لا چکا ہوں اور میرے پڑوسی بھی مسلمان ہو گئے ہیں، انہیں چھوڑ دیجئے۔ آپ ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا۔ [5]

۷۶۲۱ مالك بن خشخاش عنبرى

عبید بن حسحاس میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۶۲۲ مالك بن خلف [6]

ابن عمرو بن دارم بن عمر بن واثلہ بن سہم بن مازن بن حارث بن سلامان بن اسلم بن افصی، نعمان کے بھائی ہیں، ابن کلبی کا قول ہے: اُحد کے دن جاسوس بنا کر بھیجے گئے، دونوں شہید ہو گئے اور ایک قبر میں دفن کیے گئے۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ذکر کیا ہے، محمد بن سعد بغوی اور مستغفری نے ان کی متابعت کی ہے۔

---

[1] بخاری (٦٣٠) مسلم (٧٢٤٦) ابوداود (٥٨٩) طبرانی (٦١٣/١٩) مسند احمد (١٢٥٣)

[2] بخاری (٦٧٧) المعجم الكبير (٢٨٦/١٩، ٢٨٧)

[3] بخاری (٧٣٧) [4] اسد الغابه (٤٥٨١) تجريد (٤٣/٢)

[5] المعجم الكبير (٢٩٩/١٩) مستدرك حاكم (٦٤٢/٣) مسند احمد (٤٤٧/٤) مجمع الزوائد (٢٨٤)

[6] تجريد (٤٣/٢)

۷۶۲۳ مالك بن ابی خولی [1]

ابن عمرو ابن جندب بن حارث جعفی، بنو عدی کے حلیف ہیں۔ ابن اسحاق نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: خلافت عثمان میں وفات پائی، موسیٰ بن عقبہ نے ان کا نام ہلال لیا ہے، ابن اسحاق کا قول ہے: بلکہ ہلال ان کے بھائی ہیں۔ [2] ہیثم بن عدی نے اس پر ان کی موافقت کی ہے۔

۷۶۲۴ مالك بن خلف

ابن عوف بن دارم بن اسلم، ان کے بھائی نعمان میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۶۲۵ مالك بن خیبری طائی

پھر معنی، نبی کریم ﷺ کے پاس زید الخیل کے ساتھ وفد میں آئے، منصور بن اسود کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، رشاطی نے بحوالہ ابن کلبی ان کا ذکر کیا ہے، وہ خیال کرتے ہیں کہ ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا، مالک بن عبداللہ بن جبیر میں آئے گا کہ ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۶۲۶ مالك بن دخشم [3]

بعض کا قول ہے: میم کے بدلے نون کے ساتھ، بعض نے کہا: اسی طرح تصغیر کے ساتھ ہے۔ بنو عوف بن عمرو بن عوف انصاری اوسی۔

ان کی نسبت میں اختلاف ہے، تمام کا قول ہے کہ بدر میں شریک ہوئے۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے سہیل بن عمرو کو اس دن قیدی بنایا تھا، ابن مندہ نے یہ بطریق کلبی، بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے پھر نبی کریم ﷺ نے انہیں حضرت معن بن عدی کے ساتھ بھیجا، انہوں نے مسجد ضرار کو جلا ڈالا، مرزبانی [4] نے سہیل کو قید کرنے کے بارے میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں، زبیر بن بکار اس کی طرف سبقت لے گئے ہیں: ع

"میں نے سہیل کو قیدی بنایا، میں ہرگز کوئی قیدی اس کے ذریعے ساری امتوں میں سے نہیں چاہتا ہوں، خندف کو خوب معلوم ہے کہ سہیل ہی وہ جوان ہے جو ظلم کرتا ہے"۔

صحیح میں بحوالہ عتبان بن مالک، طویل حدیث میں، جس میں نبی کریم ﷺ نے ان کے گھر نماز پڑھی۔ ذکر ہے کہ لوگوں نے مالک بن دخشم کا ذکر کیا، بعض نے کہا: وہ منافق ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کیا وہ گواہی نہیں دیتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟" (الحدیث)

ابو عمر [5] کا قول ہے: ان پر نفاق کی تہمت درست نہیں، ان کے اسلام کے سنور جانے سے ظاہر ہوا کہ اس کے بارے میں

---

[1] السيرة النبوية (٩١/٢) (٢٤٦/٢) [2] اسد الغابه (٤٥٨٥) استيعاب (٢٢٩٢) تجريد (٤٣/٢)

[3] اسد الغابه (٤٥٨٥) استيعاب (٢٢٩٢) تجريد (٤٣/٢) [4] المعجم (٢٦٢) [5] استيعاب (٤٠٥/٣)

ان پر تہمت درست نہیں، ابوعمر کا قول ہے: یہ وہی ہیں جنہوں نے اپنے لیے ایک شخص کو قیدی بنا کر رسول اللہ ﷺ کی طرف لے گئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہ یہ گواہی نہیں دیتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟'' (الحدیث) [1] اس میں ہے: ''یہ وہی لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے قتل سے روکا ہے''۔

اس قصے کے علاوہ ہے جو عتبان بن مالک کے گھر میں پیش آیا جب نبی کریم ﷺ نے ان کے گھر میں نماز پڑھی، جو لوگ موجود تھے، ان میں سے ایک شخص نے کہا: مالک بن دخشم کہاں ہیں؟ بعض نے کہا: وہ منافق ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا نہ کہو''۔ (الحدیث)

۷۶۲۷ مالك بن رافع زُرقی [2]

رفاعہ بن رافع کے بھائی ہیں۔ بدری صحابہ میں ان کا ذکر ہے، طبرانی نے بروایت ابن اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ، بحوالہ علی ابن یحییٰ بن خلاد، عن ابیہ، عن عمہ رفاعہ بن رافع نقل کیا ہے، رفاعہ اور مالک دو بھائی ہیں، اہل بدر میں سے ہیں، فرماتے ہیں: اسی اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، پھر برے طریقے سے نماز پڑھنے والے کا واقعہ ذکر کیا۔ [3] یہ سند صحیح ہے۔

ابن اثیر [4] کے کلام سے وہم ہوتا ہے کہ حدیث مالک کی روایت سے ہے۔ حدیث رفاعہ سے مروی ہے، اسے دارقطنی نے دوسرے طریق سے بحوالہ ہمام نقل کیا ہے، کئی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۷۶۲۸ مالك بن ربيع انصاری

بنوجحجبی میں سے ہیں، عمر بن شبہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: یمامہ میں شہید ہوئے۔

۷۶۲۹ مالك بن ربيعه

ابن قیس بن عبد شمس اسدی، مالک بن ربیعہ میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۶۳۰ مالك بن ربيعه بن بدن [5]

ابن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج انصاری ساعدی، ابواسید ہیں، اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے، اس میں ہمزہ کے زبر کے بارے میں اختلاف ذکر کیا ہے۔ دوری نے بحوالہ ابن معین فرمایا: پیش زیادہ صحیح ہے۔

بدر، اُحد اور بعد کے واقعات [6] میں شریک ہوئے۔ فتح کے دن ان کے ساتھ بنوساعدہ کا جھنڈا تھا۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ

---

[1] مسلم (٥٤) المعجم الكبير (٤٤٩/٥) مصنف عبدالرزاق (١٨٦٨٨)

[2] اسد الغابه (٤٥٨٦) استيعاب (٢٢٩٣) تجريد (٤٤/٢)

[3] ابوداؤد (٨٦١) سنن دارمی (٣٠٥/١) مستدرك حاكم (٢٤١/١) مسند احمد (٣٤٠/٤) معجم اكبير (٤٥٢٠/٥، ٤٥٢١)

[4] اسد الغابه (١٩/٤) [5] اسد الغابه (٤٥٨٧) استيعاب (٢٢٩٤) تجريد (٤٤/٢)

[6] السيرة النبوية (٢٥٦/٢)

سے احادیث روایت کیں، ان سے ان کی اولاد حمید، زبیر، منذر اور ان کے مولی علی بن عبید، اور ان کے مولی ابوسعید نے روایت کیا، صحابہ میں سے حضرت انس، سہل بن سعد رضی اللہ عنہ تابعین میں سے عباس بن سہل، عبدالملک بن سعید بن سوید ابوسلمہ اور دوسرے لوگوں نے روایت کیا۔

واقدی کا قول ہے: کوتاہ قد، سر اور داڑھی کے بال سفید اور گھنے تھے، ان کی بینائی زائل ہوگئی تھی۔ ۶۰ھ میں وفات پائی اس وقت اسّی (۸۰) برس کے تھے۔ بقول بعض: پچھتر (۷۵)، ایک قول ہے: اسّی (۸۰)۔ بدری صحابہ میں سے سب سے آخر میں وفات پائی۔ بقول بعض: ۶۰ھ میں، ایک قول ہے: ۳۶ھ میں خلاف عثمان میں وفات پائی۔ ابوعمر ✿ کا قول ہے: یہ اختلاف انتہائی متضاد ہے۔

۷۶۳۱ مالك بن ربيعه بن خالد

تیمی، بنوتیم مرہ الرّباب میں سے ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کے امراء میں سے ہیں، جب خلافت عمر کے اوائل میں عراق کی طرف گئے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بھی قادسیہ سے پہلے سریہ پر انہیں امیر بنایا۔ ابوجعفر طبری ✿ نے ان کا ذکر کیا ہے، پہلے گزر چکا ہے کہ فتوحات کے زمانے میں وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ کسی کو امیر نہیں بناتے تھے۔

۷۶۳۲ مالك بن ربيعه

ابن وہب قرشی عامری، مسلمانانِ فتح مکہ میں سے ہیں، عبداللہ بن قیس بن شریح بن مالک کے والد کے دادا ہیں، یہ عبداللہ وہی ہیں جنہیں ابن قیس رقیات کہا جاتا ہے، مالک کا زید نامی بیٹا ہے جو حرہ کے واقعہ میں موجود تھا، انہوں نے اپنے بھتیجے عبداللہ ابن قیس کو اپنے بھتیجوں کی مصیبت کی اطلاع کا خط لکھا، عبداللہ نے انہیں مشہور اشعار کے ساتھ جواب دیا، زبیر بن بکار نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۷۶۳۳ مالك بن ربيعه ✿

ابومریم سلولی، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، ابن معین کا قول ہے: صحابی ہیں، بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں فرمایا: صحابی ہیں، ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بحوالہ مالک بن ربیعہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''اے اللہ! سر منڈانے والوں کی بخشش فرما''۔ ✿

میں کہتا ہوں: اسے احمد، ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے: میرا سر اس وقت منڈا ہوا تھا۔ اس دن اپنا منڈا ہوا سر مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند تھا۔

✿ استیعاب (۴۰۶/۳) ✿ تاریخ طبری (۵۰۲/۲) ✿ اسد الغابہ (۴۵۸۸) الاستیعاب (۲۲۹۵)۔

✿ مسند احمد (۱۷۷/۴) معجم کبیر (۱۱/۱۹) سنن کبریٰ (۱۳۴/۵) التاریخ کبیر (۳۰۰/۴)

نسائی ✿ نے اسے بطریق عطا بن سائب، بحوالہ یزید بن ابی مریم، عن ابیہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ ایک رات ہمیں باہر لے گئے..... حدیث صبح کی نماز، نیند میں رہ جانے کے بارے میں۔

اسے طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے، اس کی سند بھی حسن ہے۔ ابن مندہ نے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا کی کہ ان کی اولاد میں برکت ہو تو ان کے اسی (۸۰) بیٹے پیدا ہوئے۔ ابن حبان نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، پھر بھولے سے تابعین میں ان کا ذکر کیا، یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیعت رضوان میں شریک ہوئے، اسے ان کے حوالے سے ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔ وہ محلقین کی دعا کے بارے میں مذکورہ حدیث سے ماخوذ ہے۔ وہ عمرہ حدیبیہ میں موجود تھے، وہیں بیعت رضوان ہوئی۔

۷۶۳۴ مالك بن زاهر ✿

بقول بعض ازھر۔ ابن حبان کا قول ہے: صحابی ہیں، بخاری ✿ کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا، ابن یونس کا قول ہے: مصر میں تھے، مؤرخین نے اپنی کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے، اصحاب نبی ﷺ میں سے تھے۔ پھر بطریق عمرو بن حارث، بحوالہ سعید ابن عثمان نقل کیا ہے کہ انہوں نے مالک بن زاہر کو دیکھا، وہ اصحاب نبی کریم ﷺ میں سے ہیں۔ وہ اپنے قدموں کا تلوں کو وضو کرتے ہوئے دھو رہے تھے۔

ابن سکن کا قول ہے: ان کی مسند حدیث نہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کا فعل نقل کیا پھر بطریق ابن لہیعہ، بحوالہ بکر بن سوادہ، انہی الفاظ میں نقل کیا، اسی طرح محمد بن ربیع نے بحوالہ ابن لہیعہ مصر کے صحابہ میں تعلیقاً ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اثیر ✿ کا قول ہے: مالک بن ازہر، بقول بعض: ابن ابی ازہر یا ابن زاہر۔ ابوعمر کا قول ہے: مالک بن زاہر، اکثر کے نزدیک پہلا قول ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کے بارے میں ابوعلی جیانی کی پیروی کی ہے، انہوں نے ابوعمر کا تعاقب کیا ہے۔ ان کا قول ہے: ابن ازہر، بلکہ صحیح وہی ہے جس پر ابوعمر نے اعتماد کیا ہے، اسی پر ابن یونس نے یقین کیا ہے، وہ مصر میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے، اسی طرح ربیع جیزی نے مصر میں آنے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح حافظ ابوعلی بن سکن کا قول ہے: ابن مندہ کو اس میں تردد ہے۔ فرماتے ہیں: ابن ازہر، ایک قول ہے: ابن ابی زاہر، ابونعیم نے ان کی پیروی کی ہے، ابوعمر نے اس پر اکتفاء کیا ہے۔

۷۶۳۵ مالك بن زراره ✿

ابن نباش، بقول بعض وہ ابوہالہ کا نام ہے، کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۶۳۶ مالك بن زمعه ✿

ابن قیس بن عبد شمس عامری، ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔ دوسری مرتبہ ہجرت کرنے والے مہاجرین میں

✿ نسائی (۶۲۰) ✿ اسد الغابہ (۴۵۹۰) تجرید (۲/۴۴) ✿ تاریخ کبیر (۴/۳۰۴)

✿ اسد الغابہ (۴/۲۱) ✿ اسد الغابہ (۴۵۹۱) استیعاب (۲۲۹۶) تجرید (۲/۴۴) ✿ استیعاب (۳/۴۰۷)

سے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کی زوجہ عمیرہ بنت سعدی بن وقدان تھی، وہ وہیں ٹھہرے۔ یہاں تک کہ جعفر بن ابی طالب کے ساتھ آئے۔ ابوعمر[1] نے اسی طرح ان کا ذکر کیا ہے، زبیر بن بکار نے اس قول پر اضافہ نہیں کیا کہ مالک بن زمعہ نے حبشہ ہجرت کی، ابن فتحون نے اوہام الاستیعاب میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ابن اسحاق[2] اور موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ مالک بن ربیعہ ہیں۔ اسی طرح الارد کے مصنف نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔

میں کہتا ہوں: استیعاب میں ان کا پیش رو وہ شخص ہے جو قریش کے نسب کا سب سے بڑا عالم ہے، انہوں نے ان الفاظ میں بنوعمرو بن لوی کے نسب میں ان کا ذکر کیا ہے، سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبدشمس بن عبدود، سکران بن عمرو کے پاس تھیں۔ وہ حبشہ کی طرف ہجرت کی حالت میں انہیں چھوڑ کر وفات پا گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا۔ یہاں تک کہ فرمایا: مالک ابن زمعہ نے حبشہ کی سرزمین کی طرف ہجرت کی، اس کے بعد فرماتے ہیں: وقدان بن عبدشمس کے ہاں عبد کی ولادت ہوئی....اس کے آخر میں ہے۔ اس سے ترجیح حاصل ہوتی ہے کہ وہ ابن زمعہ ہیں۔

۷۶۳۷ مالك بن سنان[3]

ابن عبید بن ثعلبہ انصاری خدری، ابوسعید کے والد ہیں، ان کے بیٹے ابوسعید کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ سعد بن مالک اُحد میں شریک ہوئے، اور اسی میں شہید ہوئے، ابن ابی عاصم اور بغوی نے بطریق موسیٰ بن حمزہ بن ابوسعید نے بیان کیا کہ انہوں نے ام عبدالرحمٰن بنت ابوسعید سے بحوالہ اپنے والد بیان کرتے ہوئے سنا، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا، تو مالک بن سنان آپ کے سامنے آئے، انہوں نے آپ ﷺ کے چہرے سے خون پونچھا پھر اسے نگل لیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اس شخص کو دیکھنا چاہے جس کے خون سے میرا خون مل گیا تو وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے''۔[4] اسے ابن سکن نے دوسرے طریق سے بروایت مصعب بن اسقع نقل کیا ہے، سعید بن منصور نے بحوالہ عمرو بن سائب نقل کیا کہ انہیں یہ بات معلوم ہوئی کہ مالک، ابوسعید کے والد ہیں پھر اسی مفہوم کی روایت ذکر کی۔

۷۶۳۸ مالك بن سنان سكسكى

ابن یسار میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۶۳۹ مالك بن سويد ثقفى

حرف شین، شرید میں گزر چکا ہے۔

۷۶۴۰ مالك بن شُجاع

ابن حارث سدوسی، حرف شین میں ان کے والد شجاع کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

---

[1] استیعاب (۴۰۷/۳) [2] السیرة النبویة (۲۶۰/۱) [3] اسد الغابہ (۴۵۹۵) استیعاب (۲۲۹۷) تجرید (۴۵/۲)

[4] مستدرك حاكم (۵۶۳/۳) معجم الكبير (۴۱/۶) كنز العمال (۳۳۶۴۹) كنز العمال (۱۱۵/۶)

۷۶۴۱ مالك بن صعصعه ❶

ابن وہب بن عدی بن مالک بن غنم بن عدی بن عامر بن عدی بن نجار انصاری، ابن سعد نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔
بقول بعض: بنو مازن بن نجار سے ہیں، بغوی نے اس پر یقین کیا ہے کہ وہ بنو مازن بن نجار سے ہیں، جو سفیان کا قبیلہ ہے۔ انس بن مالک نے ان کے حوالے سے، نبی کریم ﷺ سے اسراء کا قصہ نقل کیا ہے، وہ صحیحین ❷ میں بطریق قتادہ، بحوالہ انس ہے، بغوی کا قول ہے: مدینہ میں رہائش پذیر تھے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے دو احادیث روایت کیں، انہوں نے اسراء کے بارے میں ان کی حدیث بطریق سعید بن قتادہ نقل کی ہے کہ انس بن مالک نے ان سے بحوالہ مالک بن صعصعہ نقل کیا، وہ ان کی قوم کے آدمی تھے، پھر طویل حدیث نقل کی، خطیب نے مبہمات میں ذکر کیا ہے کہ یہ وہی ہیں جن سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''خیبر کی کھجور اس طرح کھائی جاتی ہے''۔

۷۶۴۲ مالك بن عامر ❶

ابن ہانئ بن خفاف اشعری، عمر رسیدہ تھے، انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ ان کا طویل قصہ ہے جس سے ان کے حالات کا پتہ چلتا ہے، اس میں فرماتے ہیں: ؎

''میں نبی علیہ السلام کے پاس خوشی سے دور کا سفر کر کے آیا اور آپ سے بیعت کی، آپ ﷺ نے میرے لیے لمبی زندگی اور بڑے خوشحال کام کے ساتھ سرمائے کی میرے لیے دعا کی''۔

اس میں وہ کہتے ہیں:

''میں نے اتنی عمر پائی کہ میں زندگی سے ملول ہو گیا اور اشعر میں سے میرے ہم عمر لوگ فوت ہو چکے ہیں، مجھ پہ کئی سال آئے جنہیں میں نے گزار دیا اور اب میں عمر گزارنے کے لیے مضبوط ہو گیا ہوں میں نے اپنی جوانی کا لباس پہن کر بوسیدہ کر دیا اور اب میں انتہائی بوڑھا ہو گیا ہوں اب میں ایک اُمت میں اکیلا رہ گیا ہوں، سینہ نکال کر چلنے والے اونٹ کی طرح گھومتا ہوں''۔

اس میں جاہلیت کے واقعات ہیں، اس کے بعد اسلام کی فتوحات جیسے قادسیہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں، اس کے آخر میں فرماتے ہیں:

''ایسا لگتا ہے وہ جوان ایک شب بھی نہیں رہا کہ اچانک پہاڑ کی چوٹی پر اس کی قبر بن گئی، نوجوان کی زندگی لمبی ہو تو یہ فتنہ ہے، اب چاہے اپنی عمر کو تو لمبا کر یا کم کر (برابر ہے)''۔

بقول بعض: یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مدائن کے دن دجلہ عبور کیا تھا۔ ان کا اس کے بارے میں رجزیہ قصیدہ ہے، ان کا بیٹا سعد، اہل عراق کے معزز لوگوں میں سے تھا۔ مرزبانی نے معجم الشعراء ❷ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

❶ اسد الغابہ (۴۵۹۷) استیعاب (۲۲۹۸) ❷ بخاری (۳۲۰۷) مسلم (۴۱۵)

❶ اسد الغابہ (۴۶۰۱) تجرید (۲/۴۵) ❷ معجم الشعراء (۲۶۱)

۷۶۴۳ مالك بن عباده

بقول بعض: ابن عبداللہ، ابوموسیٰ غافقی ہیں، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا، مالک بن عبداللہ معافری کی سوانح میں ان کا ذکر ہے۔

۷۶۴۴ مالك بن عباده همدانی [1]

ابن عبدالبر [2] نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ہمدان کے وفد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، مالک بن عبدہ ہمدانی کا ذکر آئے گا، احتمال ہے کہ وہ ایک ہوں۔

۷۶۴۵ مالك بن عبدالله [3]

ابن خیبری بن افلت بن سلسلہ بن عمرو بن سلسلہ بن غنم بن ثوب بن معن بن عتور طائی، پھر معنی، ابن کلبی کا قول ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد میں آئے، ان کے دو شاعر بیٹے ہیں، مروان اور ایاس، وہ طرماح شاعر کے چچا ہیں، وہ ابن عدی بن عبداللہ خیبری ہیں۔

طبری کا قول ہے: انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے، رشاطی کے ہاں مالک بن خیبری ہیں، پھر ان کی سوانح ذکر کی، فرماتے ہیں: ابن عبدالبر نے، نہ ہی ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے، انہیں اس میں وہم ہوا ہے، ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے۔ رشاطی کو ان کے دادا کی طرف نسبت کی وجہ سے وہم ہوا ہے، انہوں نے ذیل ابن فتحون کا باریک بینی سے مطالعہ نہیں کیا۔ یہاں تک کہ انہیں مالک بن خیبری کا نام نظر آجاتا تو یوں انہیں معلوم ہو جاتا کہ انہوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۶۴۶ مالك بن عبدالله أوسی [4]

انہوں نے یہ حدیث روایت کی "جب باندی زنا کرے....."۔ [5]

عبداللہ بن مالک اور شبل بن خلید میں اس پر بحث گزر چکی ہے۔

۷۶۴۷ مالك بن عبدالله خُزاعی [6]

بعض کا قول ہے: خثعمی، بغوی کا قول ہے: خزاعی، کوفہ میں رہائش تھی، بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: صحابی ہیں، انہوں نے اور ابن ابی شیبہ، ابن ابی عاصم اور بغوی نے بطریق منصور بن حیان، بحوالہ مالک بن عبداللہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے فرض نماز سے زیادہ ہلکی نماز کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی۔ [7]

---

[1] اسد الغابہ (٤٦٠٣) استیعاب (٢٣٠٠) تجرید (٤٥/٢) [2] استیعاب (٤٠٨/٣)

[3] اسد الغابہ (٤٦٠٥) تجرید (٤٥/٢) [4] اسد الغابہ (٤٦٠٤) استیعاب (٢٣٠١) تجرید (٤٥/٢)

[5] مسند احمد (١٧٦/٤) (١١٧/٤) [6] اسد الغابہ (٤٦٠٧) استیعاب /٢٣٠٢) تجرید (٤٦/٢)

[7] مسند احمد (٢٢٦/٥) معجم الکبیر (٦٥٢/١٩) مجمع الزوائد (٧٠/٢)

۷۶۴۸ مالك بن عبدالله بن عوف نصری

نون کے ساتھ ہے، مالک بن عوف میں ان کا ذکر ہے۔

۷۶۴۹ مالك بن عبدالله بن سنان[1]

ابن سرح بن وہب بن اقیصر بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن سعد بن مالک خثعمی، مالک السرایا کے نام سے معروف تھے۔

بخاری، ابن حبان اور بغوی کا قول ہے: صحابی ہیں، عجلی نے کہا: ثقہ تابعی ہیں، ابوعمر[2] کا قول ہے: ان لوگوں میں سے ہیں، جنہوں نے مرسل حدیث روایت کی، خلیفہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، پھر وہ حدیث ذکر کی جسے احمد نے بطریق محمد بن عبداللہ شعیثی بحوالہ مالک بن عبداللہ خثعمی نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کے پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام کردیں گے"۔[3]

ابن مندہ کا قول ہے: انہوں نے بحوالہ شعبی اسے روایت کیا ہے۔ یہ اضافہ کیا ہے: صحابی ہیں۔ اسی طرح اسے احمد اور طبرانی نے بطریق ابو مصبح، بحوالہ خالد بن عبداللہ خثعمی نقل کیا ہے۔ اس کے سیاق میں قصہ ہے، اسی اثناء میں کہ ہم راستے میں جا رہے تھے کہ مالک بن عبداللہ خثعمی نے ایک شخص کو پکارا جو لشکر کے سامنے اپنے گھوڑے کو کھینچ رہا تھا۔ اے ابوعبداللہ! تم سوار نہیں ہو لیتے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا.... پھر اسے ذکر کیا۔[4]

اسے بغوی نے اس طریق سے نقل کیا ہے، اور یہ اضافہ کیا ہے کہ مالک اترے، لوگ بھی اترے اور پیدل چلنے لگے، ہم نے اس دن ان سے زیادہ چلنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں اور عبداللہ بن مبارک نے کتاب الجہاد میں مذکورہ شخص کا نام جابر بن عبداللہ لیا ہے۔ یہی صحیح ہے، حدیث جابر بن عبداللہ کی ہے، اور اسے ان سے حضرت مالک نے سنا۔

مالک کی سوانح میں جو محمد بن عائذ کے مغازی میں بحوالہ ولید بن مسلم مروی ہے کہ مجھ سے ابن جابر نے نقل کیا کہ مالک ابن عبداللہ گرمیوں کی جنگوں میں اتنی کثرت سے شریک ہوئے کہ رومیوں میں گرمیوں کی جنگوں کے امیر بنائے گئے، جب وہ وفات پا گئے تو انہوں نے ان کی قبر پر چالیس (۴۰) جھنڈے توڑے، اسی طرح ابن کلبی نے اور بحوالہ علی بن ابی جمیلہ ان کا ذکر کیا ہے کہ رات کو جب کبھی ناقوس بجتا تو مالک اپنے کپڑے پہن کر اپنے گھر میں نماز پڑھتے، ان کے فضائل بہت سے ہیں۔

۷۶۵۰ مالك بن عبدالله بن عبد مدان حارثی

ان کے والد کا ذکر گزر چکا ہے، ان کا نام عبدالحجر تھا، نبی کریم ﷺ نے اسے بدل دیا۔ رہے ان کے بیٹے تو ابوعبیدہ، معمر بن مثنی نے کتاب النواشر میں ذکر کیا ہے کہ جاہلیت میں عمرو بن معدیکرب سے ان کا جھگڑا تھا، انہوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ بسر بن ابی ارطاۃ نے انہیں قتل کردیا جب معاویہ نے انہیں یمن بھیجا، تاکہ شیعانِ علی کے بارے میں معلومات حاصل کریں، عبیداللہ بن عباس

[1] اسد الغابہ (٤٦٠٦) استیعاب (٢٣٠٣) [2] استیعاب (٤٠٩/٣) [3] مسند احمد (٢٢٩/٥)

[4] مسند احمد (٢٢٥/٢) (٣٦٧/٣) معجم الكبير (٦٦١/١٩) مجمع الزوائد (٢٨٦/٤)

کے دو بیٹوں کو قتل کر دیا۔ یہ قصہ مشہور ہے۔

عبدالرحمٰن بن مالک دسر سے بصرہ بھاگ گئے اور وہیں اقامت اختیار کی، انہوں نے فاطمہ بنت ابی صفرہ جو مہلب کی بہن ہے، سے نکاح کیا، اس کا طویل قصہ ہے۔ ان تمام حالات کا تقاضا یہ ہے جو انہوں نے ذکر کئے کہ مالک اس قسم میں سے ہوں۔

۷۶۵۱ مالك بن عبدالله ازدی [1]

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تجرید [2] میں ذکر کیا ہے کہ مسند بقی بن مخلد میں ان کی دو حدیثیں ہیں۔

۷۶۵۲ مالك بن عبدالله

ابوموسیٰ غافقی، مالک بن عبادہ میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۶۵۳ مالك بن عبدالله معافری یزدادی [3]

ابن یونس نے فتح مصر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ابوذر کے حوالے سے ان کی روایت ہے، ان سے ابوقبیل نے روایت کی۔ ابوعمر [4] کا قول ہے: انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا: "زیادہ پریشانی نہ کرو، جو تقدیر میں ہے وہ ہو کے رہنا ہے"۔ [5]

میں کہتا ہوں: اس حدیث کو ابن ابی خیثمہ، ابن ابی عاصم نے وحدان میں اور بغوی، ان سب نے بطریق ابی مطیع، معاویہ ابن یحییٰ، بحوالہ مالک بن عبداللہ معافری نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابومسعود سے فرمایا... پھر اسے ذکر کیا۔

یہ حسن بن سفیان کا سیاق ہے، آخری دونوں کی روایت سے جعفر رہ گئے ہیں۔ ان دونوں کے ہاں الفاظ یہ ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے اور فرمایا: "زیادہ پریشانی نہ کرو، جو تقدیر میں ہے وہ ہو کے رہنا ہے جو تمہارا رزق ہے وہ تم تک پہنچ کے رہے گا"۔ [6]

بغوی کا قول ہے: اسے ابومطیع کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا، وہ متروک راوی ہیں۔ اسے خرائطی نے مکارم الاخلاق میں بحوالہ غسانی نقل کیا ہے فرماتے ہیں: عن مالک بن عبادہ غافقی۔

۷۶۵۴ مالك بن عبده همدانی [7]

ابن مندہ کا قول ہے: اس خط میں ان کا ذکر ہے، جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زرعہ بن سیف بن ذی یزن کی طرف لکھا، اس میں معاذ اور مالک بن عبدہ کے بارے میں وصیت کی گئی، مالک بن مرارہ میں اس کے بارے میں آئے گا، بقول بعض وہ پہلے والے ہیں: یعنی مالک بن عبادہ۔

---

[1] تجرید (۴۶/۲) [2] التجرید (۵۴۳/۵) [3] اسد الغابة (۴۶۰۸)، استیعاب (۲۳۰۵)، تجرید (۴۶/۲)

[4] استیعاب (۴۱۰/۳) [5] حلیة الاولیاء (۱۶۷/۸) [6] ایضًا [7] اسد الغابة (۴۶۱۱)، تجرید (۴۶/۲)

۷۶۵۵ مالك بن عتاهيه [1]

ابن حرب بن سعد بن معاویہ بن حفص بن اسامہ بن سعد بن اشرس کندی، بغوی کا قول ہے: مصر میں رہائش تھی، ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے۔ ان سے دو احادیث مروی ہیں۔ ان میں سے ایک احمد کے ہاں بروایت ابن لہیعہ، بحوالہ مالک ابن عتاہیہ مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ''جب تم مشرکین کے ٹیکس لینے والے کو دیکھو تو اسے قتل کر دو''۔ [2]

اسے احمد نے بحوالہ موسیٰ بن داؤد، ان سے اور بغوی نے بحوالہ ابراہیم بن سعید جوہری وغیرہ بحوالہ موسیٰ نقل کیا ہے، اس کے آخر میں کہتے ہیں: یعنی مشرکین کے ٹیکس وصول کرنے والے اسے ابن مندہ نے بطریق مکی بن ابراہیم، بحوالہ ابن لہیعہ نقل کیا ہے، سند میں مخیس کو عبدالرحمٰن پر مقدم کیا ہے، اسی طرح ابن ابی خیثمہ نے بحوالہ ابن لہیعہ نقل کیا ہے، اسے ابن شاہین نے بطریق ابن ابی خیثمہ نقل کیا ہے، دوسرے طریق سے بحوالہ ابن لہیعہ اسی طرح نقل کیا ہے، احمد نے ابن ابی مریم کی روایت میں بحوالہ ابن لہیعہ فرمایا یعنی یہ اس صدقے کے بارے میں ہے جسے وہ ناحق لیتے تھے، یعقوب بن سفیان نے پہلی حدیث بحوالہ ابن لہیعہ نقل کی ہے، پھر بحوالہ یحییٰ بن بکیر نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: وہ کہتے ہیں کہ مالک بن عتاہیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، یہ صرف بات ہے، انہوں نے آپ سے کچھ نہیں سنا، دوسری روایت کو ابونعیم نے بطریق ابن لہیعہ، بحوالہ مالک بن عتاہیہ مرفوع نقل کیا ہے: ''شلواریں پہننے والوں کے لیے زمین مغفرت طلب کرتی ہے''۔ سند میں عبدالرحمٰن کا ذکر نہیں کیا، نہ ہی جذام کے کسی شخص کا کہا ہے۔ ابن عبدالحکم نے مصر میں آنے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۶۵۶ مالك بن عماره

ابن حزم انصاری۔ عمارہ کی سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ مالک زید بن ثابت کے ماں شریک بھائی ہیں۔ ان دونوں کی والدہ نوار بنت مالک بن صرمہ ہیں، جو بنونجار سے ہیں۔ ابن سعد [3] نے ذکر کیا ہے کہ عمارہ یمامہ میں شہید ہوئے اور اپنے پیچھے مالک کو چھوڑا، ان کی کوئی اولاد نہیں۔

۷۶۵۷ مالك بن عمرو بن ثابت

ابوحبہ انصاری، اسی طرح ابوحاتم نے ان کا نام لیا ہے، بغوی نے بحوالہ محمد بن علی جوزجانی نقل کیا ہے کہ وہ مالک بن عمرو بن کلدہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف ہیں۔ وہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۶۵۸ مالك بن عمرو بن سميط

ثقف اور مدلاج کے بھائی ہیں۔ واقدی [4] کا قول ہے: مالک بن عمرو اسلام لائے، بدر اور اُحد میں اور بعد کے غزوات

---

[1] اسد الغابه (٤٦/٢) استيعاب (٢٣٠٦) تجريد (٤٦/٢)

[2] معجم الكبير (٦٧١/١٩) مسند احمد (٢٣٤/٤) مجمع الزوائد (٨٨/٣)

[3] طبقات الكبرىٰ (٤٥/٣)

[4] مغازى (١٥٤)

میں شریک ہوئے، یمامہ میں ۱۲ھ میں شہید ہوئے۔

۴۶۵۹ مالك بن عمرو بن عتيك[1]

ابن عمرو بن مبذول انصاری نجاری، ابن اسحاق[2] نے ذکر کیا ہے کہ جس دِن رسول اللہ ﷺ اُحد کے لیے تشریف لے گئے، اس دِن فوت ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی، یہ جمعہ کا دِن تھا۔

۴۶۶۰ مالك بن عمرو بن كلده[3] قریب میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۶۶۱ مالك بن عمرو بن مالك

ابن برہہ بن نہشل تمیمی، پھر مجاشعی، ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے، اس میں تردد ہے۔ انہوں نے بطریق ابی حسن مدائنی، بحوالہ یزید بن رومان وغیرہ نقل کیا، بنوتمیم کے وفد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بنومجاشع میں مالک بن عمرو بن مالک بن برہہ مجاشعی ہیں، وہ لوگ نبی کریم ﷺ کے حجروں کے پاس آئے اور بلند آواز میں چلانے لگے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' کہا گیا: بنوعنبر کا وفد ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں چاہیے کہ اندر آئیں اور سلام کریں''۔ انہوں نے کہا: ہم اپنے سردار وردان بن محرم کا انتظار کر رہے ہیں، لوگوں نے جلدی کی اور وہ ان کی سواریوں میں پیچھے رہ گئے۔ انہوں نے انہیں جمع کیا پھر عیینہ بن حصن فزاری کا وہ واقعہ ذکر کیا جو ان لوگوں کے واپس کرنے اور ان لوگوں کے قیدیوں کو واپس لوٹانے کے بارے میں اور اقرع بن حابس کی ان لوگوں کے بارے میں سفارش کا ذکر ہے۔ جس کے بارے میں فرزدق نے کہا: ؏

''رسول اللہ ﷺ کے سامنے اقرع ابن حابس، سرداروں کی شان لے کر، بزرگی کا قصد کرتے ہوئے کھڑا ہوا،
رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے وہ قیدی چھوڑ دیئے جن کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں پڑی ہوئی تھیں''۔

قصہ میں ہے کہ مالک بن برہہ نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں اپنی قوم میں افضل نہیں ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم عقلمند ہو تو تمہیں فضیلت ہے اگر تم میں اخلاق ہے تو تم میں مروت ہے، اگر تم پرہیزگار ہو تو تمہاری دینداری ہے''۔ (الحدیث)

اسی طرح بطریق مدائنی، بحوالہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے، فرماتے ہیں: مالک بن برہہ نے فرمایا پھر آخری قصہ ذکر کیا جو مرفوع حدیث میں ہے، اسی پر اکتفا کیا۔

۴۶۶۲ مالك بن عمرو أسدي[4]

ابن اسحاق[5] نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے، بنواسد بن خزیمہ سے ہیں جو بنوغنم بن دودان سے ہیں۔

۴۶۶۳ مالك بن عمرو بن حسان بلوی، حرف سین، سنبر میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۶۲۰) استیعاب (۲۳۱۲) تجرید (۴۷/۲) [2] السیرة النبویة (۵۲/۳) استیعاب (۴۱۱/۳)

[3] اسد الغابہ (۴۶۲۳) تجرید (۴۷/۲) [4] اسد الغابہ (۴۶۱۴) تجرید (۴۶/۲)

[5] السیرة النبویة (۴۶/۲)

۷۶۶۴ مالك بن عمرو تميمى [1]

نبی کریم ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا ذکر ہے، وفد تمیم میں سے ہیں۔ ابن عبدالبر [2] نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ مجاشعی ہوں قریب میں جن کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۶۶۵ مالك بن عمرو ثقفى

وثیمہ نے کتاب الردہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں قاصد بنا کر یمامہ میں مسیلمہ کی طرف بھیجا، انہوں نے اس کے سامنے بلیغ خطبہ دیا اور اسے حق کی طرف لوٹنے کی دعوت دی، وہ اس سے غضب ناک ہوا اور انہیں قتل کرنے کا ارادہ کیا، وہ اس سے بھاگ گئے، حبیب بن زید انصاری کے بارے میں ان کا مرثیہ نقل کیا ہے، جسے مسیلمہ نے شہید کر دیا تھا۔ اس میں سے یہ شعر ہے: ع

''ان سے کذاب نے کہا تو گواہی دیتا ہے کہ میں رسول ہوں تو انہوں نے پکار کر کہا مجھے سنائی نہیں دے رہا''۔

پہلے گزر چکا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر قریش اور ثقیف میں سے ہر شخص اسلام لے آیا تھا اور اس موقع پر موجود تھا۔ اس وجہ سے میں نے اس قسم میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔

۷۶۶۶ مالك بن عمرو رواسى

عمرو بن مالک میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۶۶۷ مالك بن عمرو سلمى [3]

بقول بعض عدوانی، بنو اسد کے حلیف ہیں، وہ بنو عبد شمس کے حلیف تھے، ابن اسحاق نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، یمامہ میں شہید ہوئے۔

۷۶۶۸ مالك بن عمرو قشيرى [4]

بقول بعض عقیلی، یا کلابی یا انصاری۔ ان کے بارے میں قول ہے کہ عمرو بن مالک یا ابی بن مالک بن حارث ہیں، پہلی قسم میں ثابت ہے کہ راجح ابی بن مالک ہیں۔ کیونکہ یہ قتادہ کی روایت ہے وہ علی بن زید بن جدعان سے زیادہ حافظے والے ہیں۔ ان کی روایت میں جو بحوالہ زرارہ بن اوفی عنہ مروی ہے، اضطراب ہے، اس میں ان کے نام اور نسب اور نسبت میں اختلاف ہے، حدیث ایک ہے، وہ مؤمن غلام آزاد کرنے کے بارے میں ہے۔ [5] جو کسی یتیم کو ماں، باپ کی طرح ملا لے، جن لوگوں نے کئی ناموں کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں، اور ہر نام میں ایک حدیث ذکر کی ہے۔ وہ ایک ہیں، انہوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

بخاری نے مالک بن عمرو قشیری اور مالک بن عمرو عقیلی کے درمیان فرق کیا ہے، ابوحاتم نے ان کا تعاقب کیا ہے، بغوی کا

---

[1] اسد الغابہ (٤٦١٦) تجرید (٤٦/٢) [2] استیعاب (٢٤٣/٣) [3] تجرید (٤٧/٢)

[4] السیرۃ النبویۃ (٥٢/٣) (٢٠٣/٤) [5] اسد الغابہ (٤٦٢١) استیعاب (٢٣/٣) تجرید (٤٧/٢)

قول ہے، ہم سے میرے دادا نے بحوالہ زرارہ بن اوفی، اپنی قوم کے ایک شخص کے حوالے سے نقل کیا ہے، جسے مالک یا ابو مالک کہا جاتا تھا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: جس نے کسی یتیم کو مسلمانوں کے درمیان اپنے کھانے اور پینے میں اس طرح ملا لیا یہاں تک کہ وہ اس سے مستغنی ہوگیا تو اس کے لیے جنت یقینی طور پر واجب ہوگئی۔ ❶ ''جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پایا، اور آگ میں داخل ہوا تو اللہ اسے دور کرے''۔ ❷ ''جو مسلمان شخص کسی مسلمان کو آزاد کرے تو آگ سے وہ اس کا فدیہ ہوگا''۔ ❸ ہم سے ابوخیثمہ نے بیان کیا کہ ہم سے ہیثم نے نقل کیا، پھر اسے ذکر کیا، مالک بن حارث نے فرمایا: پھر اسے بحوالہ شعبہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: عن قتادہ، عن زرارہ، عن ابی بن مالک، پھر حدیث ذکر کی ''جس نے اپنے والدین کو پایا.....''۔

بطریق حماد بن سلمہ، بحوالہ زرارہ مروی ہے، فرماتے ہیں: **عن مالك بن عمرو قشيرى**، حدیث: ''جس نے آزاد کیا.....''۔ واللہ اعلم

۷۶۶۹ مالك بن عمرو

بنو نصر سے ہیں، ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ وہ اس تحریر کے لکھنے کے وقت موجود تھے، جسے نبی کریم ﷺ نے نجران کے نصاریٰ کے لیے لکھا تھا۔ وہ ابوسفیان، غیلان بن عمرو، اقرع بن حابس۔

۷۶۷۰ مالك بن عمرو عدوى

بنو عدی بن کعب کے حلیف ہیں، بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب ان کا ذکر کیا ہے، اور اموی نے بحوالہ ابن اسحاق بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۶۷۱ مالك بن عمير حنفى ❹

حسن بن سفیان نے وحدان میں اپنی مسند میں ان کا ذکر کیا ہے اور بغوی نے اپنی معجم میں ذکر کیا ہے، دونوں نے بطریق ثوری، بحوالہ مالک بن عمیر نقل کیا ہے، انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا، فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! میں نے اپنے والد کو آپ سے بیہودہ بات کرتے ہوئے سنا تو میں نے اسے قتل کر دیا، آپ ﷺ کو یہ بات ناگوار نہ ہوئی۔ ❺ دوسرا شخص آیا، اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے اپنے آپ کو آپ سے بیہودہ بات کہتے ہوئے سنا، میں نے اسے قتل نہیں کیا، آپ ﷺ کو یہ بات ناگوار نہ ہوئی۔ ❻ حسن کے الفاظ ہیں، بغوی کی روایت میں ہے کہ یہ سن کر خاموش رہے، ابن مندہ کا قول ہے: انہیں دیدار اور شرف صحابیت حاصل نہیں، ابوحاتم رازی کا قول ہے: انہوں نے مرسل حدیث نقل کی۔

۷۶۷۲ مالك بن عمير سلمى ❼

شاعر ہیں، بغوی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے حسن بن سفیان اور طبرانی نے بطریق یعقوب بن محمد

❶ مسند احمد (۳۴٤/٤) معجم الكبير (۳۰۰/۱۹) مجمع الزوائد (۱٦۰/۸) ❷ كنز العمال (٤٥٥۳۸)
❸ المعجم الكبير (۳۰۰/۱۹) استيعاب (٤۱۱/۳) ❹ اسد الغابه (٤٦۲۲) استيعاب (۲۳۱٤) تجريد (٤۷/۲)
❺ استيعاب (٤۱۲/۳) ❻ استيعاب (٤۱۲/۳) ❼ اسد الغابه (٤٦۲٤) استيعاب (۲۳۱٥) تجريد (٤۷/۲)

زہری، بحوالہ مالک بن عمیر نقل کیا، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے ساتھ میں فتح مکہ، حنین اور طائف میں شریک ہوا، میں نے کہا: یارسول اللہ! میں شاعر ہوں، مجھے شعر کے بارے میں فتویٰ دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے حلق سے کندھوں تک پیپ سے بھر جائے یہ تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ شعر سے بھرے''۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! میری خطا معاف کیجئے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر پھیرا پھر اسے میرے سینے تک لے گئے پھر میرے پیٹ پر یہاں تک کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کو محسوس کر رہا تھا، فرماتے ہیں: مالک بوڑھے ہوگئے اور ان کا سر اور داڑھی سفید ہوگئے لیکن ان کے سر اور داڑھی میں سے جس جگہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ تھا، وہ سفید نہ ہوئے، بغوی کی روایت میں ہے: ''اگر تم نے ضرور شعر کہنے ہیں تو اپنی بیوی کے بارے میں کہو یا اپنی سواری کی تعریف کرو''۔ فرماتے ہیں: اس نے بعد میں شعر نہ کہے۔ [1]

اسے ابن مندہ نے اس طریق سے مختصراً نقل کیا ہے، طبرانی نے اوسط میں بطریق سعید بن عبید قطان، بحوالہ واصل بن یزید اسے نقل کیا ہے، لیکن انہوں نے یہ نہیں کہا: عن جدی، انہوں نے کہا: عن مالک، فرماتے ہیں: انہوں نے مالک سے اس اسناد کے علاوہ نقل نہیں کیا، سعید اس کے نقل کرنے میں متفرد ہیں، اسی طرح فرماتے ہیں: یعقوب کی روایت اس کی تردید کرتی ہے۔

مرزبانی نے معجم الشعراء [2] میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کی حدیث ہے، گویا انہوں نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے یہ شعر کہا: ؏

''جو شخص اپنے نفس کی طبیعت میں سے وہ بات ختم کرنا چاہے جو اس میں نہیں ہے تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دو، اسے نفس پر نفس کی خصلت غالب کر دے گی''۔

۷۶۷۳ مالك بن عميره [3]

ابوصفوان اور بغوی نے عمیر لکھا ہے۔ ان کی حدیث، حدیث سوید بن قیس سے مشابہ ہے۔ بقول بعض: وہ دونوں ایک ہیں، سماک بن حرب سے آگے ان کے نام میں اختلاف ہے، بقول بعض: وہ دو ہیں۔

سوید میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔

اسے بغوی نے بروایت ابی داؤد طیالسی، بحوالہ سماک نقل کیا ہے کہ میں نے ابوصفوان مالک بن عمیر سے سنا، اور بطریق شبابہ، بحوالہ شعبہ، مالک بن عمیر نے یہ نقل کرتے ہیں: اس میں سماک سے آگے تین اختلاف ہیں، مخرمہ میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۶۷۴ مالك بن عميله [4]

ابن سباق بن عبددار، بدر میں شریک ہوئے، موسیٰ بن عقبہ نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر [5] نے اسے ذکر کیا ہے، اس پر اضافہ نہیں کیا، میں نے موسیٰ بن عقبہ کے مغازی میں ان سوانح میں ان کا ذکر نہیں پایا، جس میں

---

[1] المعجم الكبير (١٩/٢٩٤، ٢٩٥) مجمع الزوائد (٨/١٢٠) [2] معجم الشعراء (٢٦٢)

[3] اسد الغابه (٤٦٢٥) استيعاب (٢٣١٦) تجريد (٢/٤٧)

[4] اسد الغابه (٤٦٢٦) استيعاب (٧/٢٣) تجريد (٢/٤٧) [5] استيعاب (٣/٤١٢)

فرماتے ہیں: بدر میں شریک ہونے والوں کے نام، اس کے الفاظ یہ ہیں: بنوعبددار بن قصی میں سے مصعب بن عمیر اور سویبط بن حرملہ ہیں۔

اگر وہ موسیٰ کی طرف اس کی نسبت نہ کرتے تو اس کا امکان تھا کہ وہ کوئی اور ہوں انہوں نے ابن کلبی کی طرح ان کا ذکر کیا ہے۔ جب زبیر بن بکار نے بنوعبددار کے انساب کا ذکر کیا تو انہوں نے ان کے مالک کا ذکر کیا اور ان کا مسلمان ہونا ذکر نہیں کیا، چہ جائیکہ ان کا بدر میں شریک ہونا بیان کرتے، مغازی ابن اسحاق میں، نہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ذکر کیا ہے، مغازی موسیٰ بن عقبہ میں تمام غزوۂ بدر میں مَیں نے مالک بن عمیلہ کا ذکر نہیں پایا۔

۷۶۷۵ مالك بن عوف[1]

ابن سعد بن یربوع بن واثلہ بن دھمان بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن، ابوعلی نصری، ابوعمر کے ہاں ثاء کے ساتھ ہے، لیکن ابن سعد کے ہاں یا کے ساتھ ہے۔ ابن اسحاق[2] نے وفد حنین میں مالک بن عوف کا قصہ ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔ حنین کے دن مشرکین کے رئیس تھے، پھر اسلام لائے، ان لوگوں میں سے تھے جن کو تالیف قلب کے لیے دیا گیا، آپ ﷺ کے سامنے رہے، پھر قادسیہ اور فتح دمشق میں شریک ہوئے۔

ابن اسحاق نے وفد حنین میں مالک بن عوف کا قصہ ذکر کرنے کے بعد فرمایا: مجھ سے ابووفرہ نے نقل کیا ہے کہ جب مشرکین کو شکست ہوئی تو مالک بن عوف طائف چلے گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میرے پاس مسلمان ہوکر آئیں تو میں ان کے اہل اور مال واپس کر دوں، انہیں یہ بات معلوم ہوئی تو آپ ﷺ کے ساتھ مل گئے، آپ جعرانہ سے نکلے تو وہ اسلام لے آئے، آپ ﷺ نے انہیں ان کے اہل اور مال عطا کر دیئے اور مؤلفۃ القلوب کی طرح سو (۱۰۰) اونٹ دیئے۔[1] مالک بن عوف، رسول اللہ ﷺ کو اپنے قصیدے میں مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں: ع

''میں نے سب لوگوں میں محمد جیسا نہ کوئی دیکھا، نہ سنا، وہ جب دیتے ہیں تو بہت عطا کرتے ہیں، جب تو چاہے گا تو تجھے کل کی خبر بتا دیں گے، جب کوئی لشکر لمبے نیزے اور مضبوط لوہے کی تلواریں مارنے کے لیے درندے کے دانتوں کی طرح ظاہر ہوا ہے، تو وہ ایسے لگتے ہیں جیسے شیر کے بچوں میں شیر کھلے میدان کے درمیان گھات لگائے ہوئے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کے قبیلے کے مسلمانوں پر ثمالہ، سلمہ اور فہم ان قبائل پر امیر مقرر کیا۔ وہ ثقیف سے لڑتے رہے، ان کا جو دمی بھی نکلتا اس پر حملہ کر قتل کر دیتے''۔

موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں فرمایا: ان کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مالک بن عوف کی طرف پیغام بھیجا، وہ طائف کے قلعے کی طرف بھاگ گئے تھے، فرمایا: ''اگر تم مسلمان ہوکر میرے پاس آؤ تو میں تمہارے گھر والے تمہیں لوٹا دوں، تمہارے لیے میرے پاس سو (۱۰۰) اونٹنیاں ہیں''۔ واقدی[2] نے مغازی میں ان کا طویل قصہ نقل کیا ہے، ابواسود نے بحوالہ عروہ، مغازی ابن

---

[1] اسد الغابہ (٤٦٢٨) استیعاب (٨٣١٨) تجرید (٤٦٨٨) [2] السیرۃ النبویۃ (٤/٦٦، ٦٨)

[1] المعجم الکبیر (١٩/٣٠١) [2] مغازی (٩٥٦)

عائذ میں اختصار کے ساتھ نقل کیا ہے۔ مُعافی کی جلیس والانیس میں بطریق حرمازی، بحوالہ ابوعبیدہ مروی ہے، مالک بن عوف اسلام لانے کے بعد وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے وہ ہوازن کے رئیس تھے، انہوں نے شعر پڑھا، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اسی مفہوم میں ذکر کیا، یہ اضافہ کیا آپ ﷺ نے اس سے بھلائی کی بات کہی اور اسے حلہ پہنایا۔

دعبل کا قول ہے: مالک بن عوف کے اچھے اشعار ہیں، ابوحسین رازی نے کہا: دمشق میں دار بنونصر کے نام سے مشہور گھر نصاری کا عبادت خانہ تھا، ابتداء میں جب دمشق فتح ہوا تو مالک بن عوف وہاں فروکش ہوئے تو انہی کے نام سے جانا پہچانا جانے لگا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے: مالک بن عبداللہ بن عوف، پہلا قول مشہور ہے۔

۷۶۷۶ مالك بن عوف

بن مالک اشجعی، سالم بن عوف کی سوانح میں اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے۔ ابوموسیٰ نے اسے نقل کیا ہے۔

۷۶۷۷ مالك بن عوف جشمي

بغوی نے بطریق ابواحمد زبیری، بحوالہ مالک بن عوف نقل کیا ہے، پھر حدیث ذکر کی، ابواحوص کے والد کے بارے میں معروف ہے کہ وہ مالک بن نضلہ ہیں۔ صحیح بات آگے آئے گی، بغوی نے بھی بطریق ابی زعراء، بحوالہ ابواحوص، عن ابیہ نقل کیا ہے: مالک بن نضلہ۔

۷۶۷۸ مالك بن ابي عيزار[1]

حدیث عائذ بن سعید جسری میں ان کا ذکر ہے، اسی طرح اسے ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔ عائذ بن سعید کی سوانح میں ان کے ہاں ان کا ذکر نہیں، ہاں ابراہیم حربی کے ہاں غریب حدیث میں ان کا ذکر ہے، لیکن فرماتے ہیں: مالک بن ابی عیزارہ، ایسی سند سے جس میں مجہول راوی ہے، بحوالہ عائذ بن سعید جسری فرماتے ہیں، ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد میں آئے، ضحاک بن سفیان اور ابن ذی لحیہ کلابی سے ملاقات ہوئی ان دونوں کو اجازت نہ ملی تو کہا: مالک بن ابی عیزار، جو وفد کے ایک رکن تھے یا وفد کے ایک فرد تھے، جسر کو لایا گیا ہے، جب تم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچنا تو فلاں فلاں بات کہنا، انہوں نے کہا: میں تلقین سے زیادہ اجازت کا محتاج ہوں، اور پھر مالک نے بآوازِ بلند کہا: اللہ کے رسول! جسر کو اجازت دیجئے۔ آپ ﷺ نے ہمیں اجازت دے دی، جب ہم وہاں پہنچے تو وہاں علقمہ بن علاثہ کو موجود پایا، مجلس بڑی تنگ تھی، مالک کہنے لگے: مجھے آپ کے عطیے سے زیادہ مجلس کی ضرورت ہے تو علقمہ کھڑے ہوگئے اور ہاتھ پھیلا کر کہنے لگے: میرا باپ تم پہ قربان ہو، اپنی بات کے ختم ہونے تک یہاں بیٹھو تو مالک کہنے لگے: اللہ کی قسم! محسر والوں کا ایک زمانے تک آپ نے اور ہوان کا ایک مہینے تک مقابلہ کیا، تو انہوں نے جو کچھ کرنا تھا کر لیا اور آپ معذور رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فیصلہ تو ابی عفیر ارہ کا فیصلہ ہے، بے شک جسر اللہ کے آزاد کردہ لوگ ہیں، اسلام لائے اور انہوں نے اونٹوں کے کان چھیدے، راوی کا بیان ہے، حضرمہ اونٹوں کے کان پھاڑنے کو کہتے ہیں یہاں تک کہ جب اللہ کے رسول ﷺ کے بھیجے ہوئے لشکر نے ان لوگوں پر حملہ کیا تو وہ پہچان لیے گئے، اس لیے انہیں نہیں بھڑکایا گیا۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ جان کی ضمانت کے

[1] اسد الغابہ (٤٦٢٩) تجريد (٤٧/٢)

بارے میں یہ بنیاد ہے۔

۷۶۷۹ مالك بن قدامه ✿

ابن عرفجہ بن کعب بن نحاط بن کعب بن جابر بن غنم بن سلم بن امری القیس بن مالک بن اوس انصاری اوسی، موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق ✿ وغیرہ نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض، بلکہ وہ ابن قدامہ بن حارث بن مالک ابن کعب بن نحاط ہیں، باقی نسب اسی طرح ہے، پہلا قول زیادہ ثابت ہے، اسی پر ابن کلبی ✿ نے اعتماد کیا ہے۔

۷۶۸۰ مالك بن قهطم تميمي

ابوعشراء کے والد ہیں، ان کی حدیث مشہور ہے۔ ✿ مبہمات میں ان کی سوانح آئیں گی، ابوعشراور ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ مشہور یہ ہے: اسامہ بن مالک بن قہطم۔ احمد بن حنبل نے اس پر اعتماد کیا ہے، پھر فرماتے ہیں: بقول بعض عطارد بن برز ہے۔

۷۶۸۱ مالك بن قيس بن ثعلبه

ابن عجلان بن زید بن غنم .... خزرج، ابوخیثمہ انصاری، اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ یہ وہی ہیں جو کعب بن مالک کی طویل حدیث میں مذکور ہیں کہ وہ غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے، پھر ان سے آملے، نبی کریم ﷺ نے دور سے غبار دیکھا تو فرمایا: اللہ کرے ابوخیثمہ ہو، ان کے نام میں اختلاف ہے، کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۶۸۲ مالك بن قيس بن نجيد ✿

ابن رؤاس بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامری کلابی، وہ اور ان کے بیٹے عمرو بن مالک وفد میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام لائے، عمرو بن مالک میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

۷۶۸۳ مالك بن قيس انصاري ✿

ابوصرمہ مازنی، ان کے نام میں اختلاف ہے، اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا، ابن ابی خیثمہ نے بحوالہ احمد اور ابن معین ان کا نام مالک بن قیس لیا ہے۔

۷۶۸۴ مالك بن مالك جنّي ✿

حدیث میں ان کا ذکر ہے جسے طبرانی نے بروایت محمد بن خلیفہ اسدی بحوالہ محمد بن ابی حیی عن ابیہ ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا: مجھ سے ایسی حدیث بیان کیجئے، جس سے مجھے تعجب ہو، انہوں نے کہا:

✿ اسد الغابه (٤٦٣٠) استيعاب (٢٣١٩) تجريد (٤٨/٢) ✿ السيرة النبوية (٢٥١/٢)

✿ استيعاب (٤١٣/٣) ✿ مسند احمد (٤٤٦/٤) ✿ اسد الغابه (٤٦٣٣) استيعاب (٢٣٢٢) تجريد (٤٨/٢)

✿ استيعاب (٤١٤/٣) ✿ اسد الغابه (٤٦٣٧) تجريد (٤٨/٢)

مجھ سے خریم بن فاتک اسدی نے بیان کیا کہ میں اپنے گمشدہ اونٹوں کی تلاش میں نکلا، میں نے انہیں مقام ابرق میں پالیا، اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر نئی نئی پھیلی تھی۔

میں نے کہا: میں اس وادی کے سردار کی پناہ مانگتا ہوں، جیسا کہ وہ جاہلیت میں کہتے تھے۔ ایک غیبی آواز نے مجھ سے کہا: ؏

''تمہاری ہلاکت، اللہ ذوالجلال کی پناہ مانگو، جو حلال اور حرام کو نازل کرنے والا ہے''۔

میں نے کہا: ؏

''اے پکارنے والے! کیا تم حیلہ کرتے ہو؟ کیا تمہارے پاس ہدایت ہے یا گمراہی''۔

اس نے کہا: ؏

''یہ اللہ کے رسول ہیں جو بھلائیوں والے ہیں، یاسین اور کئی حم کے ساتھ آئے ہیں، حرام کرنے والی اور حلال کرنے والی چیزوں کے ساتھ، روزے اور نماز کا حکم دیتے ہیں''۔

میں نے کہا: ''اللہ تم پر رحم کرے، تم کون ہو؟''

اس نے کہا: ''میں مالک بن مالک ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اہل نجد [1] کے جنات کی طرف بھیجا''۔

پھر خریم بن فاتک کے اسلام لانے کا قصہ ذکر کیا۔ اسے محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی تاریخ میں اور ابوقاسم بن بشران نے اپنے طریق سے پھر بروایت ابن خلیفہ اسدی، ادرعات میں سے ایک شخص کے حوالے سے ان کا نام لیا ہے، پھر ان کا ذکر کیا۔

۷۶۸۵ مالك بن مخلد [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط میں ان کا ذکر ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زرعہ بن سیف بن ذی یزن کی طرف لکھا تھا، یہ جعفر مستغفری کا قول ہے، ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۶۸۶ مالك بن مراره [3]

بعض کا قول ہے: ابن مرہ، بقول بعض ابن مزرد رہاوی، ابن کلبی کا قول ہے: رہاء بن منبہ بن حرب بن علہ بن جلد بن مالک کی طرف منسوب ہیں جو بنوسہم بن عبداللہ میں سے ہیں، بغوی کا قول ہے: مالک بن مرارہ رہاوی، شام میں رہائش پذیر تھے، عبدالغنی اور ابن ماکولا نے را کے زبر کے ساتھ اسے لکھا ہے، دونوں کہتے ہیں: وہ مذحج کے قبیلے میں سے ہیں۔ رشاطی کا قول ہے: ابن درید نے کتاب الاشتقاق میں ان کا ذکر رُہاوی را کے پیش کے ساتھ کیا ہے، شہر کی طرف منسوب ہیں، ابن عبدالبر [4] کا قول ہے: بعض نے اس سے رہاوی کہا ہے، جو صحیح نہیں۔

---

[1] المعجم الكبير (٤١٦٦/٤) مستدرك (٦٢١/٣) كنز (٣٧٠٤١) مجمع الزوائد (٤٥١/٨)

[2] اسد الغابه (٤٦٣٨) تجريد (٤٨/٢) [3] اسد الغابه (٤٦٣٩) استيعاب (٢٣٢٤) تجريد (٤٨/٢)

[4] استيعاب (٤١٤/٣)

طبرانی نے بطریق خالد بن سعید، بحوالہ ان کے دادا عمیر نقل کیا ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کا خط آیا: ''محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عمیر ذی مران کی طرف اور جو ہمدان میں سے اسلام لائے، تم پر سلامتی ہو، میں اور تم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، امابعد! روم سے ہماری آمد پر ہمیں تمہارے اسلام لانے کا پتہ چلا ہے''۔ [1] پھر باقی خط ذکر کیا۔

اس میں ہے: ''مالک بن مرارہ رہاوی نے غیب کی حفاظت کی ہے، امانت ادا کی ہے، پیغام پہنچا دیا ہے، میں تمہیں ان کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہوں''۔

حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور بغوی نے بطریق عقبہ بن ابی حکیم، بحوالہ مالک بن مرارہ رہاوی، جو یمن کے قبیلہ سے ہیں نقل کیا ہے کہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دِل میں رائی برابر کبر ہو اور آگ میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دِل میں رائی برابر ایمان ہو''۔ میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے یہ پسند ہے کہ میرے کپڑے صاف ستھرے ہوں، میرا کھانا اچھا ہو، میری بیوی خوبصورت ہو، میری سواری اچھی ہو، کیا اس کا تعلق کبر سے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کبر نہیں، میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں محتاجی اور محتاجی کی کیفیت سے، کبر، حق کو ٹھکرانا اور لوگوں کو گھٹیا جاننا ہے''۔ بغوی نے اپنی روایت میں اضافہ کیا ہے، فرماتے ہیں: ان کی مراد اس کا یہ مطلب ہے کہ لوگوں کو گھٹیا جاننا۔

ابن مندہ نے اس کا کچھ حصہ بطریق عتبہ عن عطاء بحوالہ مالک بن مرارہ نقل کیا ہے، ان دونوں کے درمیان کسی اور کا ذکر نہیں کیا۔ ابن عبدالبر کا قول ہے: مالک بن مرارہ کا اس حدیث میں ذکر ہے۔ جسے حمیر بن عبدالرحمٰن نے کبر کے باب میں بحوالہ ابن مسعود نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں اس روایت کی طرف اشارہ ہے جسے بغوی نے بطریق ابن عون، بحوالہ عبداللہ بن مسعود نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ کے پاس مالک رہاوی تھے، میں نے ان کی آخری بات سنی وہ کہہ رہے تھے: یا رسول اللہ! میں صاحب جمال شخص ہوں جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں، میں نہیں چاہتا کہ کوئی شخص دو تسموں یا اس سے کم چیز میں مجھ سے افضل ہو، کیا یہ تکبر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، تکبر حق کو ٹھکرانا اور لوگوں کو گھٹیا جاننا ہے۔ [2] اسے ابویعلی نے نقل کیا ہے۔

ابن مندہ کا قول ہے: ہمیں ابویزن نے بحوالہ عفیر بن زرعہ بن سیف بن ذی یزن نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے کتاب آدم میں لکھا ہے اس میں ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کا خط ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے میرے چچا ابورخی نے بحوالہ عفیر بن زرعہ یہ خط ذکر کیا، پھر اس کا ذکر کیا۔ اس میں ہے: ''جب تمہارے پاس میرے قاصد آئیں تو میں تمہیں ان کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہوں، معاذ بن جبل، عبداللہ بن زید، مالک بن عبدہ، عقبہ بن عامر، مالک بن مزرد، اور ان کے ساتھی''۔

اس میں ہے کہ مالک بن مزرد رہاوی نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ حمیر میں سے سب سے پہلے اسلام لائے، آپ نے مشرکین سے جہاد کیا، آپ کو خیر کی خوشخبری ہو۔ میں آپ کو حمیر کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہوں، خیانت نہ کرو، جھگڑا نہ کرو،

---

[1] مسند احمد (۳۸۹/۱) مستدرك حاكم (۱۸۲/٤) المعجم الكبير (۵۰/۱۷) مجمع الزوائد (۳۰/۱)
جامع المسانيد والسنن (۵۳/۱۱) اسد الغابه (۳٦/٤)

[2] مسند ابويعلى (۵۲۹۱/۹)

مالک نے بات پہنچا دی ہے اور غیب کی حفاظت کی ہے، میں تمہیں ان کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتا ہوں، تم پر سلامتی ہو۔ بغوی نے بطریق مجالد بن سعید نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رجب مالک بن مرارہ رہاوی اپنی قوم کی طرف لوٹ کر گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ خط لکھ کر بھیجا: ''میں تمہیں ان کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں، کیونکہ وہ مقبول ہیں''۔ فرماتے ہیں: ہمدان نے ان کے لیے تیرہ (۱۳) اونٹنیاں اور چھہتر (۷۶) اونٹ جمع کیے۔

۷۶۸۷ مالك بن مرآره

بنو نباش بن زرارہ تمیمی میں سے ہیں، ہند بن ابی ہالہ کے والد ہیں، اسی طرح میں نے معجم بغوی کے نسخہ قدیمہ میں ان کا ذکر دیکھا ہے، اور زبیر کی طرف بحوالہ مؤمل اس کی نسبت کی ہے، جو زبیر نے ذکر کیا ہے کہ ابو ہالہ کا نام مالک بن زرارہ بن نباش ہے، اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے۔

۷۶۸۸ مالك بن موضحه انصاری

ابن حبان کا قول ہے: صحابی ہیں۔
میں کہتا ہوں: بعض کا قول ہے: وہ مالک بن دخشم ہیں، اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔

۷۶۸۹ مالك بن مزرد

پہلے والی سوانح میں ان کا ذکر ہے۔

۷۶۹۰ مالك بن مسعود[1]

ابن بدن بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ انصاری ساعدی۔ ابو اسید کے چچا زاد ہیں، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق[2] وغیرہ نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۶۹۱ مالك بن مشوف[3]

ابن اسد بن عبد مناۃ بن عبداللہ بن سعد مذحجی، ابن کلبی کا قول ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد میں آئے، مذحج کے سردار ہیں، عائذ اللہ کی جانب مذحج کی ولادت نبی علیہ السلام تک پہنچی۔

۷۶۹۲ مالك بن مهلهل

ابن ایار، بقول بعض: دثار، جبی، مسلمان جن ہیں، غریب حدیث میں ان کا ذکر ہے۔ اسے خرائطی نے غیبی آواز دینے والے جنات میں بطریق سعید بن جبیر ذکر کیا ہے کہ بنو تمیم کا ایک شخص رافع بن عمیر لوگوں کو راستہ بتاتا تھا اور انہیں رات کو لے کر چلتا تھا، وہ خوف کی حالت میں ان میں سے سب سے زیادہ حملہ کرنے والا تھا، پھر ان کے اسلام کی ابتداء کا ذکر کیا، فرماتے ہیں: اسی اثناء

---

[1] اسد الغابہ (٤٦٤٢) استیعاب (٢٣٢٦) تجرید (٢/٤٩) [2] السیرۃ النبویۃ (٢/٢٥٦)

[3] اسد الغابہ (٤٦٤٣) تجرید (٢/٤٩)

میں کہ ایک رات میں ریت کے ٹیلے پر چل رہا تھا کہ مجھے نیند آ گئی، میں سواری سے اترا اور اسے بٹھایا، اپنے بازو کا تکیہ بنایا اور سو گیا۔ میں نے کہا: میں اس وادی کے سردار جن کی پناہ مانگتا ہوں، اس سے کہ مجھے ایذا دی جائے یا ڈرایا جائے، پھر طویل قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے: ایک جن نے ان کی اونٹنی ذبح کرنے کا ارادہ کیا، دوسرے نے اسے مخاطب کیا: ؏

''اے مالک بن مہلہل بن ایار! رُک جاؤ، میری چادر اور ازار تمہارے لیے انسان کی اونٹنی کے بدلے فدیہ ہے،
اسے کچھ نہ کہو اور میرے بیلوں میں سے جو تم چاہو لے لو''۔

اس قصے میں ہے کہ انہوں نے ان سے کہا: جب تم کسی وادی میں اترو اور اس کی ہیبت سے تمہیں ڈر لگے تو کہو: میں رب محمد ﷺ کی پناہ چاہتا ہوں، تمہیں کوئی جن ایذاء نہیں دے گا۔ اس کا کام باطل ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں: میں نے کہا: محمد کون ہے؟ انہوں نے کہا: یثرب کے نبی ہیں۔ فرماتے ہیں: میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوا یہاں تک کہ مدینہ آیا، نبی کریم ﷺ نے میری بات اس سے پہلے ہی بتا دی کہ میں آپ ﷺ کو کچھ بتاؤں۔ سعید کا قول ہے: ہمارا خیال ہے کہ انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ﴿انسانوں میں سے کچھ مرد، جنوں میں سے کچھ مردوں کی پناہ مانگا کرتے تھے﴾۔ (الآیۃ) [1]

۷۶۹۳ مالك بن نضله أسلمی

بقول بعض: وہ ابو برزہ کا نام ہے، مشہور نضلہ بن مالک ہیں، ان کا ذکر آگے آئے گا۔

۷۶۹۴ مالك بن نضله جشمی [2]

ابو احوص کے والد ہیں، بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی حدیث باب خلق افعال العباد میں اور اصحاب سنن نے بطریق ابو احوص، عن ابیہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرفوع نقل کی ہے ''ہاتھ تین ہیں''۔ اس کی سند صحیح ہے، ان کی ایک اور حدیث بروایت ابو اسحاق ان کے حوالے سے مروی ہے، بغوی کا قول ہے: کوفہ میں رہائش تھی، انہوں نے دو احادیث روایت کی ہیں۔

۷۶۹۵ مالك بن نضيله

تصغیر کے ساتھ ہے، بنو عمرو بن عوف کے حلف ہیں، مزینہ سے ہیں، بغوی نے بروایت اموی، بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۶۹۶ مالك بن نمط [3]

ابن قیس بن مالک بن سعد بن مالک بن لوی بن سلمان ہمدانی، پھر ارحبی، ابو ثور، ابو عمر [4] کا قول ہے: ایک قول ہے: یامی یا خارفی، وہ نمائندہ، ذوالمشعار ہیں غریب احادیث یہ کتابیں لکھنے والوں کی ان کی طویل حدیث نقل کی ہے۔ اہل حدیث کی روایت مختصر ہے، وہ بطریق ابو اسحاق ہمدانی مروی ہے۔

---

[1] سورة جن الآية (٦) [2] اسد الغابه (٤٦٤٤) استیعاب (٢٣٢٧) تجرید (٤٩/٢)

[3] اسد الغابه (٤٦٤٥) استیعاب (٢٣٢٨) تجرید (٤٩/٢) [4] استیعاب (٤١٥/٣)

میں کہتا ہوں: ابن ہشام [1] نے السیرۃ النبویہ میں مختصر ذکر کیا ہے۔ اس کے اضافے میں فرمایا: ہمدان کا وفد آیا، جو کچھ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جسے میں ثقہ کہتا ہوں، بحوالہ ابو اسحاق سبیعی، فرماتے ہیں: ہمدان کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، ان میں مالک بن نمط، ابو ثور وہ ذوالمشعار ہیں، مالک بن ایفع سلمانی، عمیرہ بن مالک خارفی ہیں وہ لوگ تبوک سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ سے ملے۔ ان پر خاص قسم کی یمنی چادریں، عدنی عمامے، سواریوں پر تھے، مالک بن نمط رسول اللہ ﷺ کے سامنے رجز یہ اشعار پڑھتے ہوئے کہہ رہے تھے: ؎

''گرمی اور بہار کے غبار میں سبزہ زار سے ہوتے ہوئے یہ سواریاں آپ تک پہنچیں، جنہیں کھجور کے بالوں کی لگامیں ڈالی گئی ہیں''۔

فرماتے ہیں: ان کا بہت سا فصیح، اچھا کلام ذکر کیا، آپ ﷺ نے انہیں تحریر لکھ کر دی۔ اور جو زمین کا ٹکڑا انہوں نے مانگا، انہیں دیا۔ ان پر مالک بن نمط کو امیر بنایا۔ ان کی قوم میں سے جو اسلام لائے اس پر عامل بنایا۔ اور انہیں ثقیف سے قتال کا حکم دیا۔ ان کا جو شخص بھی نکلتا اس پر حملہ کرتے، مالک بن نمط اچھے شاعر تھے: ؎

''جب ہم رات کی تاریکی میں کشادہ میدان اور سخت زمین پر تھے، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا، بلند زمین سے سواروں کو منیٰ کی جانب رقص کرتی ہوئی سواریوں کے رب کی قسم! رسول اللہ ﷺ ہم میں تصدیق شدہ ہیں، جو عرش والے کی طرف سے ہدایت یافتہ رسول بن کر آئے، محمد ﷺ سے زیادہ سخت دشمنوں کے لیے کسی سواری نے اپنے اوپر کوئی سوار نہیں کیا۔ جب نیکی کا طالب ان کے پاس آتا ہے، تو وہ عطا کرتے ہیں اور تیز تلوار سے زیادہ چلتے ہیں''۔

میں کہتا ہوں: نمط بن قیس بن مالک کے سوانح میں ہے کہ وہ نمائندہ ہیں، بقول بعض: ان کے والد قیس بن مالک ہیں، جس سے تمام اقوال جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ ہے کہ وہ سب لوگ وفد میں آئے، حسن بن یعقوب ہمدانی نے کتاب نسب ہمدان میں اس قصے میں نقل کیا ہے کہ وہ ایک سو بیس (۱۲۰) افراد تھے، رشاطی نے ان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

۷۶۹۷ مالك بن نميله أنصاری [2]

ابن حبان کا قول ہے: صحابی ہیں، ابن اسحاق [2] نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ابراہیم بن سعد کی روایت میں، بحوالہ ابن اسحاق اسی طرح مروی ہے کہ وہ اُحد میں شہید ہوئے۔ اسی طرح ابن ہشام نے بکائی پر اپنے اضافے میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۶۹۸ مالك بن نويره [3]

ابن جمرہ بن شداد بن عبید بن ثعلبہ بن یربوع تمیمی، یربوعی، ان کی کنیت ابو حنظلہ اور لقب جعفری ہے۔

---

[1] السيرة النبوية (۱۸۵/٤) (۱۸۷) [2] اسد الغابه (٤٦٤٧) الاستيعاب (۲۳۲۹) تجريد اسماء الصحابة (٤٩/٢)

[3] السيرة النبوية (۲۵۲/۲) و (۹۸/۲) [4] اسد الغابه (٤٦٤٨) استيعاب (۲۳۳۱) تجريد (٤٩/٢)

مرزبانی کا قول ہے: شاعر، شریف اور شہسوار ہیں، جاہلیت میں بنویربوع کے شہسواروں اور صاحب شرافت لوگوں میں ان کا شمار تھا۔ بادشاہوں کے ردیف تھے، نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنی قوم کے صدقات پر عامل بنایا تھا۔ جب انہوں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر ملی تو صدقات لینے سے رک گئے، انہیں اپنی قوم میں تقسیم کر دیا، اس کے بارے میں کہتے ہیں: ؏

''میں نے کہا: تم لوگ بے خوف وخطر ہو کر اور کل کا انتظار کئے بغیر اپنا مال لے لو، اگر مٹائے ہوئے دین کو کسی شخص نے قائم رکھا تو ہم اطاعت کرتے ہوئے کہیں گے کہ دین تو محمد ﷺ کا دین ہے''۔

یہ ابن سعد نے بحوالہ واقدی، منقطع سند سے ذکر کیا ہے، اسے ضرار بن ازور اسدی نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے حکم سے مرتدین سے قتال کے بعد اسے باندھ کر قتل کیا۔ پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کی زوجہ سے نکاح کر لیا۔ اس کا بھائی متمم بن نویرہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اپنے بھائی کا مرثیہ کہا اور انہیں اس کے خون اور اپنے قیدیوں کے بارے میں واسطہ دیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قیدیوں کو واپس کر دیا۔

زبیر بن بکار نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد کو حکم دیا کہ مالک کی اس بیوی سے جدائی اختیار کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مالک کے بارے میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سخت الفاظ کہے، البتہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں معذور قرار دیا۔

سیف بن عمر نے کتاب الردہ والفتوح میں ان کا طویل قصہ نقل کیا ہے۔ طبری[1] کے طریق سے، اس میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب میدان میں پہنچے تو جماعتوں کو پھیلا دیا، آپ کے پاس مالک اور ان کی قوم کے کچھ لوگ لائے گئے پھر اس جماعت میں اختلاف ہو گیا۔ ابوقتادہ ان لوگوں میں سے تھے جو گواہی دے رہے تھے کہ ان لوگوں نے اذان کہی اور نماز قائم کی تھی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں ٹھنڈی رات میں قید کیا پھر ایک منادی کو حکم دیا جس نے اعلان کیا کہ اپنے قیدیوں کو گرمی پہنچاؤ، جو مجاہدین کی اصطلاح میں قتل کرنے کی طرف اشارہ تھا۔ چنانچہ انہیں قتل کر دیا۔ بعد میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مالک کی اہلیہ سے شادی کر لی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: خالد کی تلوار میں گناہ اور تہمت ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے اجتہاد تو کیا ہے لیکن اس سے غلطی ہوئی ہے، میں اس تلوار کو عیب دار نہیں کر سکتا جسے اللہ نے مشرکین کے لیے سونت لیا ہے اور مالک کی دیت دی۔ خالد کا کہنا تھا کہ صرف مالک کے قتل کا انہوں نے حکم دیا تھا کیونکہ جب نبی علیہ السلام کا ذکر ہوتا تو وہ کہتا میرا خیال نہیں کہ تمہارے نبی نے یہ بات کی ہو، تو انہوں نے اس سے کہا: کیا تم انہیں اپنا نبی نہیں سمجھتے ہو؟

زبیر بن بکار نے موفقیات میں فرمایا: مجھ سے محمد بن فلیح نے بحوالہ ابن شہاب نقل کیا کہ مالک بن نویرہ کے سر کے بال بہت گھنے تھے، جب اسے قتل کیا گیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کے سر کو ہانڈی کے پائے کے طور پر نصب کیا جائے۔ اس سے پہلے کہ لوگ سر تک پہنچتے تو ہنڈیا میں جو کچھ تھا بہہ کر نیچے آ گیا۔

ان کے بھائی متمم نے ان کا مرثیہ بہت زیادہ اشعار میں کہا، مالک کی بیوی کا نام ام تمیم بنت منہال تھا، ثابت بن قاسم نے

---

[1] تاریخ طبری (۳۵۶/۲)

دلائل میں روایت کیا ہے کہ حضرت خالد نے مالک کی بیوی کو دیکھا، وہ بہت خوبصورت تھی، اس کے بعد مالک نے اپنی بیوی سے کہا: مجھے قتل کر دیا گیا، یعنی میں تمہاری وجہ سے قتل کیا جاؤں گا۔ یہ اس کا گمان تھا، اسے قتل کر دیا گیا، اس کا قتل اس کی بیوی کی وجہ سے نہیں تھا، جیسا کہ اس نے گمان کیا۔

مرزبانی کا قول ہے: مالک کے بہت سے اچھے اشعار ہیں، انہیں عتیبہ بن حارث بن شہاب یربوعی کے مرثیے کے طور پر پیش کرتے ہیں: ع

''اکیلے عقیل بنو اسد نے فخر کیا، بنو اسد کا یہ کہنا سچ ہے کہ عتیبہ افضل ہے، وہ اس کے قتل ہونے کی وجہ سے خوش ہوئے، جبکہ ان کے وہ لوگ جو سردار ہیں دو، دو کے قتل کی وجہ سے اس کا بدلہ نہیں چکایا جائے گا''۔

۷۶۹۹ مالك بن هبيره [1]

ابن خالد بن مسلم بن حارث بن مخصف بن مالک بن حارث بن بکر بن ثعلبہ بن عقبہ بن سکون سکونی، بقول بعض: کندی، ابوسعید، بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: صحابی ہیں، بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، مصر میں رہائش تھی، سنن ابوداؤد، ابن ماجہ، جامع ترمذی اور مستدرک حاکم میں ان کی حدیث ہے۔ بطریق ابن اسحاق بحوالہ مالک بن ہبیرہ نقل کیا ہے: وہ صحابی ہیں۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا: ''کسی مسلمان کی نماز جنازہ میں مسلمانوں کی تین صفیں ہوں تو اس کے لیے جنت واجب ہے''۔ [2]

فرماتے ہیں: مالک بن ہبیرہ کے سامنے جب جنازہ پڑھنے والے آتے تو انہیں تین صفوں میں تقسیم کر دیتے۔ ترمذی نے اسے حسن کہا ہے، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

ابن اسحاق سے آگے اس میں اختلاف ہے۔ بعض نے ان کے حوالے سے ابوخیر اور مالک بن ہبیرہ کے درمیان حارث ابن مالک کا اضافہ کیا ہے۔ اسی طرح ابن مندہ کی معرفۃ میں ہے، ترمذی نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ابراہیم بن سعد اسے نقل کرنے میں متفرد ہیں، جماعت کی روایت ہمارے نزدیک زیادہ صحیح ہے۔

ابن یونس کا قول ہے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حمص کے امیر رہے، ان سے اس کے رہنے والوں میں سے ایک جماعت نے ان سے روایت کیا ہے۔ محمد بن ربیع جیزی نے فتح مصر میں شریک صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عبدالصمد بن سعید نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ محمد بن عوف سے نقل کیا ہے: مجھے ان کا صحابی ہونا معلوم نہیں، ہو سکتا ہے انہوں نے مخصوص صحابی ہونے کا ارادہ کیا ہو، ورنہ انہوں نے اپنی حدیث میں اس کی تصدیق کی ہے۔ جو نمازِ جنازہ میں صفوں کو تقسیم کرنے کے بارے میں ہے۔ ابوزرعہ دمشقی کا قول ہے: مروان بن حکم کے زمانے میں وفات پائی۔

---

[1] اسد الغابه (٤٦٤٩) استيعاب (٢٣٣٠) تجريد (٤٩/٢)

[2] ابوداؤد (٣١٦٦) ترمذی (١٠٢٨) ابن ماجه (١٤٩٠) حاكم مستدرك (٣٦٢/١) مسند احمد (٧٩/٤) معجم كبير (٦٦٥/١٩) جامع المسانيد (٦٢/١١)

۷۷۰۰ مالك بن هدم [1]

ابن ابی بن حارث بن بداء تجیبی، ابوعمرو، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: فتح مصر میں شریک ہوئے، انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں حدیث نقل کی ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ انہوں نے بطریق ربیعہ بن لقیط، بحوالہ مالک بن ہدم نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم نے جہاد کیا، ہم پر حضرت عمرو بن العاص امیر تھے، ہم میں حضرت عمر بن خطاب اور ابوعبیدہ بن جراح تھے، ہمیں بہت سخت بھوک لگی، میں کھانے کی کوئی چیز تلاش کرنے لگا، میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے اونٹ ذبح کرنا چاہتے تھے۔

میں کہتا ہوں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں غزوہ ذات السلاسل کا واقعہ ہے۔ انہیں لشکر کا امیر بنایا، انہوں نے آپ سے کمک طلب کی، آپ نے ابوعبیدہ کو ان کی مدد کے لیے بھیجا۔

۷۷۰۱ مالك بن وليد [2]

عبدان بن محمد مروزی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق خالد بن حمید، بحوالہ مالک بن خیر نقل کیا ہے کہ مالک بن ولید نے فرمایا:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی کہ میں گورنری حاصل کرنے کے لیے ایک قدم بھی نہ اٹھاؤں اور نہ کسی ذمی سے سوئی یا اس سے چھوٹی چیز حاصل کروں اور نہ برے بادشاہ کے خلاف بغاوت کروں''۔

یہ بروایت انس بن ابی انیسہ، بحوالہ خالد مذکور مروی ہے، اس میں نامعلوم راوی ہے۔ [3]

۷۷۰۲ مالك بن وهب خزاعی

ابونعیم نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، بزار کے ہاں ان کی مسند میں بطریق عبدالعزیز بن ابی بکر بن مالک بن وہب خزاعی، عن ابیہ، عن جدہ ان کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے دن سلیط اور سفیان بن عوف کو جاسوس بنا کر بھیجا، انہیں شہید کر دیا گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک قبر میں دفن کیا، وہ دونوں شہید اور قریبی رشتہ دار ہیں۔ [5] بزار کا قول ہے: ہمیں مالک بن وہب کی اس حدیث کے علاوہ کوئی روایت معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کی سند میں نامعلوم راوی ہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (٤٦٥٠) تجرید (٤٩/٢)

[2] دلائل النبوۃ (٣٠٨/٦) جامع المسانید والسنن (٦٣/١١) اسد الغابہ (٤١/٤)

[3] اسد الغابہ (٤٦٥١) تجرید (٤٩/٢)

[4] جامع المسانید والسنن (٦٤/١١) اسد الغابہ (٤١/٤)

[5] مجمع الزوائد (١٣٥/٦) کشف الاسناد (١٨٠٥) جامع المسانید والسنن (٦٥/١١)

۷۷۰۳ مالك بن يخامر ❶ سكسكى

الہانی حمصی، ابن عساکر کا قول ہے: ایک قول ہے کہ صحابی ہیں، ابونعیم نے کہا: صحابہ میں ان کا ذکر ہے، جو ثابت نہیں، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرسل روایت کی ہے، حدیث یہ ہے: ''قرض، دین میں عیب ہے''۔

ابوزرعہ دمشقی نے اس طبقہ علیا میں ان کا ذکر کیا ہے جو صحابہ سے ملا ہوا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں اور ان سے روایت کیا، عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن سعدی، عمرو بن عوف اور عبداللہ بن عمرو وغیرہ سے روایت کی۔

ان سے معاویہ نے ان کی موجودگی میں روایت کیا، ان کے حوالے سے، بحوالہ معاذ صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ میں ان کی حدیث ہے ان سے اسی طرح ان کے دونوں بیٹوں عبداللہ، عبدالرحمٰن، عمیر بن ہانی، جبیر بن نصر، شریح بن عبید مکحول اور دوسرے لوگوں نے روایت کیا۔

ابن سعد ❷ کا قول ہے: ثقہ ہیں، عجلی کا قول ہے: شامی، تابعی اور ثقہ ہیں، ابن حبان ❸ نے ثقات تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ہیثم کا قول ہے: ۷۲ھ میں وفات پائی، ابن ابی عاصم کا قول ہے: ۷۰ھ میں فوت ہوئے۔

۷۷۰۴ مالك بن يسار سكونى ❹

پھر عوفی، ابوداؤد، بغوی، ابن ابی عاصم، ابن سکن اور معمری نے یوم واللیلۃ میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔ ابن قانع نے بطریق ضمضم، بحوالہ ابو بحریۃ، ان کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اللہ سے دعا کرو تو ہتھیلیوں کے اندرونی حصے سے دعا کرو، ہاتھ الٹے کر کے دعا نہ کرو''۔ ❺

سلیمان بن عبدالحمید، شیخ ابوداؤد نے کہا: مالک بن یسار کو ہمارے نزدیک شرف صحابیت حاصل ہے۔ سنن کے نسخے میں ہے: ہمارے نزدیک مالک صحابی نہیں، اس میں ما نافیہ زیادہ ہے۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: مجھے اس اسناد سے، اس کے علاوہ کوئی اور حدیث معلوم نہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ صحابی ہیں یا نہیں۔ ابن سکن کے ہاں صرف مالک بن سنان سکسکی ہیں۔ پہلا قول اولیٰ ہے، عبدالصمد سعید کی طبقات حمصیین میں مالک بن سنان سکونی پھر عوفی ہے جو سکون کا قبیلہ ہے، ان سے مالک بن عامر نے روایت کیا، میرا خیال ہے کہ وہ اس کے علاوہ ہیں۔

۷۷۰۵ مالك بن ابى اميه ازدى

جنادہ کے والد ہیں، کنیتوں میں اس کا ذکر آئے گا۔

۷۷۰۶ مالك، ابوسمح

کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

---

❶ اسد الغابہ (٤٦٥٤) تجرید (٥٠/٢) ❷ طبقات کبریٰ (١٥٢/٧) ❸ ثقات تابعین (٣٨٣/٥)

❹ اسد الغابہ (٤٦٥٥) استیعاب (٢٣٣٢) تجرید (٥٠/٢) ❺ ابو داؤد (١٤٨٦) الآحاد والمثانی (٤١٠/٤)

۷۷۰۷ مالك بن اسلمی ماعز کے والد ہیں۔

۷۷۰۸ مالك قشیری

بغوی نے بحوالہ مالک بن عمروان کا تنہا ذکر کیا ہے، اور بطریق سلمہ بن علقمہ، بحوالہ مالک قشیری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس کا کوئی رشتہ دار اس سے وہ چیز مانگنے آتا ہے اور وہ اس کے دینے میں بخل کرتا ہے تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی شکل میں ظاہر ہوگا''۔

پھر فرمایا: مجھے معلوم نہیں کہ صحابی ہیں یا نہیں، اسے بحوالہ داؤد سلمہ کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا وہ بصری ہیں۔ حدیث بیان کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

۷۷۰۹ مالك مُری [1]

ابوغطفان کے والد ہیں، ابن مندہ کا قول ہے: بخاری [2] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ دوسرے راویوں کا قول ہے: ابوغطفان کے والد کا نام طریف ہے، ابوغطفان نے اپنے والد کے حوالے سے روایت کیا۔

۷۷۱۰ مالك ھلالی [3]

عبداللہ کے والد ہیں۔ حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں بطریق عمر بن عبدالرحمٰن بحوالہ عبداللہ بن مالک ہلالی، عن ابیہ نقل کیا ہے۔ ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! اصحاب اعراف کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ لوگ اپنے آباء کی اجازت کے بغیر جہاد کے لیے نکلے اور شہید ہو گئے، شہادت کی وجہ سے آگ میں داخل نہیں ہو سکے اور اپنے آباء کی نافرمانی کی وجہ سے جنت میں نہیں جا سکتے''۔ [4]

واقدی کی مسند میں ضعیف روایت ہے، اسے ابن لہیعہ نے بحوالہ یحییٰ بن نبہل نقل کیا ہے کہ بنو ہلال میں سے ایک شخص نے انہیں بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اصحاب اعراف کے بارے میں پوچھا، پھر اسی مفہوم کی روایت ذکر کی۔

باب میم کے بعد میم

۷۷۱۱ مامر جنّی

ابن درید نے ان جنات میں ان کا ذکر کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔

---

[1] اسد الغابہ (٤٦٤٠) تجرید (٤٨/٢) [2] تاریخ کبیر (٣٠٤/٧) [3] اسد الغابہ (٤٦١٥) استیعاب (٢٣٣٣)

[4] مجمع الزوائد (٢٤/٧) جامع المسانید والسنن (٤٥/١١) اسد الغابہ (٢٧/٤)

باب میم کے بعد نون

۷۷۱۲ مناهه فارسی

محمد نامی لوگوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

باب میم کے بعد باء

۷۷۱۳ مبارك

مولیٰ ثابت بن قیس بن شماس انصاری ہیں، ان کے ساتھی سعد کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۷۱۴ مُبَرّح بن شهاب ✿

ابن حارث بن ربیعہ بن سحیت بن شرحیل یافعی، ابن یونس نے تاریخ مصر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس چار افراد میں آئے، پھر فتح مصر میں شریک ہوئے، اہل مصر میں معروف ہیں۔ ان کی کوئی روایت نہیں جو ہمیں معلوم ہو۔ جیزہ میں ان کا قطعہ ارضی ہے، ان کے بھائی بھی فتح مصر میں شریک تھے، وہ صحابی نہیں، دونوں معروف ہیں۔

۷۷۱۵ مُبرق شاعر

بقول بعض: ان کا نام ربیعہ بن لیث ہے، ایک قول ہے: عبداللہ بن حارث، اسماء میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۷۱۶ مُبشِر بن ابیرق

حدیث قتادہ بن نعمان میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، رفاعہ بن زید کے سوانح میں ان کا ذکر ہے۔

۷۷۱۷ مُبَشِر بن براء

ابن معرور انصاری، ابن کلبی کا قول ہے: بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔

۷۷۱۸ مُبَشِر بن عبدالمنذر ✿

بن زنبر، ابن زید بن امیہ انصاری، ابولبابہ کے بھائی ہیں، ابن اسحاق ✿ وغیرہ نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، اسی میں شہید ہوئے۔ اسی طرح ابن حبان کا قول ہے: وہ ابولبابہ کے بھائی ہیں، بقول بعض: ابولبابہ کا نام مبشر ہے۔

✿ اسد الغابه (٤٦٥٦) تجريد (٥٠/٢)

✿ اسد الغابه (٤٦٥٩) استيعاب (٢٥٤٠) تجريد (٥٠/٢)

✿ السيرة النبوية (٢٥٠/٢)

باب میم کے بعد تاء

۷۷۱۹ متمم بن نویرہ تمیمی ✿

ان کے بھائی مالک کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ طبری ✿ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ اور ان کے بھائی اسلام لائے، نبی کریم ﷺ نے مالک کو بنوتمیم کے صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا، وہ اور ان کے بھائی متمم اسلام لا چکے تھے۔

متمم اپنے بھائی کے بارے میں اچھے مرثیہ کہنے والے شاعر ہیں، انہی کا یہ مشہور شعر ہے: ع

''جب ہم دونوں جدا ہو گئے تو ایسا لگا کہ میں اور مالک ایک شب بھی اکٹھے نہ تھے، کیونکہ جدائی بہت طویل ہے''۔

اس سے پہلے یہ شعر ہے: ع

''ہم دونوں جزیمہ کے دو شراب کے ساتھیوں میں سے تھے، جو کافی سال اکٹھے رہے یہاں تک کہ لوگ کہنے لگے یہ تو کبھی جدا نہیں ہوں گے''۔ ✿

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہی اشعار اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی قبر پر کھڑے ہو کر پڑھے تھے، کسی نے متمم سے کہا: تمہیں اپنے بھائی کا کتنا غم ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: میری آنکھ کو کوئی بیماری لاحق ہوئی جس سے اس میں سے ایک قطرہ بھی نہیں بہا، جب میرا بھائی قتل ہوا تو رکنے نہ پائیں، مرزبانی لکھتے ہیں کہ متمم کی کنیت ابونہشل، ایک قول ہے: ابوزہم، بقول بعض: ابوابراہیم، کا نے تھے، ان کا سلام اچھا تھا، ان کے زیادہ تر اشعار اپنے بھائی کے بارے میں مرثیوں پر مشتمل ہیں: ''اس کی ماں کے بیٹے کے بعد لوگوں میں ہر جوان ایسا ہے جیسے بیٹری میں سے ایک ہاتھ گر گیا ہو''۔

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بھائی فوت ہوئے تو انہوں نے ان اشعار کو دہرایا تھا۔ مروی ہے کہ عمر نے حطیئہ سے کہا: کیا تم نے اس سے زیادہ رونے والا شخص دیکھا یا سنا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! کوئی عربی ان جیسا کبھی نہیں رویا نہ کوئی روئے گا۔ اوروں کا کہنا ہے کہ زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہما جا رہے تھے کہ راستے میں انہیں متمم مل گئے، وہ دونوں رک گئے تا کہ وہ گزر جائیں، تو وہ ٹھہر گئے۔ ان دونوں نے جلدی کی، ادھر سے انہوں نے بھی جلدی کی تو متمم نے کہا: تم دونوں کو کس چیز نے بوجھل کر کے روک دیا ہے، تو ان دونوں نے کہا: مجھے لوگوں کے دھوکا دینے کا خوف ہے۔ انہوں نے کہا: کیا اصحاب محمد ﷺ کو میں دھوکا دوں گا۔ مجھے گمراہی کا خدشہ ہے، مجھے پسند ہے کہ تم دونوں سے ہدایت حاصل کروں، مجھے وحشت کا خوف ہے، میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں سے انس حاصل کروں، ان دونوں نے ان سے کہا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: متمم بن نویرہ، ان دونوں نے کہا: ہم بلاوجہ اکتا گئے ہیں ہمیں کچھ اشعار سناؤ تو انہوں نے اپنا قصیدہ عینیہ ان کے سامنے پڑھنا شروع کیا: ع

✿ اسد الغابہ (٤٦٥٩) استیعاب (٢٥٤١) تجرید (٥٠/٢) ✿ اسد الغابہ (٤٣/٤) شعر والشعراء (٣٣٨)

✿ اسد الغابۃ (٤٣/٤) الشعر والشعراء (٣٣٨)

''تیری زندگی کی قسم! میرا زمانہ مالک کے لیے نہ تو مردوں کے اوصاف بیان کرنے والا ہے اور نہ اس غم کی وجہ سے جو اسے پہنچا، بے صبری کرنے والا ہے، تاکہ وہ دردمند ہو، اس نے ان نشانیوں کی وجہ سے جو دیکھی ہیں، صبر کرنے سے انکار کر دیا ہے اور میں تیرے علاوہ جو تعلق دیکھتا ہوں وہ جلدی ختم ہونے والا ہے۔ میں ایسا جوان ہوں کہ جب تجھے، تیرے نام سے پکاروں، تو جواب نہ دے جبکہ تو تو جواب دینے اور سننے کا اہل تھا۔ اے مخاطب تو اسے تلوار کی دھار کی طرح حرکت کرتے دیکھے گا جو تر ہونے کے لیے ہل رہی ہو، جب وہ برے آدمی کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ پائے، اگر زمانہ ہم میں جدائی ڈال دے گا تو کوئی بات نہیں، میرا بھائی تعریف یافتہ اس وقت مجھ سے جدا ہو گیا، جب اس نے الوداع کہا، اللہ تعالیٰ اس زمین کو سیراب کرے جس میں مالک کی قبر بنی ہے۔ صبح کے وقت اٹھنے والے بھاری بادل، جو روئیدگی کا باعث ہوتے ہیں۔ اللہ کی قسم! میرے دِل میں شہروں کی محبت نہیں لیکن الوداع کہنے والے محبوب کی محبت رچی بسی ہے''۔

باب میم کے بعد ثاء

۷۷۲۰ مثعب [1] (بے نسبت)

مطین نے وحدان میں صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق اشعث بن ابی شعثاء، بحوالہ مثعب ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا، ان میں سے بعض روزہ رکھتے تھے اور بعض نہیں رکھتے تھے، نہ رکھنے والے روزہ دار کو اور روزہ دار نہ رکھنے والے کو برا نہیں کہتے تھے۔

اسی طرح طبرانی، [2] ابونعیم، علی بن سعید عسکری، یحیٰ بن یونس شیرازی، ابن سکن نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھے ان کا نسب اور قبیلہ معلوم نہیں۔ ابوعمر [3] کا قول ہے: مثعب سلمی، بقول بعض: محاربی، ابوحاتم رازی [4] نے فرمایا: حمزہ بن عمرو اسلمی کا لقب مثعب تھا یا ان کا نام مثعب تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کا نام مثعب رکھا، احتمال ہے کہ یہ وہی ہوں، ابوعمر کا قول کہ وہ سلمی ہیں، لفظی غلطی ہے یہ اسلمی ہے۔ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ یہ وہی ہیں: طبرانی کی پہلی حدیث ہے: وہ جہاد میں تھے۔ صحابہ میں سے جس کے پاس سواری تھی وہ باری باری اس پر دوسرے کو سوار کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ اترتے پھر مجھ سے فرماتے: ''سوار ہو جاؤ''۔ میں کہتا: میرے اندر قوت ہے، یہاں تک کہ آپ نے دو یا تین مرتبہ ایسا کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم مثعب ہو''۔ [5] وہ میرے ناموں میں سے مجھے سب سے زیادہ پسند تھا، اسی طرح یہ زیادہ ابن سکن نے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

۷۷۲۱ مثلّم بن حُذافہ

ابن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب قرشی عدوی، مرزبانی نے معجم الشعراء [6] میں ان کا ذکر کیا ہے،

---

[1] اسد الغابہ (٤٦٦٠) استیعاب (٢٥٤٢) تجرید (٥٠/٢) [2] المعجم الکبیر (٨٤٧/٢٠)

[3] استیعاب (١٨/٤) [4] الجرح والتعدیل (٤٢٧/٨)

[5] مجمع الزوائد (١٥٩/٢٠) جامع المسانید والسنن (٧٦/١١) [6] المعجم المشتمل (٣٠٢)

فرماتے ہیں: مخضرمی ہیں، اس کا تقاضا یہ ہے کہ صحابی ہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ کے زمانے کے آخر میں کوئی قریشی ایسا نہ تھا جو اسلام نہ لے آیا ہو، ان کا ابی بن خلف کے ساتھ قصہ ذکر کیا۔

۷۷۲۲ مثنّٰی بن حارثہ ✿

ابن سلمہ بن ضمضم بن سعد بن مرہ بن ذہل بن شیبان ربعی شیبانی ہیں۔ ابن حبان کا قول ہے: صحابی ہیں۔ عمر بن شبہ کا قول ہے: مثنی بن حارثہ سواد پر حملہ کر رہے تھے، ابوبکر کو اطلاع ملی تو فرمایا: یہ کون شخص ہے جس کے جنگی کارناموں کی اطلاعیں ہم تک اس کے نسب کی جان پہچان کے بغیر پہنچ رہی ہیں۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! مجھے میری قوم کے پاس بھیجیں، کیونکہ ان میں کچھ لوگ مسلمان ہیں، میں چاہتا ہوں کہ میں ان کے ذریعے اہل فارس سے جنگ کروں، اور اپنے علاقے کی جانب دشمنوں سے مقابلہ کروں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کیا۔

پھر مثنّٰی عراق آئے اور جہاد کیا، اہل سواد اور فارس پر حملہ کیا، انہوں نے اپنے بھائی کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس کمک طلب کرنے کے لیے بھیجا، انہوں نے حضرت خالد بن ولید کو کمک دے کر بھیجا، جس سے فتوحات عراق کی ابتداء ہوئی۔

فتوحات میں مثنی کے بہت سے واقعات ہیں، انہیں سیف، طبری ✿ اور بلاذری وغیرہ نے ذکر کیا ہے، ثابت نے دلائل میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں اپنے نفس کو حکم دینے والا کہتے تھے۔ ابوعمر کا قول ہے: ✿ ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام لائے۔ بقول بعض: ۱۰ھ میں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنی خلافت کی ابتداء میں عراق بھیجا، وہ رعب داب والے، بہادر، خوش بخت، اچھی رائے دینے والے تھے۔ انہوں نے فتوحاتِ عراق میں ایسے کارنامے انجام دیئے جن تک کسی اور کی رسائی نہ ہو سکی۔

سراج نے ذکر کیا ہے کہ ۱۴ھ میں قادسیہ سے پہلے وفات پائی حضرت سعد بن ابی وقاص نے ان کی زوجہ سلمٰی بنت جعفر سے نکاح کیا۔

ابن مندہ نے ان کے سوانح میں ایسی روایت نقل کی ہے، جس سے ان کے اسلام جس سے وہم ہوتا ہے کہ وہ قدیم الاسلام ہیں۔ آخری قسم میں مقرون بن عمرو شیبانی کے سوانح میں اس کا بیان آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

مرزبانی کا قول ہے: مخضرمی ہے، یہ وہی ہیں جنہوں نے کہا: ع

"لوگوں نے اس وقت بقیہ سے سوال کیا جب تیر انہیں نوچ رہے تھے۔ بھالوں کی دونوں مشرقی جانب اور خون سے سینے رنگین تھے، میں نے اڑتے غبار میں ان کی لاشوں کے ایسے دھڑ چھوڑے جو موٹے گدھوں کی گوشت خوری اور بھوکے جانوروں کے لیے سامانِ خوراک تھے"۔

✿ اسد الغابہ (٤٦٦١) استيعاب (٢٥٤٣) تجريد (٥٠/٢)

✿ تاريخ طبرى (٣٦٧/٢، ٣٦٨)

✿ استيعاب (١٩/٤)

باب میم کے بعد جیم

۷۷۲۳ مجاشع بن مسعود[1]

ابن ثعلبہ بن وہب بن عائذ بن ربیعہ بن یربوع بن سمال بن عوف بن امرئ القیس بن بھثہ بن سلیم بن منصور سلمی، بخاری[2] وغیرہ کا قول ہے: صحابی ہیں۔ صحیحین وغیرہ[3] کی روایت میں ہے، ان سے ابوعثمان نہدی، کلیب بن شہاب، ابوساسان رقاشی، عبدالملک بن عمیرہ وغیرہ نے روایت کیا، نصر بن حجاج کے سوانح میں ان کا ذکر ہے۔

ابن کلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے: انہوں نے سمیلہ بنت ابی حیوۃ بن ازیہر دوسیہ سے نکاح کیا، وہ جنگ جمل میں شہید ہوگئے تو ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نکاح کرلیا، ابواعور سلمی کے سوانح میں بھی ان کا ذکر ہے۔

دولابی کا قول ہے: انہوں نے بلادھند میں سے کابل میں جہاد کیا، اصبہد نے ان سے صلح کرلی، حضرت مجاشع بت خانے میں داخل ہوئے، اور بت کی آنکھ سے موتی نکالنے لگے۔ انہوں نے کہا: میں اسے اس لیے نکال رہا ہوں تاکہ تم جان لو کہ وہ نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں، نہ نفع دیتے ہیں۔

خلیفہ بن خیاط کا قول ہے: جنگ شروع ہونے سے پہلے جنگ جمل کے دن قتل ہوئے، مدائنی اور عمرو بن شبہ نے بیان کیا ہے کہ وہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگوں میں حکیم بن جبلہ کے ساتھ، عثمان بن حنیف کی وجہ سے قتل ہوئے، کیونکہ وہ بصرہ کے گورنر تھے۔ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی آئے تو ان سے حکیم نے جنگ کی۔ وہ بصرہ پر غالب آگئے اور عثمان کو نکال دیا۔ مجاشع اور ان کے بھائی مجالد قتل ہوگئے، یہ سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آنے سے پہلے کا واقعہ ہے۔

مدائنی نے بھی اپنی سند سے ذکر کیا ہے کہ عمرو بن معدیکرب نے ایک ضمانت لی، مجاشع ان کے پاس اس کے بارے میں مدد لینے آئے۔ انہوں نے کہا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں یہ اپنے مال سے ادا کردوں، اگر تم چاہو تو تمہارے حق میں فیصلہ کردوں، پھر ان کے حق میں فیصلہ کردیا، وہ ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے واپس چلے گئے، عمرو کے سوانح میں آئے گا کہ وہ مجاشع سے پہلے وفات پاگئے۔ واللہ اعلم!

۷۷۲۴ مُجاعة بن مراره[4]

ابن سلمی، بقول بعض: سلیم بن زید بن عبید بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن دول بن حنیفہ حنفی یمامی، بنوحنیفہ کے رؤساء میں سے ہیں، اسلام لائے اور وفد میں آئے۔ ابوداؤد[5] نے بحوالہ ہلال بن سراج بن مجاعہ، عن ابیہ، عن جدہ مجاعہ نقل کیا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بھائی کی دیت طلب کرنے آئے، انہیں بنواسد اور بنوذہل میں سے تمیم نے قتل کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر

---

[1] اسد الغابہ (٤٦٦٢) استیعاب (٢٥٤٤) تجرید (٥١/٢) [2] تاریخ کبیر (٢٧/٤)

[3] بخاری (٣٠٧٨) مسلم (٨٤) مسند احمد (٥٦٨/٣) جامع المسانید والسنن (٧٧/١١)

[4] اسد الغابہ (٤٦٦٤) استیعاب (٢٥٤٥) تجرید (٥١/٢) [5] ابوداؤد (٢٩٩٠)

میں کسی مشرک کو دیت دیتا تو اس کے بھائی کے لیے دیتا، لیکن میں تمہیں اس کا بدلہ دے دوں گا۔ آپ ﷺ نے انہیں بنو ذہل کے مشرکین کے پہلے خمس میں سے سو (۱۰۰) اونٹوں کی تحریر لکھ دی، انہوں نے اس میں سے کچھ لے لیے۔ بنو ذہل اسلام لے آئے۔ تو مجاعہ نے اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے طلب کیا، انہوں نے ان کے لیے بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) ہزار صالح یمامہ کے صدقہ میں سے لکھ کر دیئے..... (الحدیث)

بغوی نے بحوالہ سراج بن مجاعہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجاعہ بن مرارہ کو یمامہ میں زمین دی، اسے غورہ کہا جاتا ہے اور انہیں تحریر لکھ کر دی۔

ابن حبان نے صحابہ میں فرمایا: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے زمین کا ٹکڑا مانگا، آپ ﷺ نے انہیں عطا فرمایا۔

وہ بلاغت سے کلام کرنے والے اور حکمت بھری باتیں کرنے والے تھے۔ ان کی حکمت کی باتوں میں سے یہ ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب رائے دینے والے وہ لوگ ہوں جن کی رائے قبول نہ کی جاتی ہو اور ہتھیار اس شخص کے پاس ہوں جو اس سے جنگ نہ کرے، اور مال ایسے شخص کے پاس ہو، جو اسے خرچ نہ کرتا ہو تو تمام کام ضائع ہو گئے۔ مجاعہ، یمامہ کے دن اسیر ہوئے، ساریہ بن عمرو حنفی نے حضرت خالد بن ولید سے فرمایا: اگر آپ کو اہل یمامہ سے کوئی حاجت ہے تو انہیں زندہ رہنے دیں، انہوں نے انہیں ابوبکر صدیق کی طرف بھیج دیا، اس کے بارے میں بنو خیثمہ کا شاعر کہتا ہے: ع

"یمامہ کا مجاشع نامی شخص ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کی بات بتانے کے لیے آیا، ہم نے اسے قیادت دے دی، اور سیدھے ہو گئے، وہ ایسا شخص تھا جو کہتے، سنتا تھا"۔

ان اشعار میں مجاعہ نے اپنے بارے میں کہا: ع

"کیا تو سمجھتا ہے کہ آج خالد ہمیں چھوٹے گناہ کی وجہ سے جو جھوٹ پر مبنی ہے قتل کر دے گا، نبی ﷺ کی ملت کو نہیں چھوڑا، نہ ہم الٹے پاؤں پھرے ہیں"۔

زبیر نے ذکر کیا ہے کہ خالد نے بنت مجاعہ سے اس وقت نکاح کیا، وثیمہ نے کتاب الردّہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کے علاوہ واقعہ بیان کیا ہے۔ مرزبانی نے ذکر کیا ہے کہ وہ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ تک زندہ رہے، ان کے اس کے بارے میں شعر نقل کیے ہیں: ع

"معاویہ جب تمہیں کوئی عیب نہ ملا تو تم نے معذرت کر لی، بے شک عذر خواہی بخل کا حصہ ہے، خصوصاً جب تنگدستی اور بغض کے بغیر ہو، جو میرے بارے میں ثابت نہ ہو سکا"۔

ان کے باقی حالات، آخری قسم میں ان کے والد کے سوانح میں آئیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

۷۷۲۵ مجالد بن ثور

ابن معاویہ، ان کے وفد میں آنے کا ذکر بشر بن معاویہ کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

۷۷۲۶ مجالد بن مسعود سلمی [1]

مجاشع کے بھائی ہیں، جن کا ذکر ابھی گزرا ہے۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے [2] اور ابن حبان نے فرمایا کہ صحابی ہیں، ان کے بھائی مجاشع کی حدیث میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

بغوی نے بطریق یونس بن عبید، بحوالہ حسن نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: بصرہ میں سب سے پہلے وعظ ونصیحت کرنے والے اسود بن سریع ہیں، آوازیں بلند ہوئیں تو مجالد بن مسعود سلمی آئے، لوگوں نے کہا: ان کے لیے جگہ کشادہ کرو، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تمہارے پاس بیٹھنے کے لیے نہیں آیا، لیکن میں نے دیکھا کہ تم ایسا کام کر رہے ہو جس کا مسلمانوں نے انکار کیا ہے۔ تم اس بات سے بچو، جس کا مسلمانوں نے انکار کیا ہے۔ بخاری [3] نے بحوالہ ضمرہ بن ربیعہ نقل کیا ہے کہ مجالد جمل کے دِن شہید ہوئے۔

۷۷۲۷ مُجالد

ابوعثمہ کے والد ہیں، تجیبی میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۷۲۸ مجذّر بن زیاد [4]

ابن عمرو بن اخرم بن عمرو بن عمارہ بن مالک بن عمرو بن بشیر بن شنوء بن قشیر بن تیم بن عوذ مناۃ بن ناج بن تیم بن اِراشہ بن عامر بن عبیلہ بن قسمیل بن قران بن بلی بلوی، بقول بعض ان کا نام عبداللہ ہے۔ مجذر لقب ہے۔ اس کا مطلب ہے: موٹا تازہ۔

حارث بن صامت کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، موسیٰ بن عقبہ نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اُحد میں شہید ہوئے۔ ابن اسحاق نے قصہ بدر میں بطریق زہری اور بطریق عروہ وغیرہ نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے جو ابوبختری سے ملے، اسے قتل نہ کرے“۔ مجذر ان سے ملے، اور کہا: میں تمہیں قید کرنا چاہتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تمہارے قتل سے روکا ہے۔ اس نے کہا: میرے ساتھی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ مجذر نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں اس کا قاتل ہوں، اسے اور اس کے ساتھی کو قتل کر دیا۔

ابن اسحاق [5] نے اسے بروایت ابراہیم بن سعد، ان کی سند سے نقل کیا ہے۔ اس میں ایسا راوی ہے کہ بحوالہ ابن عباس اس کا نام نہیں لیا، یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبختری کے اور بنوہاشم کے قتل سے روکا ہے، کیونکہ وہ زبردستی نکالے گئے تھے۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب فرمایا: لوگوں کا خیال ہے کہ ابو یسر نے ابوبختری کو قتل کیا، بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ مجذر نے اسے قتل کیا تھا۔

اسی طرح زبیر بن بکار اور واقدی نے اس پر اعتماد کیا ہے، حاکم نے بطریق محمد بن یحییٰ بن حبان ان سب نے نقل کیا ہے کہ مجذر نے اسے قتل کیا تھا، مجذر نے جاہلیت میں سوید بن صامت کو قتل کیا تھا، جب اُحد کا دِن ہوا تو حارث بن سوید نے مجذر کو

---

[1] اسد الغابہ (۴۶۶۷) استیعاب (۲۵۴۶) تجرید (۲/۵۱) [2] التاریخ الکبیر (۸/۴)

[3] بخاری (۲۹۶۲، ۳۰۷۸، ۳۰۷۹) [4] اسد الغابہ (۴۶۷۰) استیعاب (۲۵۴۹) تجرید (۲/۵۱)

[5] السیرۃ النبویۃ (۲/۲۰۴)

دھوکے سے قتل کر دیا، اور بھاگ گیا، مکہ پناہ حاصل کی اور مرتد ہوگیا، پھر فتح مکہ کے دن اسلام لایا، رسول اللہ ﷺ نے اسے مجذر کے بدلے قتل کر دیا۔ حارث کے سوانح میں اس کی طرف اور جو کچھ جھگڑا ہوا اس کے بارے میں اشارہ گزر چکا ہے۔ ابن حبان نے مجذر کا صحابہ میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ مجھے ان کی کوئی روایت یاد نہیں۔

۷۷۲۹ مجذر انصاری

دوسرے ہیں، ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابوزکریا خواص بحوالہ انس ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: عکرمہ بن ابوجہل نے مجذر انصاری کو خندق کے دن شہید کیا، نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر دی گئی تو آپ ہنسنے لگے، انصار نے کہا: آپ اس لیے ہنس رہے ہیں کہ آپ کی قوم کے ایک شخص نے ہماری قوم کے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے؟! آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس وجہ سے نہیں ہنس رہا، بلکہ اس وجہ سے کہ اس نے اسے قتل کیا اور وہ جنت میں اس کے ساتھ اس کے درجے میں ہے''۔

میں کہتا ہوں: یہ پہلے والے کے علاوہ ہیں، کیونکہ وہ اُحد میں شہید ہوئے اور ان کا قاتل حارث بن سوید ہے جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں، ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر نہیں کیا، وہ ان کی شرط کے مطابق ہے، میرا خیال ہے کہ وہ پہلے والے ہی ہیں۔

۷۷۳۰ مجذی ضمری [1]

ابن سکن وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان کا قول ہے: بقول بعض صحابی ہیں، ابوعمر [2] کا قول ہے: محمد بن سلیمان بن مسمول کے ہاں بحوالہ فرج بن عطا بن مجذی، عن ابیہ، عن جدہ ان کی حدیث ہے۔

میں کہتا ہوں: دونوں ناموں میں لفظی غلطی ہے، وہ ابومفرج کنیت کے الفاظ ہیں، ان کے والد عطی ہیں، اسی طرح بخاری رحمۃ اللہ علیہ [3] نے تاریخ میں اور ابن ابی عاصم اور ابن سکن وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

ابن فتحون کا قول ہے: میں نے اسے حافظ ابن علی پر پیش کیا، انہوں نے اسے مستحسن کہا اور صحیح قرار دیا، اپنی کتاب میں اس پر تنبیہ کی ہے، ان کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک شخص کو ایک اونٹ اور دو اونٹ عطا کرتے تھے۔ قریش کی ایک بڑھیا آئی، جس کے سر کے ملے جلے سفید سیاہ بال تھے، کبڑی تھی، بڑھاپے سے گویا زمین پر رینگ رہی تھی، وہ جھک کر چل رہی تھی۔ اس نے آپ ﷺ سے سوال کیا، آپ ﷺ نے اسے تین اونٹ دیئے۔

ابن مندہ نے بطریق محمد بن سلیمان بن مسمول اس سند سے دوسری حدیث نقل کی ہے۔ اس کا متن یہ ہے: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بنو مصطلق میں جہاد کیا، ہمیں قیدی ملے، ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چاہتے ہو تو کرلو، جو جان بھی قیامت تک آنے والی ہے وہ آ کر رہے گی''۔ [4]

محمد بن سلیمان ضعیف راوی ہیں، ابن قانع نے ذکر کیا ہے کہ ان کا نام مجید ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (٤٦٦٨) استیعاب (٢٥٤٧) تجرید (٥١/٢) [2] استیعاب (٢١/٤) [3] تاریخ کبیر (٥٥/٤)

[4] بخاری (٢٢٢٩) مسلم (٣٥٢٩) ابوداؤد (٢١٧٢) جامع المسانید والسنن (٨٤/١١) اسد الغابہ (٤٧/٤)

۷۷۳۱ مجدی بن قیس اشعری ✿

ابوموسیٰ کے بھائی ہیں، ابن فتحون نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور مغازی اموی کی طرف اس کی نسبت کی ہے کہ انہوں نے اس میں بحوالہ ابن اسحاق ذکر کیا ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو ابوموسیٰ کے ساتھ آئے تھے، جو ابن مندہ نے بحوالہ مغازی اُموی نقل کیا ہے، وہ محمد بن قیس ہے، جیسا کہ ابو بردہ بن قیس اشعری کے سوانح میں آئے گا کہ ابوموسیٰ نکلے اور ان کے ساتھ ان کے دو بھائی ابو بردہ اور ابورہم تھے، اگر مجذی محفوظ ہے تو احتمال ہے کہ وہ ابورہم کا نام ہو۔

محمد بن قیس کے سوانح میں اس کے بارے میں مزید آئے گا، بقول بعض وہ ابورہم کا نام ہے۔ ایک قول ہے کہ ان کا نام مجید ہے جو عظیم کے وزن پر ہے۔

۷۷۳۲ مجزاۃ بن ثور ✿

ابن عفیر بن زہیر بن عمرو بن کعب بن سدوس سدوسی، ابن مندہ کا قول ہے: بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، وہ ثابت نہیں، انہوں نے عبدالرحمٰن ابن ابی بکرہ سے روایت کیا۔

میں کہتا ہوں: یہ اطلاق غلط ہے، بروایت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ قصہ مذکورہ ہے، جس میں بحوالہ مجزأۃ بن ثور حدیث منقول ہے، ابن ابی شیبہ کا قول ہے: ہم سے ابونوح نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نقل کیا، فرماتے ہیں: جب ابوموسیٰ لوگوں کو لے کر ہرمزان اور ان کے ساتھیوں کے پاس تُستر میں ٹھہرے، لکھتے ہیں کہ یہ لوگ سال بھر ٹھہرے رہے اس تک پہنچنے نہ پاتے تھے، ہرمزان نے ان کا کوئی سوداگر قتل کر دیا تھا، ان کا بھائی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور آپ کو ان کے خفیہ ٹھکانوں کا رستہ بتا دیا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ مجزأۃ بن ثور کو روانہ کیا، پھر وہ اس کاریز سے داخل ہوئے جس میں نہر کا پانی جاتا تھا۔ یہاں تک کہ مسلمان اس میں سے داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح دی، قصہ طویل ہے، میں نے حرف جیم میں اس میں سے کچھ جبان میں ذکر کیا ہے۔

طبری ✿ نے ذکر کیا ہے کہ ابوموسیٰ نے بہت بڑا لشکر بھیجا اور سہل بن عدی کو ان کا امیر بنایا، ان کے ساتھ براء بن مالک، مجزأۃ بن ثور کو صحابہ کی جماعت کے ساتھ بھیجا جن کے نام انہوں نے بیان کئے۔ ان کا آمنا سامنا ہوا، ہرمزان نے مجزأۃ اور براء کو شہید کر دیا.... پھر قصہ ذکر کیا۔

قسم ثالث میں سیاہ کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے (ت ۳۷۷۲ ج اوّل)۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ ✿ میں فرمایا: ہم سے احمد بن یونس نے بحوالہ حمید نقل کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا.... پھر ہرمزان کا قصہ نقل کیا، اس میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے انس! مجھے براء بن مالک اور مجزأۃ بن ثور کے قاتل سے حیا آتی ہے۔

خالد بن معمر کے سوانح میں گزر چکا ہے کہ وہ بکر بن وائل کے امیر تھے۔ ان کے ساتھ مجزأۃ بن ثور تھے، مجزأۃ کا شقیق نامی

✿ اسد الغابہ (٤٦٦٩) استیعاب (٢٥٤٨) تجرید (٥١/٢) ✿ اسد الغابہ (٤٦٧١) تجرید (٥٢/٢)

✿ تاریخ طبری (٥٠١/٢) ✿ تاریخ کبیر (٣٩/٨)

بیٹا تھا جو خلافت عثمانی میں بکر بن وائل کا رئیس تھا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں وہاں سے ہٹا کر ابوساسان، حصین بن منذر کی طرف بھیج دیا۔

۷۷۳۳ مجزّز مدلجی [1]

وہ ابن اعور بن جعدہ بن معاذ بن عتوارۃ بن عمرو بن مدلج کنانی ہیں، صحیحین میں بطرق زہری، بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے، فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ میرے پاس آئے، آپ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ مجزز مدلجی نے ابھی زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید کو دیکھا اور کہا: "یہ پاؤں ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں"۔ [2]

ابن قتیبہ کی روایت میں ہے، وہ حضرت زید اور اسامہ کے پاس سے گزرے دونوں نے اپنے سر ڈھانپے ہوئے تھے اور ان کے پاؤں کھلے تھے۔ قاسم بن ثابت نے دلائل میں بحوالہ مصعب زبیری نقل کیا ہے کہ ان کا نام مجزز نہیں تھا، ان کا یہ نام اس لیے پڑ گیا، کیونکہ جب وہ کسی کو قیدی بناتے تو اس کی پیشانی کے بال کاٹ دیتے، پھر اسے چھوڑ دیتے۔

ابن یونس نے تاریخ مصر میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی کتابوں میں یعنی فتح مصر میں شریک ہونے والوں کے بارے میں لکھی گئی کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: جمہور میں سے جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں کتابوں لکھی ہیں انہوں نے ان کا ذکر نہیں کیا، لیکن ابوعمر [3] نے استیعاب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اثیر [4] نے ذکر کیا ہے کہ ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے، ابن مندہ ان کے ذکر سے غافل ہوگئے، ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: میں نے ابونعیم کی کتاب معرفۃ الصحابہ کے اس نسخے میں جو میرے پاس ہے اس میں ان کا ذکر نہیں دیکھا، حالانکہ وہ معتبر نسخہ ہے۔ اگر انہوں نے ان کا ذکر کیا ہوتا تو ابوموسیٰ ان کا نام ترک نہ کرتے، جیسا کہ ابونعیم کے اتباع میں ان کی عادت ہے ہم اس شخص کے بارے میں جس کا ذکر وہ ابن مندہ سے زائد کرتے ہیں۔ اگر ابن یونس یہ ذکر نہ کرتے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے بعد فتوحات میں شریک ہوئے تو جن لوگوں نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے تو ان کے لیے ان کے مسلمان ہونے کی واضح دلیل بن جاتی یہ بھی احتمال ہے کہ جو کچھ انہوں نے حضرت زید اور اسامہ کے بارے میں کہا تھا وہ اپنے مسلمان ہونے سے پہلے کہا ہو۔ اور علم قیافہ نہ جاننے کی وجہ سے آپ نے ان کی بات کا اعتبار کر لیا ہو، لیکن نبی علیہ السلام کی رضامندی اور آپ ﷺ کی قربت کے قرینے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے ان کی بات کا اعتماد کر لیا تھا۔ ورنہ اگر وہ کافر ہوتے تو آپ ﷺ شرعی حکم میں ان کی بات پر اعتماد نہ کرتے۔

---

[1] اسد الغابہ (٤٦٧٢) استیعاب (٢٥٥٠) تجرید (٢/٥٢)

[2] بخاری (٦٧٧١) مسلم (٣٦٠٣) ترمذی (٢١٢٩) ابوداؤد (٣٤٩٤) ابن ماجہ (٢٣٤٩)

[3] استیعاب (٤/٢٣)

[4] اسد الغابہ (٤/٤٨)

۷۷۳۴ مجضہ بن نعمان عتکی [1]

ازد کے شاعر تھے، نبی کریم ﷺ نے عمرو بن عاص کو ان پر امیر بنایا، جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی اور عرب کے بعض قبائل مرتد ہوگئے تو حضرت عمرو بن العاص کو ان کے مرتد ہونے کا خدشہ ہوا، انہوں نے ان سے مدینہ لوٹنے کی اجازت مانگی تو ان سے مخضیہ نے کہا: ع

''اے عمرو! اگر محمد ﷺ واقعی نبی ہیں، اور انہیں ایسی چیز لائی ہے جسے روکا نہیں جا سکتا تو ہمارے دِل زخمی اور ہماری آنکھوں سے آنسو جاری اور مخلوق کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں، اے عمرو! ان کی حیات ہمارے درمیان ان کی وفات کی طرح ہے، جو وہ کہتے ہیں ہم اسے بصیرت سے دیکھتے اور سنتے ہیں، اے عمرو! تم قائم رہو اور ہماری واپسی کا خوف نہیں کرو گے یہی وہ غالب اور طاقت والی ذات ہے''۔

وثیمہ نے کتاب الردہ میں بحوالہ محمد بن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۷۳۵ مجمع بن جاریہ [2]

ابن عامر بن مجمع بن عطاف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف انصاری اوسی، سعید بن عبید بن قیس کے سوانح میں ان کا ذکر ہے، سنن میں ان کی تین احادیث مروی ہیں، ترمذی نے ان میں سے بعض کو صحیح قرار دیا ہے۔

ابن اسحاق [3] نے مغازی میں فرمایا: مجمع بن جاریہ بن عطاف نوجوان تھے، انہوں نے قرآن یاد کر لیا تھا، ان کے والد جاریہ نے مسجد ضرار بنائی، مجمع ان لوگوں کو اس میں نماز پڑھاتے تھے، پھر اسے جلا دیا گیا۔ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے مجمع کے بارے میں بات کی کہ انہیں اپنی قوم کا امام بنا دیں۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ کیا وہ مسجد ضرار میں منافقین کا امام نہیں تھا؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، مجھے ان کے بارے میں کسی چیز کا علم نہیں۔ لوگوں نے خیال کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں نماز پڑھانے کی اجازت دے دی ہے۔ بقول بعض: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اہل کوفہ کی طرف بھیجا، تا کہ انہیں قرآن سکھائیں، تو انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرآن سیکھا، انہوں نے انہیں قرآن سکھایا۔

۷۷۳۶ مجمّع بن یزید [4]

ابن جاریہ انصاری، پہلے والے کے بھتیجے ہیں۔ ابن حبان کا قول ہے: صحابی ہیں۔ بقول بعض: وہ دونوں ایک ہیں: ابن سکن وغیرہ نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے۔ مسند احمد [5] اور ابن ماجہ [6] میں ان کی حسن اسناد کی حدیث ہے۔

۷۷۳۷ مجید

مجذی میں ان کا ذکر آئے گا۔

---

[1] تجرید (۵۲/۲) [2] اسد الغابہ (۴۶۷۳) استیعاب (۲۳۳۴) تجرید (۵۲/۲)

[3] السیرۃ النبویۃ (۱۳۶/۴) [4] اسد الغابہ (۴۶۷۴) استیعاب (۲۳۳۵) تجرید (۵۲/۲)

[5] مسند احمد (۴۱۰/۳) [6] ابن ماجہ (۲۳۳۶)

باب میم کے بعد حاء

۷۷۳۸ محارب بن مزیدہ [1]

ابن مالک بن ہمام بن معاویہ بن شبابہ بن عامر بن حطمہ بن محارب بن عمرو بن ودیعہ بن لکیز بن افصیٰ بن عبدالقیس عبدی، پھر محاربی، ابن کلبی کا قول ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ اور ان کے والد وفد میں آئے، وہ دونوں اسلام لائے، رشاطی کا قول ہے: ابن عمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور ابن ماکولا [2] نے بحوالہ ابن کلبی ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اثیر [3] نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۷۳۹ محتفر بن اوس [4]

ابن زیاد بن اصحم بن ربیعہ بن عدی بن ثعلبہ بن ذؤیب بن سعد مزنی، ابن حبان نے ان کے والد کی سوانح میں ان کا نسب بیان کیا ہے۔ حاکم نے تاریخ نیشاپور میں فرمایا: المحتفر بن اوس بن نصر بن زیاد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں، عباس بن مصعب نے ذکر کیا ہے کہ وہ خرسان آئے۔

احمد بن سنان کا قول ہے: مرو کو اپنا وطن بنا لیا، بشر بن محتفر نے ذکر کیا ہے کہ وہ خرسان میں اپنے والد کے ساتھ، عبدالرحمٰن ابن سمرہ کے لشکر میں تھے۔ پھر بطریق عیسیٰ بن موسیٰ غنجار، بحوالہ محتفر نقل کیا ہے کہ انہوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، انہوں نے سات افراد کی طرف سے اونٹ ذبح کیا تھا۔

۷۷۴۰ محجن بن ادرع اسلمی [5]

مدنی۔ ابوعمر [6] کا قول ہے: قدیم الاسلام ہیں، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، ان سے حنظلہ بن علی اسلمی، رجاء ابن ابی رجاء، عبداللہ بن شقیق نے روایت کی، سکبہ اسلمی کی سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، ابواحمد عسکری کے ہاں ہے کہ وہ سلمی ہیں، انہوں نے ان کا تعاقب کیا ہے، ابوعمر [7] کا قول ہے: بصرہ میں رہائش اختیار کی، یہ وہی ہیں جنہوں نے بصرہ کی مسجد کا نقشہ بنایا، انہوں نے طویل عمر پائی۔

صحیح میں حدیث سلمہ بن اکوع میں ہے: تیر اندازی کرو، میں ابن ادرع ہوں، بخاری نے ادب المفرد میں، سنن ابوداؤد، نسائی اور صحیح ابن خزیمہ نے بطریق عبداللہ بن بریدہ اسلمی، بحوالہ حنظلہ بن علی بن محجن بن ادرع نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں ایک شخص تشہد میں بیٹھا اپنی نماز مکمل کرنے کو ہی تھا..... (الحدیث) [8]

---

[1] اسد الغابہ (٤٦٧٥) تجرید (٥٢/٢) [2] الإکمال (١٦٦/٣) [3] اسد الغابہ (٥٠/٤)

[4] اسد الغابہ (٤٦٧٦) تجرید (٥٢/٢) [5] اسد الغابہ (٤٦٧٧) استیعاب (٢٣٣٦) تجرید (٥٢/٢)

[6] استیعاب (٤١٩/٣) [7] استیعاب (٤١٩/٣) [8] ابوداؤد (١٢٩٥، ١٢٩٦) نسائی (١٣٠١)

ابن اسحاق نے مغازی میں بحوالہ سفیان بن فروہ اسلمی، صحابہ میں سے اپنے شیوخ کے حوالے سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا، ہم تیراندازی کر رہے تھے، ہم میں محجن بن ادرع، قبیلہ اسلم کے ایک شخص کے ساتھ تیراندازی کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بنو اسماعیل تیراندازی کرو، تمہارا باپ تیرانداز تھا، تیراندازی کرو! میں ابن ادرع کے ساتھ ہوں''۔ نضلہ نے اپنے ہاتھ سے کمان پھینک دی اور کہا: اللہ کی قسم! میں اس کے ساتھ تیراندازی نہیں کروں گا جبکہ آپ اس کے ساتھ ہیں۔ جس کے ساتھ آپ ہوں وہ کیسے مغلوب ہوسکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیراندازی کرو! میں تم سب کے ساتھ ہوں''۔ ❶ ابوعمر کا قول ہے: بقول بعض: خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آخر میں وفات پائی۔

۷۷۴۱ محجن بن ابی محجن دئلی ❷

ابوعمر کا قول ہے: ❸ اہل مدینہ میں ان کا شمار ہے، ان سے ان کے بیٹے بُسر نے روایت کی، مالک نے باء کے پیش اور سین کے سکون سے اور ثوری نے زیر اور شین کے ساتھ جادّہ کی طرح نقل کیا ہے۔ ابوعمر کا قول ہے: اکثریت نے امام مالک کے قول کو لیا ہے۔

مؤطا اور بخاری نے ادب المفرد میں اور نسائی، ابن خزیمہ، حاکم نے بروایت مالک، بحوالہ بسر بن محجن دئلی، عن ابیہ نقل کیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ نماز کے لیے اذان ہوئی، نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے پھر واپس آئے، اور محجن اسی مجلس میں تھے۔ (الحدیث) ❹

بقول بعض: مذکورہ محجن جمادی الاولیٰ ۶ ھ میں حِسمٰی کی طرف سریہ زید بن حارثہ میں تھے، ابن حذاء نے رجال مؤطا میں اس پر اعتماد کیا ہے۔

۷۷۴۲ مخدوج ❺

ابن زید ہذلی، قیس بن ربیع کوفی نے اپنی مسند میں ان کا ذکر کیا ہے، انہوں نے بحوالہ سعد اسکاف نقل کیا ہے کہ میں نے عطیہ سے ان کے حوالے سے سنا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے فرمایا ''قیامت کے دِن سب سے پہلے مجھے بلایا جائے گا''۔ ❶ اسے ابونعیم نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔

۷۷۴۳ محربہ

مسلمہ کے وزن پر ہے، ابن رباب شنی۔ ابوفرج اصبہانی نے عبدیغوث بن حدّاد کی سوانح میں فرمایا: بقول بعض: وہ کہانت

---

❶ بخاری (۲۸۹۹) مستدرک حاکم (۹۴/۲) معجم الکبیر (۶۲۹۲/۷) (۶۲۹۲/۳)
مجمع الزوائد (۲۶۸۱۵) کنز العمال (۱۰۸۵۲)

❷ اسد الغابہ (۴۶۷۸) استیعاب (۲۳۳۷) تجرید (۵۲/۲) ❸ استیعاب (۴۹۹/۳)

❹ نسائی (۸۵۷) مسند احمد (۳۴/۴) مستدرک حاکم (۲۴۴/۱) صحیح ابن حبان (۲۴۰۵) طبرانی (۶۷۹/۲۶)

❺ اسد الغابہ (۴۶۷۹) تجرید (۵۲/۲) ❶ جامع المسانید والسنن (۱۰۱/۱۱)

کیا کرتے تھے۔ ابو یقظان نے ذکر کیا کہ وہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے، نبی کریم ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے لوگوں نے رات کو ایک پکارنے والے کی آواز سنی: زمین پر تین لوگ بہترین ہیں: رباب شنی، بحیرا راہب اور ایک اور نام لیا، فرماتے ہیں: ان کی اولاد میں محربہ ہیں، ان کا نام اس لیے رکھا گیا، کیونکہ ہتھیاروں نے انہیں جنگجو بنا دیا تھا کیونکہ وہ اکثر مسلح رہتے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا، آپ نے انہیں عمان کے حاکم ابن جلندی کی طرف بھیجا، ان کا بیٹا مثنی بن محربہ تھا جو مختار کا ساتھی تھا۔ اس نے انہیں لشکر دے کر بصرہ بھیجا، تا کہ اس پر قبضہ کر لے، عباد بن حصین نے اسے شکست دی۔

۷۷۴۴ محرّزہ بن عامر[1]

ابن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار انصاری بخاری، موسیٰ بن عقبہ، ابن اسحاق[2] اور کئی لوگوں نے بدر میں شریک ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن ماکولا[3] نے مہملات میں محمد کے وزن پر اسے لکھا ہے۔ دارقطنی نے ان لوگوں کے ناموں کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے جو مقبل کے وزن پر ہیں، ان لوگوں کے ناموں کی طرح جن کا ذکر ابھی ہونا ہے۔

۷۷۴۵ محرز بن اسید

ابن اخشن بن ریاح بن ابی خالد بن ربیعہ بن عمرو بن سلامہ باہلی، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابو بشر دولانی نے کنیتوں میں ان کے بیٹے ادھم کی سوانح میں، بروایت ادھم ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: حمص میں داخل ہونے والا جھنڈا ان کا تھا، شہر کے گرد میسرہ بن مسروق کا جھنڈا گاڑا گیا، فرماتے ہیں: ابو امامہ کا ایک جھنڈا تھا، ابو محرز بن اسید کا ایک جھنڈا تھا، فرماتے ہیں: میرے والد پہلے مسلمان تھے جنہوں نے حمص میں کسی مشرک کو قتل کیا تھا، انہوں نے خضاب کے بارے میں کہا: ؏

''جب میں نے دیکھا کہ سفید بالوں والے کے لیے کوئی چیز ہے تو میں نے سفید رنگ اختیار کر لیا اور جوانی کو ایک درہم کے بدلے خرید لیا''۔

ادھم واقعہ عین الوردہ میں ہے شامی امراء میں سے تھے، انہوں نے فتح کی خوشخبری دی وہ پہلے ہیں حمص میں جن کی ولادت ہوئی، اور پہلے ہیں جن کا وہاں وظیفہ مقرر ہوا۔

میں کہتا ہوں: پہلے گزر چکا ہے کہ وہ فتوحات کے زمانے میں صرف صحابہ کو امیر بناتے تھے، تو محرز اس وجہ سے پہلی قسم میں سے ہوں گے، میں نے قسم رابع میں اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

۷۷۴۶ محرز بن حارثہ[4]

ابن ربیعہ بن عبد العزّیٰ بن عبد شمس عبشمی، بخاری کا قول ہے: حارثہ بن محرز اور اس پر اضافہ نہیں کیا۔ فاکہی نے مکہ کے والیوں

---

[1] اسد الغابة (٤٦٨٢) الاستيعاب (٢٣٤٠) [2] السيرة النبوية (٢/٢٦٣)

[3] الإكمال (١٦٧/٧) [4] اسد الغابہ (٤٦٨٠) استيعاب (٢٥٥١) تجريد (٥٢/٢)

میں فرمایا: ان میں محرز ہیں پھر ان کا ذکر کیا، فرماتے ہیں: ایک قول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے والی تھے، بلاذری کا قول ہے: حارثہ بن ربیعہ کے ہاں محرز یا حریز یا حزار پیدا ہوئے، عتاب بن اسید نے محرز کو کسی سفر میں مکہ کا نائب بنایا، ان کی اولاد میں سے علاء بن عبدالرحمٰن بن محرز ہیں، حضرت ابن زبیر کے زمانے میں کوفہ کے چوتھائی حصے کے امیر تھے۔ ان کا بیٹا کوفہ میں جس گلی میں رہتا تھا، اسے کوچہ بنو محرز کہا جاتا ہے۔ ابن عبدالبر [1] کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کی ابتداء میں مکہ کا امیر بنایا پھر معزول کر دیا، جمل کے واقعہ میں شہید ہوئے۔

۷۷۴۷ محرز بن زہیر [2]

بقول بعض: ابن زھرا سلمی، بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، بطریق سفیان بن حمزہ بحوالہ محرز بن زہر کی اُمّ ولد، جو قبیلہ اسلم کے ایک شخص تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں، فرماتے ہیں: میں محرز کو یہ کہتے ہوئے سن رہا تھا: اے اللہ! میں جھوٹوں کے زمانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

بخاری [3] کا قول ہے: محرز بن زہیر صحابی ہیں، اور یہ حدیث ذکر کی، دارقطنی، ابن مندہ اور ابن عبدالبر [4] نے ان کی متابعت کی ہے، ابونعیم کا قول ہے: صحیح زہر ہے، راویوں میں ان کے والد کے نام کے بارے میں اختلاف ہے بحوالہ کثیر بن زید، فرماتے ہیں: عن سلیمان بن حمزہ، زہر ہے، عبدالعزیز بن ابی حازم کا قول ہے: زہیر، اسی طرح مصعب زبیری نے بحوالہ ابن ابی حازم نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

۷۷۴۸ محرز بن نضلہ [5]

ابن عبداللہ بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدی، ابونضلہ، اخرم کے نام سے مشہور ہیں، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق [6] وغیرہ نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سلمہ بن اکوع کی طویل حدیث میں ان کا ذکر ہے جو مسلم میں ہے، اس میں ہے: میں اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا، یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہسواروں کو مسواک کرتے ہوئے دیکھا ان کے پہلے دستے کے امیر اخرم اسدی تھے اور ان کے پیچھے ابوقتادہ تھے۔ فرماتے ہیں: میں نے اخرم کے گھوڑے کی لگام پکڑی اور کہا: اے اخرم! ان سے ڈرو! تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کے ملنے سے پہلے قتل نہ کر دیں، انہوں نے کہا: اے سلمہ! اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور تم جانتے ہو کہ جنت اور جہنم برحق ہیں تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل نہ ہو۔ فرماتے ہیں: میں نے انہیں چھوڑ دیا، ان کا اور عبدالرحمٰن بن عیینہ فزاری کا آمنا سامنا ہوا، عبدالرحمٰن نے ان کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں، عبدالرحمٰن نے اسے نیزہ مارا تو وہ گر گیا، وہ عبداللہ کے گھوڑے پر بیٹھ گیا، ابوقتادہ نے عبدالرحمٰن کے ساتھ مل کر پیچھے سے اسے نیزہ مارا اور قتل کر دیا، میں کہتا ہوں یہ غزوۂ ذی قرد کا واقعہ ہے۔

---

[1] استیعاب (۲۳/٤) [2] اسد الغابہ (٤٦٨١) استیعاب (۲۳۳۹) تجرید (۵۳/۲)
[3] بخاری تاریخ کبیر (٤۳۲/۷، ٤۳۳) [4] استیعاب (٤۲۰/۳)
[5] اسد الغابہ (٤٦٨٥) استیعاب (۲۳٤۲) تجرید (۵۳/۲) [6] السیرة النبویة (۸۷/۲، ۸۸)

۷۷۴۹ محرز (بے نسبت)[1]

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابراہیم بن محمد بن ثابت، بحوالہ عکرمہ بن خالد نقل کیا ہے کہ میرے پاس ایک رات محرز آئے اور ہمیں رات کے کھانے کی دعوت دی، انہوں نے کہا: کیا تمہارے پاس مسواک ہے، انہوں نے کہا: تم اس وقت اس کا کیا کرو گے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ مسواک کیے بغیر نہیں سوتے تھے۔

۷۷۵۰ محرّش[2]

ابن ماکولا[3] نے ہشام بن یوسف اور یحیٰی بن معین کی پیروی کرتے ہوئے اسے ضبط کیا ہے۔ ابن سکن نے ابن مدینی کی پیروی سے اسے درست قرار دیا ہے وہ ابن سوید بن عبداللہ بن مُرّہ خزاعی کعبی ہیں، اہلِ مکہ میں ان کا شمار ہے۔

عمرو بن علی فلاس کا قول ہے: وہ مکہ میں سالم نامی شیخ سے ملے، جس سے منیٰ تک جانے کے لیے کرائے پر اونٹ لیا۔ اس سے سنا کہ وہ حدیث محرش نقل کر رہے تھے، انہوں نے کہا: وہ میرے دادا ہیں، وہ محرش بن عبداللہ کعبی ہیں، میں نے ان سے کہا: آپ نے کس سے سنا؟ انہوں نے کہا: مجھ سے میرے والد اور ہمارے گھر والوں نے نقل کیا، ابوداوٗد، نسائی وغیرہ کے پاس ان کی حدیث حسن سند سے ہیں۔ اس کے الفاظ نسائی کے ہیں بروایت اسماعیل بن ابوامیہ بحوالہ محرش کعبی کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو جعرانہ سے رات کے وقت نکلتے ہوئے دیکھا، میں نے آپ ﷺ کی کمر مبارک کو دیکھا گویا وہ چاندی کا ڈلا ہے، آپ ﷺ نے عمرہ کیا، اور یہاں رات ایسے جیسے کوئی کسی کے ہاں رات رہتا ہے۔

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ابن جریج کی روایت سے بحوالہ مزاحم نقل کرنے کے بعد فرمایا: اس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جعرانہ سے رات کے وقت عمرہ کا احرام باندھے، نکلے اور مکہ میں رات کے وقت داخل ہوئے، اپنا عمرہ پورا کیا، پھر رات کے وقت وہاں سے تشریف لائے اور جعرانہ میں صبح کی جیسا کہ کوئی رات گزارتا ہے جب اگلے دِن کا سورج غروب ہوا تو بطن سرف سے نکلے یہاں تک کہ مزدلفہ کے ساتھ ساتھ میدانِ سرف کے وسط تک پہنچ گئے۔ اس وجہ سے لوگوں کے لیے آپ کا عمرہ پوشیدہ رہا۔[4] ترمذی کا قول ہے: یہ حدیث حسن غریب ہے، محرش کی نبی کریم ﷺ سے اس کے علاوہ کوئی حدیث مروی نہیں۔

۷۷۵۱ مُحصَن بن ابوقیس[5]

ابن اسلت انصاری، طبری نے ان کا ذکر کیا ہے، ابن سعد کا قول ہے: ہمیں واقدی نے بحوالہ محصن بن قیس بن ابواسلت خبر دی۔

۷۷۵۲ مُحصَن بن زُرَارہ

ابوسعید نقاش نے موضوعات میں حدیث ابن عباس سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: محصن بن زرارہ نے عرض کیا: یارسول اللہ!

---

[1] اسد الغابہ (٤٦٨٦) [2] اسد الغابہ (٤٦٨٧) استیعاب (٢٥٥٩) تجرید (٥٣/٢) [3] الاکمال (٢٤٨/٤)

[4] ابوداؤد (١٩٩٦) ترمذی (٩٣٥) نسائی (٢٨٦٣) مسند احمد (٣٢٦/٣) بیہقی (٣٥٧/٤) طبرانی (٢٠/٧٧٠، ٧٧١)

[5] تجرید (٥٤/٢)

میں سچا مومن ہوں..... (الحدیث) یہ قصہ حارث بن مالک کے لیے معروف ہے، تعدد کا احتمال ہے، اسی طرح حضرت معاذ بن جبل سے بھی مروی ہے۔

۷۷۵۳ محصن بن وحوح[1]

ابن اسلت بن جشم بن وائل بن زید انصاری اوسی، ابن کلبی کا قول ہے: وہ اور ان کے بھائی حصین واقعۂ قادسیہ میں غدیر پر قتل ہوئے، ان دونوں کا صحابی ہونا ثابت نہیں۔

۷۷۵۴ محلم بن جثامہ لیثی[2]

صعب بن جثامہ کے بھائی ہیں، ان کے بھائی کی سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، اور ان کا ذکر عبداللہ بن ابوحدرد کی سوانح میں گزر چکا ہے، اور مکیتل لیثی کی سوانح میں آئے گا۔

ابن عبدالبر[3] کا قول ہے، بعض نے کہا: یہ وہی ہیں جنہوں نے عامر بن اضبط کو قتل کیا، بعض نے کہا: محلم نے قتل نہیں کیا۔ وہ حمص میں اترے اور ابن زبیر کے زمانے میں یہاں وفات پا گئے۔ بعض کا قول ہے، یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وفات پا گئے اور دفن کیے گئے۔

میں کہتا ہوں: ابن سکن نے پہلے پر یقین کیا ہے۔

۷۷۵۵ محلّم (دوسرے) پہلے والے میں ان کا ذکر ہے۔

۷۷۵۶ محلّم ابوسکینہ، کنیتوں میں آئیں گے۔

محمد نامی صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر

۷۷۵۷ محمد بن اسود[5]

ابن خلف بن بیاضہ خزاعی، خلیفہ بن خیاط نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی حدیث روایت کی ہے۔ ''ہر اونٹ کی کوہان پر شیطان ہوتا ہے''۔[6] بغوی کا قول ہے: بعض نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کا صحابی ہونا معلوم نہیں، اور انہیں روایت کرنے کا شرف حاصل نہیں۔ اس سے ان کی مراد ابن ابوداؤد ہے۔

ابن مندہ، ابونعیم نے بھی صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بخاری، ابن حبان نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے جس کا تقاضا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] اسد الغابہ (٤٦٩٠) تجرید (٥٤/٢) [2] اسد الغابہ (٤٦٩١) استیعاب (٢٥٥٢) تجرید (٥٤/٢)

[3] استیعاب (٢٣/٤) [4] ابن ماجہ (٣٩٣٠) قرطبی (٣٣٦/٥) در المنثور (٥٣٧١)

[5] اسد الغابہ (٤٦٩٦) تجرید (٥٤/٢) [6] معرفۃ الصحابہ (٧٢/٢)

کے زمانے میں بالغ ہوں پھر ابن مبارک کے طریق سے نقل کیا ہے، ہمیں ابوعمر مولیٰ بنی امیہ نے بحوالہ محمد بن اسود بن خلف بن بیاضہ خزاعی بیان کیا، فرماتے ہیں: ہم سے عمرو بن العاص نے یرموک کے دِن فرمایا..... پھر قصہ ذکر کیا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: بعض نے کہا: یرموک کا واقعہ ۱۵ھ میں ہوا۔

۷۷۵۸ محمد بن اسود

ابن خلف بن عبد یغوث قرشی، بغوی کا قول ہے، بعض نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نے انہیں ان کے والد سے روایت کرتے ہوئے پایا۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ [1] کا قول ہے: ابن خثیم نے بحوالہ محمد بن اسود بن خلف انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریش کے بارے میں روایت کیا۔ گویا انہوں نے اس طرف اشارہ کیا ہے جسے باوردی نے اس طریق سے ان سے روایت کیا ہے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ وہ حضرت عثمان بن عبداللہ کے پاس سامنے سے آتے ہوئے گزرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے، وہ قریش سے بغض رکھتا تھا''۔ ان کے والد کا ذکر اور ان سے روایت گزر چکی ہے۔

۷۷۵۹ محمد بن انس [2]

ابن فضالہ بن عبید بن یزید بن قیس بن صبیعہ بن اصرم بن.... انصاری اوسی۔ بخاری [3] نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے یحییٰ بن موسیٰ نے بحوالہ ادریس بن محمد بن یونس بن محمد بن انس ظفری فرمایا، وہ اپنے دادا سے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور میری عمر دو ہفتے تھی، مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھے اپنے ساتھ حج پر لے گئے اور میں دس برس کا تھا۔ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے برکت کی دعا کی، اور فرمایا: ''میرے نام پر اس کا نام رکھو اور میری کنیت پر اس کی کنیت نہ رکھو''۔ [4]

یونس کا قول ہے: میرے والد کی اتنی عمر ہوئی یہاں تک کہ پھر دوبارہ جوان ہونے لگے، ان کے سر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی جگہ کے بال سفید نہیں ہوئے۔

اسی طرح اسے مطین نے بحوالہ یعقوب بن محمد نقل کیا ہے، وہ زہری ہیں۔

ابن ابوحاتم نے اسے مختصر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: محمد بن انس بن فضالہ، فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشرف لائے اور میں دو ہفتے کا تھا۔ اسے ابوعلی بن سکن نے طویل دوسرے طریق سے بحوالہ یعقوب بن محمد اس سند سے نقل کیا ہے، لیکن فرمایا محمد بن فضالہ، محمد اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔

ابن شاہین کا قول ہے: میں نے عبداللہ بن سلیمان بن اشعث کو کہتے ہوئے سنا: محمد بن انس بن فضالہ، یہ وہ صحابی تھے جو اپنے اس مال سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ دیا کرتے تھے جو بنوظفر میں تھا۔ اس کی طرف اشارہ ہے جو ابن ابوداؤد، ابن مندہ نے بطریق سفیان بن حمزہ بحوالہ عمرو بن ابی فروہ، اپنے گھر والوں میں سے ایک شیخ سے نقل کیا، فرماتے ہیں: انس بن فضالہ اُحد کے دِن شہید

---

[1] تاریخ کبیر (۲۹/۱) [2] اسد الغابہ (۴۶۹۸) استیعاب (۲۳۴۵) تجرید (۵۴/۲) [3] تاریخ کبیر (۱۶/۱)

[4] المعجم الکبیر (۵۴۶/۱۹) مجمع الزوائد (۴/۷) کنز العمال (۳۷۵۳۱) اسد الغابہ (۵۹/۴)

ہوگئے، نبی کریم ﷺ کے پاس محمد بن انس بن فضالہ لائے گئے آپ نے انہیں ایسی کھجور کا درخت بطور صدقہ دیا جو نہ بیچا جائے اور نہ ہبہ کیا جائے۔ ابن مندہ کا قول ہے: اس سند کے علاوہ ان سے مروی نہیں۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس طرح نقل کیا ہے۔ ابوکامل نے فرمایا: بحوالہ یونس بن محمد بن فضالہ، انہوں نے اپنے والد سے، ان کے والد اور ان کے دادا صحابی ہیں، نبی کریم ﷺ ان کے پاس بنوظفر میں آئے۔

اسے بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ ابوکامل موصولاً نقل کیا ہے۔ وہ فضیل بن حسین، صلت بن مسعود ہیں، دونوں نے بحوالہ فضیل بن سلیمان اس سند سے روایت کیا ہے، اور یہ اضافہ کیا ہے: وہ ایک چٹان پر بیٹھ گئے، ان کے ساتھ مسعود اور معاذ تھے، رسول اللہ ﷺ نے ایک قرآن پڑھنے والے کو کہا، اس نے قرآن پڑھا، یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچا ﴿اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہی لائیں گے اور (اے محمد ﷺ!) تمہیں ان پر گواہ بنا کر لائیں گے﴾۔ [1] تو آپ ﷺ رونے لگے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی ریش مبارک تر ہوگئی۔ آپ ﷺ فرمانے لگے: ''اے رب! ان کی گواہی تو میں دے دوں گا، جنہیں میں نے دیکھا نہیں ان کی گواہی کیسے دوں گا؟''

اسی طرح ابن شاہین نے بحوالہ بغوی نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: بغوی کا قول ہے: مجھے معلوم نہیں کہ محمد بن فضالہ نے اس حدیث کے علاوہ روایت کی ہو۔ بغوی، ابن شاہین، ابن قانع وغیرہ نے محمد بن انس بن فضالہ اور محمد بن فضالہ کے درمیان فرق کیا ہے۔ راجح یہ ہے کہ وہ دونوں ایک ہیں، لیکن ابن شاہین کا قول ہے: میں نے عبداللہ بن سلیمان سے سنا، یعنی ابن ابوداؤد سے، انہوں نے کہا: محمد بن انس بن فضالہ فتح مکہ اور اس کے بعد غزوات میں شریک ہوئے۔ واللہ اعلم!

۷۷۶۰ محمد بن بُدَیل

ابن ورقاء خزاعی۔ ان کے والد کی سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ مقدمۂ تاریخ میں ان کی حدیث نقل کی ہے، بطریق اجلح بن عبداللہ کہ میں نے زید بن علی، عبداللہ بن حسن، جعفر بن محمد سے سنا، ان میں سے ہر ایک نے اپنے والد اور اپنے گھر والوں سے ذکر کیا۔ دوسرے راویوں نے اصحابِ رسول اللہ ﷺ میں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھے، ان میں نام لیا ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا: عبداللہ بن بدیل بن ورقاء، محمد بن بدیل بن ورقاء، خزاعی ہیں دونوں صفین میں شہید ہوئے۔ وہ دونوں اہل یمن کی طرف رسول اللہ ﷺ کے قاصد تھے۔

میں کہتا ہوں: اجلح سے روایت کرنے والے غیاث بن ابراہیم ہیں، وہ ساقط راوی ہیں، حدیث وضع کرنے کی طرف منسوب ہیں۔

۷۷۶۱ محمد بن بشر انصاری

بعد والے میں آئیں گے۔

---

[1] سورة النساء الآية (٤١)

۷۷۶۲ محمد بن بشیر [1] انصاری

بخاری رحمۃ اللہ علیہ [2] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ زخر بن حصن کے طریق سے بحوالہ خریم بن حارثہ بن لأم طائی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم نے حرہ کے دن لڑائی کی، سب سے پہلے مجھے شیما بنت بقیلہ ازدیہ ملی، تو میں اس سے چمٹ گیا اور کہنے لگا: یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دے دی ہے، یہ ایسی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت خالد نے مجھ سے اس بارے میں گواہی مانگی، میں اس پر گواہ لایا، وہ محمد بن سلمہ اور محمد بن بشیر انصاری ہیں۔ آپ نے اسے میرے سپرد کر دیا۔ اسے ابن مندہ نے اس طریق سے طویل حدیث کے ساتھ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: صرف اس سند سے معروف ہیں، زکریا بن یحییٰ بحوالہ زخر اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ طویل روایت خریم بن اوس کی سوانح میں گزر چکی ہے۔ بغوی، ابن شاہین، ابن یونس اور ابن مندہ نے بطریق سلمہ بن شریح، بحوالہ یحییٰ بن محمد بن بشیر انصاری، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو رسوا کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنا مال عمارتیں بنانے میں صرف کرتا ہے''۔ [3]

فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ محمد بن بشیر سے کسی اور نے روایت کی ہو۔ اسے ابن حبان نے اس طریق سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ مرسل ہے، ابن یونس کو ان کے صحابی ہونے میں شک ہے، فرماتے ہیں: بعض نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

اہل مصر میں ان کا ذکر ہے۔ وہ ان میں معروف نہیں۔ ان کی اہل مصر کے ہاں حدیث ہے، پھر حدیث کا ذکر کیا، محمد بن ربیع جیزی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو مصر میں داخل ہوئے، ان کی حدیث مذکور نہیں۔ ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: محمد بن بشیر انصاری، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، ان سے ان کے بیٹے یحییٰ نے روایت کی، بعض کا خیال ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے، اسی طرح محمد بن بشیر نے ان کا ذکر کیا ہے، اور ابن ابو حاتم نے ان کی پیروی کی ہے۔ انہوں نے ان صحابہ میں محمد بن بشر عبدی کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔ جن کے والد کا نام بشر ہے، لیکن عظیم کے وزن پر ان کا ذکر کیا ہے۔ ان سب کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۷۶۳ محمد بن جابر [4]

ابن عراب بن عوف بن ذؤالہ بن شبوہ بن ثوبان بن عبس بن غالب عکی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفد میں آئے، مصر کی فتح

---

[1] اسد الغابہ (٤٧٠٤) استیعاب (٢٣٤٧) تجرید (٥٥/٢)

[2] تاریخ کبیر (١٨/١) (٤٥/١)

[3] مجمع الزوائد (٧٠/٤) الکامل فی الضعفاء (١٠٧١/٣) الترغیب والترھیب (٢١/٣) معرفۃ الصحابہ (٨٨/٢) جمع الجوامع (٣٧/١) جامع المسانید (١١٧/١١)

[4] اسد الغابہ (٤٧٠٦) تجرید (٥٥/٢)

میں شریک تھے، انہوں نے اپنی کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔
ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے ان سے مختصر روایت کی ہے۔

۷۷۶۴ محمد بن جدّ[1]

ابن قیس انصاری، ابن قداح نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ان کا نام محمد رکھا، فتح مکہ میں شریک تھے، ابن ابوداؤد نے ان سے روایت کی ہے، اسے ابن ابوداؤد نے ان سے روایت کیا ہے، اسے ابن شاہین نے نقل کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ محمد بن حبیب نے اپنی کتاب المحبر میں ذکر کیا ہے کہ وہ پہلے ہیں جن کا زمانہ اسلام میں انصار میں سے محمد نام رکھا گیا۔

حاکم کی اکلیل میں ہے کہ معاذ بن جبل بنوسعد بن علی بن اسد بن ساردہ میں سے تھے، وہ بنوسلمہ میں اس لئے شامل ہوگئے، کیونکہ فلاں بن محمد بن جد بن قیس (جو بنوسلمہ میں سے ہے) وہ ان کا ماں شریک بھائی تھا۔ یہ محمد بن جدّ بن قیس کے قدیم زمانے والے ہونے پر دلالت کرتا ہے تو قداح کے قول کی تائید ہوتی ہے۔

۷۷۶۵ محمد بن حارثہ

ابن حبان نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔

۷۷۶۶ محمد بن جعفر بن ابی طالب[2]

ابن ہاشم ہاشمی، عبداللہ اور عون کے بھائی ہیں۔ ابن حبان، بغوی، ابن شاہین، ابن حبان وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔

محمد بن حبیب نے محبر میں فرمایا: یہ پہلے ہیں جن کا مہاجرین میں سے اسلام میں محمد نام رکھا گیا۔

دارقطنی کا قول ہے: حبشہ کی سرزمین میں ولادت ہوئی، ابن مندہ اور ابن عبدالبر[3] کا قول ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ ابوعمر نے ذکر کیا ہے بحوالہ واقدی کہ ان کی کنیت ابوالقاسم ہے، ان کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد ام کلثوم بنت علی سے ہوا، فرماتے ہیں: تستر کے مقام پر شہید ہوئے، بعض نے کہا: وہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہونے تک زندہ رہے۔ دارقطنی نے کتاب الاخوۃ میں فرمایا: بعض نے کہا ہے وہ صفین میں شہید ہوئے۔ وہ اور عبیداللہ بن عمر بن خطاب آمنے سامنے تھے، ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو قتل کیا۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ذکر کیا ہے کہ وہ اپنے بھائی محمد بن ابوبکر کے ساتھ مصر میں تھے۔ جب قتل ہوگئے تو محمد بن جعفر

---

[1] اسد الغابہ (۴۷۰۷) تجرید (۵۵/۲)

[2] اسد الغابہ (۴۷۰۸) استیعاب (۲۳۵۰) تجرید (۵۵/۲)

[3] استیعاب (۴۲۳/۳)

چھپ گئے۔ عک اور غافق کے رہنے والے ایک شخص نے ان کا پتہ بتایا تو وہ فلسطین کی طرف بھاگ گئے، پھر خثعم سے اپنے ماموں کے خاندان کے ایک شخص کے پاس آئے، اس نے معاویہ کے پاس جانے سے منع کر دیا، انہوں نے اس بارے میں شعر کہا۔ یہ تحقیق واقدی کے قول کا رد کرتی ہے کہ وہ تُستر میں شہید ہوئے۔

۷۷۶۷ محمد بن حاطب [1]

ابن حارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح، ابو قاسم قرشی، جمحی، بعض نے کہا: ابو ابراہیم یا ابو وہب، ان کی والدہ ام جمیل بنت مجلل عامریہ ہیں، بعض نے کہا: وہ حبشہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے، ان کے والدین نے ہجرت کی، ان کے والد یہاں فوت ہو گئے۔ ان کی والدہ انہیں لے کر کشتی والوں کے ساتھ مدینہ آئی، عبداللہ بن حارث بن محمد بن حاطب نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: جب ہم ارض حبشہ سے آئے، میری والدہ مجھے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: یارسول اللہ! یہ آپ کا بھتیجا ہے، یہ آگ سے جل گیا ہے، اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے دعا کیجئے .... [2]

اسے عبدالرحمٰن بن عثمان بن محمد حاطبی نے بھی بحوالہ اپنے والد انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے، اسے احمد، ابن ابو خیثمہ، بغوی نے نقل کیا ہے، اس میں ہے، ان کی والدہ نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ محمد بن حاطب ہیں، یہ پہلے ہیں جنہوں نے آپ سے سنا، وہ کہنے لگیں: پھر تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا، تمہارے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور تمہارے لئے برکت کی دعا کی، ابن ابی خیثمہ نے بحوالہ محمد بن سلام جمحی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے ہمارے بعض ساتھیوں نے نقل کیا کہ وہ پہلے ہیں اسلام میں جن کا نام محمد رکھا گیا۔

حبشہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے۔ اسماء بنت عمیس کے ہاں ان کے بیٹے عبداللہ بن جعفر کے ساتھ ولادت ہوئی۔ ام محمد نے عبداللہ بن جعفر کو دودھ پلایا، اس رشتے کو انہوں نے مرتے دم تک قائم رکھا، یہاں تک کہ دونوں وفات پا گئے۔

ابن شاہین کا قول ہے: میں نے بغوی کو فرماتے ہوئے سنا: وہ اسلام میں پہلے ہیں جن کا نام محمد رکھا گیا فرماتے ہیں: ان کی کنیت ابو قاسم تھی، ابن سعد نے یہ یقین کیا ہے کہ ان کی کنیت ابو ابراہیم تھی، ہیثم کا قول ہے، عراق پر۔ بشر کی حکومت میں وفات پا گئے، دوسرے راویوں کا قول ہے: ۷۴ھ میں وفات پائی۔

بطریق ابو مالک اشجعی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے ابن حاطب نے فرمایا: حاطب اور جعفر نجاشی کی طرف گئے، میرے ہاں اس کشتی [3] میں بچہ پیدا ہوا۔

میں کہتا ہوں: جو مشہور ہے کہ وہ حبشہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے۔ مجاز پر محمول ہے، کیونکہ وہ حبشہ پہنچنے سے پہلے پیدا ہوئے۔ محمد بن حاطب نے بحوالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا ہے، انہوں نے اپنی والدہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

ان سے ان کی اولاد، ابراہیم، عمر، حارث، ابو بلج، ابو مالک اشجعی اور وہ ابن محمد ہیں، سماک بن حرب وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ بعض کا قول ہے: ۸۶ھ میں فوت ہوئے۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۷۱۰) استیعاب (۲۳۵۲) تجرید [2] مسند احمد (۴۱۸/۳)، المعجم الکبیر (۴۱۵/۹)

[3] المعجم الکبیر (۲۴۱/۱۹)، مجمع الزوائد ۲۷/۶).

(۷۷۶۸) محمد بن حبیب نضری [1]

بعض نے کہا: معری، وہ مشہور ہے، ابوعمر [2] کے ہاں میم کے پیش اور ضاء کے فتحہ کے ساتھ ہے۔

ابن مندہ کا قول ہے: شامیوں اور مصریوں میں معروف نہیں، صحابہ میں ان کا ذکر ہے۔ بغوی وغیرہ نے بطریق ولید بن سلمان۔ انہوں نے محمد بن حبیب سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ہم نے کہا: یا رسول اللہ! لوگ کہہ رہے ہیں: ہجرت ختم ہوگئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک کفار سے جنگ رہے گی ہجرت ختم نہیں ہوسکتی''۔ [3]

بغوی کا قول ہے: اسے کئی لوگوں نے بحوالہ عبداللہ بن سعدی روایت کیا ہے کہ نسائی نے اسے بطریق ابوادریس بحوالہ عبداللہ بن سعدی نقل کیا ہے۔ اس میں محمد بن حبیب نہیں۔

(۷۷۶۹) محمد بن ابی حذیفہ [4]

ابن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس بن عبدمناف، عبشمی، ابوقاسم، حبشہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے، ان کے والد سابقین اولین میں سے تھے، وہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں، ان کے نام میں اختلاف ہے۔ جیسا کہ کنیتوں میں آئے گا، ان کی والدہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو عامریہ ہیں۔

ابن لہیعہ نے بحوالہ عروہ فرمایا: محمد بن ابی حذیفہ حبشہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے، اسی طرح ابن اسحاق، واقدی، ابن سعد کا قول ہے، واقدی نے ابوقاسم کنیت رکھنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کا نام محمد ہے، صحابہ میں سے ہیں۔ [5]

ان کے والد ابوحذیفہ یمامہ میں شہید ہوئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس محمد کو اپنے پاس رکھ لیا اور ان کی پرورش کی، جب وہ بڑے ہوئے اور عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے ان سے مصر جانے کی اجازت طلب کی، انہوں نے اجازت دے دی، وہ لوگوں میں سب سے زیادہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف سخت ثابت ہوئے ابوعمر کندی نے مصر کے امراء میں ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن سعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر کے امیر تھے جب لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف جمع ہونے لگے تو آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوئے شہروں کے گورنروں کو طلب کیا تو وہ ان کے پاس پہنچ گئے، یہ رجب ۳۵ھ کا واقعہ ہے۔ اور عقبہ بن عامر کو اپنا نائب مقرر کر گئے، ابن مالک کے نسخے میں ہے کہ محمد بن ابی حذیفہ نے عقبہ پہ حملہ کر کے انہیں مصر سے اسی سال کے شوال میں نکال دیا اور لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دستبردار ہونے کی دعوت دینے لگے۔ شہروں میں آگ بھڑکا دی اور لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف کر دیا، بطریق لیث عبدالکریم بن حارث حضرمی سے روایت کی ہے کہ ابن ابی حذیفہ امہات المؤمنین کی زبانی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف طعن آمیز خطوط لکھا کرتا تھا۔ اور قافلوں کو پکڑ کر روک لیتا پھر ان مردوں کو گرفتار کر لیتا جنہیں وہ یہ دے کر بھیجتا، پھر انہیں گھروں کی چھتوں پر دھوپ میں ڈال دیتا، وہ سورج کی طرف اپنا چہرہ کر لیتے تاکہ مسافر کی طرح اشارہ کریں۔ پھر انہیں

---

[1] اسدالغابۃ (۴۷۱۱)، استیعاب (۲۳۵۳)، تجرید (۵۶/۲) [2] الاستیعاب (۴۲۵/۳)

[3] نسائی (۴۱۸۳)، بخاری (۲۸/۵)، معرفۃ الصحابہ (۱۰۲/۲) [4] اسدالغابۃ (۴۷۱۳)، الاستیعاب (۲۳۵۴) تجرید (۵۶۱۲)

[5] تاریخ طبری (۱۰۵/۵)، مختصر تاریخ دمشق (۸۵/۲۲) (۸۶) طبقات الکبریٰ (۸۴/۴)

مدینہ کے راستے جانے کا حکم دیتا پھر وہ لوگ قاصد بھیجتے، تا کہ ان کے آنے کی خبر لائیں، تو یہ لوگوں کو ان سے ملنے کا حکم دیتا جب لوگ ان سے ملتے، پوچھتے کیا بات ہے، تو مقامی لوگ کہتے ہمیں کچھ پتہ نہیں جو کچھ ہے خطوط میں ہے، تو ابن ابی حذیفہ لوگوں کے ساتھ مل کر ان سے ملاقات کرتا، قاصد ان سے کہتے، آپ لوگ مسجد میں چلیں، پھر امہات المومنین کی طرف سے ان کے سامنے خطوط پڑھے جاتے جس میں لکھا ہوتا، اے اہل اسلام! ہم تم لوگوں سے فلاں فلاں بات کی شکایت کرتی ہیں، جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع ہوتی تو مسجد کا بھرا ہوا مجمع چیخنے چلانے اور دعا میں مصروف ہو جاتا، پھر انہوں نے بطریق ابن لہیعہ یزید بن ابی حبیب سے روایت کی ہے کہ مصر والوں نے محمد بن ابی حذیفہ کے ہاتھ پر امارت کی بیعت کر لی، صرف تھوڑے لوگوں نے بیعت نہیں کی جس میں معاویہ بن خدیج، بسر بن ارطاۃ شامل ہیں، ادھر سے عبداللہ بن سعد آ گئے جب وہ مقام قلزم پہ پہنچے تو وہاں ابن ابی حذیفہ کا لشکر پایا ان لوگوں نے انہیں شہر میں داخل ہونے سے منع کر دیا، وہ عسقلان لوٹ گئے پھر ابن ابی حذیفہ نے ان لوگوں کو تیار کیا جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف شورش کی تھی اور آپ کا محاصرہ کیا تھا یہاں تک کہ آپ کو شہید کر دیا، جب یہ بات ان لوگوں کو معلوم ہوئی جو ابن ابی حذیفہ کی بیعت سے باز رہے تھے، سب نے اکٹھے ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے مطالبے کی بیعت کر لی، جنہیں لے کر معاویہ بن خدیج صعید مصر تک پہنچے تو ابن ابی حذیفہ نے ان کی طرف دوسرا لشکر بھیج دیا، آپس میں جنگ ہوئی، لشکر کا قائد مارا گیا، پھر جب حضرت امیر معاویہ نے صفین جانا چاہا تو آپ مصر کی طرف روانہ ہو گئے، آپ نے مناسب سمجھا کہ اپنے پیچھے اہل مصر کو ابن ابی حذیفہ کے ساتھ نہ چھوڑیں۔ آپ ان لوگوں کی طرف بھاری لشکر لے کر روانہ ہوئے، ان کے مقابلے میں ابن ابی حذیفہ مصریوں کو لے کر روانہ ہوا، لوگوں نے اسے فسطاط میں داخل ہونے سے منع کیا، آپ نے ان کی طرف پیغام بھیجا ہم کسی سے جنگ کرنا نہیں چاہتے، ہمیں تو قاتلین عثمان کی تلاش ہے، آخر یہ بات ٹھہری کہ مصر سے رخصت ہوں۔ چنانچہ ابن ابی حذیفہ نے مصر پر حکم بن صلت بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مناف کو اپنا نائب بنایا اور ایک جماعت کے ساتھ روانہ ہو گئے، جن میں عبدالرحمٰن بن عدیس، کنانہ بن بشر، ابوشمر بن ابرہہ بن صباح تھے۔ جب یہ لوگ اسے لے کر پہنچے تو امیر معاویہ کے لشکر نے ان سے غداری کر لی اور ان سب کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

حاکم کا بیان ہے کہ جب ابن ابی حذیفہ نے مصر پر قبضہ کر لیا، امیر معاویہ صفین جانا چاہتے تھے تو آپ نے پہلے مصر کے معاملے کو نمٹایا۔ عریش مقام پر محمد بن حذیفہ آڑے آیا، یہاں تک کہ دونوں نے صلح کر لی، امیر معاویہ نے اس سے کچھ لوگوں کو طلب کیا، جو ان کے ماتحت رہن رہیں گے تا کہ جب صفین جائیں تو ان کی طرف سے مطمئن رہیں، چنانچہ محمد نے بطور رہن تیس آدمی باہر نکالے جن میں وہ خود بھی شامل تھا، وہاں ان لوگوں کا گھیراؤ کر لیا گیا اور قید میں ڈال دیا گیا۔

حاکم لکھتے ہیں: امیر معاویہ نے محمد بن ابی حذیفہ کو چکمہ دیا یہاں تک کہ وہ عریش تک تیس آدمیوں کے ساتھ آ گیا، آپ نے ان کا محاصرہ کیا اور اس کے خلاف منجنیق نصب کی، یہاں تک کہ وہ صلح پر مجبور ہو گیا۔ پھر قید ہو کر قتل کیا گیا۔ ابن عائذ کی روایت ہے کہ امیر معاویہ نے لوگوں کو صفین میں تقسیم کر دیا، اور ابن ابی حذیفہ اور اس کے ساتھیوں کو دمشق کی جیل میں اور ابن حدیس اور باقی لوگوں کو بعلبک کی جیل میں بند کر دیا۔ یعقوب بن سفیان اپنی تعریف میں لکھتے ہیں کہ عبدالملک سلیحی فرماتے ہیں: میں حضرت عقبہ بن عامر کے پاس منبر کے قریب تھا، اتنے میں ابن ابی حذیفہ آیا، لوگوں سے خطاب کرنے لگا، وہ قرآن کا قاری تھا۔ کوئی سورت اس

نے پڑھی، عقبہ کہنے لگے: اللہ کے رسول نے سچ فرمایا:

"کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کی ہنسلی سے آگے نہیں جائے گا"۔ [1]

ابن ابی حذیفہ سن کر کہنے لگا: اگر تم سچے ہو تو تم انہی لوگوں سے ہو۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے، صحابہ میں سے کچھ لوگ آپس میں یہ حدیث بیان کر رہے تھے: "جبل خلیل اور قطر ان کے مقام پر میرے صحابہ یا میری اُمت کے کچھ لوگ قتل ہوں گے"۔ [2] تو وہ لوگ یہی تھے جو محمد بن ابی حذیفہ کے ساتھ وہاں مارے گئے۔

یہی روایت ابوعمر الکندی نے دوسری سند سے نقل کی ہے کہ محمد بن ابی حذیفہ نے کہا: یہ وہی رات ہے جس میں عثمان (رضی اللہ عنہ) قتل ہوئے تھے، اگر قصاصِ عثمان ہے تو قاتل کل قتل ہو جائے گا، چنانچہ وہ کل قتل ہو گیا۔ خلیفہ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو محمد بن ابی حذیفہ کو مصر کی گورنری پر قائم رکھا، پھر محمد بن ابی بکر [3] کو مقرر کر دیا۔ اس کو وفات میں اختلاف ہے۔ بقول ابن قتیبہ، رشدین مولا معاویہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ ابن کلبی لکھتے ہیں: مالک بن ہبیرہ سکونی نے اسے قتل کیا۔

۷۷۷۰ محمد بن حزم انصاری [4]

بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے اور فرمایا: بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، معروف نہیں، اسی طرح ابن شاہین کا قول ہے، اس پر اضافہ نہیں کیا۔

ابونعیم کا قول ہے: ابوعباس ہروی نے صحابہ میں سے محمد نام رکھنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ان کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کا ذکر کیا، فرماتے ہیں: "تا کہ میری اُمت قیامت کے روز ستر امتوں کی تکمیل کرے ہم ان میں آخری اور بہتر ہیں"۔ [5]

ابن مندہ کا قول ہے: محمد بن حزم تابعی ہیں، ان سے قتادہ نے روایت کی، معروف نہیں، ابن اثیر [6] کا قول ہے: جو معروف نہیں محمد بن عمرو بن حزم ہیں، ان کا ذکر آ رہا ہے۔ شائد وہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔

۷۷۷۱ محمد بن حطاب [7]

ابن حارث بن معمر جمحی، محمد بن حاطب کا چچا زاد ہے۔ قریب میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ ابن عبدالبر [8] کا قول ہے: وہ بھی حبشہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے، وہ محمد بن حاطب سے عمر میں بڑے ہیں۔ جیسا کہ قول ہے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ محمد بن حاطب پہلے ہیں جن کا اسلام میں مہاجرین میں نام محمد رکھا گیا، وہ ان سے بڑے ہیں۔

احمد نے بطریق عثمان بن محمد بحوالہ ام محمد بن حاطب نقل کیا ہے کہ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بیٹے کو لے کر آئیں، تو کہنے لگیں: یہ محمد بن حاطب ہیں، یہ پہلے ہیں جن کا نام آپ کے نام پہ رکھا گیا۔ محمد بن حاطب کی سوانح میں یہ گزر چکا ہے۔

---

[1] مجمع الزوائد (۱۰۴۲۷) کنز العمال (۳۱۶۰۶) [2] کنز العمال (۳۱۱۶۹) مختصر تاریخ دمشق (۸۷/۲۲)

[3] معرفۃ الصحابۃ (۹۸/۲) [4] اسد الغابہ (۴۷۱۴) تجرید (۵۶/۲)

[5] معرفۃ الصحابہ (۱۳۴/۲) جمع الجوامع (۸۵۷/۱) [6] اسد الغابہ (۵۹/۴)

[7] اسد الغابہ (۴۷۱۵) استیعاب (۲۳۵۵) تجرید (۵۶/۲) [8] استیعاب (۴۲۶/۳)

ابوفرج اصبہانی نے دو طریق سے بحوالہ عبدالملک بن عمیر نقل کیا، فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جوڑے لائے گئے۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس محمد نامی لوگوں کو لے آؤ، تو محمد بن ابی بکر، محمد بن جعفر، محمد بن طلحہ، محمد بن عمرو بن حزم، محمد بن حاطب، ان کے چچازاد محمد بن حطاب آئے، ان سب کا نام نبی کریم ﷺ نے محمد رکھا تھا، پھر ان کا قصہ ذکر کیا، اگر یہ روایت محفوظ ہے تو مجاز پر محمول ہے، یعنی نبی کریم ﷺ نے انہیں اسی پر برقرار رکھا۔

۷۷۷۲ محمد بن خلیفه[1]

بن عامر۔ ابن قداح کا قول ہے: فتح میں شریک تھے۔ ان کا نام عبد مناۃ تھا، نبی کریم ﷺ نے ان کا نام محمد رکھا۔ اسے ابن شاہین نے بحوالہ ابن ابوداؤد ان سے نقل کیا ہے۔

۷۷۷۳ محمد بن ابودره أنصاری

ابن قداح کا قول ہے، نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں، اور فتح مکہ میں شریک تھے، ابن شاہین نے ان کا ذکر بھی بحوالہ ابوداؤد ان سے نقل کیا ہے۔

۷۷۷۴ محمد بن رکانه[2]

ابن عبد یزید مطلبی قرشی، آخری قسم میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۷۷۵ محمد بن زید[3]

ابن مندہ کا قول ہے: اسے ابوحاتم رازی نے وحدان میں نقل کیا ہے، اور وہ وہم ہے۔ پھر ان کے طریق سے ان کی سند سے جسے وہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ تک لے گئے ہیں۔ بحوالہ عطا، انہوں نے محمد بن زید سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو شکار کا گوشت پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے اسے کھانے سے انکار کیا۔[4] فرماتے ہیں: اس روایت کو قیس بن سعد نے بحوالہ ابن عباس روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے ابوداؤد، نسائی نے بطریق حماد بن سلمہ بحوالہ زید بن ارقم نقل کیا ہے۔ طبرانی نے سب سے زیادہ اس کے طرق کی تخریج کی ہے۔

ابن ابی حاتم کا قول ہے: بحوالہ اپنے والد، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا، پھر یہ حدیث ذکر کی۔ ان سے عطاء بن ابورباح نے روایت کی، اسی طرح ابن عبدالبر[5] نے نقل کیا ہے۔ ایک بعید احتمال کی بنا پر ہے کہ واقعہ متعدد ہو، جس کا قرینہ یہ ہے کہ محمد بن عبدالرحمٰن کی غلطیاں بہت زیادہ ہیں۔

---

[1] تجرید (۲/۵٦) [2] تجرید (۲/۵۷) [3] اسد الغابہ (٤٧٢٥) استیعاب (۲۳۵۸)

[4] مسلم (۲۸٤۲) ابوداؤد (۱۸۵۰) نسائی (۲۸۲۱) مسند احمد (٤/٣٦٧) معرفة الصحابہ (۲/۱۰۷) الجرح والتعدیل (۷/۲۵۵) اسد الغابہ (٤/٦٧)

[5] استیعاب (۳/٤٢٧)

۷۷۷۶ محمد بن ابوسفیان ❶

دارین کی طرف نبی کریم ﷺ کے خط میں ان کا ذکر ہے۔ ابن مندہ نے سعید بن زیاد کی روایت سے بحوالہ ان کے آبا، انہوں نے ابوہند داری سے ان کا اسلام لانے کا قصہ ذکر کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ سے جس تحریر کا مطالبہ کیا تھا آپ نے فرمایا کہ وہ لکھ لو، اس میں ابوبکر، عمر، عثمان، علی، محمد بن ابی سفیان کی گواہی کا ذکر کیا۔ ابونعیم ❷ نے ان کا تعاقب کیا ہے کہ اس روایت میں صحیح یہ ہے کہ وہ معاویہ بن ابی سفیان ہیں، محمد نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کا بھی احتمال ہے۔

۷۷۷۷ محمد بن ابی سلمہ ❸

ابن عبداسد مخزومی۔ ابن حبان کا قول ہے، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ بغوی کا قول ہے: جن لوگوں نے صحابہ کے بارے میں تالیفات کی ہیں، انہوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اس کا انکار کیا ہے، اسے ابن شاہین نے بغوی سے روایت کیا ہے۔

۷۷۷۸ محمد بن سلیمان

ابن رفاعہ بن خلیفہ بن ابی کعب، ابن قداح کا قول ہے، احد اور عراق کی فتح میں شریک تھے، صفین کے دن شہید ہوئے، ابن شاہین نے بحوالہ ابن قداح ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۷۷۹ محمد بن صفوان انصاری ❹

بنو مالک بن اوس سے ہیں، عسکری نے یہ ذکر کیا ہے، بعض کا قول ہے: اس میں ہے صفوان بن محمد، پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ احمد اور اصحاب سنن نے اسے نقل کیا ہے۔ ابن حبان اور حاکم نے اپنی صحیح میں اسے بطریق داؤد بن ابی ہند بحوالہ شعبی ان سے نقل کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو خرگوش لے کر آئے جو انہوں نے کائی سے شک کے ساتھ ذبح کیے تھے۔ ❺

اسے علی بن عبدالعزیز نے اپنی مسند میں حماد بن سلمہ کی روایت سے بحوالہ داؤد نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: بحوالہ محمد بن صفوان یقین سے اسی طرح اسے بغوی نے شعبہ کے طریق سے اور عبدہ بن سلیمان کے طریق سے نقل کیا ہے۔ ابن شاہین نے بحوالہ بغوی روایت کیا ہے کہ وہ راجح ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ محمد بن صفوان کی ان کے علاوہ کسی سے حدیث مروی ہے۔

۷۷۸۰ محمد بن صیفی بن امیہ ❻

ابن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، ابن قداح کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن شاہین نے بحوالہ ابوداؤد

---

❶ اسد الغابہ (٤٧٢٨) تجرید (٢/٥٨) ❷ معرفة الصحابہ (٢/١١٤)

❸ اسد الغابہ (٤٧٢٩) تجرید (٢/٥٨) ❹ اسد الغابہ (٤٧٣٤) استیعاب (٢٣٥٩) تجرید (٢/٥٨)

❺ ابوداؤد (٢٨٢٢) نسائی (٣٤١٣) ابن ماجہ (٣٢٤٤) احمد (٤/٤٧)

❻ اسد الغابہ (٤٧٣٥) استیعاب (٢٣٦٠) تجرید (٢/٥٩)

ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر[1] کا قول ہے: انہیں دیدار حاصل نہیں اور ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے، وہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے پوتے ہیں، ان کی والدہ ہند بنت عتیق بن عامر بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہیں، ان کی والدہ خدیجہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: زبیر بن بکار کی روایت سے ابن قداح کے قول کو تقویت ملتی ہے کیونکہ جب انہوں نے ان کے والد کا ذکر کیا تو کہا: ان کا بیٹا رفاعہ ہے، جس پر ان کی کنیت ہے۔ صیفی بن امیہ بدر کے دِن قتل ہوا، جس کا باپ بدر میں قتل ہوا اور یہ ہجرہ کے دوسرے برس تھا۔ تو اس نے عہد نبوی میں آٹھ سال یا اس سے زیادہ پائے ہوں گے، اور محمد نام اسی کا رکھا جا سکتا ہے جس کے والد اور والدہ اسلام لا چکے ہوں، ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے والد کے قتل ہونے کے بعد پیدا ہوئے ہوں اور ان کی والدہ اسلام لے آئی ہوں اور ان کا نام محمد رکھا ہو یا ان کی والدہ ان کا نام رکھنے سے پہلے فوت ہوگئی ہوں اور ان کے کسی گھر والے نے ان کا نام محمد رکھا ہو۔

۷۷۸۱ محمد بن صیفی بن سهل[2]

ابن حارث خطمی انصاری۔ ہشیم نے اپنی روایت میں بحوالہ شعبی ان کا نسب بیان کیا ہے، ان سے یوم عاشورا[3] کے روزے کے بارے میں مرفوع حدیث مروی ہے، بعض کا قول ہے وہ کوفہ میں اترے۔ ان کی حدیث احمد، نسائی، ابن ماجہ نے، ابن خزیمہ اور حاکم نے اپنی صحیح میں بطریق حصین بحوالہ شعبی انہوں نے محمد بن صیفی سے یوم عاشوراء کے روزے کے بارے میں نقل کیا ہے، اس کی سند صحیح ہے۔ بغوی نے اعمش وغیرہ کے طریق سے بحوالہ محمد بن صیفی نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو خرگوش لے کر آیا.....۔ (الحدیث)

بغوی کا قول ہے: یہ وہم ہے، صحیح محمد بن صفوان ہیں یعنی جیسا کہ پہلے والے حالات میں گزر چکا ہے۔

۷۷۸۲ محمد بن ضمره[4]

ابن اسود بن عباد بن غنم بن سواد، ابن قداح نے ذکر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام محمد رکھا، فتح مکہ[5] کے موقع پر حاضر تھے، اسے ابن شاہین نے بحوالہ ابوداؤد انہوں نے ان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

۷۷۸۳ محمد بن طلحه[6]

ابن عبیداللہ قرشی تیمی، ان کے والد کے جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے، بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان کی ولادت ہوئی۔ بخاری، [7] بغوی، طبرانی وغیرہ نے ہلال وزان کے طریق سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالحمید یعنی زید بن خطاب کے بیٹے کو دیکھا، ان کا نام محمد تھا، ایک شخص ان سے کہہ رہا تھا: اے محمد! اللہ تیرے ساتھ ایسا ایسا کرے، تو ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نہ دیکھوں کہ محمد نام کو تمہاری وجہ سے گالی دی جائے اللہ کی قسم! جب تک میں زندہ ہوں تمہیں محمد نام سے نہ پکارا جائے، پھر ان کا نام عبدالرحمٰن

---

[1] استیعاب (۴۲۷/۳) [2] اسد الغابہ (۴۷۳۶) استیعاب (۲۳۶۱) تجرید (۵۹/۲)

[3] مسند احمد (۳۸۸/۴) [4] اسد الغابہ (۴۷۳۷) تجرید (۵۹/۲) [5] اسد الغابہ (۷۲/۲)

[6] اسد الغابہ (۴۷۳۸) استیعاب (۲۳۶۲) تجرید (۵۹/۲) [7] فتح الباری (۵۵۴/۸)

رکھ دیا، اور بنوطلحہ کی طرف ان کا نام بدلنے کے لیے پیغام بھیجا، وہ سات تھے، ان کا سردار اور سب سے بڑے کا نام محمد تھا، آپ رضی اللہ عنہ سے اِن محمد نے کہا: اے امیرالمؤمنین! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، اللہ کی قسم! محمد ﷺ نے میرا نام محمد رکھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ اٹھ جاؤ جو نام رسول اللہ ﷺ نے رکھ دیا، اسے تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ [1]

ابن مندہ نے یوسف بن ابراہیم طلحی کے طریق سے بحوالہ اپنے والد ابراہیم بن محمد روایت کیا ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرے بیٹے کا نام محمد رکھا اور اس کی کنیت ابوالقاسم رکھی۔

زبیر بن بکار نے بطریق راشد بن حفص زہری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے چار بیٹوں کو دیکھا ان میں سے ہر ایک کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم تھی، وہ یہ ہیں: ابن ابی بکر، ابن علی، ابن سعد اور ابن طلحہ۔

ابن قانع، ابن سکن، اور ابن شاہین نے بطریق محمد بن عبدالرحمٰن مولیٰ آل طلحہ بحوالہ ابراہیم بن محمد بن طلحہ، انہوں نے محمد بن طلحہ کے رضاعی والد سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس محمد بن طلحہ کو لے کر آیا جس وقت ان کی ولادت ہوئی، تاکہ ان کو گھٹی ڈالیں اور ان کے لیے دعا کریں۔ آپ ﷺ بچوں کے ساتھ اسی طرح کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: یہ محمد بن طلحہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ میرا نام ہے، یہ ابوالقاسم ہیں''۔

محمد بن زید بن مہاجر کے طریق سے، بحوالہ ابراہیم بن محمد بن طلحہ مروی ہے، فرماتے ہیں: جب حمنہ بنت جحش کے ہاں محمد بن طلحہ کی ولادت ہوئی تو وہ انہیں لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں، آپ ﷺ نے ان کا نام محمد اور کنیت ابوسلیمان رکھی۔ اسے ابن مندہ نے دوسرے طریق سے بحوالہ ابراہیم بن محمد، انہوں نے طلحہ سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ ان کی جب ولادت ہوئی تو ان کے والد انہیں نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے، آپ ﷺ نے ان کا نام محمد رکھا اور فرمایا: ''یہ ابوسلیمان ہیں میں اپنے نام اور کنیت کو جمع نہیں کرتا''۔ [2]

ابن مندہ کا قول ہے: پہلا قول مشہور ہے، محمد بہت عبادت گزار تھے، انہیں سجاد کہا جاتا تھا۔

بغوی نے حصین بن عبدالرحمٰن کے طریق سے بحوالہ ابوجمیلہ طہوی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: جب جمل کا دن ہوا تو محمد بن طلحہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: انہوں نے کہا: حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے بہترین کی طرح ہو جاؤ، فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی تلوار نیام میں رکھ لی، وہ اسے سونتے ہوئے تھے، پھر چلے گئے یہاں تک کہ شہید کر دیئے گئے۔ بغوی کا قول ہے، بعض کا قول ہے، انہیں شریح بن اوفی نے قتل کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے، فرمایا: یہ سجاد ہیں، انہیں اپنے والد کے ساتھ حسن سلوک کرنے نے قتل کیا۔ یہ ۳۶ھ کا واقعہ ہے۔ ان کے قاتل کے نام میں اختلاف ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، سورہ غافر کی تفسیر میں جو روایت تعلیقاً ذکر کی ہے اس سے بغوی کے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ ان کے قاتل کا نام شریح بن ابی اوفی ہے: ع

''وہ مجھے سورہ حٰمٓ پڑھ کر سناتا ہے جب کہ نیزے بلند ہو چکے ہیں جنگ میں قدم رکھنے سے پہلے کیوں نہیں حٰمٓ پڑھ لی''۔

---

[1] مسند احمد (۲۱۶/۴) المعجم الکبیر (۲۴۲/۱۹) تاریخ کبیر (۱۶/۱)

[2] معرفۃ الصحابۃ (۵۸/۲) اسد الغابۃ (۷۳/۴)

یہ ان اشعار میں سے ہے جن کا مطلع یہ شعر ہے: ع

''وہ پراگندہ بالوں والا جو اپنے ربّ کی آیات کو قائم رکھنے والا ہے نظر جسے دیکھتی ہے، وہ بہت کم تکلیف دینے والا مسلمان ہے''۔

ابن عبدالبر [1] کا قول ہے، بعض نے کہا: ان کے قاتل کا نام کعب بن مدلج ہے، یا شداد بن معاویہ یا عصام بن مقشعر یا اشتر یا عبداللہ بن مکعبر ہے بعض کا قول ہے کہ کوئی اور ہے، میں نے فتح الباری میں یہ قول بحوالہ اس کے قائل کے نقل کیا ہے۔

۷۷۸۴ محمد بن عاصم [1]

ابن ثابت بن ابو اقلح انصاری، ابن مندہ کا قول ہے: حدیث میں ان کا ذکر ہے ان کے والد مشہور صحابی ہیں جو بئر معونہ کے واقعے میں شہید ہوئے۔ ابن قدّاح نے ذکر کیا ہے کہ وہ بیعت رضوان اور اس کے بعد والے واقعات میں شریک تھے۔ ابن مندہ نے اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ ابن عمران کے جنازے میں حاضر تھے، ان کے چارپائی کے دو بانسوں کے درمیان تھے۔

ابن شاہین نے بحوالہ ابن ابوداؤد بیعت رضوان میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ نبی کریم ﷺ کی وفات سے چھ (۶) برس پہلے کا واقعہ ہے، گویا وہ ابن ابوداؤد کے کلام سے واقف نہیں۔ بیعت رضوان ہجرت کے سال ہوئی تھی، کم سے کم یہ ہے کہ جو اس بیعت میں شریک ہو ان کی عمر پندرہ سال سے زیادہ ہو، وہ لازمی صحابی ہے، اگرچہ بیعت رضوان میں ان کا حاضر ہونا ثابت نہ ہو یہ ان کے والد کی تاریخ وفات کی وجہ ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کی زندگی میں سے چھ (۶) یا اس سے زائد سال پائے۔

ابن مندہ کا بھی یہی قول ہے: ان کی حدیث میں ذکر ہے، پھر عثمان بن عتبہ بن عویم بن ساعدہ کے طریق سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: عبداللہ بن عمر، محمد بن عاصم بن ثابت بن ابی اقلح کے جنازے میں ان کی چارپائی کے دونوں بانسوں کو اٹھائے ہوئے تھے، مجھے اب بھی ان کی داڑھی کی زردی نظر آ رہی ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن اثیر [2] نے فرمایا: ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، لہٰذا انہیں اپنے استدراک میں ذکر کرنے کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے تو ان پانچ افراد کے ساتھ ملا کر ان کا ذکر کیا ہے، جن کا نام محمد ہے۔ ابن شاہین نے ان سب کا ذکر کیا ہے، چنانچہ ابوموسیٰ نے ان کا کلام نقل کیا ہے، لیکن اس بات سے خبردار نہیں کیا کہ ابن عاصم ان کے استدراک میں داخل نہیں ہیں۔

۷۷۸۵ محمد بن عباس بن نضلہ

ان کا نسب ان کے والد کے حالات میں گزر چکا ہے، ابن القداح کا قول ہے: نبی کریم ﷺ نے ان کا نام محمد رکھا تھا۔

---

[1] استیعاب (۴۲۸/۳) [2] اسد الغابہ (۴۷۳۹) تجرید (۵۹/۲)

[1] اسد الغابہ (۷۴/۴)

فتح مکہ میں شریک تھے، ابن شاہین نے ابن ابوداؤد سے بحوالہ ان کے ان کی حدیث نقل کی ہے۔

۷۷۸۶ محمد بن عبداللہ [1]

ابن ابی انصاری خزرجی، خزرج کے سردار جو نفاق میں مشہور تھا، اس کے بیٹے ہیں۔ ان کا نسب ان کے بھائی عبداللہ بن عبداللہ کے حالات میں گزر چکا ہے۔ ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بطریق راشد الحمانی عن ثابت البنانی عن محمد بن عبداللہ بن اُبی ابن سلول روایت کی ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لاکر فرمانے لگے: ''اے جماعت انصار! اللہ تعالیٰ نے تمہاری پاکیزگی کی تعریف کی ہے تم لوگ کیسے طہارت حاصل کرتے ہو؟'' ہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہمارے درمیان اہل کتاب رہتے تھے، ان میں سے جب کوئی شخص پاخانے سے ہوکر آتا تو وہ پانی سے استنجا کرتا تھا، تو ہم نے بھی ایسا کرنا شروع کردیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمہاری بہت تعریف کی ہے.....''۔ (الحدیث) [2]

ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ غریب حدیث ہے جو صرف حدیث جعفر بن عبداللہ سالمی عن ربیع بن بدر عن جعفر مشہور ہے۔ اور یہ تینوں ضعیف راوی ہیں۔ فرماتے ہیں: حدیث عبداللہ بن سلام اور حدیث محمد بن عبداللہ بن سلام سے بھی مروی ہے، ابونعیم نے اس روایت کو راجح قرار دیا ہے، وہ فرماتے ہیں: اس میں جعفر کو وہم ہوا ہے، صحیح یوں ہے: محمد بن عبداللہ بن سلام۔

میں کہتا ہوں: یہ اس احتمال پر ہے کہ واقعہ متعدد ہے۔

۷۷۸۷ محمد بن عبداللہ بن جحش [3] اسدی

ان کا نسب ان کے والد کے حالات میں گزر چکا ہے۔ یہ ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں، ان کی والدہ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش بھی صحابیہ ہیں۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: ہجرت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئے۔ طبری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قول نقل کر کے فرمایا ہے، بقول بعض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [4] انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن حبان کا قول ہے، انہوں نے نبی علیہ السلام سے سماع کیا ہے۔

زبیر بن بکار نے بطریق محمد بن ابی یحییٰ روایت کی ہے، انہوں نے فرمایا: مجھ سے ابوکثیر مولیٰ محمد بن عبداللہ بن جحش نے بیان کیا کہ میں نے محمد بن عبداللہ بن جحش (جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے) فرماتے سنا، پھر قرض میں سختی [5] اور جہاد کی فضیلت کے بارے میں وارد حدیث ذکر کی، اسی حدیث کو امام احمد، ابن ابی خیثمہ اور بغوی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ ان میں سے کسی کی روایت میں ہے، ہم لوگ جنازگاہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور بعض نے ان کے اس قول کی صراحت کی ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، بہرکیف اس کا مدار علاء بن عبدالرحمٰن عن ابی کثیر مولیٰ محمد بن عبداللہ بن جحش بحوالہ ان کے مروی سند پر ہے، سترِ عورت [6] کے بارے میں ان کی حدیث امام احمد، نسائی، ابن ماجہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہم نے تعلیقاً نقل کی ہے اور

---

[1] اسد الغابه (٤٧٤٠) استيعاب (٢٣٦٤) [2] معرفة الصحابه (ج ١ ص ١٣٢، ١٣١)

[3] اسد الغابه (٤٧٤١) استيعاب (٢٣٦٣) [4] التاريخ الكبير (١٢/١)

[5] مسند احمد (٣٥٠/٤) استيعاب (٤٣٠/٣) معرفة الصحابه (٤٨/٢) [6] مسند احمد (٣٥٠/٤) مستدرك (١٨٠/٤)

حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

ابن سعد کا قول ہے ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی، ان کے والد اُحد میں شہید ہو گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ کو اپنے بیٹے کے بارے میں وصیت کر گئے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے خیبر میں مال خریدا اور مدینے میں انہیں جائیداد دی۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق علی ابن زید عن انس عن سعید بن مسیب روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان مہاجرین کے بیٹوں کے بارے میں چار ہزار کا وظیفہ لکھا جو بدر میں شریک ہوئے تھے، ان میں محمد بن عبداللہ بن جحش بھی تھے۔

۷۷۸۸ محمد بن عبداللہ بن ابی سعد

مذحجی، ثم حکمی۔ زبیر بن بکار کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت آمنہ بنت عفان کی باندی اور ان کی والدہ اروی بنت کریز ایک سال مسلمان ہوئی تھیں۔ عنقریب ان کا تذکرہ ہوگا۔ مؤرخین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں عبداللہ کا ذکر نہیں کیا، شاید وہ فتح مکہ سے پہلے فوت ہو گئے ہوں اور ان کے یہ بیٹے اس قسم یا بعد والے قسم میں سے شمار ہوں گے۔

۷۷۸۹ محمد بن عبداللہ بن سلام [1]

ابن حارث اسرائیلی، بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان کا قول ہے، بعض نے کہا کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن شاہین کا قول ہے: ابوداؤد نے کہا: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ایک حدیث روایت کی۔ ابن مندہ کا قول ہے: انہوں نے نبی کریم ﷺ کا دیدار کیا اور آپ ﷺ سے حدیث سنی۔ ابوعمر [2] کا قول ہے: انہیں رؤیت حاصل ہے اور ان کی روایت کتابوں میں محفوظ ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں اور ابوبکر بن ابی شیبہ، ابن قانع، بغوی، طبرانی، ابن مندہ نے بطریق مالک بن مغول، بحوالہ محمد بن عبداللہ بن سلام روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہمارے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کس وجہ سے تمہاری تعریف بیان کی ﴿اس میں ایسے مرد رہتے ہیں، جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں﴾۔ [2] انہوں نے کہا: ''ہم پانی سے استنجا کرتے ہیں''۔ [3]

اسے بغوی نے بحوالہ مالک بن مغول اسی طرح روایت کیا ہے، لیکن فرماتے ہیں: اس میں ہے: میں اسے ان کے والد کے حوالے کے علاوہ نہیں جانتا۔ ابوہشام کا قول ہے: میں نے اسے یحییٰ بن آدم کی اصل کتاب سے لکھا ہے، اس میں یہ نہیں ہے بحوالہ ان کے والد۔

بغوی کا قول ہے: اسے فریابی رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ شہر، انہوں نے محمد سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے، ان کے

---

[1] اسد الغابہ (٤٧٤٣) استیعاب (٢٣٦٤) تجرید (٥٩/٢)

[2] استیعاب (٤٣٠/٣) [2] سورۃ التوبہ الآیہ (١٠٨)

[3] مسند احمد (٦١٦) مصنف ابن ابوشیبہ (٢١٣/١) معرفۃ الصحابہ (٧٩/٢) تاریخ کبیر (١٨/١) جامع البیان (٢٢/١١) سیوطی فی الدر المنثور (٢٨٧/٣)

والد کا ذکر نہیں کیا۔ ابن مندہ کا قول ہے: اسے داؤد بن ابی ہند نے بحوالہ شہر مرسل روایت کیا ہے، اور محمد اور ان کے والد کا ذکر نہیں کیا۔

اسے سلمہ بن رجا نے بحوالہ مالک بن مغول روایت کیا ہے، اس میں یہ اضافہ کیا ہے: بحوالہ ان کے والد۔

ابوزرعہ رازی کا قول ہے: ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے: بحوالہ محمد، اس میں یہ نہیں ہے: بحوالہ ان کے والد، واللہ اعلم

۷۷۹۰ محمد بن عبداللہ (بےنسبت)

باوردی نے ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق حماد بن سلمہ بحوالہ محمد بن عبداللہ ان کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کو اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ہاتھ سے نہ کھاؤ نہ اس ہاتھ سے پیؤ''۔ [1]

احتمال ہے کہ وہ ابن سلام کے بیٹے ہوں۔

۷۷۹۱ محمد بن عبداللہ [2]

ابن مجدعہ انصاری، ابن قداح نے ذکر کیا ہے کہ وہ بیعت رضوان اور اس کے بعد کے واقعات میں شریک تھے۔ بنوقریظہ کے دن پہرے میں تھے، ابن شاہین نے بحوالہ ابن ابوداؤد، ان کے حوالے سے ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۷۹۲ محمد بن ابوعبس [3]

ابن جبر انصاری، ان کے والد صحابہ میں مشہور ہیں۔ رہے وہ تو ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ابن منیع نے ان کا ذکر کیا ہے۔ حدیث ان کے والد کے حوالے سے ہے، اسی طرح اسے مختصر ذکر کیا ہے۔ اور جو کچھ بغوی نے نقل کیا ہے، اس کی طرح اشارہ کیا ہے۔ بطریق محمد بن طلحہ تیمی، بحوالہ محمد بن ابی عبس بن جبر، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن اشرف سے میرا بچاؤ کون کرے گا''۔ [4] محمد بن سلمہ نے کہا: ''میں''...... (الحدیث)

یہ کعب بن اشرف کے قصے کے بارے میں ہے۔

ابن مندہ نے اشارہ کیا ہے کہ ضمیر عن جدہٖ میں ابوعبس بن محمد ہیں، تو حدیث ابوعبس بن جبر کی ہوگی، ان کے بیٹے محمد کی نہیں۔ لیکن ابن شاہین نے بحوالہ ابن قداح ذکر کیا ہے کہ محمد بیعت رضوان اور اس کے بعد کے مواقع میں شریک تھے۔

۷۷۹۳ محمد بن عبیدہ

ابن حارث بن مطلب بن عبدمناف، قرشی مطلبی، ان کے والد سابقین میں سے ہیں، یہ پہلے گزر چکا ہے۔ وہ ان تین لوگوں میں سے تھے جنہوں نے بدر کے دِن مبارزت کی تھی۔ وہ اس دِن کے وار سے شہید ہوگئے تھے۔ رہے محمد تو بلاذری وغیرہ نے عبیدہ کی اولاد میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] طبرانی (۲۰۳/۲۳) [2] تجرید (۶۰/۲) [3] اسدالغابہ (۴۷۴۷) تجرید (۶۰/۲)

[4] مستدرک حاکم (۴۳۴/۳) دلائل النبوۃ (۱۹۹/۳)

۷۷۹۴ محمد بن عثمان

ابن بشر بن عبید بن دھمان بن یسار بن مالک بن حطیط ثقفی۔ زبیر بن بکار نے ذکر کیا ہے کہ ان کی والدہ ریحانہ بنت ابی عاص بن امیہ بن اخت حکم ہیں جو مروان کے والد ہیں۔ میں نے ان کے والد کا صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر نہیں دیکھا۔ گویا وہ فتح سے پہلے وفات پا گئے۔ ان کی والدہ اسلام لائیں، اس وجہ سے ان کا نام محمد رکھا۔

محمد بن عبداللہ بن ابوسعد مذحجی کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، ان کا قصہ اس قصے سے ملتا جلتا ہے۔ اِن کی والدہ اُن کی والدہ کی خالہ ہیں۔

۷۷۹۵ محمد بن عدّی ✿

ابن ربیعہ بن سواءۃ بن جشم بن سعد منقری، ابن سعد، بغوی، باوردی، ابن سکن وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن سعد کا قول ہے: اہل کوفہ میں ان کا شمار ہے، ابن شاہین کا قول ہے: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ بطریق علاء بن فضل بن ابی سویہ منقری نقل کیا ہے کہ مجھ سے ابوفضل بن عبدالملک نے بحوالہ خلیفہ بن عبدہ منقری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے سوال کیا، آپ کے والد نے جاہلیت میں آپ کا نام محمد کیسے رکھ دیا؟ انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد سے یہی سوال کیا تھا، انہوں نے کہا: ہم بنوتمیم کے چار افراد نکلے جن میں سے ایک میں، سفیان بن مجاشع، یزید بن عمرو بن ربیعہ بن حرقوص بن مازن اور اسامہ بن مالک بن جندب بن عنبر تھے۔ ہم شام میں ابن جفنہ غسانی کے ارادے سے نکلے تھے۔ جب ہم شام پہنچے اور ایک تالاب کے پاس فروکش ہوئے جہاں کیکر کے درخت تھے، اس کے قریب ایک راہب کھڑا تھا، جب اس نے ہماری گفتگو سنی تو کہنے لگا: ہم نے کہا تھا اگر ہم اس پانی سے غسل کرلیں اور تیل لگا کے اپنے کپڑے پہن کر اپنے ساتھی کے پاس جائیں تو زیادہ بہتر رہے گا۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا۔ وہ راہب کہنے لگا: یہ تو ایسی قوم کی زبان ہے جو یہاں کے لوگوں کی زبان نہیں۔ ہم نے اس سے کہا: ہم مضر کی قوم ہیں۔ اس نے کہا: کون سے مضر؟ ہم نے کہا: خِندف۔ وہ کہنے لگا: عنقریب تم میں سے ایک نبی مبعوث ہوگا، اس کی طرف جلدی جانا اور اس کی صحبت سے فیض اٹھانا، ہدایت پاؤ گے، کیونکہ وہ خاتم النبیین ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا: اس کا نام کیا ہے؟ وہ کہنے لگا: محمد۔ جب ہم ابن جفنہ کے پاس سے واپس آئے تو ہم میں سے ہر ایک کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اس بشارت کی وجہ سے محمد رکھا۔ ابونعیم ✿ نے یہ روایت بطریق ابی بکر بن خزیمہ، صالح بن مسمار سے املاءً نقل کی ہے کہ ہم سے علاء بن فضل نے روایت کی، ابونعیم کا قول ہے: ہم سے طبرانی ✿ کی عالی سند سے اسے روایت کیا ہے، ہم سے علاء نے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: وہ معجم اوسط میں ہے۔ اسے معجم کبیر میں ذکر نہیں کیا۔

ابن اثیر ✿ نے ابن مندہ پر صحابہ میں محمد بن عدی کا تذکرہ کرنے کی وجہ سے نکیر کی ہے۔ جبکہ نکیر کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ اس روایت کے سیاق سے محمد بن عدی کا صحابی ہونا معلوم ہوتا ہے۔ بخلاف محمد بن سفیان بن مجاشع، چنانچہ ابوموسیٰ نے ابونعیم پر ان کے ذکر

✿ اسد الغابہ (٤٧٤٨) تجرید (٢/٦٠) ✿ معرفۃ الصحابہ (٢/٨٢)

✿ معجم کبیر (١٧/٢٧٣) ✿ اسد الغابہ (٤/٧٧)

کی وجہ سے نکیر کی ہے اور ان پر لازم قرار دیا ہے کہ وہ محمد بن اسامہ اور محمد بن یزید بن ربیعہ کا بھی تذکرہ کرتے۔ اس لیے کہ ان میں سے کسی کی حدیث میں یہ بات نہیں کہ وہ عہد نبوی تک زندہ رہے۔

۷۷۹۶ محمد بن عقبہ

ابن احیحہ انصاری۔ بلاذری نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جن کا نام جاہلیت میں محمد رکھا گیا۔ ابوموسیٰ نے بعض حفاظ سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے بعثت سے پہلے محمد نامی لوگوں میں انہیں شمار کیا ہے۔ محمد بن احیحہ کا ذکر گزر چکا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ یہی ہیں یا ان کے چچا ہیں۔

پھر میں نے ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ حذا کی کتاب ''رجال الموطا'' میں ان سے احیحہ بن جلاح کے حالات میں نقل کرنے کے بعد دیکھا، فرماتے ہیں: احیحہ کا ایک عقبہ نامی بیٹا تھا اور عقبہ کا محمد نامی بیٹا تھا اور محمد کی ایک بیٹی تھی جو مشہور صحابی فضالہ بن عبید کی والدہ ہیں، اور محمد کا ایک بیٹا منذر تھا جو بئر معونہ کے دن شہید ہوئے، اس سے ظاہر ہے کہ محمد بن عقبہ اسلام سے پہلے فوت ہوئے۔ واللہ اعلم

۷۷۹۷ محمد بن علبہ قرشی [1]

عبدالغنی بن سعید نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے، ان کے والد کے نام کو مہملہ کے پیش اور لام کے سکون کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ابن ماکولا [2] نے ان کی پیروی کی ہے۔ ابن مندہ نے بطریق عمرو بن حارث، بحوالہ ھبیب بن مغفل کہ انہوں نے محمد بن علبہ قرشی کو دیکھا کہ اپنا تہبند کھینچ رہے تھے، انہیں ھبیب نے دیکھا تو فرمایا: کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا: ''(وضو میں خشک) ٹخنوں کے لیے آگ کی ہلاکت ہے''۔

اس حدیث کی سند صحیح ہے، اور ھبیب اس حدیث کو روایت کرنے والے مشہور صحابی ہیں۔

اسے احمد نے اس طریق سے نقل کیا ہے، لیکن اس کے الفاظ ہیں۔ بحوالہ ھبیب کہ انہوں نے محمد قرشی کی تہبند کھینچتے ہوئے دیکھا، انہوں نے انہیں دیکھا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے..... (الحدیث) اسی طرح ان کی کتاب میں لفظ سمعت ہے، ان کا اس میں قصہ ہے۔

اسے ابن یونس نے دوسرے طریق سے بحوالہ ابو یزید روایت کیا ہے کہ ابوعمران نے انہیں بتایا، فرماتے ہیں: مجھے سلمہ بن ملخد نے صاحب حبشہ کی طرف بھیجا، جب میں دروازے پر پہنچا، میں نے صحابی حضرت ھبیب بن مغفل کو اور محمد بن علبہ قرشی کو پایا، محمد کو اجازت مل گئی، وہ اپنے تہبند کو کھینچتے ہوئے اٹھے، انہیں ھبیب نے دیکھا تو فرمایا: میں نے سنا.... پھر اسے ذکر کیا۔

اسی طرح نسائی نے دوسرے طریق سے بحوالہ یزید اس حدیث کو قصے کے بغیر ذکر کیا، میں نے کسی کو نہیں پایا کہ انہوں نے لفظ اَماسمعت کے ساتھ نقل کیا ہو، یعنی اَما کے اضافے کے ساتھ جو استفہام کے لیے ہے اور سمعت کے ساتھ، صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں لکھنے والے بعض مؤلفین نے اسے جائز کہا ہے کہ یہ اَما کے بجائے اَنّا ہے۔ ابن مندہ نے اس روایت پہ اعتماد کیا ہے جو ان کے پاس لکھی ہے، اس لیے انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں محمد بن علبہ کا ذکر کیا ہے اور شاید یہی عبدالغنی بن سعید کی دلیل ہے، ابونعیم نے یہ

---

[1] اسد الغابہ (٤٧٥٠) استیعاب (٢٣٦٦) تجرید (٢/٦٠) [2] اکمال (٢/١٤٥)

حدیث بطریق مسند احمد نقل کی ہے کہ متاخرین میں سے کسی کا گمان ہے کہ حبیب کا محمد کو ذکر کرنا ان کے صحابی ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے کہ جو شخص صحابہ کے پاس بیٹھتا ہو یا صحابہ رضی اللہ عنہم اس سے میل جول رکھتے ہوں تو اسے صحابی شمار کر لیا جائے تو یہ قسم بہت زیادہ بڑھ جائے گی۔ ابن اثیر ✿ نے ان کا تعاقب کیا ہے، اور ابن مندہ کے عذر کو برقرار رکھا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابو نعیم نے ابن مندہ کے سیاق میں غور نہیں کیا جو ان سے منقول ہے کہ محمد صحابی ہیں اور اس سیاق پر کلام کر دیا جو انہوں نے مسند احمد سے لیا ہے، وہ اس کا تقاضا نہیں کرتا۔

۷۷۹۸ محمد بن عمرو بن عاص ✿

ابن وائل قرشی سہمی۔ ان کے بھائی عبداللہ اور والد عمرو کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ عدوی نے انساب میں ذکر کیا ہے کہ محمد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے، وہ کم عمر تھے، ابن سعد کا قول ہے: ان کی والدہ بلویہ ہیں۔ ابن برقی کا قول ہے: ان کا نام خولہ بنت حمزہ بن سلیل ہے، ابن سعد نے بحوالہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ ان کی اسناد سے ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص کو مصر سے معزول کر دیا تو وہ مدینہ آئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے انہیں ڈانٹ پلائی۔ تو وہ فلسطین میں اپنی جائیداد کی طرف چلے گئے اور وہاں مقیم ہو گئے یہاں تک کہ انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت پھر جب جمل اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی خبریں ملنے لگیں، تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملنا چاہا باوجودیکہ انہیں معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں اپنے کام میں شریک نہیں کریں گے۔

انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں عبداللہ اور محمد سے مشورہ لیا، تو عبداللہ نے آپ کو مشورہ دیا کہ وہ انتظار کریں یہاں تک کہ کوئی فیصلہ ہو جائے اور محمد نے کہا: عربی اشعار میں آپ کی شہسواری کا ذکر ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ جب تک اس میں آپ کا ذکر نہیں ہو گا تو کوئی فیصلہ نہیں ہو گا۔ تو آپ نے عبداللہ سے فرمایا: تم نے مجھے وہ مشورہ دیا جو میرے لیے آخرت میں بہتر ہے۔ اور محمد سے فرمایا: تم نے مجھے وہ مشورہ دیا جو میرے لیے دنیا میں خبرداری کا ذریعہ ہے، اور امیر معاویہ کی طرف کوچ کر گئے، قصہ لمبا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد اس وقت حضرت عمرو کے نزدیک اتنے ہوشیار تھے کہ آپ نے انہیں مشورے کا اہل سمجھا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ اور زبیر بن بکار کا قول ہے کہ جنگ صفین میں اپنے والد کے ساتھ شریک ہوئے جنگ میں بڑے جوہر دکھائے وہی یہ شعر کہتے ہیں: ع

"اگر میری جگہ اور مقام پر جنگ صفین میں ایک دن بھی اونٹ شریک ہوتے تو ان کے سر کے بال سفید ہو جاتے جو بقول بعض ان کے بھائی عبداللہ کے اشعار ہیں"۔

حافظ ابن عساکر نے زبیر تک اپنی سند پھر ان کی ابن شہاب تک کی سند سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ محمد بن عمرو بن العاص جنگ صفین کی لڑائی میں شریک ہوئے۔ پھر ایک واقعہ ذکر کیا جس میں یہی اشعار ہیں، یہی واقعہ بطریق نصر بن مزاحم عن عمر بن سعید عن محمد

✿ اسد الغابہ (۷۸/۴) ✿ اسد الغابہ (۴۷۵۲) استیعاب (۲۳۶۸) تجرید (۶۰/۲)

ابن عمرو اور دوسری سند سے عبداللہ بن عمرو کے حالات سے نقل کیا ہے۔

۷۷۹۹ محمد بن عمرو

ابن مغفل، حبیب غفاری کے والد، مؤرخین نے انہیں ذکر نہیں کیا۔ باوجودیکہ یہ اس شخص کی شرط کے مطابق ہیں جس نے عنقریب ہی محمد بن عقبہ کا ذکر کیا ہے۔

۷۸۰۰ محمد بن ابوعمیرہ مُزنی [1]

بخاری [2] نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ شامیوں میں ان کا شمار ہے، پھر بطریق ابن مبارک بحوالہ محمد بن ابوعمیرہ جو اصحاب نبی ﷺ سے ہیں ان کی حدیث نقل کی ہے، فرماتے ہیں: ''اگر کوئی بندہ پیدائش سے لے کر بڑھاپے تک اللہ کی عبادت میں سجدہ ریز رہے تو وہ اس دِن کو کم سمجھے گا، اور اس کی خواہش ہوگی کہ کاش اس کی عمر بڑھتی، تاکہ وہ زیادہ اجروثواب حاصل کرتا''۔ [3]

اس کی سند قوی ہے، اسے ابن مبارک نے کتاب الزھد میں نقل کیا ہے، ابن شاہین نے اسے اپنے طریق سے نقل کیا ہے، لیکن ان کی کتاب میں محمد بن عمیرہ لکھا ہے۔

اسے ابن ابوعاصم اور بغوی نے بطریق ولید بن مسلم، بحوالہ ثور موقوفاً نقل کیا ہے، لیکن ابن مندہ نے ذکر کیا ہے کہ ابن ابوعاصم کی روایت ہے، میرے خیال میں انہوں نے یہ بات نبی کریم ﷺ کے حوالے سے ذکر کی ہے۔

اسے ابن مندہ نے بروایت محمد بن شعیب بحوالہ ثور موقوفاً نقل کیا ہے اور بروایت معاویہ بن صالح بحوالہ ان کے بعض شیوخ، انہوں نے خالد بن معدان سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

اسے عیسیٰ بن یونس نے بحوالہ ثور پہلی روایت کی طرح نقل کیا ہے۔ اسے احمد نے بطریق بقیہ بحوالہ بجیر بن سعد، انہوں نے خالد بن معدان سے، انہوں نے عتبہ بن عبد سلمی سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

ابن سکن اور ابن شاہین نے صحیح سند سے جو بقیہ تک پہنچتی ہے۔ بحوالہ ابن ابی عمیرہ نقل کیا ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''اے لوگو! ہر متنفس دنیا میں آنے کی آرزو کرے گا''۔

پھر ابن سکن کا قول ہے: بعض نے کہا: ابن ابی عمیرہ، ان کا نام محمد ہے، نسائی نے ان کی حدیث نقل کی ہے، فرماتے ہیں: ابن ابی عمیرہ، انہوں نے بھی ان کا نام نہیں لیا۔ اسے بغوی نے محمد کے سوانح میں پہلی حدیث کے بعد نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے ان دو حدیثوں کے علاوہ کوئی روایت کی ہو۔

---

[1] اسد الغابہ (٤٧٥٤) استیعاب (٢٣٦٩) تجرید (٦٠/٢)

[2] تاریخ کبیر (١٥/١)

[3] مسند احمد (١٨٥/٤) المعجم الکبیر (٢٤٩/١٩) تاریخ کبیر (٥١/١) الآحاد والمثانی (٣٥٣/٢)

۷۸۰۱ محمد بن عیاض زھری [1]

مستدرک حاکم میں ان کا ذکر ہے، پھر بطریق ابن لہیعہ بحوالہ محمد بن عیاض زھری روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: بچپن میں مجھے نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا میں ایک کپڑے میں لپٹا ہوا تھا، میری شرمگاہ کھل گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا ستر ڈھانپو کیونکہ جیسے بالغ کی شرمگاہ دیکھنا حرام ہے، ایسے ہی بچے کی شرمگاہ دیکھنا حرام ہے، اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھتے جو (بلاوجہ) اپنی شرمگاہ کھلی رکھے''۔ [2]

سند میں ابن لہیعہ کے ساتھ کئی ضعیف راوی ہیں۔

۷۸۰۲ محمد بن فضالہ [3]

وہ ابن انس بن فضالہ ہیں، اسی طرح گزر چکا ہے۔

۷۸۰۳ محمد بن قیس

ابن شرحبیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار قرشی عبدری، ابن قداح نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے حبشہ کی طرح ہجرت کی، اسے ابن شاہین نے، ابن ابوداؤد سے بحوالہ ابن قداح نقل کیا ہے۔

۷۸۰۴ محمد بن قیس اشعری [4]

ابوموسیٰ اشعری کے بھائی ہیں، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق طلحہ بن یحییٰ نقل کیا ہے کہ ہم سے ابوبردہ بن ابوموسیٰ نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم سمندر کے راستے رسول اللہ ﷺ کے پاس مکہ آئے، میں اور تمہارا بھائی، میرے ساتھ ابوعامر بن قیس، ابورُھم، محمد بن قیس، ابوبُردہ اور پچاس اشعری تھے۔ چھ عک قبیلہ سے تھے، پھر ہم نے سمندر کے راستے سے ہجرت کی اور مدینہ آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: ''لوگوں کے لیے ایک ہجرت ہے اور تمہارے لیے دو ہجرتیں ہیں''۔ [5]

ابن مندہ کا قول ہے: اسے یزید بن عبداللہ بن ابوبردہ نے اپنے آباؤ اجداد کے حوالے سے نقل کیا ہے، اور محمد کا ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: ان کی روایت میں نہیں ہے کہ انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے، مکہ کی طرف ہجرت کی، اس کے الفاظ صحیح میں ہیں: میں اور میرے بھائی ہجرت کر کے نبی کریم ﷺ کے پاس گئے، میں ان میں سب سے چھوٹا تھا، ان میں سے ایک ابوبردہ ہیں، اور دوسرے ابورُہم ہیں، یہ ۵۳ آدمی تھے۔

ابوعمر [6] نے ابورہم کے سوانح میں ذکر کیا ہے کہ ابوموسیٰ اور ان کے بھائی ابوعامر اور ان کے بھائی ابورہم، اور ان کے بھائی مجدی نے ہجرت کی۔ بعض کا قول ہے: ابورہم مجدی ہیں۔ ابن فتحون نے مجدی بن قیس کا اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے، اور اس کی

---

[1] تجرید (۶۱/۲) [2] مستدرك (۲۵۷/۳) كنز العمال (۱۹۱۱۱) [3] تجرید (۶۱/۲)

[4] اسد الغابہ (۴۷۵۶) تجرید (۶۱/۲) [5] صحيح ابن حبان (۷۱۹۴) معرفة الصحابة (۱۱۸/۲)

[6] استيعاب (۴۳۲/۳)

نسبت ابن عبدالبر کے اس بیان کی طرف کر دی جو ابورہم محمد بن قیس کے حالات میں ذکر کیا ہے۔ اور یحییٰ بن طلحہ بن یحییٰ کی روایت کی طرف نسبت کی ہے، لگتا ہے، اس میں مجدی، محمد کی جگہ لکھا ہے۔ البتہ ابن حبان نے کتاب الصحابہ میں یقین سے لکھا ہے کہ ابورہم کا نام محمد بن قیس ہے۔ ابن قانع فرماتے ہیں: مجھے کوفہ کے ان اشعری کاتبوں نے بتایا جنہوں نے ابوموسیٰ اور ان کے گھرانے کا نسب لکھا ہے کہ ابورہم کا نام مجید ہے۔ یعنی دال سے پہلے ی۔ حافظ ابن عساکر سنن میں فرماتے ہیں: یہ بات کتابوں میں محفوظ نہیں کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا کوئی محمد نامی بھائی ہو، یہ صرف اسی حدیث میں ہے، بقول بعض یہ روایت محفوظ نہیں۔

۷۸۰۵ محمد بن کعب [1]

ابن مالک انصاری، ان کے والد کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ بغوی، باوردی، ابن سکن، ابن شاہین، ابن مندہ وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عکرمہ بن عمار، بحوالہ طارق بن عبدالرحمٰن نقل کیا ہے کہ میں نے عبداللہ بن کعب سے سنا اور آپ کے بھائی محمد بن کعب اس ستون کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور مسجد کے ایک ستون کی طرف اشارہ کیا، ہم نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو دوسرے کے مال پر قسم کھا رہا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اپنے بھائی کے مال پہ اس کا مال بٹورنے کے لیے جھوٹی قسم کھائے تو اس سے (اللہ کا) ذمہ بری ہے اور اس کے لیے جہنم واجب ہے''۔

محمد بن کعب عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول اگرچہ وہ تھوڑا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں میں ایک مسواک تھی، آپ نے اسے پلٹ کر فرمایا: ''اگرچہ پیلو کی مسواک ہی ہو''۔ [2]

ابونعیم کا قول ہے، محمد بن کعب کے کلام کا اس حدیث میں ذکر وہم ہے، اسے ولید بن کثیر نے بحوالہ محمد بن کعب نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے بھائی عبداللہ بن کعب سے، بحوالہ ابوامامہ سنا۔

میں کہتا ہوں: ولید کی حدیث صحیح مسلم میں ہے، میں ایسی بات سے واقف ہوا ہوں جو دلالت کرتی ہے کہ کعب بن مالک کے دو بیٹے ہیں، ان میں سے ہر ایک کا نام محمد ہے۔ میں نے حافظ جمال الدین مزی کی تحریر سے تہذیب الکمال میں پڑھا ہے۔

۷۸۰۶ محمد بن کعب انصاری

اصغر، انہوں نے اپنے بھائی عبداللہ بن کعب سے روایت کیا، ان سے ولید بن کثیر نے روایت کیا، فرماتے ہیں: محمد بن کعب بڑے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں فوت ہوئے۔ یہ بڑے پتے کی بات ہے جس سے ابونعیم کی تردید ہوتی ہے اور عکرمہ ابن عمار کی حدیث کی تقویت ہوتی ہے۔ اس کو بطور دلیل پیش کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اس حدیث میں محمد بن کعب کا ذکر یاد رکھا ہے۔ وہ اور محمد ہیں ان کے علاوہ ہیں جو عبداللہ بن کعب سے روایت کرتے ہیں اور اس سے یہ نقطہ بھی سمجھ آتا ہے کہ عبداللہ بن کعب اپنے بھائی محمد بن کعب اکبر سے روایت کرتے ہیں، اور ان سے ان کے بھائی محمد بن کعب اصغر روایت کرتے ہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (٤٧٥٨) استیعاب (٢٣٧٠) تجرید

[2] مسلم کتاب الایمان (٥٤٣٤) نسائی (٥٤١٩) مسند احمد (٢٦٠/٥)

۷۸۰۷ محمد بن مخلد [1]

ابن سحیم بن مستورد بن عامر بن عدی بن کعب بن حارث بن خزرج انصاری اوسی، ابن قدّاح نے ذکر کیا ہے کہ وہ عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ یہ وہی ہیں کہ آپ ﷺ نے ان کا نام محمد رکھا وہ فتح مکہ میں شریک تھے، اسے ابن شاہین نے بحوالہ ابن ابوداؤد ان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

۷۸۰۸ محمدؐ بن مسلمہ [2]

ابن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن خزرج بن عمرو بن مالک اوسی انصاری اوسی حارثی، ابوعبدالرحمٰن مدنی، بنوعبداشہل کے حلیف ہیں۔ بعثت سے بائیس (۲۲) برس قبل پیدا ہوئے۔ جیسا کہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، ان لوگوں میں سے ہیں جن کا نام جاہلیت میں محمد رکھا گیا، بعض کا قول ہے: ان کی کنیت ابوعبداللہ اور ابوسعید ہے، اکثر کے نزدیک پہلا قول ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کئی احادیث روایت کیں۔

ابن عبدالبر [3] نے ان کے نسب کے بارے میں کہا: ان سے ان کے بیٹے محمود، ذؤیب، مسور بن مخرمہ، سہل بن ابی خیثمہ، ابوبردہ بن ابی موسیٰ، عروہ، اعرج، قبیصہ بن حصن اور دوسرے لوگوں نے روایت کی۔

ابن شاہین کا قول ہے: ہم سے عبداللہ بن سلیمان بن اشعث نے روایت کیا کہ وہ بدر میں شریک تھے۔ وہ اور ان کی اولاد جعفر، عبداللہ، سعد، عبدالرحمٰن اور عمر اصحاب نبی ﷺ میں سے تھے، فرماتے ہیں: میں نے انہیں فرماتے ہوئے سنا: اہل شام نے انہیں قتل کیا، پھر ہشام [5] کے طریق سے بحوالہ حسن نقل کیا ہے کہ محمد بن مسلمہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے تلوار عطا فرمائی، فرمایا:

> ''جب تک مشرکین جنگ کرتے رہیں تم اس سے انہیں قتل کرو، اور جب تم دیکھو کہ میری اُمت ایک دوسرے کی گردنیں اڑا رہی ہے تو اسے کسی کے پاس لا کر مارنا یہاں تک کہ ٹوٹ جائے پھر اپنے گھر بیٹھ جانا یہاں تک کہ تمہارے پاس کوئی خطا کار ہاتھ پہنچ جائے، یا تمہیں موت آجائے''۔ [4]

انہوں نے ایسا ہی کیا۔

میں کہتا ہوں: اس سند کے رجال ثقہ ہیں، سوائے اس کے کہ حسن نے محمد بن مسلمہ سے نہیں سنا۔

ابن سعد [6] کا قول ہے: اسلام کے ابتدائی دور میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اسلام لائے۔

---

[1] اسد الغابہ (٤٧٦٠) تجرید (٦١/٢) [3] اسد الغابہ (٤٧٦١) استیعاب (٢٣٧٢) تجرید (٦٢/٢)

[2] اسد الغابہ (٤٧٦٠) تجرید (٦١/٢) [3] اسد الغابہ (٤٧٦١) استیعاب (٢٣٧٢) تجرید (٦٢/٢)

[5] السیرۃ النبویۃ (٢٤٨/٢) [4] مسند احمد (٢٢٥/٤) معجم کبیر (٢٣٥/١٩) جامع المسانید والسنن (١٥٧/١١) اسد الغابہ (٨٢/٤)

[6] طبقات کبریٰ (١٨/٣)

رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور ابوعبیدہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا، غزوہ بدر اور اس کے بعد سوائے غزوہ تبوک کے تمام غزوات میں شریک ہوئے، کیونکہ وہ نبی علیہ السلام کی اجازت سے مدینہ میں ٹھہرنے کے لیے پیچھے رہ گئے تھے، اور وہ ان لوگوں میں سے تھے جو کعب بن اشرف اور ابن ابوحقیق کو قتل کرنے گئے۔

ابن عبدالبر [1] کا قول ہے: صاحب فضیلت صحابہ میں سے تھے، بعض غزوات میں نبی کریم ﷺ انہیں اپنے پیچھے مدینہ میں چھوڑ گئے تھے، یہ ان لوگوں میں سے تھے جو فتنے سے علیحدہ رہے اور جمل اور صفین میں شریک نہ ہوئے۔

حضرت حذیفہ نے ان کے بارے میں فرمایا: میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جسے فتنہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ان کا ذکر کیا اور نبی علیہ السلام سے اس بات کے سماع کی صراحت کی ہے۔ اسے بغوی وغیرہ نے ذکر کیا ہے، ابن کلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جہینہ کی زکوٰۃ وصولی پر مقرر کیا، جبکہ اوروں کا کہنا ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں شہروں کے مشکل معاملات کو سلجھانے کے لیے مقرر تھے، کوفہ وغیرہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص نے محل تعمیر کیا تو اس کی چھان بین کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہی قاصد تھے۔ ابن مبارک کتاب الزھد میں فرماتے ہیں: ہمیں ابن عیینہ نے عمرو بن سعید نے بحوالہ عبایہ بن رفاعہ روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے ایک محل بنایا ہے جس کا دروازہ رکھا ہے۔ فرماتے ہیں: آواز وہاں تک نہیں پہنچتی، چنانچہ آپ نے محمد بن مسلمہ کو روانہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب وہ حسب منشا کوئی کام کرنا چاہتے تھے تو انہی کو روانہ کرتے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا: سعد کے پاس پہنچ کر اس کا دروازہ جلا دینا۔ چنانچہ وہ کوفہ آئے، جب دروازے پر پہنچے تو چقماق نکالی، آگ سلگائی پھر دروازے کو جلا دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا۔ وہ باہر تشریف لائے، پھر قصہ ذکر کیا۔ ابن شاہین کا قول ہے: کہ قدیم صحابہ میں سے ہیں، مدینہ کے رہائشی تھے پھر ربذہ یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وہاں رہنے لگے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: صفر ۴۶ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ ان کی عمر ستتر (۷۷) برس تھی، مدائنی نے ان کی وفات کا سال ۴۳ھ بیان کیا ہے۔ ابن ابی داؤد کا قول ہے: اہل شام نے انہیں شہید کیا، اسی طرح یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں فرمایا ہے، اہل شام میں سے اُردن والوں میں سے ایک شخص ان کے پاس آیا وہ اپنے گھر میں تھے، اس نے آپ کو شہید کر دیا۔ [2] محمد بن ربیع نے مصر کے صحابہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں عمرو کے پاس مصر بھیجا، انہوں نے ان کا مال تقسیم کر دیا جس کا انہوں نے اپنی حدیث میں مسنداً ذکر کیا، پھر فرماتے ہیں: مدینہ میں ۴۳ھ میں وفات پائی۔ ان کی عمر ستتر (۷۷) سال تھی۔ وہ دراز قد، مناسب اندام، سر کے گنجے تھے۔

۷۸۰۹ محمد بن نضلہ انصاری [3]

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بطریق وہب بن جریر بن حازم بحوالہ ان کے والد، انہوں نے محمد بن اسحاق [4] سے

---

[1] استیعاب (۴۳۳/۳)

[2] ابوداؤد (٤٦٦٤) مسند احمد (۴۹۳/۳) مستدرك حاكم (۴۳٤/۳) طبرانی (۴۹۷/۱۹) معرفة الصحابه (۴۹۷/۳)

[3] اسد الغابه (٤٧٦٤) تجريد (٦٢/٢) [4] السيرة النبوية (۸۸/۲)

نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ ہجرت کی، یا ان کی طرف محمد اور محرز صاحبزادگان نضلہ نے ہجرت کی۔

میں کہتا ہوں: محرز کا ذکر ہو چکا ہے کہ وہ اسدی ہیں، لیکن محمد کا نام مجھے صرف اسی طریق سے ملا ہے لگتا ہے ان کا ''انصاری'' کہنا وہم ہے۔

۷۸۱۰ محمد بن هشام [1]

قاضی ابواحمد عسال نے صحابہ ﷺ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے ان کی حدیث نقل کی ہے بطریق ابن الھاد، بحوالہ محمد بن ہشام، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری آپس کی باتیں امانت ہوتی ہے، کسی مومن کے لیے حلال نہیں کہ دوسرے مسلمان کی پگڑی اچھالے''۔ [2]

ابوحسن بن براء کا قول ہے، میں نے علی بن مدینی کو فرماتے ہوئے سنا: یہ محمد بن ہشام مجہول ہیں، میں انہیں نہیں جانتا۔

میں کہتا ہوں: میں نے تاریخ بخاری میں ان سے روایت کرنے والے شخص کا ذکر نہیں دیکھا، گویا وہ راوی ہیں جنہوں نے اس حدیث کو مرسل روایت کیا ہے۔

۷۸۱۱ محمد بن هلال [3]

ابن معلّی، قداح نے ذکر کیا ہے کہ وہ فتح مکہ میں شریک تھے، اور یہ کہ نبی کریم ﷺ نے ان کا نام محمد رکھا تھا، اسے ابن شاہین نے بحوالہ ابن ابی داؤدان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

۷۸۱۲ محمد بن وحوح [4]

ابن اسلت، ان کے بھائی حصین اور محصن میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ قدّاح نے ذکر کیا ہے کہ وہ فتح مصر میں شریک تھے، اور فتوح عراق میں بھی موجود تھے۔

اسے ابن شاہین اور ابن ابی داؤد نے بحوالہ قدّاح نقل کیا ہے، ابن کلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ حصین اور محصن قادسیہ میں شہید ہوئے، شاید یہ ان کے بھائی ہیں یا ان میں سے ایک کا نام محمد تھا۔

۷۸۱۳ محمد بن یَغذیذَوَیه [5]

الہروی۔ ابواسحاق بن یاسین نے تاریخ ہراۃ میں ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم سے ابراہیم بن علی بن بالویہ نے وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے محمد بن مردان شاہ زنجانی نے روایت کیا، ان کا گمان ہے کہ وہ ثقہ ہیں، ان کی عمر ایک سو نو (۱۰۹) برس تھی۔ فرماتے ہیں کہ ہم سے احمد بن عبدہ جرجانی نے وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے یغودان بن یغذیدویہ الہروی نے روایت کیا، فرماتے ہیں کہ

---

[1] اسد الغابہ (٤٧٦٥) تجرید (٦٢/٢) [2] اسد الغباہ (٤٧٦٥) تجرید (٦٢/٢)

[3] تجرید (٦٢/٢) [4] تجرید (٦٢/٢) [5] اسد الغابہ (٤٧٦٧) تجرید (٦٢/٢)

میں نے اپنے شرک کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی تھی، اور پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پہ مسلمان ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام محمد رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب دعا کم ہو جاتی ہے تو مصیبت نازل ہوتی ہے اور جب بادشاہ ظلم کرتا ہے تو آسمان سے بارش رُک جاتی ہے....''۔ (الحدیث) ❶

اسے ابوموسیٰ نے نقل کیا ہے اور مستغفری نے بحوالہ محمد بن مردان شاہ نقل کیا ہے کہ ہم سے احمد بن عبدہ جرجانی نے اس سند سے مرفوع نقل کیا ہے:

''علم مومن کا دوست ہے اور عقل اس کی دلیل ہے''۔ ❷

۷۸۱۴ محمد انصاری

صحیح مسلم میں ان کا ذکر بروایت حماد بن سلمہ بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مروی ہے، میں نے اس کے طرق سعد دوسی کے سوانح میں، حرف سین میں نقل کیے ہیں۔ رہا ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول کہ ان کی حدیث کی سند ضعیف ہے، عمدہ نہیں۔

۷۸۱۵ محمد دوسی

ان کے بارے میں تفصیل سعد دوسی کے سوانح میں گزر چکی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ دونوں ناموں میں سے ایک ان کا لقب ہو، یا ایک نام دوسرے سے بدل گیا ہو۔

۷۸۱۶ محمد ظفری

ابوحاتم کا قول: انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یقین سے لکھا ہے کہ وہ انس بن فضالہ ہیں۔

۷۸۱۷ محمد مزنیؓ ❸

مہند کے والد ہیں، مطین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ نصر بن مزاحم نے بحوالہ مہند بن محمد مزنی، انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو مرتبہ کا قرض ایک مرتبہ صدقے کی مانند ہے''۔

اسے باوردی نے بحوالہ مطین نقل کیا ہے، اسی طرح ابونعیم ❹ کا قول ہے: ان کا صحابی ہونا صحیح سند سے ثابت نہیں، اور میرے خیال میں انہیں دیدار حاصل نہیں۔

۷۸۱۸ محمد (مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ❺

حاکم نے تاریخ نیسابور میں ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو خراسان آئے، فرماتے ہیں: مجھے علی بن احمد مروزی نے

---

❶ لسان المیزان (١١٣٢/٦) جامع المسانید والسنن (١٦٧/١١) اسد الغابہ (٦٨/٤)

❷ کنز العمال (٢٨٦٦٣) اتحاف السادہ المتقین (٤٩/٨) مغنی عن حمل اسفار (١٨٢/٣)

❸ تجرید (٦١/٢) ❹ معرفۃ الصحابہ (١٠٧/٢) ❺ اسد الغابہ (٤٧٢٣) تجرید (٥٧/٢)

بحوالہ ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن محمد بن مقاتل بن محمد بن محمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن محمد، مولیٰ رسول اللہ ﷺ کہ مجھے میرے والد نے بحوالہ اپنے والد مقاتل بن محمد بتایا کہ ان کے والد محمد کا نام ماناھیہ تھا، وہ مجوسی تاجر تھے۔ جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کا ذکر اور آپ ﷺ کا ظاہر ہونا سنا تو وہ اپنے ساتھ تجارت کا سامان لے کر مدینہ آئے اور اسلام لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام محمد رکھا، وہ مرو میں اپنے گھر مسلمان ہوکر آئے، انہیں مولیٰ رسول اللہ ﷺ کہا جاتا تھا۔ فرماتے ہیں: مرو میں ان کا گھر جامع مسجد کے سامنے تھا، اسے ابوموسیٰ نے بطریق حاکم نقل کیا ہے۔

۷۸۱۹ محمد (بے نسبت)[1]

بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ابن شاہین نے ان کے حوالے سے بطریق سلام بن ابوصہباء، ثابت کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے حج کیا، میں ایک ایسے حلقے میں گیا جس میں دو آدمی تھے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا تھا، میرے خیال میں ان میں سے ایک آدمی کا نام محمد تھا، وہ وسوسے کے بارے میں حدیث بیان کررہے تھے، ان دونوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے.... پھر حدیث ذکر کی، اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ خالص ایمان ہے''۔ ثابت کہنے لگے: میں نے کہا: اے کاش! اللہ تعالیٰ مجھے وہ خالص ایمان عطا فرمائیں۔[2] ان دونوں نے مجھے ڈانٹا اور کہنے لگے: ہم تمہارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کررہے ہیں اور تم اس طرح کی بات کررہے ہو؟ بغوی کا قول ہے، اس اسناد سے مجھے کوئی اور حدیث معلوم نہیں، یہ ترغیب حدیث ہے۔

حرف میم کے باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر

۷۸۲۰ محمود بن ربیع[3]

ابن سراقہ بن عمرو بن زید بن عبدہ بن عامر بن عدی بن کعب بن حارث بن خزرج انصاری خزرجی۔ بعض نے کہا: وہ بنوحارث بن خزرج سے ہیں، بقول بعض: بنوسالم بن عوف سے ہیں، ابوعمر نے ان کے بارے میں انصاری خزرجی لکھنے کے بعد فرمایا: بنوعبداشہل سے ہیں، وہ وہم ہے۔ کیونکہ بنوعبداشہل اوس سے ہیں، ان کی کنیت کے بارے میں دو قول ہیں: ابونعیم اور ابومحمد، دوسرا قول زیادہ ثابت ہے، معروف یہ ہے کہ ابونعیم، محمود بن لبید کی کنیت ہے۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: مدینہ کے رہائشی ہیں، ان سے مروی ہے کہ انہیں یاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھر میں ڈول سے پانی لے کر ان کے چہرے پر کلی کی تھی۔[4]

اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کئی طرق سے بحوالہ زہری رحمۃ اللہ علیہ ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، یہ روایت مسلم میں دورانِ حدیث

---

[1] اسد الغابہ (٤٧٦٨)

[2] مسند احمد (١٠٦/٦) مسند ابویعلی (١٠٩/٨) مجمع الزوائد (٣٣/١)

[3] اسد الغابہ (٤٧٦٩) استیعاب (٢٣٧٣) تجرید (٦٢/٢)

[4] بخاری (٧٧) ابن ماجہ (٧٥٤) مسند احمد (٤٢٩/٥)

ہے۔ اسے بغوی نے بطریق اوزاعی بحوالہ زہری رحمۃ اللہ علیہ، انہوں نے محمود سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھے وہ کلی بھولی نہیں جو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے گھر کے کنوئیں سے میرے منہ پر کی تھی، بعض طریق سے مروی ہے: اور میں پانچ سال کا تھا۔ ابن حبان کا قول ہے: ان کی زیادہ تر روایات صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہیں۔ ان کی والدہ جمیلہ بنت ابوصعصعہ ہیں، ابومسہر اور دوسرے راویوں کا قول ہے، محمود بن ربیع ۹۹ھ میں وفات پائی وہ ترانوے (۹۳) سال کے تھے۔ اسی طرح ابن حبان نے ان کی وفات کے بارے میں فرمایا، لیکن فرمایا: وہ چورانوے (۹۴) برس کے تھے، گویا وہ اس حدیث سے ماخوذ ہے، جسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق محمود بن ربیع نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی اور میں پانچ برس کا تھا۔

۷۸۲۱ محمود بن ربیعہ [1]

انصار کے ایک شخص ہیں، اہل مصر اور خراسان سے عورت کے بیعانے اور اس قرض کے بارے میں جو ادا نہ کیا جائے حدیث مروی ہے۔ اسی طرح ابن عبدالبر [1] نے ان کا ذکر کیا ہے، اور اس پر اضافہ نہیں کیا۔

یہ میرے خیال میں محمود بن ربیع ہیں، دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث مکحول کے بعض طرق میں بحوالہ عبادہ بن صامت امام کے پیچھے قرأت کرنے کے بارے میں روایت نقل کی ہے، راوی اس میں فرماتے ہیں: بحوالہ مکحول، انہوں نے نافع سے، انہوں نے محمود ابن ربیع سے، انہوں نے عبادہ بن صامت سے نقل کیا ہے۔

دوسری روایت میں ہے: بحوالہ نافع انہوں نے محمود بن ربیعہ سے نقل کیا ہے، اگر ایسا ہے تو یہ پہلے والے ہیں جیسا کہ احتمال ہے کہ وہ کوئی اور ہوں۔

۷۸۲۲ محمود بن عمیر [2]

ابن سعد انصاری۔ ابن شاہین وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق حجاج بن حجاج بحوالہ محمود بن عمیر بن سعد روایت نقل کی ہے کہ عتبان بن مالک کی نبی کریم ﷺ کے زمانے میں نظر چلی گئی تھی، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا اور کہا: مجھے یہ پسند ہے کہ آپ میری نماز پڑھنے کی جگہ پر نماز ادا کریں، آپ اس جگہ آئے لوگوں نے مالک بن دخشم کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہ گواہی نہیں دیتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں؟'' لوگوں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ بھی سچے دِل سے ان دونوں کی گواہی دے اور اس پر فوت ہو اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام کر دیتے ہیں''۔ [2] اس کے رجال ثقات ہیں۔

ابونعیم کا قول ہے: اسے سعید بن بشیر نے بحوالہ قتادہ روایت کیا ہے۔ اس کے آخر میں یہ اضافہ کیا ہے: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری اُمت میں سے تین لاکھ افراد کو جنت میں داخل کریں گے....''۔ (الحدیث) اسے ابن مندہ نے سعید بن بشیر کی روایت سے بحوالہ قتادہ فقط کے اضافے کے ساتھ نقل کیا ہے اور فرماتے ہیں: حجاج نے ان کی پیروی کی ہے اور ہشام نے ان

---

[1] اسد الغابہ (۴۷۷۰) استیعاب (۲۳۷۴) تجرید (۶۲/۲) [1] استیعاب (۴۳۵/۳)

[2] اسد الغابہ (۴۷۷۲) تجرید (۶۲/۲) [2] مسند احمد (۱۹۳/۳) مجمع الزوائد (۴۰۵/۱۰)

دونوں کی مخالفت کی ہے۔

عمیر کی سوانح میں ہشام کی روایت گزر چکی ہے، وہ اس میں فرماتے ہیں: بحوالہ قتادہ، انہوں نے ابوبکر بن انس سے، انہوں نے ابوبکر بن عمیر سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔

اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے طریق سے بحوالہ قتادہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: بحوالہ نضر بن انس انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عتبان سے نقل کیا ہے، دوسرے طریق سے ہے: بحوالہ ابوبکر بن انس، انہوں نے محمود بن ربیع سے، انہوں نے عتبان سے نقل کیا ہے، اس میں ہے کہ ابوبکر بن انس نے فرمایا: تو میں عتبان سے ملا، یہ سب زیادۃ میں ہے، حدیث کا شروع حصہ زہری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے بحوالہ محمود بن ربیع مروی ہے، انہوں نے عتبان سے روایت کی ہے، اسی طرح صحیحین میں منقول ہے۔

۷۸۲۳ محمود بن لبید ✿

ابن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبد اشہل انصاری اوسی، اشہلی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ✿ کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، پھر بطریق عاصم بن عمر بن قتادہ ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: جس دن حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی جلدی کی کہ ہمارے جوتے تیز چلنے سے ٹوٹ گئے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس میں حاضر تھے، یہ بھی احتمال ہے کہ انہیں مرسل نقل کیا ہو، ہمارے جوتوں سے مراد ان کی اس موقع پر موجود لوگوں کے جوتے ہوں جو بنی عبد اشہل کے تھے، انہی سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا خاندان ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ✿ نے اپنی مسند میں بطریق محمد بن اسحاق ان کی حدیث نقل کی ہے کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بحوالہ محمود بن لبید نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمیں ہماری مسجد میں نماز پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو فرمایا: "ان دو رکعتوں کو اپنے گھروں میں پڑھا کرو"۔ یعنی صبح کی دو سنتیں اور مغرب کے بعد دو سنتیں۔

ابن عبدالبر ✿ کا قول ہے: محمود بن لبید، محمود بن ربیع سے بڑے ہیں، ابن خزیمہ نے ذکر کیا ہے کہ محمود بن ربیع ہی محمود بن لبید ہیں۔ کیونکہ محمود بن ربیع، لبید کے بیٹے ہیں، ان کے دادا کی طرف ان کی نسبت ہے، اس میں بعد ہے، خصوصاً اس وجہ سے کہ محمود ابن لبید اشہلی ہیں، اوس قبیلے سے ہیں اور محمود بن ربیع خزرجی ہیں۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے محمود بن لبید کا تابعین میں ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مرسل احادیث روایت کرتے ہیں، پھر فرمایا: میں نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، کیونکہ انہیں دیدار حاصل ہے، اسی طرح فرمایا: بعض کا قول ہے کہ اس وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر ہے کہ انہیں دیدار حاصل ہے، فرماتے ہیں: ان کی اکثر روایات صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں، اور پتے کی بات لکھی ہے کہ ان کی والدہ محمد بن سلمہ کی بیٹی ہیں۔

✿ اسد الغابہ (٤٧٧٣) استیعاب (٢٣٧٤) تجرید (٦٣/٢) ✿ التاریخ الکبیر (٤٠٨/٧)

✿ مسند احمد (٤٢٧/٥) ✿ استیعاب (٤٣٥/٣)

۷۸۲۴ محمود بن مسلمہ [1]

ابن سلمہ انصاری۔ محمد، جن کا تذکرہ ابھی گزرا ہے ان کے بھائی ہیں، ان کے بھائی کے سوانح میں قریب میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں شہید ہوئے۔ موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں بحوالہ ابن شہاب یہ ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابواسود نے بحوالہ عُروہ نقل کیا ہے۔ اسی طرح محمد بن اسحاق وغیرہ نے ذکر کیا ہے، محمد بن اسحاق [2] خیبر کے قلعوں میں سے جو قلعہ سب سے پہلے فتح ہوا وہ قلعہ ناعم تھا۔ اس کے پاس محمود بن مسلمہ شہید ہوئے۔ چکی کا پاٹ ان پہ گرا دیا گیا جس سے وہ شہید ہو گئے۔

ابن کلبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: محمد بن مسلمہ پر قلعے سے ایک پتھر پھینکا گیا، جس سے ان کی آنکھیں غائب ہو گئیں، وہ پتھر مرحب نے پھینکا تھا، اس روح فرسا منظر کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بھائی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کل تمہارے بھائی کا قاتل قتل ہو جائے گا''۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔

مغازی ابن عائذ وغیرہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، تو انہوں نے کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا، انہوں نے انہیں قتل کر دیا۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ کنانہ نے محمود کو شہید کیا تھا۔

ابن سعد کا قول ہے: محمود اُحد، خندق، حدیبیہ اور خیبر میں شریک ہوئے اور اسی روز شہادت پائی، مرحب نے ان کے اوپر چکی کا پاٹ پھینکا تھا، جو ان کے سر پہ لگا جس سے ان کا سر کچل کے رہ گیا اور ان کی پیشانی کٹ کے چہرے پر آ پڑی۔ اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچائے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حصے کو واپس جوڑا تو وہ ویسا ہی ہو گیا جیسا تھا اور اوپر سے پٹی کر دی اس کے بعد محمود تین دِن تک زندہ رہے پھر فوت ہوئے۔ محمد نے اسی دِن جس میں محمود فوت ہوئے تھے مرحب کو قتل کیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ محمد کی اس پر دسترس کے بعد کھڑے رہے، محمود اور عامر بن اکوع کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ [3]

یونس بن بکیر کی زیادات مغازی میں حسین بن واقد سے بحوالہ عبداللہ بن بریدہ مروی ہے کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، فرماتے ہیں: جب خیبر کا دِن ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لیا، لیکن ان کے ہاتھ پہ فتح نہ ہوئیں محمود بن مسلمہ شہید ہوئے، یہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بحوالہ زید بن حباب مروی ہے، انہوں نے حسین سے اسی مفہوم کی حدیث روایت کی ہے۔ اسے ابن مندہ نے عالی سند سے بطریق زید بن حباب نقل کیا ہے۔

۷۸۲۵ محمیہ [4]

ابن جزء بن عبدیغوث زبیدی، بنوسہم کے حلیف ہیں، قریش سے ہیں، اسلام کے ابتدائی دور میں اسلام لائے اور حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ نبی علیہ السلام کی طرف سے خمس وصول کرنے کے لیے مقرر تھے۔ صحیح مسلم میں اس سے ان کا ذکر حدیث عبدالمطلب

---

[1] اسد الغابہ (٤٧٧٤) استیعاب (٢٣٧٦) تجرید (٢/٦٣) [2] ابن ھشام (٣/٢٥٧)

[3] مسلم (٢٤٧٨) ابوداود (٢٩٨٥) نسائی (٢٦٠٨) المعجم الکبیر (٥/٤٥٦٦)

[4] اسد الغابہ (٤٧٧٦) استیعاب (٢٥٥٣) تجرید (٢/٦٣)

ابن ربیعہ بن حارث سے ثابت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے اور فضل بن عباس نے یہ عرض کی کہ انہیں صدقات کی وصولی پر مقرر کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ لوگوں کا میل کچیل ہے، میرے پاس محمیہ بن جزء کو بلاؤ''۔ اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی فضل بن عباس سے کر دیں اور انہیں حکم دیا کہ ان کی بیویوں کا مہر بھی ادا کریں..... (الحدیث) [1] اس قصے کے ساتھ مغاز مغازی میں ہے: نبی کریم ﷺ نے ابوقتادہ سے خوبصورت لونڈی کا ہدیہ مانگا اسے محمیہ بن جزء کو ہبہ کر دیا۔

بعض کا قول ہے: وہ بدر میں شریک تھے، جیسا کہ ابن کلبی نے ذکر کیا، واقدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: سب سے پہلے غزوہ مریسیع میں شریک ہوئے۔ ابوسعید بن یونس کا قول ہے: مصر کی فتح میں شریک تھے۔ مجھے معلوم نہیں کہ انہیں دیدار حاصل ہو۔

۷۸۲۶ مُحَیریز بن جنادہ [2]

ابن وہب جمحی، عبداللہ کے والد ہیں۔ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تجرید [3] میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میرے خیال میں مسلمانانِ فتح مکہ میں سے ہیں، تو ان کا بیٹا عبداللہ کبار تابعین میں سے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اذان کے بارے میں حدیث ابومحذورہ میں، میں نے اشارہ کیا ہے جو بروایت عبداللہ بن محیریز مروی ہے کہ وہ یتیمی کی حالت میں حضرت ابومحذورہ کی تربیت میں تھے جب وہ شام جانے لگے ابومحذورہ سے اذان کا طریقہ پوچھا.... اسے مسلم وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ عبداللہ بن محیریز فلسطین فروکش ہوئے۔ جب ان کے والد محیریز کا انتقال ہونے لگا تو ابومحذورہ کو ان کے بارے وصیت کر گئے۔ لیکن احتمال ہے کہ وہ اسلام لانے سے پہلے فوت ہوئے ہوں، اور عبداللہ موجود ہوں یا ان کے بعد پیدا ہوئے ہوں اس لیے عبداللہ قسم ثانی میں ہوئے۔ جس کسی نے بھی ان کے حالات لکھے ہیں کسی نے کوئی ایسی بات نہیں لکھی جس کا تقاضا ہو یہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے اور ہم بارہا نقل کر چکے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر جو قریشی اور ثقفی زندہ رہا وہ اسلام لے آیا تھا اور اس میں شریک ہوا تھا لہٰذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ محیریز اس قسم میں شامل ہوں۔

۷۸۲۷ مُحَیّصہ بن مسعود انصاری [4] اوسی

ان کا ذکر اور نسب ان کے بھائی حویصہ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ محیصہ حُویصہ سے چھوٹے تھے اور ان سے پہلے مسلمان ہوئے۔

باب میم کے بعد خاء

۷۸۲۸ مخارق بن عبداللہ [5]

بقول بعض: ابن سلیم الشیبانی، ابوقابوس کنیت تھی۔ اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں۔ نبی ﷺ اور ابن مسعود اور ام الفضل بنت

---

[1] استیعاب (۲۴/۴) [2] تجرید (۶۳/۲) [3] تجرید (۱۳۴) [4] تجرید اسماء الصحابۃ (۶۳/۲)

[5] اسد الغابۃ (۴۷۷۹) الاستیعاب (۲۵۵۵) تجرید اسماء الصحابۃ (۶۳/۲)

الحارث وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے ان کے دونوں بیٹے قابوس اور عبداللہ روایت کرتے ہیں۔ نسائی [1] میں ان کی حدیث بروایت ابوالاحوص عن سماک بن حرب عن قابوس بحوالہ ان کے والد مروی ہے اور مسند حسن بن سفیان میں ان کی حدیث بطریق ابوبکر نہشلی عن سماک عن قابوس بن ابی المخارق بحوالہ ان کے والد منقول ہے اور ابونعیم نے اسے کنیتوں میں ابوالمخارق کے حالات میں نقل کیا ہے۔

۷۸۲۹ مخارق بن عبداللہ البَجَلی [2]

ابوزکریا موصلی نے تاریخ موصل میں اور ابن الاثیر [3] نے سابقہ لوگوں پہ اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بروایت ابوزکریا عن مغیرہ بن الخضر بن زیاد بن مغیرہ بن زیاد بجلی، انہوں نے اپنے والد سے، بحوالہ اپنے بزرگوں سے روایت کی ہے کہ مخارق بن عبداللہ جو مغیرہ بن زیاد کے دادا ہیں، حضرت جریر بن عبداللہ کے ساتھ ذی الخلصہ کی فتح میں شریک تھے۔

میں کہتا ہوں: فتح ذی الخلصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوئی۔ اس سند کے ساتھ اپنے شیوخ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ وہ کوفہ سے بجلیہ سے آنے والوں کے ساتھ موصل آئے یعنی موصل میں ٹھہرے۔

۷۸۳۰ مخارق ھلالی [4]

قبیصہ کے والد ہیں، علی بن سعید عسکری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کے حوالے سے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مجھے ابواسحاق جریری نے بحوالہ حرب بن قبیصہ بن مخارق ہلالی، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے اس وقت ان کی ران سے کپڑا ہٹا ہوا تھا: ''اپنی ران چھپاؤ، یہ ستر ہے''۔ [5] سوار اس روایت کے نقل کرنے میں متفرد ہیں، اسے علی بن سعید نے بحوالہ احمد بن اسحاق نقل کیا ہے، ہمیں یہ حدیث عالی سند کے موافق ملی ہے۔ علائی نے وشی میں فرمایا: مجھے صحابہ میں حرب کا ذکر نہیں ملا، شاید سوّار کو اس میں وہم ہوا ہے۔ دارقطنی کا قول ہے: ان کی حدیث کی اتباع کوئی نہیں کرتا لیکن ابن معین نے اسے ثقہ کہا ہے۔ علائی نے وشی المعلم میں فرمایا: اس سے نقل کرنے والے راوی کو میں نہیں جانتا۔

۷۸۳۱ مخاشن [6]

حمیری، انصار کے حلیف ہیں۔ ابن عبدالبر [7] نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: یمامہ کے دِن شہید ہوئے۔ ابن فتحون نے یقین کیا ہے کہ وہ مخشی بن قمیر ہیں، جن کا ذکر آ رہا ہے، میرے نزدیک احتمال ہے کہ وہ کوئی اور ہیں۔

---

[1] نسائی، کتاب التحریم، باب ما یفعل من تعرض لمالہ (الحدیث: ۴۰۹۲)

[2] اسد الغابۃ (ت: ۴۷۷۸) تجرید اسماء الصحابۃ (۶۳/۲) [3] اسد الغابۃ (۹۰/۴)

[4] اسد الغابہ (۴۷۸۰) تجرید (۶۳/۲) [5] مستدرک حاکم (۱۸۰/۴)

[6] اسد الغابہ (۴۷۸۱) استیعاب (۲۵۵۶) تجرید (۶۳/۲) [7] استیعاب (۲۶/۴)

۷۸۳۲ مخبّل سعدی

ربیع بن ربیعہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، قسم ثالث میں بھی ان کا ذکر آئے گا۔

۷۸۳۳ مختار بن حارثہ ✿

انصاری سلمی، ابوبکر بن ابی علی ذکوانی نے ان کا ذکر کیا ہے، مغازی ابن اسحاق میں ان کا ذکر ہے، ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: عمر بن شبہ نے بنوسلمہ میں سے عقبہ میں حاضر ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۸۳۴ المختار بن عدی

ابن نوفل بن مناف، باوردی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کا اور عمرو بن سمرہ کا چوری میں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تھا۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، خیار بن عدی کے بھائی ہیں، عبداللہ کے بھائی ہیں جن کا حرف عین، قسم ثانی میں ذکر ہے۔

۷۸۳۵ مختار بن قیس ✿

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ اس خط کے لکھنے کے وقت موجود تھے جو نبی علیہ السلام نے علاء بن حضرمی کو لکھوایا تھا۔

میں کہتا ہوں: مسند حارث بن ابواسامہ میں، شبیب بن قرہ کے حالات میں اس خط کا ذکر گزر چکا ہے، اس کی سند بہت ضعیف ہے۔

۷۸۳۶ مخربۃ

ابن بشر، بنوجعید بن صبرہ بن دُئل بن قیس بن رباب بن زید عبدی سے ہیں: ابوعبیدہ معمر بن مثنی کا قول ہے، جاہلیت میں شریف، شہسوار اور سخی تھے۔ ان کا نام مخربہ رکھا گیا کیونکہ جاہلیت میں ہتھیاروں نے انہیں خراب کر دیا تھا۔

فرماتے ہیں: انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا، وفد عبدالقیس میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، نبی کریم ﷺ نے ان سے عمان کے بارے میں سوال کیا، آپ کو مخربہ نے بتایا کہ انہیں اس کے بارے میں علم ہے، اور کہا: اہل عمان خوشی سے اسلام لے آئے، اسے رشاطی نے انساب میں ابوفرج اصبہانی نے اغانی میں اسے نقل کیا ہے۔ وہ مخربہ کے علاوہ ہیں، جن کا ذکر ابھی آئے گا۔

۷۸۳۷ مخربہ بن عدی ✿

حارثہ بن عدی کے بھائی ہیں، ان کے بھائی کا ذکر گزر چکا ہے۔ عبدان مروزی ✿ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے،

✿ اسد الغابہ (٤٧٨٣) تجرید (٢/٦٤) ✿ اسد الغابہ (٤٧٨٥) تجرید (٢/٤٦)

✿ اسد الغابہ (٤٧٨٥) تجرید (٢/٦٤) ✿ اسد الغابہ (٤٧٨٦) استیعاب (٢٥٥٨) تجرید (٢/٦٤)

ابن فتحون نے ذیل میں بحوالہ مغازی ابن اسحاق، بروایت ابن ہشام اور اموی نے ان سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: واقدیؒ، طبریؒ نے ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق اسحاق بن سوید، بحوالہ جعفر بن عصیمہ بن کُمیل بن وبرہ بن حارثہ بن امیہ سے مسنداً روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے دادا عصمہ سے سنا وہ اپنے آباء واجداد سے بحوالہ حارثہ بن عدی نقل کرتے ہیں، فرماتے ہیں: میں اور میرا بھائی مخربہ بن عدی ان لوگوں میں تھے جو وفد میں نبی کریم ﷺ کے پاس گئے تھے، آپ ﷺ کے لشکر نے ہم پر حملہ کر دیا تھا تو ہم نے اپنی مصیبت کی آپ سے شکایت کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ! اور جو تمہیں سب سے پہلے اپنا اونٹ ملے، اسے نحر کرو اور بسم اللہ کے ساتھ اللہ کا نام لو، جو اسے کھالے، اسے آزاد کردو''۔

ابو موسیٰ نے ذیل میں فرمایا: ابن ماکولا ❶ نے فرمایا: راء کے ساتھ ہے، اور وہ راجح ہے۔

۷۸۳۸ مخرش کعبی

قریب میں گزر چکے ہیں۔

۷۸۳۹ مخرقہ عبدی ❷

ابن حبان ❸ کا قول ہے انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔

میں کہتا ہوں: حدیث سوید بن قیس میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ فرماتے ہیں: میں اور مخرفہ یا مخرمہ عبدی۔ ❹

پھر حدیث ذکر کی ❺ اسے بغوی نے نقل کیا ہے اور اسے ابن قانع نے اپنے طریق سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ مخرمہ، دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ایوب کو اس میں وہم ہوا ہے، ابن سکن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، انہوں نے کچھ نہیں کیا، اسے ابن قانع نے اسی طرح نقل کیا ہے، بروایت سفیان، بحوالہ سماک، انہوں نے ان کے اور مخرمہ کے درمیان ملیح عنزی کا اضافہ کر دیا ہے، ان کی سند میں مُسَیَّب بن واضح ہیں۔ اس میں کلام ہے۔

۷۸۴۰ مخرمہ بن شریح حضرمی

شریح حضرمی کے تحت بیان ہو چکا ہے۔

۷۸۴۱ مخرمہ بن قاسم ❶

ابن مخرمہ بن مطلب قرشی مطلبی، ابن اسحاق ❷ نے مغازی میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ ان لوگوں میں سے ہیں

---

❶ الاکمال (۶۳/۷) ❷ اسد الغابہ (۴۷۸۸) استیعاب (۲۵۶۰) تجرید (۶۴/۲)

❸ صحیح ابن حبان (۵۱۴۷) ❹ المعجم الکبیر (۷۶۱/۲۰)

❺ ترمذی (۱۳۰۵) ابوداؤد (۳۳۳۶) نسائی (۴۶۰۶) ابن ماجہ (۲۲۲۰) مستدرک حاکم (۳۰/۲)
سنن دارمی (۷۱۲/۲) المعجم الکبیر (۶۴۶۶/۷)

❶ اسد الغابہ (۴۷۹۰) تجرید (۶۴/۲)

❷ سیرۃ النبویۃ (۲۷۲/۳)

جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی کھجوروں میں سے عطا کیا، فرماتے ہیں: ابن قاسم بن مخرمہ کو تیس (۳۰) وسق دیئے اور ان کا نام نہیں لیا۔ زبیر بن بکار نے ان کا نام لیا ہے، فرماتے ہیں: چالیس (۴۰) وسق دیئے۔

۷۸۴۲ مخرمہ بن نوفل [1]

ابن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب، ابوصفوان اور ابومسور زھری، ان کی والدہ رقیقہ بنت ابوصیفی بن ہاشم بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب، مشہور صحابی مسور بن مخرمہ کے والد ہیں۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے، ان کی لمبی عمر تھی اور ان کے پاس علم النسب تھا، لوگ ان سے یہ علم حاصل کرتے تھے۔ [2]

ابن سعد نے اضافہ کیا ہے، انہیں حرم کی حدود پہ رکھے پتھروں کا علم تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں، سعید بن یربوع، ازہر بن عبد عوف، حویطب بن عبد العزی کو بھیجا، انہوں نے اس کی تجدید کی، اور یہ ذکر کیا ہے، انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی بھیجا تھا۔ [3]

زبیر بن بکار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے نقل کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حرم کے پتھروں کے بارے میں بتایا تو انہوں نے وہ وہاں رکھ دیئے۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس کی تجدید کی، پھر قصی بن کلاب نے ان کی تجدید کی، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تجدید کی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چار مذکورہ اشخاص کو بھیجا انہوں نے اس کی تجدید کی۔ [4]

اس حدیث کی سند میں عبد العزیز بن عمران ہے، اس میں ضعف ہے۔ ابوسعید بن اعرابی نے اپنے معجم میں بطریق عبد العزیز ابن عمران بحوالہ ابوحویصہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مخرمہ بن نوفل، اپنی والدہ رقیقہ بنت ابوصیفی جو عبد المطلب بن ہاشم کی ہم عمر تھیں سے نقل کرتے ہیں، فرماتے ہیں: قریش پر لگاتار کئی قحط آئے، پھر عبد المطلب کے پانی طلب کرنے کا قصہ ذکر کیا، اس میں رقیقہ کے اشعار ہیں، جن کا مطلع یہ ہے: ع

''شیبۃ الحمد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سیراب کیا''۔

ہمیں یہ قصہ زکریا بن یحییٰ طائی کے قصے میں ان کی روایت سے بحوالہ ان کے والد کے چچا زحر بن حصن سے ملا ہے۔ انہوں نے اپنے دادا حمید بن منہب سے روایت کیا ہے کہ ہم سے میرے چچا عروہ بن مفرّس نے بیان کیا فرماتے ہیں: مخرمہ بن نوفل نے ذکر کیا.... پھر اسے طویل ذکر کیا۔

ہم نے امالی ابوقاسم، عیسیٰ بن علی بن جراح میں عالی سند سے یہ روایت ملی ہے، عباس دوری نے تاریخ یحییٰ بن معین میں اور طبرانی نے بطریق ابن لہیعہ بحوالہ مسور بن مخرمہ، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا اظہار کیا تو تمام اہل مکہ اسلام لے آئے یہاں تک کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آیت سجدہ پڑھتے تو تمام لوگ سجدہ کرتے، بعض لوگ

---

[1] أسد الغابہ (٤٧٩١) استيعاب (٢٣٧٨) تجريد (٦٤/٢)

[2] جامع المسانيد والسنن (١٩٤/١١، ١٩٥)

[3] المعجم الكبير (٦٠/٢٠) طبقات الكبرىٰ (١٥٣/٢) مختصر تاريخ دمشق (١٤٠/٢٤)

[4] اسد الغابہ (٩٣/٤)

ہجوم کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکتے تھے یہاں تک کہ قریش کے رؤساء ابوجہل بن ہشام، اس کے چچا ولید بن مغیرہ وغیرہ آ گئے، وہ لوگ طائف میں تھے، انہوں نے کہا: تم لوگ اپنے آباء کا دین چھوڑنے لگے ہو؟ تو انہوں نے دوبارہ کفر اختیار کر لیا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے مغازی میں فرمایا: مجھ سے عبداللہ بن ابوبکر بن حزم وغیرہ نے بیان کیا، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حنین کے غنائم میں سے قریش کے ایک شخص کو تالیف قلب کے لیے سو (۱۰۰) سے کم اونٹ دیئے، پھر انہوں نے ان میں مخرمہ بن نوفل کا ذکر کیا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں پچاس اونٹ دیئے۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح میں بطریق لیث بحوالہ ابن ابوملیکہ حضرت مسور بن مخرمہ سے نقل کیا ہے کہ ان کے والد نے ان سے فرمایا: اے بیٹے! مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی علیہ السلام کے پاس قبائیں آئی ہیں جنہیں آپ ﷺ تقسیم کر رہے ہیں۔ مجھے بھی لے چلو چنانچہ ہم چل پڑے، نبی علیہ السلام کو اپنے گھر پایا۔ مجھے کہنے لگے: بیٹا! رسول اللہ ﷺ کو میرے لیے بلا دو، مجھے یہ بات بڑی گراں گزری۔ میں نے کہا: میں! آپ کے لیے رسول اللہ ﷺ کو بلاؤں!؟ کہنے لگے: بیٹا! وہ سخت نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے آپ ﷺ کو بلایا۔ آپ ﷺ باہر تشریف لائے، ریشمی قبا زیب تن کر رکھی تھی جس میں سونے کے تار تھے۔ فرمانے لگے: مخرمہ! ہم نے یہ تمہارے لیے چھپا رکھی تھی، چنانچہ پھر وہ انہیں عطا کر دی۔ [1]

اس حدیث کے ابن ابی ملیکہ سے مروی کئی طرق ہے۔ کسی میں ہے: کہ انہوں نے نبی علیہ السلام سے کہا: مجھے یاد نہیں پڑتا کہ آپ نے قریش میں کوئی چیز تقسیم کی ہو اور مجھے محروم رکھا ہو۔ بغوی اور ابویعلی رحمہما اللہ علیہما کی کتابوں میں بطریق صالح بن حاتم بن مردان عن ابیہ عن ایوب عن ابن ابی ملیکہ پہلی حدیث کا مفہوم منقول ہے، اور یہ اضافہ نقل کیا ہے۔ میں نے حاتم سے کہا: آپ علیہ السلام نے ایسا کیوں کیا؟ کہنے لگے: آپ اُن کی زبانی باتوں سے بچنا چاہتے تھے۔ [2]

زبیر بن بکار فرماتے ہیں کہ مجھ سے مصعب بن عثمان وغیرہ نے بیان کیا کہ مسور بن مخرمہ اپنے والد کے پاس سے گزرے تو وہ کسی شخص سے جھگڑ رہے وہ کہنے لگا ابوصفوان! لوگوں سے انصاف کرو، کہنے لگے: یہ کون ہے؟ کہا: جو تمہارا خیر خواہ ہے اور تمہیں دھوکا نہیں دے گا۔ مسور نے کہا: انہوں نے کہا: ٹھیک ہے، انہوں نے اپنے ہاتھ سے ان کے کپڑے سے اشارہ کیا اور کہا: مجھے مکہ لے جاؤ میں تمہیں اپنی والدہ کا گھر دکھاتا ہوں اور تم مجھے اپنی والدہ کا گھر دکھاؤ، یہ کہنے لگے: ابا جان! اللہ آپ کی بخشش کرے، میری عزت آپ کی عزت ہے۔

مسور کی والدہ عاتکہ بنت عوف، عبدالرحمٰن کی بہن تھیں اور اسی سند سے فرماتے ہیں: جب مخرمہ کی وفات کا وقت ہوا تو ان کی بیٹی رو کر کہنے لگی: ہائے ابا جان! وہ نرم طبیعت انسان تھے، افاقہ ہوا تو کہنے لگے: نوحہ کون کر رہی تھی؟ لوگوں نے بتایا: آپ کی بیٹی! انہوں نے کہا: ادھر آؤ! کیا میرا بین اس طرح ہوگا؟ کہو ہائے ابا! وہ تیز خاطر اور دراز قد تھے۔ وہ نافرمان اور حکم عدول تھے۔ زبیر فرماتے ہیں: اور مجھ سے عبدالرحمٰن بن عبد نے بیان کیا ہے کہ زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مخرمہ بن

---

[1] بخاری کتاب الھبہ (۲۵۹۹) مسلم کتاب الزکوٰۃ (۲٤۲۹) ابوداؤد کتاب اللباس (٤۰۲۸)
ترمذی کتاب الادب (۲۸۱۸) نسائی کتاب الزینہ (۵۳۳۹) المستدرک (۳/٤۹۰)

[2] المعجم الکبیر (۲۰/۱) جامع المسانید والسنن (۱۱/۱۹۵)

نوفل سے مجھے کون بچائے گا، آئے دن وہ اپنی زبان سے میری توہین کرتا رہتا ہے؟ تو عبدالرحمٰن بن ازھر نے ان سے کہا: امیر المؤمنین! میں آپ کو اس کے شر سے بچانے کے لیے کافی ہوں۔ ادھر مخرمہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو کہنے لگے: عبدالرحمٰن نے مجھے اپنی گود کا یتیم سمجھا ہوا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ وہ معاویہ کے لیے میرے مقابلے میں کافی ہے تو ابن برصاء لیثی نے ان سے کہا: کہ وہ عبدالرحمٰن بن الازھر ہے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ میں لیا ہوا لٹھ اس شخص کے سر پر مارا اور اس کا سر زخمی کر دیا اور کہنے لگے: جاہلیت میں ہمارے دشمن اور اسلام میں ہمارے حاسدین۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت بطریق حماد بن سلمہ عن ایوب عن ابن ابی ملیکہ ہے۔ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخرمہ بن نوفل سے فرمایا: اے ابومسور۔

ابن سعد، [1] خلیفہ، ابن برقی اور دوسرے راویوں نے کہا: ۵۴ھ میں وفات پائی۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ۵۵ھ میں وفات پائی، کہتے ہیں: ایک سو پندرہ (۱۱۵) برس زندہ رہے، نابینا تھے، نعیمان کے سوانح میں ان کا قصہ مذکور ہے۔

۷۸۴۳ مخشی [2]

ابن حمیر، اشجعی، مغازی ابن اسحاق میں غزوہ تبوک کے حوالے سے ان کا تذکرہ ہے۔ تفسیر ابن کلبی رحمۃ اللہ علیہ میں ان کی سند سے جسے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تک پہنچاتے ہیں، اور دوسری سند جسے وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تک پہنچاتے ہیں کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ﴾ [3]

''یعنی اگر آپ ان سے پوچھیں تو یہی جواب دیں گے ہم تو بس ایسے ہی بحث مباحثہ اور ہنسی مذاق کی باتیں کر رہے تھے''۔

فرماتے ہیں: مخشی بن حمیر ان لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے معاف کیا، انہوں نے فرمایا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا اور میرے والد کا نام بدل دیجئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن رکھ دیا۔ مخشی نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ اس طرح شہید ہوں کہ ان کے بارے میں کچھ پتہ نہ چلے۔ وہ یمامہ میں شہید ہوئے، ان کا کسی کو نام و نشان نہ ملا۔ [4]

۷۸۴۴ مخشی بن وبرہ [5]

ابن یُحنس خزاعی۔ ابوعمر [6] کا قول ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن میں مقیم نوجوان کی طرف بھیجا، اسی طرح حرف میم میں وبرہ کے سوانح میں ان کا ذکر ہے کہ وہ قاصد تھے۔

۷۸۴۵ مخلد

ابن ثعلبہ بن صخر بن حبیب بن حارث بن ثعلبہ بن مازن بن نجار انصاری، اموی نے ان کا ذکر بحوالہ ابن اسحاق کیا ہے کہ

[1] طبقات کبریٰ (۱۵۳/۲) (۳/ ۲۹۵) [2] اسد الغابہ (٤٧٩٢) استیعاب (٢٣٧٩) تجرید (٦٤/٢)
[3] سورة التوبة الآية (٦٥) [4] اسد الغابہ (٩٤/٤) [5] اسد الغابہ (٤٧٩٣) استیعاب (٢٣٨٠) تجرید (٦٤/٢)
[6] استیعاب (٤٣٧/٣)

بدر میں شریک تھے۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بحوالہ اموی نقل کیا ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۸۴۶ مخلد بن عمرو

ابن جموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارده انصاری سلمی، ابن عساکر [1] نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: غزوہ موتہ میں شریک تھے، پھر بطریق ابوبشر دولابی اپنی سند سے جسے وہ ابوطاہر عبدالملک بن محمد بن ابی بکر بن عمرو بن حزم تک پہنچاتے ہیں، انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن ابی بکر سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: موتہ کے دن شہید ہوئے، بنوسلمہ مخلد بن عمرو بن جموح سے ہیں، فرماتے ہیں: ان کی اولاد نہیں۔

۷۸۴۷ مخلد غفاری [2]

بغوی اور ابن ابی عاصم [3] وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: مکہ میں رہائش اختیار کی، بخاری رحمۃ اللہ علیہ [4] کا قول ہے: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ ابن ابی حاتم [5] نے اس کا انکار کیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہیں شرفِ صحابیت حاصل نہیں۔
میں کہتا ہوں: میں نے تاریخ میں انہیں تابعین کے ساتھ دیکھا ہے۔ عسکری نے نقل کیا ہے کہ اسے تشدید کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ انہوں نے تخفیف کے ساتھ درست قرار دیا ہے۔ ابن ابی عاصم، بغوی، ابن قانع رحمۃ اللہ علیہم نے بطریق عمرو بن دینار عن حسن، عن محمد ابن حنفیہ، عن مخلد غفاری نقل کیا ہے کہ بنوغفار کے تین غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں شریک تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر سال ان میں سے ہر شخص کو تین ہزار عطا کرتے تھے۔ [6] عمرو بن دینار کا قول ہے: میں نے مخلد کو دیکھا ہے۔

۷۸۴۸ مخمر بن معاویہ قشیری

حکیم بن معاویہ کے سوانح میں ان کا ذکر ہے۔

۷۸۴۹ مخنف بن زید نکری [7]

ابن سکن رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ وہ غیر معروف ہیں، پھر بطریق عبدالرحمٰن بن عمرو بن جبلہ ان کی حدیث نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم سے حبۃ بنت شماخ نکریہ، وہ فرماتی ہیں کہ مجھ سے سنینہ بنت مخنف بن زید نکریہ نے بحوالہ اپنے والد روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "اے مخنف! صلہ رحمی کرو تمہاری عمر دراز ہوگی اور نیکیاں کرو تمہارے گھر میں برکت زیادہ ہوگی...."۔ (الحدیث)
عبدالرحمٰن، ابن سکن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی روایت میں تردد ہے۔ دوسرے راویوں نے کہا: وہ متروک ہیں۔ اسے ابن شاہین نے اس طریق سے نقل کیا ہے، لیکن ان کی روایت میں فرمایا: مجھ سے سنینہ بنت مخنف بن زید نے بحوالہ اپنے والد فرمایا کہ

---

[1] مختصر تاریخ دمشق (۱۴۵/۲۴) [2] اسد الغابہ (۴۷۹۴) استیعاب (۲۵۶۱) تجرید (۶۴/۲)
[3] الآحاد والمثانی (۲۵۶/۲) [4] تاریخ کبیر (۴۳۶/۷) [5] جرح والتعدیل (۳۴۴۸)
[6] المعجم الکبیر (۳۶۶/۲۰) مجمع الزوائد (۹۷۷۵) [7] اسد الغابہ (۴۷۹۶) تجرید (۶۵/۲)

رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اے مخنف!....''۔ پھر اسے ذکر کیا اور یہ اضافہ کیا: ''ہر پتھر اور ڈھیلے کے پاس اللہ کا ذکر کرو وہ تمہارے لیے قیامت کے دِن گواہی دے گا''۔ [1]

کتاب النساء میں اس سند سے دوسری طویل حدیث آئے گی جس سے مذکورہ سنینہ کے صحابیہ ہونے کا پتہ چلتا ہے، اور ان کے یہ والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔

۷۸۵۰ مخنف بن سلیم [2]

ابن حارث بن عوف بن ثعلبہ بن عامر بن ذہل بن مازن بن ذبیان بن ثعلبہ ازدی غامدی، ابن کلبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: وہ کوفہ اور بصرہ کے ازد قبیلے سے ہیں، ان کی اولاد سے ابومخنف لوط بن یحییٰ بن سعید بن مخنف بن سلیم میں فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کی حدیث سنن اربعہ کی کتابوں میں بطریق عبداللہ بن عون بحوالہ مخنف بن سلیم ہے، فرماتے ہیں: ''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہر گھر والوں پر ہر سال قربانی واجب ہے.....''۔ (الحدیث) [3]

ترمذی کا قول ہے: یہ غریب حدیث ہے ہم اسے حدیث عبداللہ بن عوف سے جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسے بغوی نے بطریق سلیمان تیمی بحوالہ مخنف بن سلیم یا سلیم بن مخنف روایت کیا ہے، لیکن بغوی کا قول ہے: جس شخص کا نام نہیں لیا گیا میرے نزدیک وہ عبداللہ بن عوف ہیں۔

۷۸۵۱ مخول بن یزید سلمی [4]

پھر بہزی۔ ابن سکن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: مکہ میں رہائش اختیار کرنے والوں میں ہیں، ابویعلی [5] نے بطریق محمد بن سلیمان ابن مسمول بحوالہ قاسم بن مخول بہزی روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: میں نے ابواء مقام پر جال لگایا تو اس میں ہرن پھنس گیا، پھر وہ بھاگ گیا میں نے اس کا پیچھا کیا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے اسے پکڑ لیا ہے، ہم اس کے بارے میں اپنا جھگڑا لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ آپ ﷺ نے ہمارے درمیان آدھا آدھا کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور مجھ سے فرمایا: ''نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، حج اور عمرہ کرو، جس طرف حق پھر جائے اس طرف پھر جاؤ''۔ [6]

ابن مسمول ضعیف راوی ہیں، اسے ابن سکن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے طریق سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مخول کی اس سند کے علاوہ کوئی روایت نہیں۔

۷۸۵۲ مخیریق نضری اسرائیلی [7]

بنونضیر سے ہیں۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ [8] نے ذکر کیا ہے کہ وہ اسلام لائے اور اُحد میں شہید ہوئے۔ واقدی اور بلاذری رحمہما اللہ کا

---

[1] کنز العمال (٤٣٣٩٣) جامع المسانید والسنن (٢٠٠/١١) [2] اسد الغابہ (٤٧٩٧) استیعاب (٢٥٦٣) تجرید (٦٥/٢)

[3] ترمذی (١٥١٨) نسائی (٤٢٣٥) ابن ماجہ (٣١٢٥) [4] اسد الغابہ (٤٧٩٨) استیعاب (٢٥٦٤) تجرید (٦٥/٢)

[5] مسند ابویعلی (١٥٦٨/٣) [6] مستدرک حاکم (١٥٩/٤) کنز العمال (٤٣٥٧٨) [7] تجرید (٦٥/٢)

[8] المغازی (٢٦٢)

قول ہے: بعض نے کہا: بنوقینقاع سے ہیں، بقول بعض: بنوقطیعون، عالم تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے لیے اپنے مال کی وصیت کی تھی، وہ سات باغ تھے جو یہ ہیں: میثب، صائفہ، دلال، حُسنی، بُرقہ، اعواف، مشربہ ام ابراہیم، نبی کریم ﷺ نے انہیں صدقہ کردیا۔

عمر بن شبہ کا اخبار مدینہ میں قول ہے کہ ہم سے محمد بن علی نے بحوالہ ابوعون، انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زکوٰۃ کے اموال مخیّریق کے تھے، جن کی انہوں نے رسول اللہ ﷺ تک پہنچانے کی وصیت کی تھی اور خود اُحد میں شریک ہوکر شہید ہوگئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مخیّریق یہودیوں میں سے سبقت کرنے والے، سلیمان فارسیوں میں سے سبقت کرنے والے اور بلال حبشیوں میں سے سبقت لینے والے ہیں۔ [1]

عبدالعزیز کا قول ہے: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ بنوقینقاع کے باقی ماندہ لوگوں میں سے۔

زبیر بن بکار نے اخبارِ مدینہ میں فرمایا: ہم سے محمد بن حسن نے اور وہ ابن زبالہ ہیں، بحوالہ کئی راویوں سے ان میں محمد بن طلحہ بن عبدالحمید بن ابوعبس بن جبر اور سلیمان بن طالوت ہیں، انہوں نے عثمان بن کعب بن محمد بن کعب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زکوٰۃ کے اموال مخیّریق یہودی کے تھے، جب نبی کریم ﷺ اُحد کی طرف تشریف لے گئے تو انہوں نے یہودیوں سے کہا: تم محمد ﷺ کی مدد کیوں نہیں کرتے؟ اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ ان کی مدد کرنا تم پر حق ہے۔ وہ کہنے لگے: آج ہفتے کا دِن ہے، انہوں نے کہا: کوئی .... نہیں۔ انہوں نے اپنی تلوار لے لی اور نبی کریم ﷺ کی طرف چلے اور لڑائی کی، انہیں بہت سے زخم آئے، جب موت کا وقت آیا تو کہنے لگے: میرے مال محمد ﷺ کے لیے ہیں جہاں چاہیں خرچ کریں۔

ان کے اموال کی وصیت کا قصہ ذکر کیا اور ان کا نام لیا، لیکن مثیب کے بدلے میثر فرمایا اور اعواف کے بدلے معوان فرمایا، اور مشربہ ام ابراہیم کا اضافہ کیا جسے ''مہروز'' کہا جاتا تھا۔

۷۸۵۳ مخیس [2]

ابن حکیم عذری، ابوعلی جیانی نے اور ابن فتحون نے استیعاب کے حاشیے میں بحوالہ ابوطاہر ذہلی کی کتاب مسانید المقلین ذکر کیا ہے، انہوں نے اس میں بطریق یعقوب بن جبر عذری نقل کیا ہے، میں نے ابوہلال مبین بن قطبہ بن ابوعمرہ عذری وہ بحوالہ مخیس ابن حکیم حدیث بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا.... پھر اس میں اکیدر دومة الجندل کا ذکر کیا، اس کے آخر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی، ان کی سند میں ایسے راوی ہیں جو معروف نہیں۔

---

[1] تہذیب تاریخ دمشق (۲۴۵/۳) طبقات الکبریٰ (۱۸۳/۱)

[2] اسد الغابہ (۴۷۹۹) استیعاب (۲۵۶۵) تجرید (۶۵/۲)

باب دال کے بعد میم

۷۸۵۴ مُدرِك بن حارث غامدی[1]

انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے، اہل شام میں ان کا شمار ہے۔ ان سے ولید بن عبدالرحمٰن جرشی نے روایت کی، اسی طرح ابن مندہ، ابونعیم نے مختصراً سے نقل کیا ہے۔

ابوموسیٰ کا قول ہے: محمد بن مسیب ارغیانی نے بحوالہ صحابہ رضی اللہ عنہم ان کا ذکر کیا ہے، ابوزُرعہ دمشقی نے قبائل یمن میں سے شام آنے والوں میں ان کا ذکر کیا، اسی طرح محمد بن سمیع نے ان کا ذکر کیا ہے۔ حارث بن حارث غامدی میں ان کی طرف اشارہ ہے۔

۷۸۵۵ مدرك بن زياد[2]

ابن عساکر نے تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابوعمیر عدی بن احمد بن عبد باقی اُدمی نقل کیا ہے کہ ہمیں ابوعطیہ عبدالرحیم بن محرز بن عبداللہ بن محرز بن سعید بن حبان بن مُدرِک بن زیاد نے بتایا، فرماتے ہیں: مدرک بن زیاد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، ابوعبیدہ کے ساتھ آئے اور دمشق کی راویہ نامی بستی میں وفات پائی وہ پہلے مسلمان تھے جو یہاں دفن ہوئے۔ ابن عساکر[2] کا قول ہے: اس طریق کے علاوہ مجھے ان کا ذکر نہیں ملا۔

۷۸۵۶ مدرك بن عوف بجلی[3]

احمسی۔ جعفر مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ان پر سبقت لے گئے ہیں، انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں پھر تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ابوعمر[3] کا قول ہے: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، ان سے قیس بن ابوحازم نے روایت کی، مُدرِک نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

ابوبکر بن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بحوالہ مدرک بن عوف احمسی ان کی حدیث نقل کی ہے، فرماتے ہیں: اس اثناء میں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ان کے پاس نعمان بن مقرن کا قاصد آیا.... پھر قصہ ذکر کیا جو شبیل کے والد عوف کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

۷۸۵۷ مُدرِك غفاری[4] (بے نسبت)

بغوی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابوعاصم[4] نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق کثیر بن زید بحوالہ خالد بن طفیل بن مدرک، انہوں نے اپنے

---

[1] اسد الغابہ (٤٨٠٢) تجرید (٦٥/٢) [1] مختصر تاریخ دمشق (١٥٣/٢٤)

[2] اسد الغابہ (٤٨٥) استیعاب (٢٣٨٣) تجرید (٦٥/٢) [2] استیعاب (٤٣٨/٣)

[3] اسد الغابہ (٤٨٠٣) استیعاب (٢٣٨٤) تجرید (٥٦/٢) [3] الآحاد والمثانی (٢٥٣/٢)

[4] ترمذی (٣٥٦٦) نسائی (١٧٤٦) ابن ماجہ (١١٧٩) جامع المسانید والسنن (٢٠٠/١١)

والد کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنی صاحبزادی کو لینے بھیجا، وہ انہیں مکہ سے لے آئے۔

اسی سند سے ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے اور سر اٹھاتے تو فرماتے: ''اے اللہ! میں آپ کی ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں....''۔ (الحدیث) [1] ابن ابی عاصم کے الفاظ ہیں، اسے یعقوب بن حمید نے بحوالہ سفیان بن حمزہ، انہوں نے کثیر کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ رہے بغوی رحمۃ اللہ علیہ تو انہوں نے بحوالہ حمزہ بن مالک بن حمزہ بن سفیان اسلمی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے میرے چچا سفیان بن حمزہ نے روایت کیا ہے، انہوں نے یہ ذکر کیا، لیکن فرمایا: بحوالہ خالد کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے دادا مدرک کو اپنی بیٹی کی طرف بھیجا، وہ انہیں مکہ سے لے آئے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے.... پھر اس روایت کو ذکر کیا۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: مدرک سے صرف اسی اسناد سے روایت کی جاتی ہے۔

۷۸۵۸ مدعم اسود [2]

رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ تھے، حسمی میں پیدا ہوئے، رفاعہ بن زید جذامی نے انہیں رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ دیا۔ موطا اور صحیحین میں بطریق سالم مولیٰ ابن مطیع، بحوالہ ابوہریرہ، فتح خیبر میں ان کا ذکر ہے۔ پھر حدیث ذکر کی، اس میں ہے کہ مدعم کو اچانک تیر آ کر لگا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ [3]

۷۸۵۹ مدلاج بن عمرو السلمی [4]

یہ ثقف و مالک کے بھائی ہیں۔ بقول ابن کلبی یہ سلمی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اس قبیلہ کے لوگ مشرف باسلام ہو چکے تھے اور غزوہ بدر میں شریک تھے اور یہ بنی عمرو بن دودان بن اسد بن خزیمہ اور بنی عبد شمس کے اتحادی تھے۔

اور بقول واقدی [5] اور ابن عبدالبر یہ سلمی قبیلہ کے لوگ ہیں اور مدلاج بن عمرو تمام اجتماعات میں شریک ہوئے ہیں اور ۵۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

اور بقول ابن اسحاق [6] یہ مدلاج بن عمرو بنوسلیم سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ بنو حجر کی شاخ ہے اور ابن عبدالبر [7] نے نقل کیا ہے کہ بعض نے ان کا نام مدلج بتلایا ہے۔

۷۸۶۰ مدلج الانصاری [8]

ان کا تذکرہ ایک حدیث میں ملتا ہے جس کو ابن مندہ نے سدی صغیر کے طریق سے تخریج کیا ہے کلبی ابوصالح سے اور وہ

---

[1] ترمذی (۳۵٦٦) نسائی (۱۷٤٦) ابن ماجہ (۱۱۷۹) جامع المسانید والسنن (۲۰۰/۱۱)

[2] اسد الغابہ (٤۸۰٦) استیعاب (۲٥٦۷) تجرید (٦٦/۲)

[3] بخاری (۳۹۹۳، ٦۳۲۹) مسلم (۳۰٦) ابوداؤد (۲۷۱۱)

[4] اسد الغابہ (ت: ٤۸۰۸) استیعاب (ت: ۲٥٦۸) تجرید (٦٦/۲)

[5] المغازی (۱٥٤/۱) [6] سیرۃ النبویہ (۳۲۳/۲) [7] استیعاب (۳۱/٤)

[8] اسد الغابہ (ت: ٤۸۰۷) استیعاب (ت: ۲٥٦٦) تجرید (٦٦/۲)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ایک انصاری غلام کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لیے بھیجا جن کا نام مدلج تھا۔ جب وہ غلام گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دروازہ بند کر کے آرام فرمار ہے ہیں اور چت لیٹے ہوئے ہیں۔

تو اس نے اچانک دروازہ کھول کر سلام کیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیدار نہ ہوئے۔ تو غلام واپس چلا گیا۔ بعد میں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتہ چلا کہ غلام نے ان کو برہنہ حالت میں دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری اولاد اور ہمارے نوکروں کو اس وقت میں بلا اجازت گھروں میں داخل ہونے سے روک دیں۔ یہ کہہ کر وہ نبی علیہ السلام کے پاس پہنچے تو یہ آیت نازل ہو چکی تھی:

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ..... ﴾ [1]

پھر ابن مندہ نے پوری حدیث بیان فرمائی جس میں یہ بھی ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت مدلج کو فرمایا کہ آپ جنتی ہیں۔

۷۸۶۱ مُدْلِج آخر

یہ ایک اور مدلج ہیں جن کے نام کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے۔ ابن قانع نے اسمٰعیل بن عیاش عن ضمضم بن زرعہ عن ابیہ، عن شریح بن عبید عن مدلج کے طریق سے تخریج کی ہے۔ فرمایا کہ جب نبی علیہ السلام اور آپ کے کچھ صحابہ نے رات کو ایک غزوہ میں پہرہ داری کی تو آپ علیہ السلام نے صبح کے وقت فرمایا کہ تم پر جنت واجب ہو چکی ہے۔

ابن مندہ نے بھی اسماعیل بن عیاش ہی کے طریق سے تخریج کی ہے لیکن انہوں نے ان کے حالات زندگی الگ سے نہیں لکھے بلکہ مدلاج بن عمرو سلمی کے حالات میں ہی ان کا تذکرہ فرمایا (جو کہ بنی عبد شمس کے اتحادی تھے)۔ اور یہ وہی مِدلاج ہیں جن کا تذکرہ ابن اسحاق نے شرکاء بدر میں کیا ہے۔ اس لیے کہ ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کا نام یا تو مِدلاج تھا یا مُدلج تھا۔ گویا کہ انہوں نے ابن السکن کی پیروی کی ہے کہ انہوں نے بھی کہا کہ مدلج بن عمرو سلمی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مدلاج کو نبی علیہ السلام کی صحبت بھی حاصل تھی اور انہی سے اہل حمص کی روایت مروی ہے۔ ۵۰ھ میں انتقال ہوا۔ ضمضم عن شریح عن مدلج کے طریق سے حدیث بیان فرمائی ہے کہ یہ حضور علیہ السلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ پوری حدیث بیان کی ہے، لیکن اس میں ان کے والد کا نام اور ان کا نسب ذکر نہیں کیا۔

۷۸۶۲ مدلوك الفزاری

ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ آقا علیہ السلام کے صحبت یافتہ تھے۔ محمد بن سعد نے ملک شام کے رہنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور بردیجی نے اسماء مفردہ من الصحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

اور مزید ان کا تذکرہ ضمضم بن قتادہ کے حالات میں گزر چکا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [2] نے اپنی کتاب ''التاریخ الکبیر'' میں اور ابن سعد، [3] امام بغوی اور طبرانی [4] نے مطر بن علاء الفزاری کے

---

[1] سورة النور الآية (٥٨) [2] التاريخ الكبير (٥٥/٨) [3] الطبقات (٤٣٦/٧)

[4] المعجم (الحديث: ٨٠٤/٢٠)

طریق سے تخریج کی ہے۔ مجھے میری پھوپھی آمنہ یا امیہ بنت ابی الشعثاء اور ہماری لونڈی قطبہ نے یہ حدیث سنائی ہے۔ یہ دونوں فرماتی ہیں کہ ہم نے ابوسفیان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے (امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں مدلوک کا بھی اضافہ فرمایا ہے) کہ مجھے میرے آزاد کردہ غلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا میں مسلمان ہوگیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے برکت کی دُعا فرمائی اور اپنے دست رحمت کو میرے سر پر پھیرا۔

تو حضرت ابوسفیان کے سر کا وہ حصہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک لگا تھا ہمیشہ سیاہ رہا باوجودیکہ باقی پورے سر کے بال سفید ہو چکے تھے۔ [1]

ابن مندہ اور ابونعیم نے ایک اور سند سے اس کی تخریج کی ہے جو کہ مطر سے روایت ہے جس میں یہ بھی ہے کہ مدلوک ابوسفیان سے روایت ہے اور سند میں یہ کہا کہ آمنہ راوی ہیں اور اس میں کوئی شک کا اظہار بھی نہیں کیا۔

باب میم کے بعد ذال

۷۸۶۳ المذبوب التنوخی [2]

صاحب تجرید نے لکھا ہے کہ حمص ان کا مسکن تھا عبدالصمد بن سعید نے بھی حمص کے رہنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تذکرہ فرمایا ہے۔ اور ان کے لیے ان کے اپنے ہی بیٹے مالک کے طریق سے حدیث ذکر کی ہے اور اس کی سند منکر ہے۔

۷۸۶۴ مذعور بن عدی العجلی

ملک شام میں جنگ یرموک میں شریک تھے، اسی طرح فتوح العراق میں بھی شرکت فرمائی۔

سیف بن عمر نے اپنی سند کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یمامہ سے واپس آئے تو وہ مثنی بن حارثہ الشیبانی، مذعور بن عدی العجلی اور حرملہ بن مریط حنظلی اور سلمی بن القین حنظلی کے پاس آئے۔ مثنی اور مذعور دونوں نبی علیہ السلام کے قاصد تھے اور صحبت یافتہ تھے۔ جبکہ حرملہ اور سلمی مہاجرین میں سے تھے۔ یہ سب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے..... ایک اور جگہ پر بھی ان کا تذکرہ فرمایا ہے جس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ مذعور بن عدی العجلی۔

اور سیف بن عمر نے ایک جگہ تحریر کیا ہے کہ خالد بن قیس العجلی نے اپنے والد کے واسطے سے ہمیں ایک حدیث سنائی۔ فرمایا کہ جب مثنی بن حارثہ اور مذعور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اہل فارس کے ساتھ جہاد اور لڑائی کی اجازت مانگی اور مزید یہ کہ ہم ہر اس شخص پر زبردستی کر سکیں جو ہمارے ساتھ ملے ہماری قوم میں سے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو اجازت مرحمت فرما دی۔ اور مذعور بکر بن وائل، ضُبیعہ اور عنزہ کے چار ہزار افراد میں سے اکیلا تھا۔ جس نے خفان اور نمارق کو فتح کر لیا۔ اور اسی فتح کا نقشہ وہ اپنے اشعار میں یوں کھینچتے ہیں: ؏

''ہم نے بغیر کسی پہنچ کے، قالینوں پر بنی کھجوروں تک خفان کے مقام پر غلبہ حاصل کیا۔ اور ہمیں اُمید ہے کہ یقیناً

---

[1] مجمع الزوائد (الحدیث: ۴۰۹/۹) [2] تجرید (۶۶/۲)

ہمارے گھوڑے گشت کریں۔ فرات کے ساحل پر چمکتی ہوئی تلواریں لے کر“۔ [1]

۷۸۶۵ مذکور العذری [2]

امام واقدی [3] نے مغازی میں ان کے تذکرہ میں فرمایا ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کے گائیڈ تھے (یعنی رہنما تھے)۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اکلیل میں انہی کے طریق سے پھر ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کے طریق سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد ابن عمرو بن حرم کے طریق سے جن میں سے ایک دوسرے سے زائد الفاظ پر مشتمل ہیں۔ یہ سب حضرات فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ملک شام کے قریب جانے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ دومۃ الجندل میں ایک بہت بڑا میلہ لگتا ہے جس میں ایک بڑا بازار ہوتا ہے اور بہت سے تاجر شریک ہوتے ہیں۔ یہ خبر سنتے ہی سب لوگ ہوشیار و تیار ہوگئے۔ پھر نبی کریم ﷺ دو ہزار مسلمانوں کی فوج کو لے کر نکلے۔ آپ ﷺ رات کو سفر فرماتے اور دن کو چھپ جاتے تھے۔ آپ کے ساتھ آپ کا گائیڈ بنی عذرہ میں سے تھا جو کہ ماہر تجربہ کار گائیڈ مشہور تھا۔ جب نبی علیہ السلام دومۃ الجندل کے قریب پہنچے تو آپ کو آپ کے گائیڈ نے بتایا کہ یہاں آپ کے قریب ہی ان کو چرواہے مال مویشی چرا رہے ہوں گے آپ میری ڈیوٹی لگائیں کہ میں اچھی طرح دیکھ کر آؤں۔ تو آپ علیہ السلام نے ان کو اس کام کے لیے مقرر کیا تو یہ عذری ہراول دستے کے طور پر گئے تو ان کو جانوروں اور بکریوں کے نشانات نظر آئے۔ تو انہوں نے واپس آ کر نبی علیہ السلام کو بتا دیا۔ نبی علیہ السلام نکل کھڑے ہوئے اور ان کے مویشیوں پر اچانک حملہ کر دیا۔ جو کچھ مقدر میں تھا لے لیا۔ لیکن جب ان کو پتہ چلا تو ہر طرف سے گھیراؤ کرنے کی کوشش کی لیکن ان کو کوئی بھی نہ مل سکا اور مسلمانوں کی ساری فوج بکھر گئی۔ محمد بن سلمہ نے کافروں کا ایک بندہ گرفتار کر کے نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا، تو آپ علیہ السلام اس کو چند دن تک اسلام کی دعوت دیتے رہے بالآخر وہ مسلمان ہوگیا اور نبی علیہ السلام واپس لوٹ آئے۔ یہ غزوہ ۵ ھ کے شروع میں ہوا تھا۔ [4]

باب میم کے بعد راء

۷۸۶۶ مرارۃ بن ربعی [5]

مرارہ بن ربعی بن عدی بن یزید بن جشم۔ علامہ ابن کلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ کثرت سے رونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک یہ بھی تھے جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ ﴾ [6]

امام عدوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کے علاوہ کسی نے ان کا تذکرہ نہیں فرمایا۔

۷۸۶۷ مرارہ بن الربیع الانصاری [7]

مرارہ بن ربیع اوسی یا تو بنی عمرو بن عوف سے ان کا تعلق ہے یا بنی عمرو بن عوف کے اتحادی قبیلہ قضاعہ سے ان کا تعلق ہے۔

---

[1] مختصر تاریخ دمشق (۲۴/۱۵۷، ۱۵۸) [2] اسد الغابہ (ت: ۴۸۱۱) تجرید (۲/۶۶) [3] المغازی (۱/۴۰۲)

[4] مختصر (۲۴/۱۵۹) [5] تجرید (۲/۶۶) [6] سورۃ التوبہ الآیۃ (۹۲) [7] اسد الغابہ (۴۸۱۴) الاستیعاب (۲۳۹۰) تجرید (۲/۶۶)

یہ مشہور صحابی ہیں غزوۂ بدر میں شریک تھے، اور یہ ان تین صحابہ میں سے ہیں جن کی توبہ کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔

یہ قصہ بخاری و مسلم میں کعب بن مالک کی حدیث میں موجود ہے۔

میں نے پوچھا کہ ایسا واقعہ آپ کے علاوہ کسی اور کے ساتھ بھی پیش آیا؟ تو انہوں نے فرمایا: ہلال بن اُمیہ اور مرارہ بن الربیع، انہوں نے دو ایسی نیک صالح شخصیات کا تذکرہ کیا جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ یہ آیت:

﴿و علی الثلثة الذین خُلِّفوا﴾

جن صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی وہ کعب بن مالک اور مرارہ بن الربیع اور ہلال بن امیہ تھے، یہ تینوں انصاری صحابی تھے۔[1]

۷۸۶۸ مرارہ بن مِربع[2]

مرارہ بن مربع بن قیظی انصاری۔ ابن سکن نے ان کے بھائی عبداللہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جسر ابی عبید کے دن عبداللہ اور ان کا بھائی عبدالرحمٰن شہید ہوگئے تھے انہی کا تیسرا بھائی مرارہ تھا جس نے کوئی روایت نہیں کی۔ البتہ بعض اہل علم نے ان کے نسب کا ذکر کیا ہے۔ ابن عبدالبر[3] فرماتے ہیں: مرارہ اور ان کے دونوں بھائیوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی تھی۔ اسی طرح زید بن مربع بھی صحبت یافتۂ دربارِ رسالت تھے۔ ان کے والد کا شمار منافقین میں ہوتا تھا۔

۷۸۶۹ مراوح المزنی

ابن قانع نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تذکرہ میں ان کا بھی ذکر کیا ہے اور انہوں نے ان کے تذکرہ کے لیے ایک حدیث ذکر کی ہے۔ محمد بن حسن بن زبالہ کے طریق سے عبداللہ بن عمرو بن قاسم، محمد بن ہیصم بن عبید بن مراوح عن ابیہ، عن جدہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عامل مقرر فرمایا تھا (زکوٰۃ وصول کرنے والا)۔ (اس حدیث کی سند میں جد (دادا) سے مراد ہیصم کا دادا ہے نہ کہ محمد کا) اور ان کا مزید تذکرہ عبیدہ بن مراوح کے حالات میں بھی گزر چکا ہے۔

۷۸۷۰ مران بن مالک الرازی[4]

ابن اسحاق ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے مال غنیمت میں سے ان کو بھی عطا فرمایا تھا۔

ان کا اصل نام کیا تھا؟ تو ابن ہشام اور ابن کلبی نے مروان جبکہ واقدی نے مرہ ذکر کیا ہے۔

---

[1] سورۃ التوبۃ الآیۃ (۹۲)

[1] بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک (۴۴۱۸) مسلم کتاب التوبۃ کعب بن مالک و صاحبیہ (۶۹۴۷) البیہقی فی دلائل النبوۃ (۲۷۳/۵، ۲۷۹) طبری فی بیان البیان (۵۷/۱۱)

[2] اسد الغابہ (ت: ۴۸۱۶) استیعاب (ت: ۲۳۹۱) تجرید (۶۳/۲)

[3] استیعاب (۴۳۹/۳) [4] اسد الغابہ (۴۸۱۳) استیعاب (۲۵۷۱)

۷۸۷۱ مربع بن قیظی

یہ مرارہ کے والد ہیں جن کا تذکرہ پچھلے صفحات میں (۷۸۶۸) کے تحت گزر چکا ہے۔ان کا شمار منافقین میں تھا لیکن کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ توبہ تائب ہو گئے تھے۔

۷۸۷۲ مرثد بن جابر الکندی[1]

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ علی بن قرین نے حبیب بن مرداس البلوی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے غانم بن غالب قیسی کو مرثد بن جابر کندی سے روایت کرتے ہوئے سنا ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قاصد بن کر گیا تو میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا ہر سال حج کرنا ضروری ہے؟ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارے اندر استطاعت وقدرت ہو تو ہر سال حج کرو لیکن فرض حج وہ بہرحال ایک ہی ہے۔اور بقول امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ علی بن قرین مشرقی جانب کا ایک بوڑھا تھا اور رواۃ حدیث میں بہت ضعیف ہے۔

۷۸۷۳ مرثد بن ربیعہ العبدی[2]

امام بغوی ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے شاذکونی کی ایک روایت ملی ہے ابن قتیبہ سے، معلیٰ بن یزید سے بکر بن مرثد بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ میں نے مرثد کو یہ کہتے ہوئے کہ میں نے نبی کریم علیہ السلام سے گھوڑوں کی زکوٰۃ کے بارے میں پوچھا کہ زکوٰۃ ہے یا نہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: نہیں۔ ہاں اگر کوئی گھوڑا تجارت[3] کی نیت سے بیچنے کے لیے ہو تو اس میں زکوٰۃ ہوگی۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس کے علاوہ کسی اور سند سے مجھے نہیں ملی۔اس سند میں بھی شاذکونی پر بعض علماء نے جھوٹ کا الزام لگایا ہے۔

۷۸۷۴ مرثد بن زید الغطفانی

ابن فتحون نے مقاتل بن حیان سے نقل کیا ہے کہ یہی وہ شخص ہے جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا ...... الخ ﴾

اس لیے کہ یہی تو اپنے بھتیجے کے مال پر قابض تھا اور اس میں تصرفات کیا کرتا تھا اور سارا مال ہضم کر لیا تھا۔

میں کہتا ہوں: امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے جو مقاتل سے روایت نقل کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ یہ آیت بنی غطفان کے ایک آدمی مرثد بن زید کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنے چھوٹے سے نابالغ بھتیجے کے مال پر قابض ہو چکا تھا۔

---

[1] اسد الغابہ (٤٨١٧) تجرید (٢/٦٣) [2] اسد الغابہ (٤٨١٨) تجرید (٢/٦٧)

[3] جامع المسانید (١١/٢٠٨)

۷۸۷۵ مرثد بن الصلت الجعفی [1]

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے عبدالرحمٰن بن عمرو بن جبلہ کے طریق سے روایت لکھتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عمرو فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مرثد کو اپنے والد مرثد بن الصلت سے روایت اور حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ ان کے والد فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے پاس قاصد بن کر آیا تو میں نے پوچھا آلہ تناسل کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ بھی جسم کا ایک حصہ ہی تو ہے۔ [2]

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے، اور اس کے راوی عبدالرحمٰن بن عمرو حدیث بیان کرنے میں بہت زیادہ ضعیف راوی ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس ضعیف راوی کی موافقت اسی جیسے ایک اور ضعیف راوی نے کی ہے وہ اس طرح کہ ابن قانع اور یحییٰ بن یونس شیرازی نے حدیث لکھی ہے علی بن قرین کے طریق سے حبیب بن موسیٰ، عبدالرحمٰن بن مرثد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

اسی طرح ابوموسیٰ نے ذیل میں اس کی تخریج کی ہے۔

۷۸۷۶ مرثد بن ظبیان [3]

مرثد بن ظبیان بن سلمہ بن لوذان بن عوف بن سدوس شیبانی پھر سدوسی۔

ابن سکن نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ فرماتے ہوئے حدیث لکھی ہے، عمر بن احجہ کے طریق سے فرماتے ہیں کہ بجیر بن حاجب بن یونس بن شہاب بن زہیر بن مدعور بن ظبیان بن سلمہ نے اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مرثد بن ظبیان ہجرت کر کے حضور علیہ السلام کے پاس تشریف لے گئے اور غزوہ حنین میں شریک رہے۔ واپسی پر حضور علیہ السلام نے بکر بن وائل کی طرف خط لکھ کر ان کو دیا اور دو خوبصورت کپڑے بھی ان کو پہنائے یہ خط لے کر جب اپنے علاقہ میں پہنچے تو اس کو پڑھنے کے لیے کوئی بندہ نہیں ملا سوائے بنوضبیعہ کے ایک آدمی کے جس کو لوگ بنی الکاتب ہی کہتے تھے۔ ابن سکن فرماتے ہیں کہ یہ غیر مشہور صحابی ہیں۔

میں کہتا ہوں: امام احمد [4] اور بغوی رحمۃ اللہ علیہما نے قتادہ کے طریق سے مضارب بن حرب عجلی سے روایت کی ہے کہ مرثد بن ظبیان فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضور علیہ السلام کا خط مبارک آیا لیکن ہم میں سے کوئی بھی اسے پڑھ نہیں سکتا تھا پھر بنوضبیعہ کے ایک آدمی نے اسے پڑھا (جس کو لوگ بنوالکاتب کہتے تھے) خط کے الفاظ یہ تھے۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۸۱۹) استیعاب (۲۳۹۲) تجرید (۶۷/۲)

[2] ابن ماجہ کتاب الطہارۃ باب الرخصۃ فی ذلک الحدیث (۴۸۳) مسند امام احمد (۲۲/۴) سنن دارقطنی (۱۳۵/۱) سنن الکبریٰ ...

[3] اسد الغابہ (ت: ۴۸۲۰) تجرید (۶۷/۲) [4] مسند امام احمد (۶۸/۵)

محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بکر بن وائل کی طرف۔ تم مسلمان ہو جاؤ تو نجات پا جاؤ گے، انہیں بنی کاتب کہا جاتا تھا۔

ابن سکن نے تعلیقاً ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مرسل ہے۔

خلیفہ بن خیاط اپنی کتاب تاریخ میں لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ روایت محمد بن سواء، قرہ ابن خالد اور مضارب سے کہ نبی کریم علیہ السلام نے بکر بن وائل کے ایک قیدی مرثد بن ظبیان کو ہبہ فرما دیا بغوی نے بحوالہ خلیفہ یہ روایت بلاغاً ذکر کی ہے۔

۷۸۷۷ مرثد بن علامی التغلبی ✿

کنیت ابوالکنود ہے۔ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک حدیث نقل فرماتے ہیں جس کو ضعیف راویوں میں سے علی بن قرین نے صلت بن سعید مازنی سے انہوں نے بکیر بن مسمار رباحی سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالکنود مرثد ابن عامر تغلبی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ انہوں نے خود نبی علیہ السلام سے یہ ارشاد سنا کہ "جب تم تین آدمی ہو جاؤ تو اپنے میں سے ایک کو امیر مقرر کر لو اور اللہ پر توکل کر کے متوجہ ہو جاؤ"۔ ✿

۷۸۷۸ مرثد بن عدی الطائی ✿

ان کا تذکرہ کرتے ہوئے بھی امام بغوی علی بن قرین کی روایت لکھتے ہیں، عبدالواحد بن زید بن اعین سے کہ صلت بن سعید ابن مقرن عبدی نے مرثد بن عدی طائی سے یہ سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مبارک خود سنا ہے کہ اہل مشرق میں سے سب سے بہتر بندہ ربیعہ ہے اور ان میں سے سب سے بہتر عبدقیس ہے۔ ✿

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ تجزیہ فرماتے ہیں کہ یہ احادیث غیر معروف اور بے بنیاد ہیں۔

۷۸۷۹ مرثد بن عیاض

ان کا تذکرہ دیکھنے کے لیے عیاض بن مرثد کے حالات دیکھئے۔

۷۸۸۰ مرثد بن ابی مرثد الغنوی ✿

یہ خود بھی صحابی ہیں، ان کے والد بھی صحابی ہیں جن کا نام کناز بن حصین ہے۔ یہ دونوں شرکاء بدر میں سے ہیں اور ان کے والد کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

اصحاب سنن نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے روایات تخریج کی ہیں کہ مرثد بن ابی مرثد غنوی قیدیوں کو سوار

✿ اتحاف السادة (٣٩٨/٦) المغنی عن حمل اسفار (٣٥١/٢)

✿ اتحاف (٣٩٨/٦) المغنی عن حمل الاسفار (٣٥١/٢)

✿ اسد الغابہ (٤٨٢٢) تجرید (٦٧/٢)

✿ معجم الکبیر (الحدیث: ١٢٩٧٠/١٢) صحیح ابن حبان (٧٢٩٤) مجمع الزوائد (٤٩/١٠)

✿ اسد الغابہ (٤٨٢٤) استیعاب (٢٣٩٣) تجرید (٦٨/٢)

کرتے تھے پھر قرآن مجید کی آیت: ﴿الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً ۔ الخ﴾ کے نزول کا قصہ نقل کرتے ہوئے حدیث ذکر کی ہے۔ [1]

وفات: ابن اسحاق فرماتے ہیں: مرثد کی شہادت ماہ صفر ۳ھ میں غزوہ رجیع میں ہوئی۔

ان سے ایک اور روایت بھی جس کو احمد بن سنان قطان نے اپنی مسند میں اور امام بغوی و حاکم نے اپنی مستدرک میں اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں قاسم بن ابی عبدالرحمٰن سامی کے طریق سے کہ مرثد بن ابی مرثد بدری صحابی ہیں، فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری نمازیں قبول ہو جایا کریں تو تم اپنے میں سے سب سے بہتر آدمی کو امام بنایا کرو۔

اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ [2] کی روایت میں ہے کہ تم اپنے علماء کو امام بنایا کرو اس لیے کہ علماء تمہارے اور اللہ کے درمیان وفد کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ابن عبدالبر فرماتے ہیں [3] کہ قاسم کا یہ کہنا کہ ابو مرثد نے خود مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے یہ ایک وہم اور غلط خیال ہے اس لیے کہ جو حضور علیہ السلام کی زندگی میں شہید ہو گئے تھے ان کی ملاقات قاسم سے کیسے ہوئی۔ لہٰذا یہ حدیث مرسل ہی ہو سکتی ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ وہم اس شخص کو ہوا ہے جس نے یہ الفاظ لکھے ہیں: عن القاسم، حدثنی مرثد۔ لیکن صحیح روایت یوں ہے: عن القاسم عن مرثد۔ جمہور علماء نے اس حدیث کی تخریج یونہی کی ہے۔ واللہ اعلم

۷۸۸۱ مرثد بن وداعہ [5]

کنیت ابوقُتَیلہ، حمصی لقب ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [6] فرماتے ہیں: یہ نبی علیہ السلام کے صحبت یافتہ تھے۔ حریز جریر بن عثمان کے طریق سے تخریج کی ہے حمیر بن یزید رجبی سے کہ جریر بن عثمان سے میں نے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے ابوقتیلہ صحابی رسول کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ وہ دورانِ نماز کبھی کبھی پسو مار دیا کرتے تھے۔

ابوحاتم [7] نے امام بخاری پر رد کیا ہے کہ ان کو نبی علیہ السلام کی صحبت حاصل نہیں ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل واضح ہے۔

ابن حبان نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی ان کا تذکرہ کیا ہے اور تابعین میں بھی ان کا ذکر فرمایا ہے۔

ملک شام [8] کی فضیلت کے بارے میں ایک حدیث ہے جس کو امام ابوداؤد اور بغوی نے خالد بن معدان کی روایت ذکر کی ہے، عبداللہ بن حوالہ سے۔

بہت سے لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ مطین اور طبرانی [9] نے کنیتوں میں ان کا ذکر فرمایا ہے اور

---

[1] ابوداؤد کتاب النکاح باب فی قوله تعالیٰ: ﴿الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً﴾ الحدیث (۲۰۵۱)
ترمذی کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة النور الحدیث (۳۱۷۷)
نسائی کتاب النکاح باب تزویج زانیة (۳۲۲۸)

[2] سورة النور آية (۳) [3] المعجم الکبیر (۷۷۷/۲۰)

[4] استیعاب (۴۴۰/۳) [5] اسد الغابہ (۴۸۲۶) استیعاب (۲۳۹۴) تجرید (۶۸/۲)

[6] التاریخ الکبیر (۴۱۵/۷) [7] الجرح والتعدیل (۲۹۹/۸)

[8] ابوداؤد کتاب الجهاد باب فی سکن السلام (۲۴۸۳) مسند احمد (۱۱۰/۴)

[9] المعجم الکبیر (۱۶۳/۸)

خالد بن معدان کی ہی ان سے ایک اور حدیث نقل کی ہے۔

۷۸۸۲ مَرْحَب [1]

مرحب یا ابو مرحب۔ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ [2] نے شعبی کے طریق سے ان کی ایک حدیث تخریج فرمائی ہے۔ لیکن یقینی نہیں ہے کہ ان کی ہے یا کسی اور سے روایت ہے۔

ابن سکن فرماتے ہیں کہ ان کو ابو مرحب سوید بن قیس کہا جاتا ہے۔

۷۸۸۳ مرداس بن عبدالرحمٰن

ان کے حالات مرداس سلمی کے تذکرہ میں آئیں گے۔

۷۸۸۴ مرداس بن عبد سعد السعدی

ابن شاہین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک روایت یحییٰ بن عبداللہ بن عبد بن سعد کے طریق سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں: بنی عبد بن سعد کا ایک آدمی مرداس نامی آیا۔ وہ مشرف باسلام ہو کر واپس جا رہا تھا کہ راستے میں حضور علیہ السلام کے گھڑ سواروں کی ایک جماعت نے اس کو دیکھا تو کافر سمجھ کر غلطی سے مار ڈالا۔ پھر نبی علیہ السلام کو سارا واقعہ بتایا گیا۔ اس کی سند میں کچھ گڑبڑ ہے۔

۷۸۸۵ مرداس بن عروہ العامری [3]

ابن سکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ جبکہ امام بغوی اور ابن حبان نے ان کو ثقفی قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ بھی نبی علیہ السلام کے صحبت یافتہ تھے۔

امام بخاری، [4] ابن سکن اور بیہقی نے ولید بن ابی ثور کے طریق سے تخریج کی ہے۔ زیاد بن علاقہ سے کہ مرداس بن عروہ فرماتے ہیں کہ قبیلے کا ایک آدمی ان کے بھائی کو پتھر مار کر فرار ہو گیا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ تو ہم نے اس کا پیچھا کیا تو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا پکڑا گیا ہم اس کو نبی علیہ السلام کے پاس لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قصاص دلوایا۔ [5]

محمد بن جابر نے زیاد کے طریق سے اور امام بغوی و ابونعیم مسدّد کے طریق سے یہی روایت نقل کی ہے۔

۷۸۸۶ مرداس بن عُقفان [6]

مرداس بن عقفان ابن سعیم بن قریط بن جناب بن الحارث بن خزیمہ بن عدی بن جندب العنبری بن

---

[1] اسد الغابہ (۴۸۲۷) استیعاب (۲۵۶۹) تجرید (۶۸/۲)

[2] ابوداؤد کتاب الجنائز باب لم یدخل القبر (۳۲۰۹، ۳۲۱۰) دلائل النبوۃ (۲۵۵/۷) جامع المسانید (۲۱۶/۱۱)

[3] اسد الغابہ (۴۸۲۸) استیعاب (۲۳۹۵) تجرید (۶۸/۲)

[4] التاریخ الکبیر (۴۳۵/۷)

[5] المعجم الکبیر (۷۱۰/۲۰) مجمع الزوائد (۲۸۸/۶) جامع المسانید (۲۱۸/۱۱)

[6] اسد الغابہ (۴۸۳۴) استیعاب (۲۳۹۷) تجرید (۶۸/۲)

عمرو بن تمیم التمیمی العنبری۔ ابن سکن ان کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی حدیث کی تخریج فرماتے ہیں محمد بن موسیٰ ہاشمی سے اور محمد بن عیسیٰ منفعہ سے۔ [1] ابن عبدالبر کی تحقیق کے مطابق یہ مرداس بن عقفان تمیمی وہی مرداس بن مرداس ہی ہیں جو نبی علیہ السلام کے صحبت یافتہ تھے اور کہتے تھے کہ میں نبی علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے میرے لیے برکت کی دُعا فرمائی۔ یہ بات ان کا اپنا بیٹا بکر روایت کرتا ہے۔

۷۸۸۷ مرداس بن عمرو

ان کا تذکرہ ابن نہیک کے حالات کے تحت آئے گا۔

۷۸۸۸ مرداس بن قلیس الدوسی [2]

ابوموسیٰ ذیل میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے ابن الخرائطی کے طریق سے کتاب الہواتف میں ایک حدیث ذکر کی ہے۔ عیسیٰ ابن یزید کے طریق سے کہ خالد بن کیسان اس شخص کی بات نقل کرتے تھے کہ جو مرداس بن قیس دوسی سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ مرداس کہا کرتے تھے میں نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر نجومیوں کی غیبت کی باتیں بتانے کا تذکرہ [3] کیا اور جو کچھ تبدیلیاں اس سے واقع ہوتی ہیں ان کا بھی ذکر کیا اور یہ کہ ہمارے ہاں بھی کچھ لوگ یہ کام کرتے ہیں۔ پھر ایک لمبا قصہ سنایا، جس میں یہ بھی تذکرہ تھا کہ نجومی لوگ اکثر باتیں درست کرتے ہیں اور کبھی کبھی ان سے بھی غلط بات نکل جاتی ہے۔ تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا کہ اے دوس کی جماعت! میرے دنیا میں آ جانے کے بعد آسمان کے دروازے بند ہو گئے اور یہ کہانت اس کے بعد سے مرمٹ چکی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں: اس سند میں عبداللہ بن محمد بلوی بھی ہیں لیکن عیسیٰ کے بارے میں میرا خیال ہے کہ یہ وہی ابن داب ہیں جو کہ جھوٹے کذاب ہیں۔

۷۸۸۹ مرداس بن مالك الاسلمی

ان کا تذکرہ مرداس کی پٹی کے آخر میں آ رہا ہے۔

۷۸۹۰ مرداس بن مالك الغنوی [4]

ابن شاہین ان کا تذکرہ کرتے ہوئے منذر بن محمد کے طریق سے روایت لاتے ہیں حسین بن محمد اپنے والد سے اور وہ حمزہ ابن عبداللہ بن یزید غنوی جو کہ مرداس کے بیٹے ہیں، اپنے والد کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں قاصد بن کر گئے تو آپ علیہ السلام نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر خیر و بھلائی کی دُعا دی اور ان کو ایک خط بھی لکھ دیا کہ تم اپنی قوم کے زکوٰۃ، صدقات کے والی اور نگران ہو۔ [5]

---

[1] استیعاب (۴۴۳/۳) [2] اسد الغابہ (۴۸۳۰) تجرید (۶۸۱۲) [3] اسد الغابہ (۱۰۶/۴)

[4] اسد الغابہ (۴۸۳۲) تجرید (۶۸/۲) [5] اسد الغابہ (۱۰۶/۴)

۷۸۹۱ مرداس بن ابی مرداس

یہ وہی ابن عقفان ہیں جن کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۷۸۹۲ مرداس بن مروان[1]

مرداس بن مروان بن جذع بن یزید بن حارث بن حرام بن کعب بن غنم۔ یہ انصاری خزرجی ہیں۔
ابن کلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اپنے والد سمیت مشرف باسلام ہو چکے تھے اور صلح حدیبیہ کے موقع پر انہوں نے بھی بیعت رضوان میں حصہ لیا تھا۔
امام عدوی نے بھی ان کا تذکرہ فرمایا اور ابوعلی غسانی وغیرہ نے بالاستیعاب ان کے حالات لکھے ہیں۔

۷۸۹۳ مرداس بن مویلك[2]

مرداس بن مویلک بن رباح بن ثعلبہ بن سعد بن عوف بن کعب بن ملان بن غنم بن غنی بن اعصر الغنوی۔ ابن کلبی ان کا تذکرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ نبی علیہ السلام کے پاس قاصد بن کر گئے اور صحبت سے فیض یاب ہوئے اور آپ علیہ السلام کو ہدیہ میں ایک گھوڑا پیش کیا۔
میں کہتا ہوں: امام طبری نے ان کو اور مرداس بن مالک کو دو الگ الگ شخصیات قرار دیا ہے جبکہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ ایک ہی شخصیت دو ناموں سے مشہور ہیں لیکن راجح اور بہتر قول یہ ہے کہ یہ دونوں الگ الگ ہیں۔

۷۸۹۴ مرداس بن نهيك الضمري[3]

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ عمرو کے بیٹے ہیں۔ بعض فرماتے ہیں یہ اسلمی ہیں یا غطفانی ہیں۔ پہلی بات سب سے بہتر ہے۔ ابن عبدالبر وغیرہ نے ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔
تفسیر سدی اور تفسیر ابن جریج میں ابوعمر[4] نے حضرت عکرمہ سے اور تفسیر سعید بن ابی عروبہ میں حضرت قتادہ روایت کی ہے اسی طرح بعض دوسرے حضرات بھی فرماتے ہیں کہ اس بات میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں کہ وہ نہیک جنہوں نے سلام کیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں مومن ہوں (اس کے باوجود ان کو قتل کیا گیا)۔ اس قصہ میں مقتول کا نام مرداس ہی تھا۔ ہاں البتہ اس بات میں بہت اختلاف ہے کہ قاتل کون تھا؟ اور اس لشکر اسلام ومجاہدین کا امیر کون تھا۔
میں کہتا ہوں: آگے چل کر نون کی پٹی میں یہ بات بھی آئے گی کہ سیر واقدی میں ان کا نام نہیک بن مرداس بتایا گیا ہے۔
اور حرف العین کے تحت گزر چکا ہے کہ یہ عامر بن اضبط ہیں۔ جن کا تذکرہ محلّم بن جثّامہ کے حالات میں گزر چکا ہے۔
اور میں نے خطیب ابوبکر بغدادی کے خط میں محمد بن اسامہ کے حالات میں (جو کہ مُتفق سے ہیں) پڑھا ہے یونس بن بکیر

---

[1] اسد الغابہ (٤٨٣٥) تجرید (٦٩/٢) [2] اسد الغابہ (٤٨٣٢) تجرید (٦٩/٢)
[3] اسد الغابہ (٤٨٣٦) استیعاب (٢٣٩٨) تجرید (٦٩/٢) [4] استیعاب (٤٤٣/٣)

اپنی سند سے اسامہ سے روایت کرتے ہیں جو کہ مغازی ابن اسحاق سے [1] ہے کہ اسامہ فرماتے ہیں کہ میں اور ایک آدمی انصاری آدمی سے ملے.....الخ۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ دوسرا شخص جو اسامہ کے ساتھ یہ نہیک بن سنان تھے، اس کے علاوہ اور بھی کچھ اختلافات ہیں علماء کے مابین۔

مغازی کی اس روایت کے علاوہ ایک دوسری روایت میں ہے ایک نو مسلم شیخ اپنی قوم کے لوگوں سے یہ بات نقل کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے غالب بن عبداللہ کلبی کلب لیث کو ایک جہادی لشکر میں بنوضمرہ کے علاقہ میں بھیجا۔ تو وہاں بنی حرقہ کا ایک آدمی مرداس بن نہیک تھا جو کہ اس قبیلہ کا اتحادی تھا تو اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر دیا۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پوتے اپنے دادا کی بات نقل کرتے ہیں کہ میں اور میرا ایک ساتھی ایک انصاری سے ملے تو جب ہم نے اس پر تیر و تلوار کو اٹھایا تو کہنے لگا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. تو ہم نے اس کی پروا کیے بغیر اس کو قتل کر دیا۔ اور تفسیر کلبی میں ابوصالح سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے، فرماتے ہیں مرداس اسلمی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ [2]

''جو تمہاری طرف سلام میں پہل کرے اسے یوں نہ کہہ دو کہ تو مؤمن نہیں ہے''۔

مقاتل بن حیان بھی اپنی تفسیر میں ضحاک سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت اسی طرح نقل فرماتے ہیں۔

ابونعیم معتمر بن سلیمان کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ معتمر کے والد ابوسعید سے نقل کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ کو بنوضمرہ کے لوگوں کی طرف بھیجا تو وہ مرداس نامی ایک آدمی سے ملے جس کے پاس کچھ بکریاں تھیں۔

عبد بن حمید نے قتادہ کے طریق سے تخریج کی ہے کہ مذکورہ آیت بنی غطفان کے ایک آدمی مرداس کے بارے میں نازل ہوئی۔ واقعہ یہ ہوا نبی علیہ السلام نے ایک لشکر غالب لیثی کی سرکردگی میں بھیجا تو مرداس کے گھر والے اپنے گھوڑوں سمیت پہاڑ پر چڑھ گئے تو مرداس ان سے کہنے لگا کہ میں تو مسلمان ہوں میں تمہارے ساتھ نہیں آتا۔ لیکن مسلمانوں نے اس کو قتل کر دیا، اور جو کچھ اس کے پاس تھا وہ بھی لے لیا تو پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

اگرچہ اس میں بھی اختلاف ہے کہ قاتل کون تھا جیسا کہ مقتول کی تعیین بھی مختلف فیہ ہے، لیکن ممکن ہے کہ یہ ایک واقعہ نہ ہو بلکہ واقعات مختلف ہوں کئی سارے ہوں۔

۷۸۹۵ مرداس [3]

مرداس یا ابن مرداس بیعت رضوان میں شریک تھے۔ ابونعیم نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے شعبہ کے طریق سے سلیمان ابن عبدالرحمٰن سے روایت نقل کی ہے کہ راشد بن سیار فرماتے ہیں کہ میں پانچ ایسے افراد کی گواہی دے سکتا ہوں جو بیعت رضوان تحت

---

[1] سيرة النبويه (٢٠٤/٤) [2] سورة النساء الآية (٩٤)

[3] اسد الغابه (٤٨٣٣) تجريد (٦٩/٢)

الشجرہ میں شریک تھے۔ان میں سے ایک مرداس یا ابن مرداس تھے۔ان سب لوگوں نے مغرب سے پہلے ہی نماز پڑھ لی تھی۔ [1]

اس روایت کے راوی راشد تک سب کے سب با اعتماد اور ثقہ ہیں البتہ راشد کو ابن حبان نے ثقہ تابعین میں ذکر فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ یہ عبداللہ بن ابی اوفی کے آزاد کردہ غلام تھے۔

اسی طرح خطیب بغدادی نے بھی ان کے حالات موتلف میں لکھے ہیں، سیار کے تذکرہ میں اور فرمایا کہ راشد بن سیار یہ عبداللہ بن ابی اوفی کے غلام تھے۔

۷۸۹۶ مرداس بن مالك الاسلمی [2]

یہ بھی بیعتِ رضوان میں شریک تھے۔ ابن قانع نے ان کے والد کا نام عبدالرحمٰن لکھا ہے۔امام مسلم اور اوزاعی فرماتے ہیں کہ صرف قیس بن ابی حازم نے ہی اکیلے ان سے روایت نقل کی ہے جبکہ کچھ دوسرے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ زیاد بن علاقہ نے بھی ان سے روایت لی ہے، حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ وہ شیخ زیاد بن علاقہ اور ہیں جن کا ذکر مرداس بن عروہ کے حالات میں گزرا ہے کیونکہ یہ حدیث تو مرداس اسلمی کی ہے۔صحیح بخاری میں یذهب الصالحون... الخ۔ [3]

ابن سکن فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم کا خیال یہ ہے کہ مرداس بن عروہ ہی اسلمی ہیں جن کے والد کے اسم گرامی میں اختلاف ہے۔لیکن صحیح بات یہ ہے کہ وہ اسلمی اور ہیں مرداس بن عروہ نہیں۔

۷۸۹۷ مرداس الضمری

ابن نہیک کے حالات میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۷۸۹۸ مرداس المعلم [4]

ابوزید دوسی نے کتاب الاسرار میں بغیر سند کے ذکر کیا ہے کہ نبی علیہ السلام مرداس المعلم کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ پتلی اور باریک چپاتی کھانے سے بچو۔کتاب اللہ پر شرط لگانے سے بچتے رہو۔اور مجھے ابھی تک اس کی کوئی سند نہیں مل سکی۔

۷۸۹۹ مرزبان بن النعمان [5]

مرزبان بن نعمان بن امرؤالقیس بن حُجر بن عمرو بن معاویہ بن حارث الاکبر ابن الحارث الاکبر کندی۔امام طبری اور ابن الکلبی فرماتے ہیں کہ یہ اشعث بن قیس کے ساتھ قاصد بن کر نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۰۶/٤)

[2] اسد الغابہ (٤٨٣١) استیعاب (٢٣٩٦) تجرید (٦٨/٢)

[3] بخاری کتاب الرقاق باب ذھاب الصالحین (٦٤٣٤) مسند احمد (١٩٣/٤)
الأحاد والمثانی لابن ابی عاصم (٢٣٦٨/٤، ٢٣٦٩)

[4] تجرید (٦٩/٢)

[5] اسد الغابہ (٤٨٣٧) استیعاب (٧٥٧٢) تجرید (٦٩/٢)

۷۹۰۰ مرزوق الثقفی [1]

قبیلہ ثقیف کا غلام تھا۔ امام واقدی نے ان غلاموں میں ان کا بھی تذکرہ کیا ہے جو نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے تھے۔ یہ تقریباً دس غلام تھے جو طائف سے آئے تھے تو نبی علیہ السلام نے ان کو آزاد فرما دیا۔ تو یہ مرزوق عثمان کا غلام تھا۔

۷۹۰۱ مرزوق الصیقل

ابن حبان اور عسکری فرماتے ہیں کہ ان کو نبی علیہ السلام کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ ان کی مسندِ حدیث میں...

امام بغوی وطبرانی [2] نے محمد بن حمیر کے طریق سے روایت کی ہے کہ ابوالحکم نے ہمیں بتایا کہ مرزوق صیقل نے خود مجھے بتایا کہ میں نے حضور علیہ السلام کی ذوالفقار نامی تلوار کو تیز کیا جس کے دستہ میں چاندی کی گرہ تھی اور اس کی رسّی میں گول حلقے تھے اور اس کے درمیان میں چاندی کی چرخی تھی۔

میں کہتا ہوں: اس میں تو کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ ان کو نبی علیہ السلام کی صحبت حاصل ہے۔ اس لیے کہ یہ بھی تو ممکن ہے کہ یہ تلوار کسی شخص کے پاس ہو جس کو یقیناً نبی علیہ السلام کی صحبت حاصل ہو۔

۷۹۰۲ مرضی ابن مقرّن المزنی

ابن فتحون ان کا تذکرہ کرتے ہوئے طبری سے نقل کرتے ہیں کہ سراقہ بن عمرو نے اہل باب کے لئے ایک معاہدہ لکھا جس میں عبدالرحمٰن بن ربیعہ اور سلمان بن ربیعہ اور بکر بن عبداللہ شریک تھے اور مرضی بن مقرّن نے لکھا۔

۷۹۰۳ مرّہ بن الحباب [3]

مرہ بن حباب بن عدی بن جدّ بن عجلان۔ بلوی ہیں۔ آلِ عمرو ابن عوف کے اتحادی تھے۔ انصار میں سے تھے۔ امام طبری فرماتے ہیں غزوہ اُحد میں شریک ہوئے تھے جبکہ ابن الکلبی کا خیال ہے بدر میں شریک ہوئے۔

۷۹۰۴ مرة بن حبیب الفہری

یہ عمرو بن حبیب کے بیٹے ہیں ان کا تذکرہ آگے چل کر آئے گا۔

۷۹۰۵ مرہ بن سراقہ الانصاری [4]

ابوعمران کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ غزوہ حنین میں شہید ہو گئے تھے۔

---

[1] اسد الغابہ (٤٨٣٨) استیعاب (٢٥٧٠) تجرید (٦٩/٢)

[2] المعجم الکبیر (٨٤٤/٢٠)

[3] اسد الغابہ (٤٨٤٣) استیعاب (٢٣٨٥) تجرید (٧٠/٢)

[4] اسد الغابہ (٤٨٤٥) استیعاب (٢٣٨٦) تجرید (٧٠/٢)

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ ❶ فرماتے ہیں ابوعمر کی یہ بات صحیح نہیں کیونکہ غزوہ حنین میں شریک ہونے والے عروہ بن مرہ ہیں نہ کہ مرہ ابن سراقہ۔

میں کہتا ہوں: کہ اس میں کوئی تضاد نہیں ممکن ہے دونوں غزوہ حنین میں شریک ہوں۔

۷۹۰۶ مرہ بن شراحیل

ان کے تذکرہ کے لیے دیکھیے شراحیل بن مرہ۔

۷۹۰۷ مرہ بن عمرو ❶

نسب: مرہ بن عمرو بن حبیب بن واثلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر۔ لقب: القرشی الفہری۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ❷ الادب المفرد میں ان کی حدیث تخریج فرماتے ہیں اور امام بغوی ابن عیینہ کی روایت سے بیان فرماتے ہیں کہ صفوان بن سلیم انیسہ سے روایت کرتے ہیں کہ ام سعید فہریہ اپنے والد مرہ سے بیان کرتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے (شہادت والی انگلی اور درمیان انگلی) چاہے وہ یتیم اس کا اپنا جگر گوشہ ہو یا کسی اور کا ہو۔ ❷

ابویعلی ❸ نے یزید بن زریع کے طریق سے تخریج فرمائی ہے محمد بن عمرو سے، صفوان سے لیکن انیسہ کا ذکر کیے بغیر فرماتے ہیں: ام سعید بنت مرہ بن عمرو جحمیہ نے نبی علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

ابوبکر بن ابی شیبہ اس حدیث کی سند یوں بیان فرماتے ہیں۔ محمد بن بشیر عن محمد بن عمرو عن ام سعید بنت عمرو بن مرہ الجحمیہ۔ یعنی اس سند میں عمرو کو مرہ سے پہلے ذکر کیا۔

مطین ھارون بن اسحاق سے تخریج کر کے سند یوں بیان کرتے ہیں۔ عن المحاربی عن محمد بن عمرو۔ اس میں مرہ کا بھی ذکر نہیں بلکہ ام سعید فرماتی ہیں میں نے خود نبی علیہ السلام سے سنا ہے۔ ابن مندہ اور باوردی نے مطین سے تخریج کی ہے۔ اور عورتوں کے ناموں میں عنقریب ایک اور اختلاف کا بھی تذکرہ ہوگا۔ محمد بن عمرو پر اور اس پر ابن السکن کا کلام بھی آئے گا السیرۃ کے تذکرے میں۔ اور ان کا مزید تذکرہ مرہ ہمدانی کے حالات میں آئے گا چوتھی قسم میں۔ ان شاء اللہ!

ابوعمر فرماتے ہیں: عورتوں کی کنیتوں میں سے ام سعید بھی ہے جو کہ عمرو کی بیٹی ہیں۔ اور بعض حضرات کا کہنا ہے صفوان بن سلیم نے عمیر الجحمیہ سے روایت بیان کی ہے، یتیم کی پرورش کے متعلق۔ اسی طرح اس حدیث کی سند میں صفوان کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ سب کچھ اختلاف باقی رہنے کے باوجود اس میں کوئی شک نہیں کہ ام سعید بنت مرہ فہریہ اور ہیں اور

---

❶ اسد الغابہ (۱۰۹/۴) ❶ اسد الغابہ (۴۸۴۸) استیعاب (۲۳۸۷) تجرید (۷/۲)

❷ الادب المفرد (۱۳۳) ❷ شرح السنہ (۱۲۳/۱) مجمع الزوائد (۲۷۱/۵) جامع المسانید (۲۲۱/۱۱)

❸ مسند ابی یعلی (۴۸۶۶/۸) (۷۵۵۳/۱۳)

ام سعید بنت عمرو اور عمیر الجمحیہ یہ اور ہیں۔

۷۹۰۸ مرہ بن عمرو العقیلی [1]

اسماعیلی نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے علی بن قرین کے طریق سے تخریج کی ہے کہ خشرم بن حسن عقیلی نے عقیل بن طریف عقیلی سے سنا ہے۔ مرہ بن عمرو عقیلی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے نبی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے سورہ فاتحہ کی تلاوت فرمائی۔ [2]

۷۹۰۹ مرہ بن کعب البہری [3]

کہا جاتا ہے کہ یہ وہی کعب بن مرہ ہیں جن کا تذکرہ حرف کاف کے تحت گزر چکا ہے۔

ایوب ابو قلابہ سے اور وہ ابو الاشعث سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کچھ خطیب لوگ ملک شام میں جمع ہو کر تقریریں کر رہے تھے ان میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے تو سب سے آخر میں جو بندہ کھڑا ہوا اس کا نام مرّہ بن کعب تھا جس نے یوں تقریر شروع کی کہ اگر میں نے نبی علیہ السلام سے خود یہ حدیث نہ سنی ہوتی تو آج میں کھڑا نہ ہوتا کہ میں نے نبی علیہ السلام کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ فتنے بہت ہی قریب ہیں اور فتنوں کا ذکر فرمایا کہ اتنے میں ایک آدمی کپڑوں میں لپٹا ہوا گزرا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص اس دن بھی ہدایت اور حق پر ہوگا۔ تو میں کھڑا ہوا اور اس شخص کے کندھوں سے پکڑ کر دیکھا تو وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔ [4]

یہ تو عبدالوہاب ثقفی کی روایت ہے ایوب سے سلیمان بن حرب حماد کے واسطہ سے ایوب سے نقل کرتے ہیں۔

ابو ربیع نے حماد بن زید کے طریق سے تخریج کرتے ہوئے سند یوں بیان فرمائی ہے: عن ایوب عن ابی قلابہ عن رجل۔ یعنی اس میں آخری راوی کا نام ذکر نہیں کیا۔ اور اسحاق بن ابی اسرائیل سند یوں فرماتے ہیں: عن حماد عن ایوب عن ابی قلابہ۔ فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ ابو قلابہ کے بجائے ابو الاشعث ہیں۔

ابو ہلال راسبی نے اس کو یوں روایت کیا ہے: عن قتادہ عن عبداللہ بن شقیق عن مرّۃ البہزی کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب گائے کے [5] سینگ کی طرح فتنے ہوں گے اتنے میں ایک کپڑوں میں لپٹا ہوا بندہ گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اور اس کے ساتھی حق پر ہوں گے۔ یہ شخص عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ اور کہمس نے اس کو یوں روایت فرمایا: عن عبداللہ بن شقیق عن ھرم بن الحارث عن اسامۃ بن خریم عن مُرّۃ۔

ان تمام روایات کو امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج فرمایا ہے اور عبدالوہاب ثقفی کی روایت کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نقل کر کے فرماتے ہیں یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ [6] نے ابن علیہ سے اور ایوب سے اسی طرح کی روایت نقل فرمائی ہے۔ اور ابو ہلال اور کہمس کی

---

[1] اسد الغابہ (۴۸۴۹) تجرید (۷۰/۲) [2] اسد الغابہ (۱۱۰/۴)

[3] اسد الغابہ (۴۸۵۰) استیعاب (۲۳۸۸) تجرید (۷۰/۲)

[4] ترمذی کتاب المناقب، باب فی مناقب عثمان رضی اللہ عنہ (الحدیث: ۳۷۰۴) معجم الکبیر (الحدیث: ۳۱۵/۲۰)

[5] مسند امام احمد (۳۳/۵) معجم الکبیر (۳۱۵/۲۰) [6] مسند احمد (۳۳/۵)

روایت کو ذکر کرتے ہوئے ابوقلابہ میں کوئی اختلاف ذکر نہیں فرمایا کہ یہی مرہ بن کعب ہیں۔ اور اصل حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا جبیر بن نفیر کے طریق سے کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت معاویہ کے ساتھ ایک جگہ جمع تھے کہ کعب بن مرہ کھڑے ہو کر یوں گویا ہوئے: ہم نبی علیہ السلام کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کپڑوں میں لپٹے ہوئے وہاں سے گزرے تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس آدمی کے پاؤں تلے سے فتنوں کا ظہور ہونے والا ہے۔ اس دن جو بھی شخص اس کی پیروی واتباع کرے گا وہی ہدایت وحق پر ہوگا۔ [1]

اور کعب بن مرہ کے حالات میں ایک اور حدیث بھی گزری ہے۔ لیکن اس میں یہ شک ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ کعب بن مرہ ہیں یا مرہ بن کعب ہیں۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ دو الگ الگ شخصیات ہیں جبکہ دوسرے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ ایک ہی شخصیت ہیں جن کے نام میں تقدیم وتاخیر ہوگئی ہے۔ حقیقت کا علم اللہ کو ہے۔

۷۹۱۰ مرہ بن مالک

ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن مالک کے حالات میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۷۹۱۱ مرہ بن ابی مرّہ

ابن مندہ نے ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ان کا تذکرہ ۷۹۱۲ میں ہے۔

۷۹۱۲ مرہ بن وھب بن جابر [2]

ان کا سلسلہ نسب یوں ہے: مرہ بن وہب بن جابر بن عتاب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف۔ لقب ثقفی تھا۔ اور یہ یعلی کے والد محترم ہیں۔ امام بغوی وغیرہ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے عبیداللہ بن ابی زیاد کے طریق سے تخریج کرتے ہیں کہ ام یحییٰ بنت یعلی اپنے والد کے بارے میں فرماتی ہیں کہ میں فتح مکہ کے دن ان کو لے کر نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ میرے والد آپ کے ہاتھ پر بیعتِ ہجرت کرنا چاہتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں لیکن جہاد [3] اور نیت ہے۔ انہی کی ایک اور حدیث ابن ماجہ میں موجود ہے لیکن اس کی سند میں اعمش کے بارے میں اختلاف ہے۔

۷۹۱۳ مرہ بن ابی عزّہ

سلسلہ نسب یوں ہے: مرہ بن ابی عزہ بن عمرو بن عمیر بن وہب بن حذافہ بن جمح لقب: جمحی۔ ان کے والد جنگ اُحد کے بعد غزوہ حمراء الاسد میں شہید ہوگئے تھے۔ اور اس مُرّہ کا ایک بیٹا یا پوتا مدینہ میں رہتا تھا جس کا ذکر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔

---

[1] معجم الکبیر (۳۱۷/۲۰) تاریخ بغداد (۵۸/۱۲) [2] اسد الغابہ (۴۸۴۶) استیعاب (۲۳۸۹۹)

[3] ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی الهجرة هل انقطعت (۲۴۸۰) ترمذی کتاب السیر باب ما جاء فی الهجرة (۱۵۹۰) مسند احمد (۲۲۶/۱) مستدرك حاکم (۲۵۷/۲) معجم الکبیر (۴۱۲/۱۰)

۷۹۱۴ مرّہ

ان کی کوئی نسبت نہیں ہے، ان کا ذکر حرب کے حالات میں گزرا ہے اور آگے یعیش کے حالات میں مزید آئے گا۔ان شاء اللہ تعالیٰ

۷۹۱۵ مروان بن الجذع

ان کا نسب ان کے والد مرداس کے حالات میں گزر چکا ہے۔ابن الکلبی فرماتے ہیں کہ یہ بڑھاپے میں مسلمان ہو گئے تھے اور ان کا بیٹا بھی مسلمان تھا اور یہ صلح حدیبیہ میں شریک تھے۔اور یہ مروان نبی علیہ السلام کی طرف سے امین ونگران تھے خیبر کی تقسیم پر۔

۷۹۱۶ مروان بن الحکم

یہ حکم بن ابوالعاص کے بیٹے ہیں۔اموی تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ان کا ذکر دوسری قسم میں آئے گا۔

۷۹۱۷ مروان بن قیس الأسدی [1]

بعض حضرات کا کہنا ہے یہ سُلمی ہیں۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [2] فرماتے ہیں کہ یہ بھی دربارِ رسالت کے صحبت یافتہ تھے،اور ان کا بیٹا ان سے روایت کرتا ہے جس کو امام بخاری اور بغوی وطبرانی نے یحییٰ بن سعید اموی کے طریق سے تخریج کیا ہے کہ عمران بن یحییٰ اسدی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا سے سنا کہ ایک آدمی نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا اور انہوں نے منت ونذر مانی ہوئی تھی کہ وہ پیدل حج کریں گے ایک بڑا جانور ذبح کریں گے لیکن اب وہ فوت ہو گئے ہیں اور انہوں نے کوئی مال وغیرہ بھی نہیں چھوڑا تو کیا میں ان کی طرف سے حج اور قربانی کی قضا کر سکتا ہوں تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں، آپ حج کی قضا بھی کریں اور قربانی بھی کریں۔پھر بطور مثال کے ارشاد فرمایا کہ اگر آپ کے والد پر کسی بندے کا قرض ہوتا اور آپ اس کو ادا کر دیتے تو وہ بندہ کتنا خوش ہوتا! اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی راضی اور خوش ہو جائیں گے۔ [2]

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سند کے علاوہ مجھے اور کوئی سند نہیں ملی۔

۷۹۱۸ مروان بن قیس الاسلمی

ابن حبان فرماتے ہیں کہ ان کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ نبی علیہ السلام کی صحبت حاصل ہوئی ہے۔

ابونعیم اور ابن عبدالبر [3] کا خیال ہے کہ یہ وہی مروان ہے جن کا ذکر اس سے پہلے گزر گیا ہے۔لیکن مصنف فرماتے ہیں کہ میری معلومات کے مطابق یہ اور شخصیت ہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۸۴۲) استیعاب (۲۴۰۰) تجرید (۶۹/۲) [2] تاریخ الکبیر (۳۶۷/۷)

[2] معجم الکبیر (۸۴۳/۲۰) مجمع الزوائد (۱۹۲/۴) جامع المسانید (۲۲۶/۱۱، ۲۲۷)

[3] استیعاب (۴۴۶/۳)

ابن مندہ نے ابوعبدالرحیم کے طریق سے تخریج فرمایا ہے کہ بنی ثقیف کا ایک آدمی مروان بن قیس صحابی کے بیٹے جُسم روایت کرتا ہے کہ میرے والد نے فرمایا کہ ایک دفعہ نبی علیہ السلام ایک نشے میں مدہوش آدمی کے پاس سے گزرے جس کا نام نعیمان تھا نبی علیہ السلام کے حکم پر اس کو شراب کی سزا کے طور پر کوڑے لگائے گئے دوبارہ پھر انہوں نے شراب پی لی جس کے بدلے ان کو پھر کوڑے لگائے گئے۔ تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا لیکن چوتھی دفعہ جب ان کو نشے کی حالت میں لایا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس کے بارے میں کس چیز کے انتظار میں ہیں، اب تو یہ چوتھی دفعہ ہے لہٰذا آپ اس کو قتل کروا دیجئے۔ اتنے میں ایک آدمی نے کہا: میں نے ان کو غزوہ بدر میں زبردست قتال کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

ایک دوسرے شخص نے بھی ان کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ ہاں میں نے بھی ان کو بدر کے دِن ایک اچھی جگہ پر کھڑے ہوئے دیکھا۔ تو نبی علیہ السلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ہاں! یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ جبکہ یہ تو بدری صحابی ہیں۔ [1]

۷۹۱۹ مروان بن قیس الدوسی [2]

یہ دوسرے مروان ہیں جن کا قاصد بننا اور دیگر تذکرہ موجود ہے۔ ابوبکر بن درید کتاب الاخبار المنثورہ میں محمد بن عباد کے طریق سے تخریج فرماتے ہیں کہ ابن کلبی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مروان بن قیس ہجرت کے ارادے سے نکلے تو راستے میں بنوثقیف کا ایک اونٹ ملا تو انہوں نے اس کو اپنے ساتھ لے جانا چاہا لیکن ثقیف کے لوگوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان کو پکڑ لیا ان کی دونوں بیویاں، ان کا اپنا اونٹ اور جس اونٹ کو انہوں نے پکڑا تھا سب انہوں نے لے لیا۔ پھر جب نبی علیہ السلام حنین سے طائف کی طرف تشریف لائے تو مروان نے نبی علیہ السلام سے بنوثقیف کی شکایت کی تو نبی علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ تم سب سے پہلے ہوازن کے جن دو غلاموں کو دیکھو تو لے لو۔ مروان جلدی سے گیا اور بنی عامر کے دو نوجوانوں کو پکڑ لایا ان میں سے ایک اُبی بن مالک بن معاویہ ابن سلمہ بن قشیر قشیری تھا جبکہ دوسرا احیدہ جرشی تھا۔ نبی علیہ السلام کے پاس دونوں کا نسب ذکر کیا تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: بہرحال یہ جو غلام ہے اس کے بھائی کا خیال ہے کہ یہ اہل مشرق کا ایک نوجوان ہے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ کیسے کہا تھا اس نے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس نے کہا تھا:

ما ان یعود امرؤ عن خلیقته حتی تعود جبال الحرّة السود

''یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی بندہ اپنی عادت سے پھر جائے یہاں تک کہ کالا سیاہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائے''۔

اور دوسرے کی بابت ارشاد فرمایا کہ یہ صلیبی قوم کا ایک بندہ ہے۔ تم ان دونوں غلاموں کو اپنے قبضے میں رکھنا جب تک بنوثقیف تم سے چھینی ہوئی چیزیں واپس نہ کر دیں۔ اتنے میں اُبی غلام بول پڑا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا تمہارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ تم ناحق کسی کو قتل کرنے کے لیے نہیں نکلتے تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ہاں! کیوں نہیں؟ تو اس نے کہا کہ پھر تو آپ مجھ سے بھی زیادہ بنوثقیف کے قریبی ہیں کیونکہ آپ کی شرکت گھر، مال اور بیویوں کے اعتبار سے ہے۔ تو نبی علیہ السلام نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ تو انہی میں

---

[1] جامع المسانید (۱۱/۲۲۷) [2] تجرید (۲/۶۹)

سے ایک ہے رشتے کے اعتبار سے اور تم محض اللہ کے لیے ان کے حلیف واتحادی ہو جب تک طائف اپنی جگہ پر رہے گا جب تک پہاڑ اپنی جگہ سے نہیں ہل جاتے۔ اور ہرگز پہاڑ اس وقت تک نہیں ہلیں گے جب تک آسمان وزمین کا نظام قائم ہے۔

مروان ابھی جانے ہی لگا تھا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ان سے اچھا سلوک کرنا لیکن مروان نے اس معاملہ میں کوتاہی کی تو ان دونوں غلاموں نے نبی علیہ السلام سے شکایت کی تو آقا علیہ السلام نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا کہ تم ان کے خرچے کا انتظام کیا کرو۔ چنانچہ ایک دفعہ بنی بکر بن کلاب کا ایک بندہ ضحاک بن سفیان نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے طائف میں داخل ہونے کی اجازت دیں۔ یہ نبی علیہ السلام کی اجازت سے گیا اور مروان کی بیویوں اور مال کے بارے میں ان سے بات چیت کی تو انہوں نے مروان کا سب کچھ واپس دے دیا۔ تو ضحاک نے مروان کا مال اس کے حوالے کیا تو اس نے دونوں غلاموں کو آزاد کر دیا۔

پھر ایک دفعہ ضحاک اُبَیّ بن مالک پر کسی وجہ سے غصے ہوا تو اس کو ڈانٹتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

(۱) کیا تو میری کوشش اور مشقت کو بھول گیا اے ابی بن مالک، وہ صبح جبکہ نبی علیہ السلام تجھ سے روگردانی کرتے ہوئے غصے سے ترچھی نگاہ کر کے دیکھتے تھے۔

(۲) مروان بن قیس اپنی رسّی کے ساتھ تجھے کھینچتا پھرتا تھا ذلت کی حالت میں جیسے کہ کسی بلند مرتبہ بندے کو جیل میں ڈال دیا جائے۔

عمر بن شبہ نے اَخبار المدینہ میں بھی اس قصہ کو مُفَصَّلاً بڑی طوالت سے ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابی بن مالک کے جس بھائی نے یہ کہا تھا کہ یہ اہل مشرق کا نوجوان ہے اس کا نام نہیک بن مالک تھا۔ مرزبانی اپنی کتاب معجم الشعراء میں لکھتے ہیں کہ یہ زمانہ جاہلیت کا ایک شاعر تھا جس کا لقب مُنھب الرزق (رزق لٹانے والا) واقعہ یہ ہوا کہ ایک دفعہ یہ اپنا غلہ اور سامانِ تجارت کو لے کر مکہ آیا تو دیکھا کہ لوگ غمگین و پریشان ہیں اس نے اپنا سارا قافلہ اور جو کچھ ان پر لدا ہوا تھا سب اہل مکہ پر لٹا دیا۔ پھر اُس نے اپنے ماموں کو بازارِ عکاظ میں مال لٹانے پر ڈانٹتے ہوئے یہ اشعار کہے:

(۱) اے میرے ماموں مجھے اور میرے مال کو چھوڑ دے کہ میں نے اس کے ساتھ کیا کیا، اور جو کچھ تیرا حصہ ہوگا میں وہ ضرور ادا کر دوں گا۔

(۲) بیشک نہیک تو منکر ہو سکتا ہے مگر اس کے عمدہ اخلاق (انکار نہیں کر سکتے)، یہاں تک کہ کالے سیاہ پتھروں والے پہاڑ فنا ہو جائیں۔

(۳) میں ہرگز تیری اطاعت و فرمانبرداری نہیں کروں گا مگر یہ کہ تو مجھے ہمیشہ ساتھ رکھے۔ پھر بھی تو اپنے منصوبوں کو دیکھ لے کہ تو مجھے اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے؟

(۴) تعریف نہیں بیچی جاتی مگر اس شخص کو جس کے پاس اس کی قیمت ہو۔ اور میں ہرگز ناپسندیدہ مال کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتا۔

۷۹۲۰ مُرّی [1]

سلسلہ نسب یوں ہے: مُرّی بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عُبَید بن الابجر۔ ان کی نسبت انصاری اور خدری ہے۔ ابوسعید کے چچا ہیں۔ امام عدوی ان کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ یہ جنگ اُحد میں شریک تھے جبکہ امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنگ اُحد کے ساتھ ساتھ بیعت رضوان میں بھی شریک تھے، لیکن خیبر میں حاضر نہیں ہو سکے تھے۔ پھر بھی نبی علیہ السلام نے خیبر کے مال غنیمت میں سے ان کو حصہ دیا تھا۔ اور ان کا کچھ تذکرہ سمرہ بن جندب کے حالات کے ضمن میں گزرا ہے اس لیے کہ سمرہ بن جندب نے ان کی والدہ سے شادی کر لی تھی اور یہ اس وقت چھوٹے تھے تو سمرہ کی گود میں پلے بڑھے اور پرورش پائی۔ غروہ اُحد میں مُرّی نے بھی نبی علیہ السلام سے ان کی سفارش کی تھی کہ ان کو بھی ساتھ لے جائیں اس لیے کہ نبی علیہ السلام ان کو چھوٹا قرار دے کر واپس کرنے لگے تھے۔ پھر آپ علیہ السلام نے ان کو بھی ساتھ جانے کی اجازت مرحمت فرما دی۔

باب میم کے بعد زاء

۷۹۲۱ مزرد بن ضرار [2]

سلسلہ نسب یوں ہے: مزرد بن ضرار بن سنان بن عمرو بن جحاش بن بجالہ۔ غطفانی اور ثعلبی نسبت ہے۔ ان کے نام کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام یزید اور مزرّد لقب تھا جو ان کے اشعار سے پڑھا گیا تھا۔

"میں نے کہا کہ عُبید! اسے چبا! اس لیے کہ میں تو یقیناً جوانی میں بوڑھوں کے چبانے کے لیے چبانے والا ہوں"۔ [3]

مشہور شاعر شماخ کے بھائی ہیں ان کا کچھ تذکرہ ان کے بھائی کے حالات میں گزرا ہے۔ ابوعمر [4] فرماتے ہیں کہ اس نے نبی علیہ السلام کے پاس آ کر اپنے یہ اشعار پڑھے تھے جن میں سے چند ایک یہ ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو معلوم ہونا چاہیے، میں نے ان جیسا قریبی پر مہربانی، فضل کرنے کے زیادہ قریب کوئی نہیں دیکھا۔ اللہ کے رسول! آپ کو معلوم ہو ہم تو ایسے تھے جیسے.... [5]

امام عسکری رحمۃ اللہ علیہ نے ان شعراء میں ان کا بھی تذکرہ فرمایا ہے جن کی نبی علیہ السلام سے ملاقات ثابت ہے۔ اور بعض یہاں تک بھی فرماتے ہیں کہ یہ نبی علیہ السلام کے پاس آئے تھے اور شعر پڑھے تھے۔

---

[1] استیعاب (۲۵۷۳) تجرید (۷۰/۲)

[2] استیعاب (۳۳/٤)

[3] اسد الغابہ (٤٨٥١) استیعاب (٢٥٧٤) تجرید (٧٠/٢)

[4] یہ شعر مختلف الفاظ میں منقول ہے۔

[5] اغانی (١٥٨/٩) الشعر والشعرآء (٢٧٤)

[6] استیعاب (۳۳/٤)

امام مرزبانی فرماتے ہیں کہ ان کی کنیت ابوضرار ہے یا ابوالحسن ہے۔ یہ شماخ کے بڑے بھائی ہیں۔ ان کے بہت سے اشعار مشہور ہیں۔ اور یہ بہت زیادہ مذمت وہجو بیان کرتے تھے۔ جیسے انہوں نے قسم کھائی ہو کہ جو بھی مہمان آئے گا اس کی مذمت کیے بغیر نہیں رہیں گے۔ حتیٰ کہ ان کا اپنا گھر اور اپنے بیٹے کا گھر بھی اس مذمت اور عیب جوئی سے نہیں بچ سکتا تھا۔ پھر ان کو اسلام کی دولت ملی اور یہ مسلمان ہو گئے اور ذیل کے اشعار کہے:

''دِل تکلیفوں اور پریشانیوں سے تندرست ہو گیا اور ملامت کرنے والیاں اُکتا گئیں۔ حالانکہ لیلیٰ کی محبت کی شدت جدا ہونے کا نام نہیں لیتی تھی''۔

اور مزید فرماتے ہیں:

''یقیناً وہ جانتے ہیں کہ گزشتہ زمانوں میں ہی خطیب تھا جب نوجوان اور ہر تیر انداز کوشش کرتے تھے''۔

''میں ہی لیڈر ہوتا تھا اس شخص کے لیے جس کو میں مشقتوں میں اپنے سے جدا کرتا تھا۔ ایسی مشقتیں جس میں شیر کی بھی مدد کی جائے اور بوجھ اٹھانے والے مضبوط اونٹوں کو بھی چیلنج کیا جائے''۔

ابن سکیت نے مزرد کے لیے ذیل کے اشعار کہے:

''میں بری ہو گیا لوگوں کی گالیوں سے اللہ کی طرف رجوع اور ایسی توجہ کرنے کے ذریعہ جس کے کرنے والے کو پکارا نہیں جائے گا''۔

ابن سعد نے ایک ضعیف سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا ان اشعار کا کہنے والا کون ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کہے گئے:

''اللہ تعالیٰ بہتر بدلہ عطا فرمائیں امیر المؤمنین کی طرف سے اور اللہ کا ہاتھ برکت دے اس پھٹی ہوئی خلافت کی چادر میں''۔

تو لوگوں نے جواب دیا کہ ان کا قائل مزرد ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پھر دریافت فرمایا کون مزرد؟ انہوں نے قسم کھا رکھی تھی کہ یہ اس سال حج کے لیے نہیں جائیں گے۔

بعض حضرات نے ان تمام اشعار کو شماخ کی طرف منسوب کیا ہے۔

۷۹۲۲ مزیدہ بن جابر العبدی العصری [1]

ابن مندہ نے ان کے والد کا نام جابر ذکر کیا ہے جبکہ ابن کلبی کے ہاں ان کے والد کا نام مالک ہے اور سلسلہ نسب یوں ہے: مزیدہ بن مالک بن ہمام بن معاویہ بن شبابہ بن عامر بن حطمہ بن محارب بن عمرو بن ودیعہ بن لکیز بن افصی بن عبدالقیس۔ یہ ھود بن

---

[1] اسد الغابہ (۴۸۵۲) استیعاب (۲۵۷۵) تجرید (۷۱/۲)

عبداللہ العصری کے نانا تھے اور یہی معتمد ہیں۔

اور ابن مندہ نے جن کا تذکرہ کیا ہے وہ ان کو وہم ہوا ہے۔ اس لیے کہ یہ مزیدہ بن جابر العبدی۔ بنوامیہ میں سے قطری بن فجارہ کے زمانہ میں خارجیوں کا قاضی تھا۔ عبداللہ بن عیاش المنتوف اِخباری نے ان کا تذکرہ نقل کیا ہے۔ اور اسی مزیدہ ھود کے نانے کی ایک حدیث بھی ہے جس کو امام ترمذی وغیرہ نے نقل فرمایا ہے۔ [1]

اور ان کا تذکرہ صحار بن عباس کے حالات میں گزرا ہے اور امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مزیدہ عصری کو نبی علیہ السلام کی صحبت کا بھی شرف حاصل ہے۔

۷۹۲۳ مزيده بن حواله

ان کا تذکرہ زائدہ کے حالات میں گزر چکا ہے۔

۷۹۲۴ مزيده بن مالك

۷۹۲۲ نمبر میں ان کا تذکرہ ابھی گزرا ہے۔

باب میم کے بعد سین

۷۹۲۵ مساحق بن عبداللہ [2]

نسب: مساحق بن عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزی بن ابی قیس۔ قرشی، عامری لقب ہیں۔ مشہور بڑے تابعین میں سے ہیں، ان کے والد جنگ یمامہ میں شہید ہوگئے تھے اور ان کے بیٹے نوفل نے ان سے ایک حدیث بھی بیان کی ہے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت ہے جس کو ابوبکر بن مقری نے اپنے فوائد میں ذکر کیا ہے، جس کی سند یوں ہے: عن احمد بن محمد بن فضل عن نضر بن علی عن ابن عيينه عن عمرو بن دينار، عن عبدالملك بن نوفل بن مساحق عن ابيه عن جده۔ یعنی نوفل اپنے والد مساحق سے نقل کرتے ہیں کہ نوفل کے دادا نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام جب کسی لشکر کو بھیجتے تو یہ ہدایت ضرور فرماتے کہ اگر تم کسی علاقہ میں مسجد دیکھو یا اذان کی آواز تمہارے کانوں میں پڑ جائے تو اس علاقے کے کسی بندے کو قتل نہ کرو.... الخ۔ [3]

اور اس حدیث میں ایک اور واقعہ بھی آتا ہے کہ مسلمانوں نے ایک بندے کو قتل کر دیا تو اس کے غم میں ایک عورت بھی

---

[1] ترمذی كتاب الجهاد باب ما جاء في السيوف (الحديث: ۱۶۹۰) معجم الكبير (الحديث: ۳۴۵/۲۰)

[2] اسد الغابه (۴۸۵۳) تجريد (۷۱/۲)

[3] ابوداؤد، كتاب الجهاد، باب ما جاء في الدعوة قبل القتال (الحديث: ۱۵۴۹) مسند احمد (الحديث: ۴۴۸/۳) معجم الكبير (الحديث: ۴۶۷/۱۷) مسند امام شافعی (۲۰۸) كنز العمال (حديث: ۱۱۲۷۶) مجمع الزوائد (الحديث: ۲۳۳/۱۱) جامع المسانيد والسنن (۲۳۳/۱۱)

چل بسی، اس لیے کہ ان دونوں کی آپس میں محبت تھی۔ اور یہ حدیث عبدالملک بن نوفل کے طریق سے بھی ہے۔ ابن عصام اپنے والد سے نقل کرتے ہیں جیسے کہ عصام کے حالات میں گزر چکا ہے۔ ابوموسیٰ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے اشارہ کرتے ہیں کہ یہ روایت شاذ ہے۔

لیکن یہ احتمال بھی ہے کہ سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی اس حدیث کے بارے میں دو سندیں ہوں۔ اور اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ اس روایت کے آخر میں یہ اضافہ بھی ہے کہ یقیناً محبت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔

۷۹۲۶ مسافع الدئلی [1]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [2] نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ فرمایا ہے اور امام طبرانی اور ابن مندہ اور ابن عدی نے مالک بن کامل کے حالات میں ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔ عبدالرحمٰن بن سعد مؤذن کے طریق سے، مالک اپنے والد عبیدہ کے ذریعہ سے نقل کرتا ہے کہ ان کے دادا مسافع الدئلی نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ کے بندے اللہ کے سامنے سر نہ جھکاتے اور بچوں کو دودھ نہ پلایا جا رہا ہوتا اور جانور زمین نہ چر رہے ہوتے تو تم پر سخت ترین عذاب کا کوڑا برس چکا ہوتا۔ [3] لفظ عبیدہ خطیب اور ابن ماکولا نے عین کے زبر سے قلمبند کیا ہے۔

علامہ ابن عبدالبر کو ان کا نام معلوم نہ ہو سکا تو انہوں نے ان کی کنیت ابوعبیدہ لکھ کر کنیتوں میں ان کے حالات ذکر فرمائے عنقریب آ جائے گا اور اس حدیث کے لیے بطور شاہد اور دلیل کے ابویعلی کے پاس ایک حدیث موجود ہے جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

۷۹۲۷ مسافع بن عیاض [4]

سلسلہ نسب: مسافع بن عیاض بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔ لقب: قرشی، التیمی ہے۔

ابوعمر فرماتے ہیں [5] کہ ان کو بھی آقا علیہ السلام کی صحبت کا شرف حاصل ہے، لیکن ان سے کوئی روایت نہیں مل سکی۔

زبیر بن بکار فرماتے ہیں کہ یہ ایک شاعر تھا جو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کرتا تھا۔ اسی کے بارے میں اس نے اشعار کہے جن میں سے ایک شعر یہ ہے:

"اے تیم قبیلہ والو! کیا تم اپنے جاہل کو نہیں روکو گے چٹانوں جیسی سخت ترین مصیبت کے آنے سے پہلے"۔

اور مرزبانی بھی یہی فرماتے ہیں کہ ایک شاعر تھا جس نے حضرت حسان کی مذمت بیان کی تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب ان اشعار میں دیا۔ پہلے اس کے گھر کا تذکرہ کیا پھر فرمایا:

---

[1] اسد الغابہ (ت: ٤٨٥٤) تجرید (٧١/٢) [2] التاریخ الکبیر (٧٠/٤)

[3] سنن الکبریٰ (الحدیث: ٣٤٥/٣) معجم الکبیر (الحدیث: ٧٨٥/٢٢) مجمع الزوائد (الحدیث: ٢٢٧/١٠) جامع المسانید والسنن (٢٣٤/١١) الکامل فی الضعفاء (١٦٢٢/٤)

[4] اسد الغابہ (ت: ٤٨٥٥) استیعاب (ت: ٢٥٧٦) تجرید (٧١/٢)

[5] استیعاب (٣٧/٤)

”لیکن میں عنقریب اس کو تم سے پھیر کر طلحہ بن عبید اللہ کی طرف سیدھا کروں گا جو کہ بڑا بھوکا ہے“۔ [1]

یہ شعر ابوسعید سکری کی کتاب دیوان حسان میں موجود ہے۔

۷۹۲۸ مساور بن ہند

نسب: مساور بن ہند بن قیس بن زہیر۔ لقب: عبسی۔ ان کا تذکرہ تیسری قسم میں ہوگا (یعنی جن کو دور نبوت نصیب ہوا)۔

۷۹۲۹ مستتیر بن ابی صعصعہ الخزاعی [2]

شبیب بن قرہ کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ علاء بن حضرمی کے زمانہ میں یہ بھی ایک گواہ تھے۔ ابن فتحون اور ابوموسیٰ نے بھی ان کا بقیہ تذکرہ کیا ہے۔

۷۹۳۰ المستورد بن حیلان العبدی [3]

امام طبرانی [4] نے عنبسہ بن ابی صغیرہ کی روایت تخریج فرمائی ہے جس میں ان کا بھی تذکرہ ہے۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سلیمان بن حبیب فرماتے ہیں کہ میں نے ابوامامہ سے سنا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جلد ہی تمہارے اور روم کے درمیان چار مصالحتیں ہوں گی۔ چوتھی ایک ایسے آدمی کے ہاتھ پر ہوگی جو ہرقل کے ملک میں سے ہوگا اور یہ صلح سات سال تک رہے گی۔ تو قبیلہ عبدالقیس کے ایک آدمی مستورد بن حیلان نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس وقت مسلمانوں کا امیر و لیڈر کون ہوگا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میری اولاد میں سے چالیس سال کا ایک آدمی ہوگا جس کا چہرہ چمکتے تارے جیسا ہوگا اور اس کے دائیں رخسار میں ایک سیاہ تل ہوگا اور اس پر دو اونی چوغے، جُبّے ہوں گے۔ [5] گویا کہ وہ بنی اسرائیل کا آدمی ہے۔ وہ دس سال حکومت کرے گا زمین میں دفن شدہ خزانے نکالے گا اور بہت سے غیر مسلم ممالک کو فتح کر لے گا۔

۷۹۳۱ المستورد بن شداد [6]

سلسلہ نسب: مستورد بن شداد بن عمرو بن حسل بن الاحب ابن حبیب بن عمرو بن سفیان بن محارب بن فہر۔ لقب: قرشی، فہری، مکّی۔ یہ کوفہ کے رہائشی تھے۔ خود بھی صحابی ہیں اور ان کے والد کو بھی صحبت رسالت کا شرف حاصل تھا۔

انہوں نے نبی علیہ السلام سے براہِ راست بھی روایت بیان کی ہے اور اپنے والد سے بھی نقل کی ہے کہ ان کے والد اور ابوعبدالرحمٰن حبلی اور عبدالرحمٰن بن جبیر اور معبد بن خالد اور دیگر حضرات نے قیس بن ابی حازم اور وقاص بن ربیعہ سے روایت بیان کی ہے جو کہ بخاری و ترمذی وغیرہ میں قیس بن ابی حازم ہی کے طریق سے مذکور ہے کہ دنیا کی حقیقت آخرت کے مقابلہ میں اتنی بھی نہیں جتنی کہ ایک آدمی سمندر میں انگلی ڈالے اور پھر نکال لے تو اس انگلی کے ساتھ کتنا پانی آئے گا۔ بس یہی نسبت دنیا کی آخرت کے

---

[1] اسد الغابہ (۱۱۳/٤) [2] اسد الغابہ (ت: ٤٨٥٧) تجرید (۷۱/۲)

[3] اسد الغابہ (ت: ٤٨٥٨) تجرید (۷۱/۲) [4] المعجم الکبیر (الحدیث: ۷٤۹۵/۸)

[5] معجم الکبیر (الحدیث: ۸/....) مجمع الزوائد (الحدیث: ۳۱۹/۷)

[6] اسد الغابہ (ت: ٤٨٥٩) استیعاب (ت: ۲۵۷۷) تجرید (۷۲/۲)

ساتھ ہے۔ [1]

اور مستورد کی چند اور احادیث بھی ہیں جو سنن میں موجود ہیں اسی طرح امام مسلم نے بھی ذکر کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حوض کے بارے میں ایک حدیث کو ان تک مُعلّق قرار دیا جبکہ امام مسلم نے اس کو متصل مرفوع قرار دیا ہے۔ محمد بن ربیع جیزی نے مسند صحابہ (جو مصر میں آئے تھے) میں ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ فتح مصر میں شریک تھے اور مصر کی زمین کا کچھ حصہ بھی ان کو الاٹ کیا گیا تھا۔ اور اہل مصر نے ان سے روایت کی ہے۔ اور میری معلومات کے مطابق اہل مصر کے علاوہ صرف قیس بن ابی حازم نے ہی ان سے روایت کی ہے اور بعض کا قول کے مطابق ابو اسحٰق سبیعی نے بھی ان سے روایت کی ہے۔

وفات: ابن یونس فرماتے ہیں کہ اسکندریہ میں ان کا انتقال ہوا ۴۵ھ میں۔

۷۹۳۲ المستورد بن عصْمه

ان کا تذکرہ ایک حدیث میں ملتا ہے جس کو عبدالرزاق نے ابن عیینہ کے طریق سے تخریج فرمایا کہ ابوسعید نے نصر بن عاصم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا تھا کہ یقیناً آپ جانتے ہیں کہ نبی علیہ السلام ہجر کے مجوس سے جزیہ وصول فرمایا کرتے تھے۔

۷۹۳۳ المستورد بن منهال [2]

سلسلہ نسب: حضرت مستورد بن منہال بن قنفذ بن عصیہ بن ہصیص بن حیی بن وائل بن جشم بن مالک بن کعب بن القین۔ لقب: قضاعی۔

بقول ابن کلبی اور طبری کے ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔ [3]

۷۹۳۴ مسروح بن سندر الخصی [4]

کنیت: ابوالاسود۔ زنباع الجذامی کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ابن یونس فرماتے ہیں کہ ان کو بھی صحبت کا شرف ملا ہے۔ اور مصر فتح ہونے کے بعد یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط لے کر مصر آئے جس میں ان کے بارے میں وصیتیں تھیں۔ اور وہیں پر ان کا انتقال ہوا عبدالعزیز بن مروان کی امارت وحکومت کے زمانہ میں۔

پھر سعید بن عفیر کے طریق سے بھی تخریج فرمائی ہے کہ ابونعیم سماک بن نعیم اپنے نانا عثمان بن سعوید بن سندر جروی سے بیان فرماتے ہیں۔ ابن یونس فرماتے ہیں کہ یہاں عثمان سے مراد ان کے نانا ہیں اس لیے ان کی ملاقات اپنے نواسے سے ثابت ہے۔ اور یہ مسروح بڑے تیز طرار چست اور حاضر دماغ تھے اور بہت مالدار آدمی تھے۔ انہوں نے بڑی لمبی عمر پائی یہاں تک کہ

---

[1] مسلم كتاب صفة الجنة باب فناء الدنيا (الحديث: ۷۱۲۶) ترمذی كتاب الزهد باب حديث مالدنيا فی الاخرة (الحديث: ۲۳۲۳) ابن ماجه كتاب الزهد باب مثل الدنيا (الحديث: ۴۱۰۸) مسند احمد (الحديث: ۲۲۹/۴) معجم الكبير (الحديث: ۷۱۳/۲۰، ۷۱۴) جامع المسانيد (۲۳۸/۱۱)

[2] اسد الغابه (ت: ۴۸۶۰) تجريد (۷۲/۲) [3] اسد الغابه (۱۱۴/۴) [4] تجريد (۷۲/۲)

عبدالملک کے زمانہ تک زندہ رہے۔ مسروح فرماتے ہیں کہ بسا اوقات میرے ساتھ دوپہر کا کھانا یا صبح کا ناشتہ کیا کرتے تھے عثمان بن سوید کے گاؤں سلیم نامی جگہ میں اور ابن سندر کا گاؤں بھی اس کے ایک طرف تھا جس کا نام قلوب قطیعہ تھا۔ اور ان کے کچھ حالات سندر کے تذکرے میں گزرے ہیں۔ بعض لوگ ان کا نام سنذر بتاتے ہیں لیکن ابن سندر زیادہ بہتر ہے۔

میں کہتا ہوں: اس واقعہ میں ان کے مصر آنے کا ذکر ہے اور واقعہ زنباع کے ساتھ پیش آیا وہ خود سندر کا اپنا واقعہ ہے جس کا ذکر ان کے حالات میں گزر چکا ہے۔

۷۹۳۵ مسروح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ ثُویبہ کے بیٹے ہیں۔ ان کا تذکرہ ثویبہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں ہی آئے گا (یعنی ثا کی پٹی میں جو عورتوں کا ذکر ہے اس میں)۔

۷۹۳۶ مسروق بن وائل الحضرمی [1]

حضرت موت کے ایک وفد میں نبی علیہ السلام کے پاس تشریف لائے تھے اور اسلام قبول کیا۔ ابوعمر نے بھی مختصراً ان کا تذکرہ کیا ہے۔ [2] اور ابن سکن نے باقی طریق کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ سلیمان بن عمرو انصاری، ضحاک بن نعمان بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ مسروق بن وائل نبی علیہ السلام کے پاس آئے تھے (اور باقی حدیث مسعود بن وائل کے حالات میں آئے گی)۔ [3]

اس لیے کہ سلیمان بن عمر کو شبہ ہو گیا تھا کہ نام مسعود ہے یا مسروق۔

۷۹۳۷ مسروق العکی

ابن عساکر [4] ان کے تذکرہ میں فرماتے ہیں: انہوں نے نبی علیہ السلام کا زمانہ تو پایا ہے لیکن ملاقات اور روایت کا پتہ نہیں۔ پھر لکھا ہے کہ جنگ یرموک میں بعض گھڑسواروں کے امیر بھی تھے۔

سیف باسنادہ فرماتے ہیں کہ مسروق جو کہ فلاں کے بیٹے ہیں گھوڑوں کے ایک ریوڑ پر مقرر تھے۔ فتوح میں بھی فرماتے ہیں کہ ابوعثمان نے خالد اور عبادہ سے نقل کیا ہے کہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ابوعبیدہ نے مسروق اور علقمہ بن حکیم کو بھیجا.....

اور یہ طاہر بن ابی ہالہ کے ساتھ بھی گئے تھے نبی علیہ السلام کی رحلت کے بعد عک اور اشعر کے مرتدین سے جنگ کرنے کے لیے پھر یہ عک نامی جگہ پر ہی امیر مقرر ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے عراق کی فتوحات میں بھی شرکت کی۔ اور بھی مشہور جنگوں میں ان کی شرکت ثابت ہے۔ اور یہ بات کئی بار گزری ہے کہ اس زمانہ کے لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ کسی کو اپنا امیر لشکر جہاد نہیں بناتے تھے۔

ابن سعد نے ابن ابی عون کے طریق سے ذکر کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت

---

[1] اسد الغابہ (ت: ٤٨٦٤) استیعاب (ت: ٢٥٧٨) تجرید (٧٢/٢)

[2] استیعاب (٣٥/٤) [3] معجم الکبیر (الحدیث: ٣٣٥/٢٠، ٣٣٦)

[4] مختصر تاریخ دمشق (٢٥٢/٢٤)

معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اپنی بیعت کی دعوت دینے کے لیے تو جریر نے دعوت بھی دی اور ترغیب دی کہ آپ بھی عام مسلمانوں کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لیں۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس شام کے عالی مرتبت لوگ موجود تھے، یعنی ذوالکلاع، شرحبیل بن سمط اور مسروق العکی وغیرہ ان کو بہت غصہ آیا اور بڑی سخت باتیں کیں اور قاصد کو بہت برا جواب دیا اور دوسری طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دھمکیاں دیں کہ آپ ان کو کوئی جواب نہ دیں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ چھوڑنے کا پورا قصہ تفصیلاً ذکر فرمایا ہے۔

۷۹۳۸ مِسطح بن اثاثہ [1]

نسب: مسطح بن اثاثہ بن عباد بن المطلب بن عبد مناف بن قصی مُطّلبی۔ نام: عوف، لقب: مسطح۔

اور ان کی والدہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خالہ کی بیٹی ہیں یہ مسلمان ہوگئی تھیں اور ان کے والد پہلے سے مسلمان ہو چکے تھے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی کفالت کرتے تھے کھانے پینے کی اشیاء کی ذمہ داری انہی پر تھی رشتہ داری کی وجہ سے لیکن جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والوں کے ساتھ مسطح باتیں کرنے لگا تو آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی کہ آئندہ سے ان کی کفالت بند۔ تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ ولا يأتل اولو الفضل منكم والسعة ان يُّؤتوا اولي القربىٰ .... الخ ﴾ [2]

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ سے ان کا نان ونفقہ جاری فرمادیا۔ [3] بخاری ومسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ افک کے بارے میں ایک تفصیلی روایت موجود ہے، اسی طرح امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک اور طریق سے اسی روایت کو ذکر فرمایا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ان لوگوں کو کوڑے لگوائے جنہوں نے مجھ پر تہمت لگائی تھی اور انہی لوگوں میں سے مسطح بھی ہیں۔

وفات: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ۳۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ اور ایک قول کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے بلکہ ان کے ساتھ جنگ صفین میں بھی شریک تھے۔ اسی سال ۳۷ھ میں انتقال فرمایا۔

۷۹۳۹ مسعود بن الاسود [4]

مسعود بن اسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج۔ اسی طرح ایک سلسلہ نسب یہ ہے کہ ابن عدی بن کعب۔ لقب: قرشی، العدوی۔ ابن العجماء کے نام سے مشہور تھے۔ عجماء ان کی والدہ ہیں۔ جو کہ عامر بن فضل سلولی کی

---

[1] اسد الغابہ (ت: ٤٨٦٥) استیعاب (ت: ٢٥٧٩) تجرید (٧٢/٢) [2] سورة النور (٢٢)

[3] بخاری كتاب المغازی باب (١٢) الحديث (٤٠٢٥) كتاب التفسير باب ﴿ ولو لا اذ سمعتموه قلتم .... الخ ﴾ الحديث (٤٧٥٠)
مسلم كتاب التوبہ باب فی حديث الافک (الحديث: ٦٩٥١) مسند احمد (الحديث: ١٩٧/٦)
مصنف عبدالرزاق (الحديث: ٩٧٤٨/٥)

[4] اسد الغابہ (ت: ٤٨٦٦) استیعاب (ت: ٢٤٠١) تجرید (٧٢/٢)

بیٹی تھیں اور عامر کو ابن العجم کہا جاتا تھا۔ [1]

حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں اس عورت کے بارے میں جس نے چوری کی تھی۔ اور اس حدیث میں ہے کہ ہم نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے بات کی کہ ہم اس عورت کے بدلے فدیہ (پیسے) دیتے ہیں، آپ اسے چھوڑ دیں تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو گناہ سے پاک کرنے میں ہی اس کی بہتری ہے.... الخ۔ [2]

اور ان کی بیٹی عائشہ ان سے روایت نقل کرتی ہے جو کہ ابن ماجہ میں بھی موجود ہے اور امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے سند حسن کے ساتھ تحریر فرمایا ہے، اسی طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کے حالات میں اسی طرف اشارہ کیا ہے لیکن انہوں نے ابن الاعجم فرمایا ہے۔

ابو عمر فرماتے ہیں: [3] یہ اور ان کا بھائی مطیع ان ستر مہاجرین میں سے ہیں جو بیعت رضوان میں شریک تھے۔ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کا مسکن مدینہ منورہ تھا جبکہ ابن حبان فرماتے ہیں کہ مصر کے رہائشی تھے (لیکن یہ وہم اور غلط خیال ہے)۔

۷۹۴۰ مسعود بن الاعجم

یہ ابن العجماء ہیں اس لیے کہ مسعود بن اسود جو مصر میں رہتے تھے اور تھے۔

۷۹۴۱ مسعود بن امیہ

مسعود بن امیہ بن خلف۔ لقب: جمحی۔ ان کا والد بدر کے دن مارا گیا تھا۔ اور ان کے بیٹے عامر نے نبی علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے اکثر علماء فرماتے ہیں یہ حدیث مرسل ہے۔ اور یہ صحبت نبوی کا شرف اس کے والد مسعود کو ہی حاصل ہے۔ اور یہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے یا فتح مکہ سے کچھ پہلے حالت کفر میں ہی ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ اور ان کا بیٹا عامر فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے پیدا ہوا۔ اسی وجہ سے ان کا نبی علیہ السلام سے براہِ راست کچھ سننا اور صحبت ثابت نہیں ہاں البتہ زیارت ثابت ہے جس کی وجہ سے ان کو صحابی کہا جاتا ہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ مسعود اُبی بن خلف کی بیٹی ہند کا خاوند تھا اور اُبی اس کا چچا تھا نہ کہ باپ۔

۷۹۴۲ مسعود بن اوس [4]

نسب: مسعود بن اوس بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار، انصاری۔ ابن اسحاق، [5] موسیٰ بن عقبہ اور امام واقدی نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔ اسی طرح بغوی نے بھی مختصراً ان کا تذکرہ لکھا ہے۔

ابن عبدالبر [6] فرماتے ہیں کہ امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے نسب یوں بیان کیا ہے: مسعود بن اوس بن اصرم ... الخ (یعنی ایک زید کا

---

[1] السيرة النبويه لابن هشام عن ابن اسحاق (٢٥/٤)

[2] ابوداؤد كتاب الحدود باب من الحد يشفع فيه (الحديث: ٤٣٧٤)

ابن ماجه كتاب الحدود باب الشفاعة من الحدود (الحديث: ٢٥٤٨) مسند احمد (الحديث: ٤١٠/٥)

[3] استيعاب (٤٤٦/٣) [4] اسد الغابه (ت: ٤٨٦٨) استيعاب (ت: ٢٤٠٣) تجريد (٧٣/٢)

[5] السيرة النبوية (٢٦١/٢) جامع المسانيد (٢٤٧/١١) [6] استيعاب (٤٤٧/٣)

اضافہ ہے)۔ ابن یونس اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ یہ غزوہ بدر اور فتح مصر میں شریک تھے۔ مصر کے بارے میں ہے ان کی ایک حدیث ہے جس کو امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے [1] ابن لہیعہ کے طریق سے کہ یزید بن عمرو مغافری نے رفیع بن ثابت کے غلام سے روایت نقل کی کہ نبی علیہ السلام کے ایک صحابی نے بڑ بڑ قوم کی ایک لونڈی دو سو دینار کی خرید کر حضرت مسعود بن اوس کے پاس بھیج دی بطور ہدیہ۔ جب ان کے پاس پہنچ گئی تو کہنے لگے کہ یہ ان مجوس میں سے ہے جس سے نبی علیہ السلام نے روکا تھا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو یہ روایت سنائی تو اس نے کہا کہ مجھے یحییٰ بن سعید نے بتایا کہ ان کے کارندے و مزدور مغرب میں ہیں جبکہ خود یہ بدری ہیں۔

ابو عمر فرماتے ہیں کہ یہ وہ ابو محمد ہیں جن کا خیال تھا کہ وتر فرض ہیں، تو حضرت عبادہ نے فرمایا کہ آپ غلطی پر ہیں۔ ابن کلبی نے لکھا ہے کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک تھے۔ ابن اسحاق نے ان کو شرکاءِ بدر میں سے شمار نہیں کیا اور کہا یہ وہم ہے۔ اور جس کو انہوں نے شرکاءِ بدر میں سے شمار کیا ہے وہ بنی زید بن ثعلبہ میں سے ہیں۔

جعفر مستغفری فرماتے ہیں کہ وہ ابو محمد جن کو عبادہ نے غلط قرار دیا تھا وجوب وتر کے بارے میں ان کا نام مسعود بن زید بن سبیع تھا۔ عنقریب آگے آئے گا۔

۷۹۴۳ مسعود بن خالد [2]

مسعود بن خالد بن عبدالعزیٰ بن سلامہ خزاعی۔ ان کے والد کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ طبرانی نے ابو مالک بن ابی قارہ خزاعی کے طریق سے تخریج کیا ہے کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا کہ ان کے والد ولید نے ان کے دادا مسعود سے روایت کی ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں ایک بکری بطور ہدیہ بھیجی تو آپ نے اس میں سے ایک ٹکڑا ہمارے گھر واپس بھیج دیا تو میں نے اپنی بیوی ام خناس سے پوچھا کہ یہ گوشت کہاں سے آیا ہے۔ تو اس نے بتایا کہ یہ اسی بکری کا ایک ٹکڑا ہے جو آپ نے نبی علیہ السلام کو دی تھی تو آپ نے یہ عنایت فرمایا۔ تو میں نے کہا کہ تم نے اپنے بچوں کو کھلایا کیوں نہیں صبح سے؟ تو اس نے بتایا کہ یہ بچوں کا ہی جوٹھا اور باقی ماندہ ہے، میں ان سب کو کھلا چکی ہوں۔ حالانکہ اس سے پہلے تو اس گھر میں دو تین بکریاں بھی ذبح ہوتی تھیں لیکن گوشت پھر بھی کافی نہ ہوتا۔ [3]

میں کہتا ہوں: خالد بن عبدالعزیٰ کے حالات میں اسی سند کے ساتھ ایک دوسری روایت گزر چکی ہے۔

۷۹۴۴ مسعود بن حراش [4]

نسب: مسعود بن حراش بن جحش بن عمرو بن معاذ عبسی۔ یہ ربعی بن حراش کے بھائی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں [5] کہ ان کو نبی علیہ السلام کی صحبت کا شرف ملا جبکہ ابو حاتم انکاری ہیں۔ [6] امام عسکری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو حاتم کے علاوہ سب کا یہ کہنا ہے

---

[1] معجم الکبیر (الحدیث: ۳۳۲/۲۰)

[2] اسد الغابۃ (۴۸۷۳) تجرید اسماء الصحابۃ (۷۳/۲)

[3] معجم الکبیر (الحدیث: ۷۹۴/۲۰) مجمع الزوائد (الحدیث: ۳۱۰/۸) جامع المسانید (۲۴۹/۱۱)

[4] اسد الغابہ (ت: ۴۸۷۸) تجرید (۷۳/۲) [5] جامع المسانید (۲۴۷/۱۱) [6] السیرۃ النبویۃ (۲۶۱/۲)

کہ انہوں نے نبی علیہ السلام سے براہِ راست حدیث سنی ہے۔ ابن حبان اور ایک جماعت نے ان کو تابعین میں شمار کیا ہے۔ ابن سکن فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی ایسی دلیل نہیں ملی جس سے ان کی صحبت نبوی ثابت ہو جائے۔ پھر عقبہ بن عمار عبسی کے طریق سے روایت کیا ہے مسعود بن حراش سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنی عبس سے پوچھا کہ تم نے اپنی لڑائیوں میں سب سے زیادہ صبر کرنے والا کونسا گھوڑا پایا تو انہوں نے کہا کمیت (سرخ وسیاہ رنگ والا)۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تاریخ میں [1] طلحہ بن یحییٰ کے طریق سے تخریج فرماتے ہیں ابو بردہ مسعود بن حراش سے روایت کرتے ہیں کہ اس اثناء میں کہ ہم صفا ومروہ کے درمیان سعی کر رہے تھے تو دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ ایک نوجوان کا پیچھا کر رہے تھے جس کے ہاتھ اس کی گردن میں بندھے ہوئے تھے، تو میں نے پوچھا یہ کون ہے اور کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ طلحہ بن عبید اللہ ہے، اور یہ اپنے دین سے پھر گیا ہے۔ اور ایک عورت ان کے پیچھے ان کو برا بھلا کہتی ہوئی گالیاں دیتی ہوئی جا رہی تھی تو میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ صعبہ بنتِ حضرمی ان کی والدہ ہیں۔ طلحہ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن طلحہ نے مجھے بتایا کہ عثمان بن عبداللہ ہی نے طلحہ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ باندھ دیا تھا تاکہ نماز پڑھنے سے روک دے اسی لیے ان دونوں کو قرین، ساتھی کہا جاتا تھا۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ ان لوگوں کی دلیل ہو جو ان کو صحابی کہتے ہیں تو اس میں ان کے لیے کوئی دلیل نہیں کیونکہ اس واقعہ میں اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ یہ اس وقت مسلمان بھی تھے۔

(۷۹۴۵) مسعود بن ربیعہ

نسب: مسعود بن ربیعہ بن عمرو بن سعد بن عبدالعزیٰ بن محلم بن غالب بن عائذہ بن یثیع بن ملیح بن ھُون۔ اور یہی قارہ بن خزیمہ بن مدرکہ قاری بقول ابن الکلبی سلسلہ نسب یوں بیان کیا: مسعود بن عامر بن ربیعہ بن عمیر بن سعد بن محلّم بن غالب اس سے یہ معلوم ہوا کہ ان کی اولاد میں محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود ہیں۔ جنہوں نے مروان بن حکم کی بات کی تردید کی تھی۔

ابو عمر فرماتے ہیں: یہ شروع میں اسلام لا چکے تھے حضور علیہ السلام کے دار ارقم تشریف لانے سے پہلے، اور انہوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو نبی علیہ السلام نے ان کے اور عبیدہ بن تیہان کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا تھا۔ [2]

ابن کلبی، ابن اسحٰق نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ [3] اور ابو معشر نے ان کے والد کا نام ربیع ذکر کیا۔ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج فرمائی ہے۔

وفات: بقول ابو معشر وغیرہ کے ان کی وفات ۳۰ھ میں ہوئی۔ اور ان کی عمر تقریباً ساٹھ سال سے کچھ زائد تھی۔ اور ابن کلبی فرماتے ہیں کہ آل مسعود کو بنو القاری کہا جاتا تھا اور یہ مدینہ منورہ میں بنی زہرہ کے اتحادی تھے۔

(۷۹۴۶) مسعود بن رخیلہ [4]

نسب: مسعود بن رُخیلہ بن عائذ بن مالک بن حبیب بن نبیح بن ثعلبہ بن قنفذ بن خلاوہ بن سبیع بن بکر بن اشجع اشجعی۔ جنگ

---

[1] تاریخ الکبیر (۴۲۱/٤) [2] اسد الغابہ (۱۱۹/٤) [3] السیرۃ النبویۃ (۲۴٤/۲)

[4] اسد الغابہ (ت: ٤٨٧٦) استیعاب (ت: ۲٤۰۸) تجرید (۷۳/۲)

احزاب میں مسعود ہی قبیلہ اشجع کا گائیڈ تھا پھر بعد میں مسلمان ہوگیا اور بہت پکا اور سچا مسلمان ثابت ہوا۔ امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔[1] عمر بن شبہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں ابن شہاب سے اور وہ عروہ سے فرمایا کہ قبیلہ اشجع کے ساتھ سو آدمی آئے اور ان کا گائیڈ مسعود بن رخیلہ تھا۔ یہ اپنے قبیلہ کے پاس آئے اور اپنے جائے قیام میں ایک مسجد بنائی۔

۷۹۴۷ مسعود بن زرارہ الانصاری[2]

سعید بن زرارہ کے بھائی ہیں۔ امام عدوی ان کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ یہ غزوۂ اُحد میں شریک تھے۔

۷۹۴۸ مسعود بن زید[3]

مسعود بن زید بن سبیع انصاری۔ بقول ابن حبان: یہ نبی علیہ السلام کے صحبت یافتہ ہیں اور یہ ابو محمد ہیں، کے واجب ہونے کے قائل ہیں۔[4] اور مسعود بن اوس کے حالات میں یہ بات گزری ہے لیکن یہ زیادہ بہتر اور راجح بات ہے۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مسعود بن زید ابو محمد انصاری غزوۂ بدر میں شریک تھے۔[5] اور حدیث وتر کو روایت کرنے والے یہی ہیں۔ پھر بعض طرق سے روایت فرمائی جن میں بنی مدلج کے ایک آدمی مجدعی فرماتے ہیں کہ میں نے عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ابو محمد انصار کے شیخ اور بڑے ہیں۔ اور ان کی ایک دوسری سوانح حیات میں ہے کہ بنو کنانہ کے ایک آدمی فرماتے ہیں کہ ایک انصاری ملک شام میں رہتا تھا جس کی کنیت ابو محمد تھی اور ان کو نبی علیہ السلام کی صحبت کا شرف ملا تھا۔

۷۹۴۹ مسعود بن سعد[6]

ان کے والد کے نام کے بارے میں تین قول ہیں۔ (۱) بقول ابن اسحاق:[7] مسعود بن سعد۔ (۲) بقول موسیٰ بن عقبہ: مسعود بن عبد سعد۔ (۳) بقول واقدی: مسعود بن عبد مسعود۔ باقی نسب میں کوئی اختلاف نہیں۔

نسب: ابن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔ انصاری اوسی پھر حارثی۔

ابن اسحاق، ابو معشر اور موسیٰ بن عقبہ اور واقدی نے شرکاءِ بدر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔[8] اور امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مختصراً ان کے حالات لکھے ہیں۔

۷۹۵۰ مسعود بن سعد[9]

نسب: مسعود بن سعد بن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق۔

---

[1] تاریخ طبری (۹۱/۲) [2] اسد الغابہ (ت: ۴۸۷۷) تجرید (۷۳/۲)

[3] اسد الغابہ (ت: ۴۸۷۸) تجرید (۷۳/۲) [4] جامع المسانید (۲۴۷/۱۱)

[5] الجرح والتعدیل (۲۸۲/۸) [6] التاریخ الکبیر (۴۲۱/۴) [7] اسد الغابہ (۱۱۹/۴)

[8] السیرۃ النبویۃ (۲۴۴/۲) [9] اسد الغابہ (ت: ۴۸۷۶) استیعاب (ت: ۲۴۰۸) تجرید (۷۳/۲)

۷۹۵۲ مسعود بن سَنان[1]

مسعود بن سنان بن اسود انصاری۔ بنوسلمہ کے اتحادی تھے۔ ان کا تذکرہ اسود بن خزاعی کے حالات میں گزر چکا ہے اور یہ ابوالحقیق کے بیٹے کو قتل کرنے والوں میں سے ہیں۔[2]

ابن مندہ نے اسامہ بن زید بن اسلم کے طریق سے تخریج کیا ہے کہ اسامہ اپنے والد سے اور وہ عطاء بن یسار سے اور وہ ابو رافع سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ایک مشن پر بھیجا اور فرمایا تم چلتے رہو اور ادھر ادھر توجہ نہ کرنا اور لوگوں سے اس وقت تک نہ لڑنا جب تک کہ وہ خود لڑائی میں پہل نہ کرلیں۔[3] اور جھنڈا مسعود بن سنان اسلمی کے ہاتھ میں تھما دیا۔ بعض نے ان کو اسلمی کے بجائے سَلمی کہا ہے۔

ابوعمر[4] فرماتے ہیں کہ غزوۂ اُحد میں شریک رہے اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ بقول ابن اثیر[5] جن کا تذکرہ ہو رہا ہے یہ اور شخصیت ہیں اور جو جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تھے وہ اور تھے۔ لیکن زیادہ بہتر اور واضح بات یہ ہے کہ دونوں ایک ہی شخصیت ہیں۔ اس لیے کہ ابن اسحاق نے شہداء جنگ یمامہ انصار میں مسعود بن سنان کا ذکر کیا ہے تو گویا کہ یہ اسلمی ہیں اور بنوسلمہ کے حلیف و اتحادی ہیں۔

۷۹۵۳ مسعود بن سنان

ان کا تذکرہ پچھلے نمبر میں گزر گیا ہے۔

۷۹۵۴ مسعود بن سوید[6]

نسب: مسعود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج انصاری زرقی۔

ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے ذکر کیا ہے کہ یہ شرکاء بدر میں سے ہیں۔[7] ابونعیم فرماتے ہیں کہ بقول ابن عمارہ یہ غزوہ خیبر میں شہید ہو گئے تھے۔[8] لیکن امام واقدی ان کی مخالفت میں فرماتے ہیں کہ یہ بئر معونہ جنگ میں شہید ہوئے تھے۔ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے مختصراً ان کا ذکر لکھا ہے۔ اور ابوعمر نے کئی بار ان کا تذکرہ کیا کبھی بالتفصیل اور کبھی اجمالاً۔[9]

۷۹۵۵ مسعود بن سعد الجذامی

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔ یہ فروہ بن عمر جذامی کے قاصد بن کر نبی علیہ السلام کے پاس آئے تھے۔ ابن سعد[10] نے ان سے روایت نقل کی ہے معمر وغیرہ زہری سے اور وہ عبیداللہ سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ اور ایک دوسرے طریق

---

[1] اسد الغابہ (ت: ٤٨٨٢) استیعاب (ت: ٢٤١٠) تجرید (٧٤/٢)

[2] سنن کبریٰ (الحدیث: ٣/٢٢١، ٢٢٢) سیرة النبویة (٢١٦/٣، ٢١٧) [3] طبقات کبریٰ (١٢٢/٢)

[4] استیعاب (٤٤٩/٣) [5] اسد الغابہ (١٢٠/٤) [6] اسد الغابہ (ت: ٤٨٨٣) استیعاب (ت: ٢٤١١) تجرید (٧٤/٢)

[7] سیرة النبویة (٢٦٦/٣) [8] معجم الکبیر (الحدیث: ٣٣٢/٢٠) سیرة النبویة (٢٦٦/٣)

[9] استیعاب (٤٤٩/٣) [10] الطبقات الکبریٰ (٦٢/١)

سے چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام جب ۶ھ میں حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو آپ نے مختلف ملکوں کے بادشاہوں کے پاس قاصد بھیجے کہ وہ ان کو جا کر اسلام کی دعوت دیں۔ [1] پھر تفصیلی قصہ ہے جس میں یہ بھی ہے کہ فروہ قیصر بادشاہ کی طرف سے بلقاء کے علاقے عمان کے گورنر تھے تو فروہ نے نبی علیہ السلام کو اپنے اسلام لانے کے بارے میں لکھا اور اپنی قوم کے ایک آدمی مسعود بن سعد کو ہدیہ اور خط دے کر روانہ کیا۔ تو نبی علیہ السلام نے خط پڑھا ہدیہ قبول فرمایا اور اس قاصد کو پانچ سو درہم بطور انعام عطاء فرمائے۔

ابن عدی بن کعب قرشی، عدوی۔ زبیر بن بکار فرماتے ہیں کہ یہ ان ستر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جنہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ بنی عدی بن کعب سے ان کا تعلق ہے غزوۂ موتہ میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

ابن سعد نے اسی طرح ان کا تذکرہ فرمایا ہے طبقہ ثانیہ میں۔ [2]

۷۹۵۵ مسعود بن الضحاك [3]

نسب: مسعود بن ضحاک بن عدی بن اراس بن حرملہ بن لخم لخمی۔ کبھی ان کی نسبت ان کے دادا کی طرف بھی کی جاتی ہے جن کا نام ابوعمر نے حرملہ بتلایا ہے گویا کہ ان کے جد اعلیٰ کی طرف نسبت ہوئی۔ اور ابوعمر فرماتے ہیں کہ ان کے گھر والوں اور بچوں کا خیال ہے کہ ان کو بارگاہِ رسالت میں بیٹھنے کا شرف ملا ہے۔ اور ایک حدیث روایت فرمائی ہے ان کی اولاد میں سے ایک جماعت سے۔

علامہ طبرانی فرماتے ہیں [4] کہ ابومسعود عبدالرحمٰن بن مثنی بن مطاع بن عیسیٰ بن مطاع بن زیادہ بن مسعود بن ضحاک بن عدی بن اوس بن حرملہ بن لخم نے ہمیں یہ حدیث سنائی کہ مجھے میرے والد نے بتایا اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا مطاع سے اور انہوں نے اپنے والد زیادہ سے اور انہوں نے اپنے دادا مسعود سے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے ان کا نام مُطاع رکھا اور فرمایا تم اپنی قوم کے مخدوم و سردار ہو اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جاؤ۔ آپ نے ان کو ایک چتکبرے گھوڑے پر سوار فرمایا اور جھنڈا عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا: جو بھی میرے اس جھنڈے کے نیچے آ گیا وہ عذاب سے محفوظ ہو گیا۔ اس کو عبدالسلام بن مثنی بن مطاع نے روایت کیا ہے اپنے والد اور دادا سے لیکن زیادہ کی جگہ پر زائدہ کا ذکر کیا ہے۔

۷۹۵۶ مسعود بن عبده [5]

بقول امام طبری یہ اور ان کا بیٹا نیار غزوۂ اُحد میں شریک تھے ابن فتحون اور ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] مختصر تاريخ دمشق (٢٥٤/٢٤)

[2] الطبقات الكبرىٰ (١٠٤/٤)

[3] اسد الغابه (ت: ٤٨٨٤) تجريد (٧٤/٢)

[4] معجم الكبير (الحديث: ٧٨٥/٢٠) مجمع الزوائد (الحديث: ٤٠٧/٩) جامع المسانيد (٢٥١/١١)

[5] اسد الغابه (ت: ٤٨٨٦) استيعاب (ت: ٢٤١٤) تجريد (٧٤/٢)

۷۹۵۷ مسعود بن عمرو القاریؓ [1]

غزوۂ حنین کے مال غنیمت کے نگران تھے نبی علیہ السلام نے ان کو حکم دیا کہ تم قیدیوں اور مال غنیمت کو جعرانہ نامی جگہ پر روک رکھنا۔ [2] ابو عمر نے بھی اجمالاً ان کا ذکر کیا ہے۔ [3]

اور ابن الکلبی کے مجموعہ میں جن کا ذکر ہے وہ عمرو بن قاری ہیں جن کو نبی علیہ السلام نے حنین کے دن مال غنیمت پر مقرر فرمایا تھا۔

۷۹۵۸ مسعود بن عمروؓ [4]

مانگنے کی ناپسندیدگی کے متعلق انہوں نے نبی علیہ السلام سے ایک [5] حدیث نقل کی ہے۔ ان سے سعید بن یزید نے روایت کی ہے اور محمد بن جامع العطار ان کی حدیث کو اکیلے ہی بیان فرماتے ہیں حالانکہ یہ محمد بن جامع خود متروک راوی ہیں۔ اسی طرح ابن عبدالبر نے بھی [6] یہ حدیث لکھی ہے اور ابن اثیر [7] نے بھی اس حدیث کا اقرار فرمایا ہے۔ اور ساتھ یہ بات بھی فرمائی کہ ان کی اور حدیث بھی ہے جس کو حضرت حسن نے ان سے روایت کیا ہے۔ سانپوں کے مارنے کی ممانعت کے بارے میں۔ [8]

میں کہتا ہوں: محمد بن جامع کے اکیلے روایت کرنے کا دعویٰ غلط ہے۔ اس لیے کہ اس حدیث کو امام بغوی، ابن السکن، طبرانی، ابن مندہ اور ابو نعیم وغیرہ حضرات نے کئی ایسے طرق سے بیان کیا ہے جس میں محمد بن جامع کا ذکر نہیں لیکن ان سب طرق میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ موجود ہیں۔ وہ روایت کرتے ہیں عبدالکریم سے وہ سعید بن یزید سے کہ مسعود بن عمرو نے کہا کہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ بندہ مالدار ہونے کے باوجود دست سوال دراز کرتا رہتا ہے لوگوں سے مانگتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا چہرہ مسخ ہو جاتا ہے۔ تو قیامت کے دن ایسا بندہ اللہ کو منہ نہیں دکھا سکے گا۔ [9]

اور دوسری حدیث کو ابن مندہ نے تخریج کیا ہے۔ معتمر کے طریق سے۔ ابو خلدہ نے حسن سے اور انہوں نے مسعود بن عمرو سے۔ اور اس سند میں جعفر بن عبدالواحد ہاشمی بھی ہیں لیکن وہ متروک ہیں اور ان پر من گھڑت حدیثیں بیان کرنے کا الزام بھی ہے۔ لیکن متن حدیث کے لیے اس سند کے علاوہ اور بھی دلیلیں ہیں۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مسعود بن عمرو بن ربیعہ بن عمرو القاری ہیں جو کہ ابن زہرہ کے حلیف و اتحادی ہیں، اور پھر

---

[1] اسد الغابہ (ت: ٤٨٨٩) استیعاب (ت: ٢٤١٧) تجرید (٧٥/٢)

[2] جامع المسانید (٢٥٣/١١) طبقات کبریٰ (٤٢/٤) [3] استیعاب (٤٥٠/٣)

[4] اسد الغابہ (ت: ٤٨٨٨) استیعاب (ت: ٢٤١٦) تجرید (٧٤/٢)

[5] معجم الکبیر (الحدیث: ٧٩٠/٢٠) مجمع الزوائد (الحدیث: ٩٦١٣) جامع المسانید (٢٥٣/١١)

[6] استیعاب (٤٥٠/٣) [7] اسد الغابہ (١٢١/٤)

[8] بخاری کتاب بدء الخلق باب قولہ تعالیٰ ﴿و بث فیها من کل دابة﴾ (الحدیث: ٣٢٩٨)
ترمذی کتاب الاحکام باب ما جاء فی قتل الحیات (الحدیث: ١٤٨٣) مسند احمد (الحدیث: ١٤٦/٢)
حلیة الاولیاء (الحدیث: ٢٢٧٩) جامع المسانید (٢٥٢/١١)

[9] معجم الکبیر (الحدیث: ٣٣٣/٢٠) سند بزار (الحدیث: ٩١٩) مجمع الزوائد (الحدیث: ٩٧/٣)

اس کو بیان کیا ہے محمد بن فلیح کے طریق سے موسیٰ بن عقبہ سے۔

۷۹۵۹ مسعود بن عمرو بن عمیر الثقفیؓ

یہ وہی ہیں جن کے بارے میں ابوعمر کا خیال ہے کہ یہ قاری ہیں ثعلبی اپنی تفسیر میں مقاتل سے روایت کرتے ہیں کہ مذکورہ آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئیں:

﴿یَآیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾ [1]

واقعہ یہ ہوا کہ اسلام لانے سے قبل ان کے اور ان کے بھائیوں کے ذمے بنومغیرہ بن عبداللہ کا کچھ سود تھا لیکن جب یہ مسلمان ہو گئے تو انہوں نے ان سے مطالبہ کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اسلام لانے کے بعد تو ہم سودی لین دین نہیں کر سکتے۔تو جھگڑا عتاب بن اسید کے سامنے پیش ہوا تو اس نے ساری صورتحال نبی علیہ السلام کو لکھ بھیجی، تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

حبیب بن عمرو اور ان کے بھائیوں کے حالات میں پیشتر گزرا ہے۔ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے تخریج کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ﴾ [2]

ثقیف کے ایک آدمی مسعود بن عمرو اور قریش کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی۔

عروہ بن عمیر ثقفی کے حالات میں بھی کچھ گزرا ہے۔

۷۹۶۰ مسعود بن هنیده

ان کا تذکرہ دو نمبروں کے بعد فروہ کے غلام کے ضمن میں آئے گا۔

۷۹۶۱ مسعود بن وائل [3]

ان کو ابن مسروق بھی کہا جاتا ہے۔

ابن مندہ نے عتبہ بن ابی عتبہ کے طریق سے تخریج کیا ہے سلیمان بن عمرو سے انہوں نے ضحاک بن نعمان بن سعد سے کہ مسعود بن وائل نبی علیہ السلام کے پاس آ کر مسلمان ہوئے اور اسلام کی تمام ظاہری و باطنی خوبیوں سے اپنے کو مزین کیا۔ پھر نبی علیہ السلام سے درخواست کی کہ میں چاہتا ہوں آپ کسی بندے کو میری قوم کی طرف دعوت دینے کے لیے بھیجیں، مجھے اُمید ہے کہ آپ کے ذریعہ سے اللہ ان کو ہدایت نصیب فرما دیں گے۔ تو نبی علیہ السلام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کے لیے لکھ دو، انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیسے لکھوں؟ تو آپ نے فرمایا لکھو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .....پھر پوری حدیث بیان فرمائی۔ [4]

---

[1] سورة البقرة (الآية : ۲۷۸)

[2] سورة الزخرف (الآية : ۳۱)

[3] اسد الغابه (ت: ٤٨٩٢) تجريد (۷۵/۲)

[4] المعجم الكبير (۷۹۵/۲۰) جامع المسانيد والسنن (۲٥٤/۱۱)

۷۹۶۲ مسعود بن یزید [1]

مسعود بن یزید بن سُبَیع بن خنساء۔ اوران کا نسب یوں بھی بیان کیا جاتا ہے: سنان بن عبید بن عدی بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری، سلمی۔

ابن اسحٰق نے [2] شرکاءِ بیعت عقبہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۹۶۳ مسعود [3]

یہ فروہ کے غلام ہیں۔ ان کے والد کا نام ہنیدہ بھی بتایا گیا ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں کہ مسعود بن ہنیدہ اسلمی کو نبی علیہ السلام کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔ امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ ابن ابی سبرہ حارث بن فضیل سے روایت کرتے ہیں مسعود بن ہنیدہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نبی علیہ السلام سے ملا اور میں نے عرض کیا کہ میں مسلمان ہونے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ ابوتمیم اوس بن حجر نے مجھے آزاد کر دیا ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: "بارك الله عليك" اللہ تجھے برکت عطا فرمائیں۔ تیرے بیوی بچے کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا: وہ اپنے گھر میں ہیں، اسلام کے پھیلنے کی وجہ سے بہت سے لوگ نیک صالح بن چکے ہیں، ہمارے آس پاس بھی مسلمان ہی رہتے ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے مجھے دس اونٹ عطا فرمائے، میں اپنے گھر لوٹا ہم ان اونٹوں کی وجہ سے بڑے خوشحال ہو گئے۔

اسی سند کے ساتھ امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے غزوۂ مریسیع کا واقعہ بھی ذکر کیا ہے۔ ابن سعد [4] نے کہا تمیم بن حجر ابواوس کا آزاد کردہ غلام مسعود غزوۂ مریسیع میں نبی علیہ السلام کا گائیڈ بھی تھا اور حفاظت بھی کر رہا تھا۔

یہ قدیم الاسلام صحابی ہیں ہجرت کے وقت سے ہی مسلمان ہو گئے تھے اور ان کی آزادی کے موقع پر نبی علیہ السلام نے دس اونٹ عطا فرمائے۔ امام بغوی اور ابن مندہ نے بریدہ بن سفیان بن فروہ کے طریق سے نقل کیا ہے کہ میرے دادا کا غلام مسعود کہتا تھا کہ نبی علیہ السلام نماز پڑھا رہے تھے دائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اکیلے کھڑے تھے تو میں بھی آ کر نماز میں شریک ہونے لگا تو نبی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ مارا تو پھر ہم دونوں نبی علیہ السلام کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ ابوکریب وغیرہ نے زید اتم سے روایت کیا ہے۔ [5]

میں کہتا ہوں: یہ مطین، ابن السکن اور طبرانی وغیرہ کے ہاں ہے اور اس کے شروع میں یہ بات بھی ہے۔ نبی علیہ السلام اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزر رہے تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسعود! تو ابوتمیم سے کہہ کہ وہ ہمارے ساتھ کوئی گائیڈ بھیجے۔ تو میں نے ابوتمیم سے کہا: اس نے مجھے ہی بھیج دیا اور میرے ساتھ دودھ کی بھری ہوئی ایک مشک بھی بھیجی۔

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۴۸۹۳) استیعاب (ت: ۲۴۱۹) تجرید (۷۵/۲) [2] سیرۃ النبویۃ (۷۹/۲)

[3] اسد الغابہ (ت: ۴۸۹۰) استیعاب (ت: ۲۴۲۰) تجرید (۷۵/۲) [4] طبقات کبریٰ (۴۲/۴)

[5] نسائی کتاب الامامۃ باب موقف الامام (الحدیث: ۷۹۹) معجم الکبیر (الحدیث: ۷۸۴/۲۰) سیرۃ النبویہ (الحدیث: ۱۰۳/۲)

میں ان کو بہت سے پہاڑ اور وادیاں عبور کروانے لگا اور میں بھی اسلام کو پہچان چکا تھا۔تو نبی علیہ السلام نے نماز پڑھی....الخ۔
ان کا تذکرہ ابوتمیم اوس بن عبداللہ بن حجر اسلمی کے حالات میں گزر چکا ہے۔اور ہشام بن صبابہ کے حالات میں بھی ان کا تذکرہ آئے گا۔

۷۹۶۴ مسعود غیر منسوب

ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں یزید جو کہ ہارون کے بیٹے ہیں انہوں نے حماد سے جو کہ سلمہ کے بیٹے ہیں ان سے روایت کیا ہے کہ ہشام بن عروہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے صحابۂ کرام میں ایک آدمی مسعود نامی تھا۔
خندق کے دِن اہل قریظہ نے اس کو ابوسفیان کے پاس بھیجا کہ تم کچھ لوگ ہمارے پاس بھیجو تا کہ ہم مدینہ کی طرف سے محمد کے ساتھ جنگ کر سکیں اور تم خندق کی طرف سے مقابلہ کرنا۔جب نبی علیہ السلام کو پتہ چلا کہ دونوں طرف سے ہمارا مقابلہ کیا جائے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسعود ہم نے ہی تو بنی قریظہ سے کہا تھا کہ وہ ابوسفیان سے کچھ لوگ منگوائیں تو جیسے ہی وہ لوگ آئیں گے ان کو گرفتار کر کے قتل کر دیا جائے گا۔[1]

مسعود نے جب یہ سنا تو وہ اپنے آپ کو قابو نہ کر سکا اور فوراً جا کے ابوسفیان کو بتا دیا۔تو ابوسفیان نے کہا: واللہ! محمد سچ کہتے ہیں۔اس لیے کہ انہوں نے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا۔لہٰذا اس نے کوئی آدمی بھی بنوقریظہ کے پاس نہ بھیجا۔
میں کہتا ہوں: یہ واقعہ نعیم بن مسعود کے واقعے کی طرف ہے۔فاللہ تعالیٰ اعلم

۷۹۶۵ مسعود

یہ ابوالعشراء کے دادا ہیں،قہطم کے حالات میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۹۶۶ مسلم بن اسلم[2]

مسلم بن اسلم بن بجرہ انصاری خزرجی۔بسا اوقات ان کو ان کے دادا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔
طبرانی[3] نے ابن اسحاق کے طریق سے تخریج فرمایا کہ عبداللہ بن ابی بکر نے مجھے بتایا مسلم بن اسلم بجرہ کے بارے میں جو کہ بلحارث بن خزرج کے بھائی ہیں اور بوڑھے آدمی تھے وہ خود بیان کرتے ہیں کہ اگر وہ کبھی مدینہ میں داخل ہوں، بازار میں اپنی ضروریات کے لیے تو اس وقت تک گھر میں آرام سے نہیں بیٹھتے جب تک کہ دو رکعتیں نہ پڑھ لیں۔پھر فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ہمیں ارشاد فرمایا: جو بھی تم میں سے (اس شہر میں) آئے تو اپنے گھر لوٹنے سے پہلے اس مسجد میں دو رکعتیں ضرور پڑھ لیا کرے۔ابن مندہ نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے اسی سند سے۔لیکن انہوں نے مسلم بن اسلم کے بجائے محمد بن اسلم ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے اور صرف اسی ایک سند سے مروی ہے۔

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ (الحدیث: ۴۱۸/۱۴) کنز العمال (الحدیث: ۱۱۴۰۲)

[2] اسد الغابہ (ت: ۴۸۹۴) تجرید (۷۵/۲)

[3] معجم الکبیر (الحدیث: ۴۳۵/۱۹)

مسلم بن اسلم کی ایک اور حدیث بھی ہے جس کو ابن ابی عاصم [1] نے ہشام بن عمار کے طریق سے تخریج کیا ہے۔ اسمٰعیل ابن عیاش نے اسحٰق بن عبداللہ ابوفروہ کے بیٹے سے روایت کیا کہ ابراہیم بن محمد بن مسلم بن بجرہ انصاری اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ان کو بنوقریظہ کے قیدیوں پر نگران مقرر کیا تھا کہ وہ ان کے زیر ناف بال دیکھیں کہ اگر نکلے ہیں تو قتل کردیں ورنہ نابالغ بچوں کو چھوڑ دیں۔

طبرانی نے احمد بن معلّٰی سے انہوں نے ہشام سے اس روایت کی تخریج کی ہے لیکن مسند طبرانی میں اس حدیث کی سند یوں ہے: عن ابراھیم بن محمد بن اسلم بن بجرہ عن ابیہ عن جدہ (یعنی احمد بن معلّٰی اور ہشام کے بجائے ابراہیم کا ذکر ہے) الف کی پٹی میں یہ سند گزر چکی ہے۔

۷۹۶۷ مسلم بن حارث [2]

مسلم بن حارث بن بدل۔ بعض نے حارث بن مسلم تمیمی بھی کہا ہے۔ بقول امام بغوی ملک شام ان کا مسکن تھا۔

بقول امام بخاری، [3] ابوحاتم اور ابوزرعہ رازیان ان کو صحبت نبوی کا شرف ملا ہے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حارث کے والد ہیں، خود حارث نہیں۔ امام بخاری، ترمذی اور بھی بہت سے حضرات نے فرمایا کہ صحیح بات یہ ہے کہ صحابی کا نام مسلم بن حارث ہے۔ ہاں! البتہ تابعی حارث بن مسلم ہیں۔ تو حقیقت میں اختلاف مسلم کے بیٹے کے بارے میں ہے۔ اکثر حضرات نے یوں سند بیان فرمائی ہے: عن عبدالرحمن بن حسان عن حارث بن مسلم عن ابیہ۔ اور ہشام بن عمار نے سند یوں ذکر کی ہے: عن عبدالرحمٰن عن مسلم بن حارث۔ لیکن پہلی سند راجح اور بہتر ہے اس لیے کہ اس جیسی اور سندیں بھی ملتی ہیں۔ مثلاً محمد بن شعیب بن سابور نے عبدالرحمٰن سے یہ سند بیان کی ہے اسی طرح صدقہ بن خالد نے عبدالرحمٰن سے ایک اور حدیث بیان کی ہے جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے التاریخ میں تخریج کیا ہے۔ حکم بن موسیٰ سے انہوں نے صدقہ سے آگے چل کر فرمایا: حارث بن مسلم تمیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے مجھے ایک خط لکھ کر دیا جس میں مجھے جاننے والے گورنروں کو میرے بارے میں وصیت لکھی تھی۔ [4]

وفات: بقول دارقطنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں انتقال فرمایا۔

۷۹۶۸ مسلم بن حارث خزاعی [5]

مسلم بن حارث خزاعی مصطلقی۔ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ طبرانی، [6] ابن السکن، ابن شاہین، ابن عربی، ابن مندہ نے یعقوب بن محمد زہری کے طریق سے یزید بن عمرو بن مسلم سے روایت کیا کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ میں نبی علیہ السلام کے پاس موجود تھا کہ کسی نے سوید بن عامر کے یہ اشعار پڑھے:

---

[1] احاد والمثانی (الحدیث: ٢٤٥/٤) [2] اسد الغابہ (ت: ٤٨٩٥) استیعاب (ت: ٢٤٢١) تجرید (٧٥/٢)
[3] تاریخ الکبیر (٢٥٩/٤) [4] معجم الکبیر (الحدیث: ٤٣٤/١٩) مجمع الزوائد (الحدیث: ١٠٠/٨)
[5] اسد الغابہ (ت: ٤٨٩٦) تجرید (٧٥/٢) [6] المعجم الکبیر (الحدیث: ١٠٤٩/١٩)

ترجمہ: ''خواہ تم حرم ہی میں رات بسر کیوں نہ کرو خود کو محفوظ نہ سمجھو کیونکہ موت ہر انسان کے پہلو میں موجود ہے۔
ہر آدمی کو اپنے دوست سے ایک دِن جدا ہونا ہے اور ہر متاع جس کو تو سنبھال سنبھال کر رکھتا ہے ایک دِن فنا ہو جائے گا''۔

اور انہی کے بارے میں مسلم فرماتے ہیں کہ میں نے سوید بن عامر سے اچھا کوئی کافر و مشرک نہیں دیکھا۔ نبی علیہ السلام کا بھی ارشاد ہے کہ ''اگر یہ اسلام کا زمانہ پاتا تو ضرور مسلمان ہو جاتا''۔ ✿

ابن السکن نے مسلم بن حارث کے بجائے مسلم بن ابی مسلم ذکر کیا ہے۔ گویا کہ وہ کہنا چاہتے ہیں کہ یعقوب بن محمد اکیلے ہی یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ثقفیات میں ان کی حدیث ہمیں عالی سند سے موصول ہے۔

۷۹۶۹ مسلم بن خیشنہ ✿

مسلم بن خیشنہ کنانی۔ ابوقرصافہ کے بھائی ہیں۔ ابن ابی داؤد، ابن السکن اور طبرانی وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور زیاد بن سیار کے طریق سے روایت تخریج کرتے ہیں۔ ابوقرصافہ کی پوتی عزہ بنت عیاض اپنے دادا سے نقل کرتی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا: کیا تیرا کوئی ہے؟ میں نے عرض کیا: جی! میرا ایک چھوٹا بھائی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس کو میرے پاس لے آؤ۔ تو میں اپنے بھائی کو اپنے ساتھ لے گیا۔ اس وقت تو وہ میرے ساتھ چلا گیا لیکن جیسے ہی وہ حضور علیہ السلام کے قریب پہنچا تو بھاگ گیا، میں اس کے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو ملا کر پکڑ کر نبی علیہ السلام کی خدمت میں لے آیا۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا اور نبی علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔ آپ نے ان کا نام مسلم رکھا، جبکہ پہلے ان کا نام مقسم تھا۔ تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مسلم آپ کے ساتھ رہے گا۔ ✿

۷۹۷۰ مسلم بن ریاح ✿

مسلم بن ریاح ثقفی، ابن خزیمہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور عبدالجبار بن عباس کے طریق سے روایت کی تخریج کی ہے۔ عون بن جحیفہ مسلم بن ابی ریاح سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کی آواز سنی، جب مؤذن نے اللہ اکبر کہا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ کلمۂ حق ہے۔ جب اس نے پڑھا: اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ کلمہ شرک سے بیزاری کا اعلان ہے۔ پھر جب اس نے کہا: اشھد ان محمدًا رسول اللّٰہ۔ تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

✿ اسد الغابہ (۱۲٤/٤) دیوان الھذلیین (۳۹/۳)

✿ مجمع الزوائد (الحدیث: ۱۲٦/۸) جامع المسانید (۲٦۲/۱۱) مسند بزار (الحدیث: ۲۱۰۵)

✿ اسد الغابہ (ت: ٤۸۹۷) تجرید (۷٥/۲)

✿ معجم الکبیر (الحدیث: ۲٥۱٤/۳) مجمع الزوائد (الحدیث: ٥٤/۸) جامع المسانید (۱٦۰/۳)

✿ اسد الغابہ (ت: ٤۸۹۹) استیعاب (ت: ۲٤۲۲) تجرید (۷٥/۲)

''اس کلمہ والا جہنم کی آگ سے بری ہے''۔ [1]

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں ہوسکا کہ ان کو نبی علیہ السلام کی صحبت کا شرف حاصل ہوا ہے یا نہیں۔ اور میں نے بہت سی جگہوں پر دیکھا ہے رَبَاح راء پر زبر ہے۔

۷۹۷۱ مسلم بن سَبع

کنیت: ابوالغادیہ۔ نام: مسلم بن سبع۔ لیکن بقول ابن حبان، مستغفری اور محفوظ، ان کا نام یسار ہے۔

۷۹۷۲ مسلم بن شیبہ

نسب: مسلم بن شیبہ بن عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ بن عبدالعدار بن قصی، عبدری، حجبی۔ ابن شاہین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے ابوبکر بن ابی داؤد سے سنا ہے وہ فرماتے تھے عثمان صحابی ہے، شیبہ صحابی ہے۔ مسلم بھی صحابی ہیں اور یہ سارے کے سارے بیت اللہ کے دربان تھے۔ پھر عبدالحکیم بن منصور کے طریق سے عبدالملک بن عمیر سے اور وہ مسلم بن شیبہ جو کہ خزانچی تھے بیت اللہ کے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھے ہوں اور کوئی آدمی اپنے بھائی کو اپنے پاس بلائے اور اس بلانے والے نے اپنی مسند پر اس کے لیے جگہ چھوڑی ہو تو اس کو چاہیے کہ وہاں جا کر بیٹھ جائے اس لیے کہ یہ عزت کی بات ہے اور اگر وہاں گنجائش نہ ہو تو مجلس میں جس جگہ گنجائش ہو وہیں بیٹھ جائے۔ [2]

سفیان بن عبدالرحمٰن وغیرہ نے مسلم بن شیبہ کے بجائے مصعب بن شیبہ کا ذکر کیا ہے اور خطیب نے اپنی کتاب جامع میں عبداللہ بن عمر رقی کے طریق سے اسی طرح کی روایت نقل فرمائی ہے۔

۷۹۷۳ مسلم بن عبداللہ

شہاب کے حالات میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۷۹۷۴ مسلم بن عبدالرحمٰن [3]

بقول امام بخاری [4] وابوحاتم ان کو حضور علیہ السلام کی صحبت نصیب ہوئی۔ ابوعلی اور ابن السکن نے ان کو عامری لکھا ہے۔

ابن السکن، طبرانی اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عباد بن کثیر رملی سے روایت کی تخریج کی ہے۔ شمیسہ بنت نبھان اپنے غلام مسلم ابن عبدالرحمٰن سے روایت کرتی ہیں کہ اس نے کہا کہ میں نے نبی علیہ السلام کو فتح مکہ کے بعد صفا پہاڑی پر لوگوں کو بیعت کرتے ہوئے دیکھا۔ ایک عورت آئی جس کا ہاتھ مردوں جیسا تھا۔ آپ علیہ السلام نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ چلی گئی اور اپنے ہاتھوں پر زرد یا سرخ رنگ کی مہندی لگائی۔ اور اسی دوران ایک آدمی آیا جس نے لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ اس ہاتھ کو

[1] مجمع الزوائد (الحدیث: ۳۳۵/۱) جامع المسانید (۲٦٤/۱۱)

[2] التاریخ الکبیر (۳۵۲/۷) جامع المسانید (۳۲۳/۱۱) اتحاف السادۃ المتقین (۲۸۲/٦)

[3] اسد الغابہ (ت: ٤٩٠٤) استیعاب (ت: ٢٤٢٥) تجرید (٧٦/٢)

[4] تاریخ الکبیر (٢٥٢/٤)

پاک نہ کرے جس میں لوہے کی انگوٹھی ہو۔ ❶

ابن حبان فرماتے ہیں: میں ان کی حدیث کو محفوظ نہیں سمجھتا۔

۷۹۷۵ مسلم بن عبدالرحمٰن الازدی

شیطان بن عبداللہ کے حالات میں ان کا تذکرہ ہو چکا۔

۷۹۷۶ مسلم بن عبیداللہ القُرَشی ❷

ان کے نام کے بارے میں تین قول ہیں: (۱) مسلم بن عبیداللہ قرشی۔ (۲) عبیداللہ بن مسلم۔ (۳) مسلم بن مسلم۔

بلاناغہ مسلسل نفلی روزے رکھنے کے بارے میں ان کی حدیث ہے۔ ہارون بن سلمان فرّا کے طریق سے ابوداؤد اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہما نے تخریج کی ہے۔ عبیداللہ بن مسلم قرشی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام سے پوچھا یا کسی اور آدمی نے ہمیشہ اور مسلسل روزے رکھنے کے بارے میں تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اہل خانہ کا بھی تم پر حق ہے۔ لہٰذا تم رمضان کے روزے رکھا کرو اور کچھ شوال میں باقی ہر بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھ لیا کرو تو تمہیں ہمیشہ روزہ رکھنے اور افطار کرنے کا ثواب ملے گا۔ ❸

امام بخاری اور ابونعیم ہارون سے ہی اسی طرح نقل فرماتے ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی تخریج دو حضرات سے کی ہے احمد بن یحیٰی اور ابراہیم بن یعقوب سے یہ دونوں حضرات ابونعیم سے روایت کرتے ہیں اور ابونعیم ہارون سے اور وہ مسلم سے اور یہ اپنے والد سے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بعض حضرات نے ہارون کی سند سے ذکر کیا ہے: اور زید بن حباب نے عبیداللہ بن موسیٰ کی طرح روایت کی ہے۔

بہت سے حضرات نے صحابی کا نام مسلم ذکر کیا ہے اور امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ کوفہ کے رہائشی تھے۔

۷۹۷۷ مسلم بن عبیس

نسب: مسلم بن عُبیس بن کریز بن حبیب بن عبدس۔

۷۹۷۸ مسلم بن عقبہ اشجعی

ابن عساکر نے اپنی کتاب تاریخ میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے باسنادہ ابراہیم بن ابی امیہ کے طریق سے روایت ذکر کی

---

❶ معجم الکبیر (الحدیث: ۱۵۴/۱۹) مسند بزار (الحدیث: ۲۸۲) مجمع الزوائد (الحدیث: ۱۷۲/۵)
جامع المسانید (۲۶۶/۱۱) تاریخ الکبیر (۲۵۲/۴)

❷ اسد الغابہ (ت: ۴۹۰۵) استیعاب (ت: ۲۴۲۶) تجرید (۷۶/۲)

❸ ابوداؤد کتاب الصیام باب فی صوم شوال (الحدیث: ۲۴۳۲) ترمذی کتاب الصوم باب ما جاء فی صوم الاربعاء (الحدیث: ۷۴۸) طبقات کبریٰ (۲۸۷/۳)

ہے۔ فرماتے ہیں کہ نوح بن ابی حبیب سے میں نے سنا ہے اس شخص کے بارے میں جو اشجع قبیلہ میں سے نبی علیہ السلام کی روایت نقل کرتے ہیں، وہ مسلم بن عقبہ ہیں۔

۷۹۷۹ مسلم بن عقرب [1]

ابن قانع نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ ان کی حدیث کو شعیب بن حبان بن شعیب نے زید بن ابی معاذ سے انہوں نے بکر بن وائل سے اور وہ ان سے روایت نقل کرتے ہیں اور ابن قانع نے اسی سند کے ساتھ تخریج کی ہے اور ان کے الفاظ یہ ہیں: مسلم بن عقرب جن کو نبی علیہ السلام کی زیارت و ملاقات نصیب ہوئی وہ نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جس شخص نے قسم کھائی کہ وہ اپنے غلام کو ضرور سزا دے گا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اس کو آزاد کر دے اور اس کے لیے اسی کفارے میں بھلائی ہے۔ [2]

ابو احمد عسکری فرماتے ہیں: یہ حدیث مرسل ہے اور ان کی نبی علیہ السلام سے ملاقات نہیں ہوئی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کو تابعی ذکر کیا ہے۔

۷۹۸۰ مسلم بن علاء بن حضرمی [3]

بقول ابن مندہ ان کا نام عاص تھا، نبی علیہ السلام نے بدل کر مسلم رکھ دیا۔ [4] ان کے والد کا ذکر عین میں گزر چکا ہے۔

طبرانی [5] نے زکریا بن طلحہ بن مسلم بن علاء بن حضرمی کے طریق سے تخریج کی ہے کہ وہ اپنے والد سے اور ان کے والد اپنے دادا اسلم سے نقل کیا کہ میں اس وقت موجود تھا جب نبی علیہ السلام نے علاء بن حضرمی کو بحرین بھیجتے وقت ضروری ہدایات ارشاد فرمائیں۔ نیز فرمایا کہ کسی شخص کے لیے بھی ترک سنت وفرض جائز نہیں ہوگا، ان کے علاوہ اور کسی چیز کی پابندی ضروری نہیں۔

اور یہ بات باقاعدہ لکھ کر فرمائی کہ مجوس کے ساتھ بھی اہل کتاب والا معاملہ کیا جائے۔

ابوسلیمان بن زبر نے بھی اسی سند سے اس روایت کی تخریج کی ہے، فرق یہ ہے کہ دادا سے مراد مسلم نہیں بلکہ علاء ہیں۔

ابن مندہ نے بھی طبرانی کی طرح روایت کی تخریج کی ہے لیکن اس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ ان کا نام عاص تھا، نبی علیہ السلام نے تبدیل کر کے مسلم رکھ دیا۔ [6] اس اضافے سے ابوسلیمان کی روایت کچھ ضعیف ہو جاتی ہے۔

اور اس حدیث کا مدار عمر بن ابراہیم پر ہے حالانکہ اس کا یہاں ذکر بھی نہیں۔

۷۹۸۱ مسلم بن عمرو [7]

نسب: مسلم بن عمرو بن ابی عقرب خویلد بن خالد۔ بقول ابن حبان: ان کو نبی علیہ السلام کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔

---

[1] اسد الغابہ (ت: ٤٩٠٦) تجريد (٧٦/٢) [2] جامع المسانيد (٢٦٧/١١) الضعفاء للعقيلى (١٨٣/٢)

[3] اسد الغابہ (ت: ٤٩٠٧) تجريد (٧٦/٢) [4] معجم الكبير (الحديث: ١٠٥٩/١٩)

[5] اسد الغابہ (١٢٧/٤) [6] اسد الغابة (ت: ١٢٧/٤)

[7] اسد الغابہ (ت: ٤٩٠٨) استيعاب (ت: ٢٤٢٧) تجريد (٧٦/٢)

امام بغوی فرماتے ہیں: مسلم بن عمرو کی کنیت ابوعقرب ہے اور یہ ابونوفل بن ابی عقرب کے والد ہیں بصرہ ان کا مسکن تھا۔
پھر اسود بن شیبان کے طریق سے ابونوفل بن عقرب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابولہب کے بیٹے کے اور نبی علیہ السلام کی بددعا:
اللّٰھم سلّط علیه کلبك. [1] اے اللہ! اس پر اپنا کوئی درندہ مسلط فرما۔ اس کو ایک شیر نے پکڑا اور گھسیٹ کر لے گیا۔
امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ باقیوں کے ہاں یہ ابونوفل بن ابی عقرب ہیں۔ مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ وہی ہیں یا ان کے علاوہ اور کوئی ہیں۔ اور پیچھے مسلم بن عقرب کا ابھی تذکرہ ہوا ہے شاید یہ دادا کی طرف نسبت ہے۔
پھر میں نے تاریخ بخاری میں دیکھا لکھا تھا مسلم بن عقرب ابونوفل عریجی، طائی۔ علی نے کہا کہ بعض نے ان کو کنانی ذکر کیا ہے اور پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کو مسلم بن عمرو بن ابی عقرب کہا جاتا ہے، تو یہ ان کے ہاں ایک ہی شخصیت ہیں۔
ابوعقرب کے حالات میں اختلاف ہے جس کو کنیتوں میں ذکر کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ
اور زیادہ تر ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

۷۹۸۲ مسلم بن عمیر الثقفی [2]

طبرانی [3] نے عمرو بن نعمان باہلی کے طریق سے تخریج کی ہے کہ مزاحم بن عبدالعزیز ثقفی نے فرمایا کہ مسلم بن عمیر نے مجھے بتایا کہ میں نے نبی علیہ السلام کو ایک سبز رنگ کا مٹی کا ایک برتن دیا جس میں کافور تھا آپ علیہ السلام نے مہاجرین وانصار کے درمیان تقسیم فرما دیا اور فرمایا اے ام مسلم ہمارے لیے بھی اس برتن میں کچھ چھوڑ دینا۔

۷۹۸۳ مسلم بن عیاض

نسب: مسلم بن عیاض بن زغب بن حبیب محاربی۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا کہ ان کو راسبیہ کا بیٹا بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے والد جنگ قادسیہ میں شریک تھے اور انہی کا یہ شعر ہے:
ترجمہ: ''میں نے سعد کے لشکر سے اس کی شادی کر دی تو وہ یوں ہوگئی کہ ان کے اردگرد بکر بن وائل کے دونوں بیٹے گھومنے لگے''۔
اور سعد سے مراد سعد بن ابی وقاص ہیں اور اپنے والد کی طرح یہ مسلم بھی شاعر تھے اور ان کے یہ اشعار ہیں:
''اے میرے چچازاد بھائیو! تم ہم پر ظلم نہ کرو اس لیے کہ جب ہم پر ظلم کیا جاتا ہے تو ہم اس ظلم کو برداشت نہیں کرتے''۔
پھر اگر تم گزری ہوئی باتوں کو چھوڑ دو یا ہماری سخاوتوں اور شرافتوں کے ساتھ بخل کرو تو ہم نے اس کے علاوہ بھی بہت سی شرافتیں اور

---

[1] مسند احمد (الحدیث: ۴۷۱/۴) مستدرک حاکم (الحدیث: ۵۳۹/۲) جامع المسانید (۲۶۸/۱۱)
سنن کبریٰ للبیہقی (الحدیث: ۹۶/۲) دلائل لابی نعیم (الحدیث: ۱۶۳)
[2] اسد الغابہ (ت: ۴۹۰۹) استیعاب (ت: ۲۴۲۸) تجرید (۷۶/۲)
[3] معجم الکبیر (الحدیث: ۱۰۵۸/۱۹)

سخاوتیں پیچھے چھوڑی ہیں۔

اور ہم سب نے آ کر تمہارے خلاف نبی علیہ السلام کے ہاتھ مبارک پر بیعت کر لی ہے۔ اور ہم نے تمام کاموں کا انتظام کر لیا ہے۔ اور بڑے بڑے سخت ترین مصائب بھی ہم برداشت کر چکے ہیں۔

ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اور ان کے والد عیاض کو نبی علیہ السلام کی صحبت کا شرف ملا ہے۔ اور حرف عین میں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

۷۹۸۴ مسلم[1]

یہ ریطہ کے والد ہیں، اور ان کی بیٹی ان سے روایت کرتی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک تھا تو آپ نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے، میں نے کہا: غراب، فرمایا: آج کے بعد تمہارا نام مسلم ہے۔

بقول ابن السکن کے اس کے علاوہ ان سے کوئی روایت منقول نہیں ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ[2] نے ادب المفرد اور تاریخ کبیر میں اس کی تخریج کی ہے۔ اور امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند یوں بیان کی ہے۔ عبداللہ بن حارث بن ابزی فرماتے ہیں کہ مجھے میری والدہ محترمہ نے بتایا کہ میرے نانا حنین کے مال غنیمت کی تقسیم کے وقت موجود تھے اور ان کا نام غراب تھا نبی علیہ السلام نے تبدیل فرما کر مسلم رکھ دیا۔[3]

بقول ابوعمر اور بغوی یہ مکہ کے رہائشی تھے اور ان کی بیٹی کا نام ریطہ تھا۔[4]

۷۹۸۵ مسلم، والد صفیہ

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ[5] نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی کوئی حدیث وغیرہ بیان نہیں فرمائی۔

۷۹۸۶ مسلم، والد عباد[6]

ابن مندہ نے یعقوب قمی کے طریق سے ذکر کیا ہے عنبسہ بن سعید رازی سے انہوں نے ابویعلیٰ سے انہوں نے عباد بن مسلم سے اور یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی علیہ السلام میرے والد کے پاس سے گزرے جبکہ وہ مسجد میں ایک آدمی کے پاس بیٹھے تھے.... الخ۔[7]

۷۹۸۷ مسلم، والد عوسجہ[8]

بقول ابن حبان: ان کو صحبت رسالت مآب علیہ السلام حاصل تھی۔ بقول بغوی: میرا خیال ہے یہ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ اور

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۴۸۹۸) استیعاب (ت: ۲۴۲۹) تجرید (۷۵/۲) [2] التاریخ الکبیر (۲۵۲/۷)

[3] معجم الکبیر (۱۰۵۰/۲۰) مسند ابی یعلی (الحدیث: ۲۳۱/۱۲) تاریخ الکبیر (۲۵۲/۷)
مجمع الزوائد (الحدیث: ۵۲/۸) جامع المسانید (۲۷۱/۱۱)

[4] استیعاب (۴۵۳/۳) [5] معجم الکبیر (۴۳۷/۱۹) [6] اسد الغابہ (۴۹۰۱)

[7] جامع المسانید (۲۷۴/۱۱) [8] اسد الغابہ (ت: ۴۹۱۰) تجرید (۷۶/۲)

ہارون بن عبداللہ نے مہدی بن حفص سے روایت نقل کی ہے کہ ابوالاحوص سلیمان فرم سے وہ عوسجہ سے اور یہ اپنے والد مسلم سے نقل کرتے ہیں کہ میں نبی علیہ السلام کے ساتھ ایک سفر میں تھا آپ علیہ السلام موزوں پر مسح فرماتے رہے۔ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مہدی کے علاوہ کسی نے بھی اس کو مسند قرار نہیں دیا اور یہ ان سے غلطی ہوئی۔

ابن ابی خیثمہ نے اس کی تخریج کی ہے، مہدی سے اور وہ ابن السکن سے باسنادہ۔ امام بغوی فرماتے ہیں کہ یہ روایت موقوف ہے۔ عبداللہ بن مسعود پر کہ عوسجہ نے ان سے روایت کی ہے۔ اور بقول ابن السکن یہ حضور علیہ السلام کے ساتھ سفر نہیں تھا بلکہ عبداللہ بن مسعود کے ساتھ ہی تھا۔ اور مہدی کی سند بھی یہ ہے کہ ابوالاحوص نے سلمان سے انہوں نے عوسجہ سے اور وہ اپنے والد سے کہ انہوں نے فرمایا میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: مہدی کی طرح طبرانی [1] نے بھی اس روایت کی تخریج کی ہے۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل۔ محمد بن جعفر ورکانی سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابوالاحوص سے۔ اس روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کو تقاضا سے فراغت کے بعد وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ علیہ السلام موزوں پر مسح فرما رہے تھے۔

۷۹۸۸ مسلم

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ ابوالغادیہ جہنی کا نام ہے۔ کنیتوں میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

مَسْلَمَہ نامی لوگوں کا تذکرہ

۷۹۸۹ مَسْلَمَہ بن اسلم [2]

نسب: مسلمہ بن حَرِیش بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ انصاری۔ ابن عبدالبر [2] نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ..... میں شہید ہوگئے تھے۔

۷۹۹۰ مسلمہ بن قیس انصاری [3]

ابن مندہ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ مدینہ کے رہائشی تھے۔ اور حبیب بن ابی حبیب کے طریق سے ابراہیم بن حصین اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے اور وہ مسلمہ بن قیس سے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جبریل علیہ السلام سے گواہ کے ساتھ قسم کے معاملہ میں مشورہ کیا ہے۔ [3]

---

[1] معجم الكبير (الحديث: ١٩/١٠٥٧) [1] اسد الغابه (ت: ٤٩١٣) استيعاب (ت: ٢٤٣١)

[2] الاستيعاب (٣/٤٥٤) [2] اسد الغابه (ت: ٤٩١٥) تجريد (٢/٧٧)

[3] جمع الجوامع (الحديث: ٣٠٧٦) جامع المسانيد (١١/٢٧٦)

۷۹۹۱ مسلمہ بن مالک [1]

نسب: مسلمہ بن مالک بن وہب بن ثعلبہ بن واثلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر بن مالک فہری۔

یہ حبیب بن مسلمہ کے والد ہیں۔ مستغفری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ کے طریق سے تخریج کیا ہے۔ ابن جریج سے وہ ابوملیکہ کے بیٹے سے روایت کرتے ہیں کہ حبیب بن مسلمہ فہری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ان کے والد نے نبی علیہ السلام سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میرا بیٹا میرا دست و بازو ہے، ہر معاملہ میں میرا مددگار ہے تو نبی علیہ السلام نے ان کو حکم دیا کہ تم اپنے والد کے ساتھ واپس چلے جاؤ۔ [2]

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے حبیب فہری کے حالات میں اس روایت کی تخریج کی ہے داؤد عطار کے طریق سے ابن جریج سے اور اس روایت میں حبیب بن مسلمہ کا ذکر نہیں ہے اور انہوں نے حبیب بن مسلمہ اور حبیب فہری کے درمیان فرق کیا ہے۔ ابونعیم نے اس روایت کی تخریج کی ہے ابوعاصم اور حجاج بن محمد کے طریق سے اور یہ دونوں ابن جریج سے روایت کرتے ہیں اور اس روایت میں حبیب بن مسلمہ کا بھی ذکر ہے۔

۷۹۹۲ مسلمہ بن مخلّد [3]

نسب: مسلمہ بن مخلد بن صامت بن نیار بن لودان بن عبدودّ بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ انصاری، خزرجی یا زرقی۔

کنیت: ابوسعید۔

ابن السکن اور ابونعیم وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

ابن السکن نے مزید کہا کہ انہوں نے نبی علیہ السلام سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں لیکن ان میں سے کسی میں بھی نبی علیہ السلام سے خود سننے کا ذکر نہیں کیا۔

اور ابونعیم نے ابن عون کے طریق سے تخریج کیا ہے مکحول سے انہوں نے فرمایا کہ عقبہ بن عامر مسلمہ کے پاس گئے جبکہ وہ مصر کے گورنر تھے تو ان سے جا کر کہا کہ آپ کو وہ دن یاد ہے جب نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا جس شخص کو اپنے (مسلمان) بھائی کا کوئی عیب معلوم ہو اور وہ اس کو چھپا لے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھیں گے؟ [4] تو انہوں نے جواب دیا ہاں مجھے یاد ہے تو انہوں نے کہا کہ بس اسی وجہ سے میں اور آپ دونوں بھائی بھائی ہوئے۔

ابونعیم نے بھی وکیع کے طریق سے تخریج کی ہے کہ موسیٰ بن علی اپنے والد سے اور وہ مسلمہ بن مخلد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا جس وقت نبی علیہ السلام نے مدینہ ہجرت فرمائی اس دن میں پیدا ہوا۔ اور جس وقت نبی علیہ السلام نے دنیا سے رحلت فرمائی اس وقت میں دس برس کا تھا۔

---

[1] اسد الغابہ (ت: ٤٩١٦) استیعاب (ت: ٢٤٣٣) تجرید (٦٦/٢) [2] تهذیب تاریخ دمشق (٣٨/٤)

[3] اسد الغابہ (ت: ٤٩١٧) استیعاب (ت: ٢٤٣٢) تجرید (٧٧/٢)

[4] معجم الکبیر (الحدیث: ٣٤٩/١٧) کنز العمال (الحدیث: ٦٣٩١)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ [1] نے بھی اسی طرح اس کو روایت فرمایا ہے اور مزید یہ فرمایا کہ مسلمہ کو نبی علیہ السلام کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ لیکن شاید ان کی مراد یہ ہے کہ خصوصی طور پر مل بیٹھنا نصیب نہیں ہوا۔

ابن ربیع جیزی نے اس کو دو طریق سے روایت کیا ہے ایک تو بالکل اوپر والے طریق سے اور دوسرا فرمایا کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ تشریف لائے تو میں چار سال [2] کا تھا اور جب دنیا سے پردہ فرمایا تو میں چودہ برس کا تھا۔ اور یہ بھی اضافہ ہے کہ اہل مصر کی ان سے دو حدیثیں ہیں ایک یہ کہ عورتوں کو ابھارو کہ وہ اپنے گھروں کے اندر مخصوص کمروں میں رہیں اور اس میں بھی زور زور سے نہ چیخیں نہ بولیں۔ دوسری یہ کہ ہجرت کے پہلے سال وہ پیدا ہوئے تھے۔ [3]

ابن الربیع فرماتے ہیں کہ ان کو مصر اور مغرب [4] دونوں کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے اور یزید بن معاویہ کے ابتدائی دورِ حکومت میں بھی گورنر رہے اور مصر میں ہی ان کا انتقال ہوا ۶۲ھ میں۔ بقول ابن الربیع، ابن حبان اور ابن برقی یزید بن معاویہ نے ان کو مصر کی امارت وحکومت دے دی تھی اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا تھا لیکن امام واقدی فرماتے ہیں یہ مدینہ واپس تشریف لے آئے تھے اور یہیں ان کا ۶۲ھ میں انتقال ہوا۔ [5] بقول ابن السکن یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مصر میں منار کی عمارت بنوائی۔

ان کے والد کا نام مخلد تھا۔ محمد بن ربیع نے ضمام بن اسمٰعیل کے طریق سے تخریج کیا ہے کہ ابو قبیل کہتے ہیں کہ مصر کے گورنر حنظلہ نے میرے پاس ایک بندہ بھیجا اس نے کہا کہ اگر تیرے جسم میں کوڑے لگانے کی جگہ بھی ہو تو میں تجھے لگاؤں گا تو ابو قبیل نے حیران ہو کر پوچھا کیوں؟ تو اس نے جواب دیا کہ تم نجومی بن گئے ہو کہ تم نے یہ کہا کہ ہر بعد میں آنے والا شخص پہلے سے بدتر اور برا ہو گا۔ تو ابو قبیل نے کہا کہ یہ میرا قول نہیں بلکہ میں نے تو مسلمہ بن مخلد سے سنا تھا۔ اور یقیناً اس نے اس وقت کہا تھا جبکہ سمندری لشکر میں وہ بطور کمک کے شامل ہوا تھا تو لشکر والوں نے اس کے آنے کو ناپسند سمجھا تھا اور وہ آپ کی ان لکڑیوں پر تھا اور کہہ رہا تھا اے مصر والو! تم مجھ سے کس چیز کا انتقام لے رہے ہو حالانکہ بخدا میں تمہاری مدد میں اور تمہاری تعداد میں اور دشمن کے خلاف تمہاری قوت میں اضافہ ہوں اور تم جان لو کہ بیشک میں اپنے بعد آنے والوں سے بہتر ہوں اور والآخر فالاخر شر ہر بعد میں آنے والا پہلے سے بدتر ہو گا۔

اور بالفاظ دیگر یوں کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ہر زمانے میں بعد میں آنے والا پہلے سے برا ہو گا۔ لہٰذا تم میں سے جو شخص اپنے لیے زمین میں کوئی سرنگ بنا سکے تو اس کو چاہیے کہ وہ بنا لے۔

۷۹۹۳ مَسْلَمَہ

کہا جاتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن منہال کا نام ہے اور عبدالرحمٰن کے بیٹے کے بارے میں اختلاف ہے ایک قول کے مطابق مسلمہ ہے اور دوسرا قول اس کے علاوہ ہے۔ ان کا تفصیلی تذکرہ آگے آئے گا۔ ان شاء اللہ

---

[1] مسند احمد (الحدیث: ۱۰۴/٤) [2] معجم الکبیر (الحدیث: ۱۰۶۱/۱۹)

[3] معجم الکبیر (الحدیث: ۱۰۶۳/۱۹) مجمع الزوائد (الحدیث: ۱۳۸/۵) جامع المسانید (۲۷۹/۱۱)

[4] جامع المسانید (۲۷۷/۱۱) [5] معجم الکبیر (۱۰۶۲/۱۹) تاریخ دمشق (۲۷۲/۲٤)

۷۹۹۴ مسلمہ بن ہزان ✿

کہا گیا کہ یہ حدان حدانی کے بیٹے ہیں۔ رشاطی نے ان کا ذکر کیا ہے اور کہا کہ عبداللہ بن عبس کی حدیث میں ان کا تذکرہ ہے اور یہ فتح مکہ کے بعد نبی علیہ السلام کے پاس آئے تھے اور آپ علیہ السلام کی مدح ان اشعار سے کی ہے:

''قصیمہ سے سواروں کو لے کر منی جانے والی رقص کرتی اونٹنیوں کے رب کی قسم! اللہ کے رسول ہم میں محمد ہی ہیں۔ کعب سے ہی ان کی سرداری اور پاکیزگی چلی آ رہی ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے ہمارے لیے ایسی واضح دلیل لائے جس سے روشنی لینے والے کو اللہ تعالیٰ پریشانی کی ظلمت سے نور بخشے گا۔ جب جنگوں میں اونچے گھوڑوں کے سینے اور تلواروں کی مار کا ملاپ ہوا تو انصار نے آپ کی مدد کی''۔

مرزبانی نے اسی طرح ان کے یہ اشعار نقل کیے ہیں۔

۷۹۹۵ مسور بن عمرو

نبی علیہ السلام کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نجران والوں کو جو معاہدہ امان لکھ کر دیا تھا اس وقت یہ وہاں موجود تھے۔ سیف نے طلحہ اعلم سے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ عکرمہ سے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں اس کا ذکر کیا ہے۔

۷۹۹۶ مسور بن مخرمہ ✿

نسب: مسور بن مخرمہ بن نوفل بن اُہیب بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن لوی۔ لقب: قرشی، زُہری۔ بقول مصعب زبیری ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے، ان کی والدہ کا نام عاتکہ بنت عوف تھا، جو کہ عبدالرحمٰن کی بہن ہیں اور مسلمان ہو کر ہجرت فرما گئی تھیں۔

بقول یحییٰ بن بکیر ان کی پیدائش ہجرتِ مدینہ کے دو سال بعد ہوئی۔ اور فتح مکہ ۸ھ کے بعد ذی الحجہ کے مہینے میں مدینہ آ گئے تھے اور یہ چھ سال عمر میں ایفع کے غلام تھے۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے نبی علیہ السلام سے احادیث نقل کی ہیں اور ان کی حدیث نبی علیہ السلام سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ابوجہل کی بیٹی کو ✿ پیغام نکاح بھیجنے کے بارے میں صحیحین وغیرہ میں موجود ہے اور امام مسلم کے ہاں بعض دوسرے طرق سے مروی ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام سے خود سنا اور میں اس وقت سمجھدار تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ ہجرت سے پہلے پیدا ہوئے لیکن دیگر حضرات

✿ تجرید (۷۷/۲) ✿ اسد الغابہ (ت: ۴۹۱۹) استیعاب (ت: ٢٤٣٤) تجرید (۷۷/۲)

✿ بخاری کتاب الخمس باب ذکر من درع النبی و عصاہ (الحدیث: ۳۱۱۰)

مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل فاطمہ (الحدیث: ٦٢٥٩)

ابوداؤد کتاب النکاح باب ما یکرہ ان یجمع بینھن من النساء (الحدیث: ٢٠٦٩)

ابن ماجہ کتاب النکاح باب الغیرۃ (الحدیث: ۱۹۹۹) مسند احمد (الحدیث: ٣٢٦/٤)

صحیح ابن حبان کتاب اخبار النبی عن مناقب الصحابہ (الحدیث: ٦٩٥٦) معجم الکبیر (الحدیث: ٢٠/٢٠)

جامع المسانید (٣٠٨/١١)

فرماتے ہیں کہ نہیں یہ ہجرت کے بعد ہی پیدا ہوئے ہیں اور حدیث میں مُحْتَلم کا معنی بالغ ہونا نہیں بلکہ صرف سمجھدار ہونا اور اپنی ذمہ داری کو ہوشیاری سے ادا کرنے والا ہونا مراد ہے۔ بقول مصعب یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس زیادہ تر بیٹھتے تھے، اور بغوی زبیر یہ صاحب علم وفضل اور عالم دین تھے۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ام بکر بنت مسور کے طریق سے تخریج کیا ہے کہ ان کے والد مسور نے کہا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نبی علیہ السلام وضو فرما رہے ہے اور میں آپ علیہ السلام کے پیچھے کھڑا تھا تو ایک یہودی میرے پاس سے گزرا تو آپ علیہ السلام کی کمر مبارک سے کپڑا ہٹا تو مہر نبوت نظر آئی۔ اس یہودی نے مجھے کہا کہ تم جا کر کپڑا اٹھاؤ تاکہ اچھی طرح زیارت کرسکوں تو میں کپڑا اٹھانے لگا تو آپ علیہ السلام نے چلو میں پانی لے کر میرے چہرے پر پھینکا۔

عثمان بن حکیم کے طریق سے مروی ہے، ابوامامہ بن سہل مسور سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک بھاری پتھر اٹھائے ہوئے آ رہا تھا اور میرا تہبند کچھ ڈھیلا تھا تو وہ کھل گیا اور میں پتھر اپنی جگہ پہنچائے بغیر نہ رکھ سکا تو نبی علیہ السلام نے مجھے ارشاد فرمایا جاؤ پہلے اپنا کپڑا اٹھاؤ اور ننگے نہ پھرا کرو۔ [1]

مسور نے خلفاء اربعہ کے علاوہ عمرو بن عوف قرشی اور مغیرہ وغیرہ سے احادیث نقل کی ہے۔ اور ان سے روایت لینے والے سعید بن میسب، علی بن حسین اور عوف بن طفیل اور عروہ کے علاوہ دیگر حضرات ہیں۔ اور یہ اپنے ماموں عبدالرحمٰن بن عوف لیالی شوریٰ کے ساتھ رہا کرتے تھے اور انہوں نے اپنے ماموں سے بہت سی چیزیں یاد کیں اور پھر یہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے لگ گئے۔ پھر جب پہلا محاصرہ شروع ہوا تو ان کو منجنیق کے ذریعہ ایک پتھر لگا جس سے یہ شہید ہوگئے۔ [2]

یحییٰ بن بکیر نے بھی اسی طرح نقل کیا ہے اور مزید یہ فرمایا کہ ان کو منجنیق سے پتھر لگا تو یہ نماز میں مصروف تھے۔ پھر پانچ دن زندہ رہے اور ان کی وفات اس دن ہوئی جس دن یزید بن معاویہ کی موت کی خبر آئی یعنی ۶۴ھ میں۔ اسی طرح ابومسہر نے بھی بیان کیا ہے۔

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ ان کی وفات ۷۳ھ میں ہوئی۔ لیکن پھر ان کی غلطی پر تعاقب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کی یہ بات غلط ہے کیونکہ اس بات پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ ان کی موت ابن زبیر رضی اللہ عنہ پر حملہ کے وقت ہوئی اور اسی حملے میں ان کو منجنیق کا پتھر لگا تھا۔ اور یہ پہلا حملہ یزید بن معاویہ کے بھیجے ہوئے لشکر نے کیا تھا اور یہ ۶۴ھ یا ۶۵ھ کی بات ہے اور ۷۳ھ والا حملہ تو یزید کی طرف سے نہیں بلکہ حجاج کی طرف سے ہوا تھا جس میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تھے۔ اور اس وقت تک مسور زندہ نہیں تھے۔

۷۹۹۷ مسور ابن فلان [3]

یہ عبداللہ کے والد ہیں، ابونعیم ان کے تذکرہ میں اشہب بن عبدالعزیز کے طریق سے تخریج کرتے ہیں۔ ابن لہیعہ ابن محیریز

---

[1] مسلم كتاب الحيض باب الاعتناء بحفظ العورة (الحديث: ۷۸) معجم الكبير (الحديث: ۶/۲۰)
سنن الكبرىٰ (الحديث: ۲۲۵/۲)

[2] معجم الكبير (الحديث: ۳/۲۰) جامع المسانيد (۲۸۱/۱۱، ۲۸۲) مختصر تاريخ دمشق (۳۰۶/۲۴)

[3] اسد الغابه (ت: ۴۹۱۸) تجريد (۷۷/۲)

سے روایت کرتے ہیں اور وہ مسور کے بیٹے عبداللہ سے کہ ان کے والد نے کہا کہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ تم اس وقت تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض ادا کرتے رہو جب تک تمہیں اس بات کا خطرہ نہ ہو کہ تمہیں ان برائیوں کا سامنا کرنا پڑے گا جن سے تم نے منع کیا۔ اگر ایسا خطرہ ہو تو پھر خاموشی اختیار کرنے کی اجازت ہے۔ [1]

ابونعیم فرماتے ہیں کہ یہ روایت تو اس طرح ہے لیکن ابن لہیعہ کی ابن محیریز سے کوئی روایت ہمیں معلوم نہیں ہو سکی۔

۷۹۹۸ مُسَوَّر [2]

بقول عبدالغنی بن سعید اور ابن ماکولا [3] ان کا مُسَوَّر ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مسور بن مخرمہ کے ساتھ ان کا تذکرہ کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نام بھی مُسَوَّر ہی ہے اور یہ یزید اسدی، مالکی کے بیٹے ہیں۔ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول ان کا تعلق بنی مالک سے ہے۔

یحییٰ بن کثیر نے ان سے روایت بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نبی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا تو آپ علیہ السلام سے قراءت کے دوران کوئی آیت چھوٹ گئی تو سلام کے بعد ایک آدمی نے عرض کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا تم نے مجھے نماز میں وہ آیت کیوں نہ یاد دلائی۔ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے سمجھا شاید منسوخ ہوگئی ہو۔ [4] امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں اس کی تخریج کی ہے۔

۷۹۹۹ مسیّب بن حزن

نسب: مسیب بن حزن بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم، لقب: قرشی، مخزومی۔ یہ سعید کے والد ہیں اور یہ اور ان کے والد دونوں کو حضور علیہ السلام کی صحبت کا شرف ملا ہے۔

بخاری و مسلم میں ان کی حدیث طارق بن عبدالرحمٰن کے طریق موجود ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حج کر رہا تھا تو میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جو کہ نماز پڑھ رہے تھے میں نے پوچھا کہ یہ کونسی مسجد ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ درخت ہے جس کے نیچے بیعت رضوان ہوئی پھر میں سعید بن مسیّب سے ملا تو اس نے کہا کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ میں نے بھی اس درخت کے نیچے نبی علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی لیکن جب ہم اگلے سال اس درخت کے پاس سے گزرے تو ہم نے اسے نہ پایا۔

سعید نے کہا کہ نبی علیہ السلام کے صحابہ کو اس بات کا علم نہیں تھا؟ تم ان سے بڑے جاننے والے آگئے ہو۔ [6]

---

[1] كنز العمال (الحديث: ۵۵۵۹) جامع المسانيد (۳۱۶/۱۱)

[2] اسد الغابہ (ت: ۴۹۲۰) استيعاب (ت: ۲۴۳۵) تجريد (۷۷/۲) [3] الاكمال (۱۸۹/۷)

[4] ابوداؤد كتاب الصلوٰة باب الفتح على الامام (الحديث: ۹۰۷) مسند احمد (الحديث: ۸۳/٤)
معجم الكبير (الحديث: ۲۷/۲) الاحاد والمثانى (الحديث: ۲۹۷/۲) (الحديث: ۱۶۰/۵)

[5] اسد الغابہ (ت: ٤٩٢١) استيعاب (ت: ۲٤۳۶) تجريد (۷۷/۲)

[6] بخارى كتاب المغازى باب غزوة الحديبيه (الحديث: ٤١۶۲، ٤١۶۳)
مسلم كتاب الاجارة باب استحباب مبايعة الامام (الحديث: ٤٣٣/٥) معجم الكبير (الحديث: ٨١٥/٢٠، ٨١۶/٢٠)
جامع المسانيد والسنن (٣١٩/١١، ٣٢٠)

ان کا کچھ تذکرہ ان کے والد حزن بن ابی وہب کے حالات میں گزرا ہے۔ اور مسیب کی بخاری و مسلم میں ایک اور حدیث بھی ہے جس میں ابو طالب کی وفات کا واقعہ ہے۔ [1]

ان تمام روایات سے مصعب زبیری کے قول کی تردید ہوتی ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس پر اتفاق ہے کہ مسیب اور ان کے والد فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے۔ اسی طرح ابو احمد عسکری نے بھی ان کے اس قول کی تردید کی ہے۔

یہ مسیب شام کی جنگ یرموک میں بھی شریک تھے۔ ان کی وفات کے متعلق مجھے کوئی صحیح بات نہیں مل سکی۔

۸۰۰۰ مسیّب بن ابی السائب [2]

نسب: مسیب بن ابی السائب بن عبداللہ بن عابد بن عمر بن مخزوم۔ لقب: قرشی، مخزومی۔ سائب ان کے بھائی کا نام ہے۔ زبیر بن بکار ان کے تذکرہ میں ابو معشر سے نقل کرتے ہیں کہ یہ مسلمان ہو گئے تھے اور نبی علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کی حدیبیہ کے مقام سے۔ اور ان کا ایک بیٹا عبداللہ تھا جو محاصرۂ عثمان رضی اللہ عنہ میں شہید ہو گیا تھا۔

۸۰۰۱ مسیّب بن عمرو [3]

ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور مقاتل بن سلیمان سے نقل کیا ہے کہ ان کا تذکرہ سورہ والعٰدیات کی تفسیر میں ملتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے بنو کنانہ کے ایک قبیلے کے خلاف فوجی دستہ روانہ کیا اور مسیب بن عمرو اس کا کمانڈر مقرر فرمایا۔ کچھ عرصے تک اس قافلہ کی کوئی خبر نہ آئی چنانچہ منافقوں نے یہ افواہ اڑا دی کہ وہ سب مارے گئے اس پر سورۂ عادیات نازل ہوئی: ﴿وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا﴾۔ [4]

باب میم کے بعد شین

۸۰۰۲ مشرَح اشعری [5]

بقول بغوی: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [6] نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ابن ابی عاصم اور ابن سکن [7] وغیرہ نے سلمہ بن وہرام کے طریق سے تخریج کیا کہ میل اشعریہ جو کہ مشرح کی بیٹی ہیں انہوں نے اپنے والد مشرح کے بارے میں مجھے بتایا کہ میرے والد صحابی تھے اور انہوں نے ناخن کاٹ کر جمع کر کے ان کو دفن کر دیا اور فرمایا کہ میں نے نبی علیہ السلام کو ایسے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ [8] اس کی سند میں محمد بن سلیمان بن مسمول راوی انتہائی ضعیف ہیں۔

---

[1] بخاری كتاب التفسير باب ﴿ما كان للنبی والذين امنوا.... الخ﴾ (الحديث: ٤٦٧٦) باب ﴿ انک لا تهدی من احبب ﴾ (الحديث: ٤٧٧٢) مسلم كتاب الايمان باب الدليل على صحة الاسلام ... الخ (الحديث: ٣٩)

[2] اسد الغابہ (ت: ٤٩٢٢) استيعاب (ت: ٢٤٣٧) تجريد (٧٧/٢) [3] اسد الغابہ (ت: ٤٩٢٣) تجريد (٧٧/٢)

[4] سورة العاديات الآية (١) [5] اسد الغابہ (ت: ٤٩٢٤) استيعاب (ت: ٢٥٨١) تجريد (٧٨/٢)

[6] تاريخ كبير (٤٥/٨) [7] احاد والمثانی (٤٥٩/٤) [8] معجم الكبير (الحديث: ٧٦٢/٢٠) مسند بزار (الحديث: ٢٨٥) مجمع الزوائد (الحديث: ١٦٨/٥) جامع المسانيد (٣٢١/١١)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی سند کے ساتھ الباب الاربعین من شعب الایمان کے آخر میں اس کی تخریج کی ہے اور فرمایا کہ ابن السکن نے اس کے علاوہ ان سے کوئی روایت نہیں لی۔

۸۰۰۳ مُشمرج[1]

خالد سعدی کے بیٹے ہیں اور مشہور محدث علی بن حجر کے دادا ہیں۔

بقول ابن حبان ان کو نبی علیہ السلام کی صحبت کا شرف ملا ہے اور ابن السکن نے حسین بن اسماعیل فارسی سے انہوں نے حاتم بن عبداللہ بن عبدہ سے اور وہ علی بن حجر بن ایاس بن مقاتل بن مشمرج اپنے والد سے اور وہ اپنے والد ایاس سے اور وہ اپنے دادا مشمرج سے روایت کرتے ہیں کہ میں وفد عبدالقیس کے ساتھ حضور علیہ السلام کی خدمت میں آیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم میں کوئی غیر بھی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہماری بہن کا لڑکا ہمارا غیر ہے تو ارشاد فرمایا نہیں بلکہ وہ تمہاری قوم ہی کا ایک فرد ہے۔[2] پھر آپ نے اسے ایک چادر پہنائی اور صحراء میں ایک قطعہ زمین بھی عطا فرمایا اور اس پر ان کو فرمان لکھ کر جاری فرمایا۔

---

[1] اسد الغابہ (ت: ٤٩٢٥) تجرید (٧٨/٢)
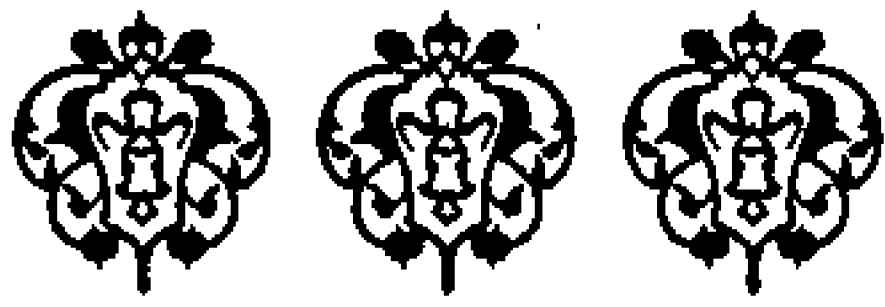
[2] ابوداؤد کتاب الادب باب فی العصبیۃ (الحدیث: ٥١٢٢) معجم الکبیر (الحدیث: ١٤٢/٢) جامع المسانید (٣٢٢/١)

طرف اس میں جس کو وہ سمجھتے ہیں، پس کوئی مؤمن اور کافر باقی نہیں رہے گا۔ مگر ابوبکر بن ابی علی نے اس قصہ کی صدقہ بن عبداللہ المازنی کے طریق سے تخریج کی ہے، جو جناح بن غنم بن قیس سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی موت کا تذکرہ کیا گیا۔ ✿ ہم پر ایک آدمی آیا، پھر کہا..... پھر شعر کا ذکر کیا۔

اور روایت کیا اس کو شعبہ نے عاصم احوال سے جو غنیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں، کہا: میں نے اپنے باپ سے کلمات یاد کرلئے جو انہوں نے کہے جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی۔ اور ابونعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

القسم الثالث ازحرف غین

باب غین کے بعد الف

۶۹۳۰ (ز) **غاضرہ** عمر نے سنا، پہلے گزر چکا ہے۔

۶۹۳۱ **غالب بن بشر الاسدی** ✿

طلیحہ بن خویلد سے فتنۂ ارتداد میں الگ ہونے والوں میں سے ایک۔ بنی اسد کے حکماء میں سے ہے اور سرداروں میں سے ہے۔ ذکر کیا اس کو وثیمہ نے کتاب الردۃ میں، اور ابن فتحون نے اس کو اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔

۶۹۳۲ (ز) **غالب بن صعصعہ**

ابن ناجیہ بن عقال التمیمی الداری، فرزدق شاعر کے والد۔ اس کے باپ کے لئے صحابیت ہے اور غالب کے لئے ملاقات ثابت ہے، اس لئے کہ فرزدق پیدا ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اور عمدہ اشعار کہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اور عنقریب یہ بات مزید اضافے کے ساتھ آئے گی، اس کے ترجمہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ حرف فاء کی آخری قسم میں۔

اور تاریخ مظفری میں ہے: غالب بن صعصعہ نے لمبی عمر پائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بصرہ میں ملے۔ اور ان پر فرزدق کو داخل کیا، اور وہ سخاوت میں مشہور تھا، پس کہا جاتا ہے کہ بے شک بنی کلب کی ایک جماعت نے رہن رکھا اس شرط پر کہ انہوں نے ارادہ کیا ایک جماعت کا جن کا انہوں نے نام لیا، سو جس نے ان کو دے دیا اور اس کے سائل نے سوال نہ کیا ہو وہ کون ہے؟ وہ ان میں سب سے زیادہ معزز ہے۔ انہوں نے عمرو بن سلیل شیبانی اور طبقہ بن قیس بن عاصم اور غالب بن صعصعہ کو اختیار کیا، وہ عمر اور طلبہ کے پاس آئے، تو ان دونوں نے کہا، تم کون ہو؟ پھر غالب کے پاس آئے اس نے ان کو دے دیا اور اس نے ان سے سوال نہیں کیا، پھر غالب والے نے رہن کو لے لیا، اور تحقیق وثیل بن ریبوعی کے ترجمہ میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔ اس کے مغاضرت کے قصہ میں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اونٹوں کے ذبح کے متعلق ہے۔ اور عنقریب اس کا ذکر اس کے بیٹے کے ترجمہ میں آئے گا اور ہنید بنت صعصعہ اس کی بہن کے ترجمہ میں۔

✿ جامع المسانيد والسنن (۲٤٤/۱۰) ✿ اسد الغابہ (ت: ٤١٦٤)